

رحمت عالم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیر طیبہ پر

معروف و مستند کتاب اردو ترجمہ

النسب
سیرت ابی
البن ہشام



تألیف
مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ سَيَّارٍ أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ هِشَامٍ
م ۱۸۰ھ ————— م ۲۴۵ھ

جلد دوم

اردو ترجمہ
پیشہ بین علی حسنی نظامی دہلوی
تہذیبِ ہدیہ
سعود اشرف عثمانی

الاحیاء الامیاء
۱۲۷۱ھ لاہور کراچی
پاکستان

رحمتِ عالم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ پر
معروف و مستند کتاب کا اردو ترجمہ

سیرتِ ابن ہشام
جلد دوم

مؤلف
محمد بن اسحاق بن لیار ابو محمد عبد الملک بن ہشام
م ۱۵۱ھ ————— م ۲۱۳ھ

اردو ترجمہ
سید حسین علی حسنی نظامی دہلوی

تہذیب جدید
سعود اشرف عثمانی

ادارہ انیس پیشرز، یک سیلرز، ایکسپورٹرز
لاہور

جملہ حقوق محفوظ

ابن - س

بجوالہ COPR - 4060

سنٹرل کاپی رائیٹ آفس حکومت پاکستان

تمام کتاب	سیرت ابن ہشام جلد دوم
طباعت	سہ
باہتمام	اشرف برادران سلیم الرحمن
ناشر	ادارۃ اسلامیات - لاہور
تعداد	ایک ہزار ایک سو
کتابت	مشاق احمد جلالپوری
مطبع	ارشاد سلمان وہاب پرنٹرز لاہور
قیمت	

ادارۃ ایسٹریٹجک سلیٹرز، کمپیوٹرز، ایمیشن

☆ رجسٹرڈ میٹریل، لاہور، ۱۹۰۰	☆ ۱۹۰۰، لاہور، پاکستان	☆ سہ ماہی، لاہور، پاکستان
۹۱-۳۲-۴۳۳۴۸۵	۴۳۳۴۸۵-۴۳۳۴۸۵	۴۳۳۴۸۵-۴۳۳۴۸۵

ملنے کے پتے

- ادارۃ اسلامیات - ۱۹۰۰ - انارکلی لاہور
- دارالاشاعت - اردو بازار - کراچی
- ادارۃ المعارف - مدرسہ دارالعلوم گونڈی کراچی
- مکتبہ دارالعلوم - کورنگی کراچی

فہرست مضامین

(سیرت ابن ہشام جلد دوم)

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
		۱۹	باب ۸۵ - سورۃ انفال کا نزول (۱)
۲۸	نمود و نمائش کی ممانعت	۱۹	سورۃ انفال کی آیات
۲۹	جہاد کی تیاری	۱۹	روائی کے حالات
۲۹	مصلح و آشتی	۲۰	فرشتوں کی مدد
۲۹	دھوکے کا اندیشہ	۲۱	ثابت قدمی کا حکم
۲۹	شجاعت و استقامت	۲۱	رسول اللہ کا لکڑیاں چھینکنا
۳۰	حکم میں تخفیف	۲۲	کفار کو تنبیہ
۳۱	پانچ خاص عطیے	۲۲	اطاعت کا حکم
۳۱	قیدیوں کے بارے میں آیات	۲۳	ایمان کی دعوت
۳۲	سیرات کا حکم	۲۳	اللہ تعالیٰ کی نعمت
۳۳	باب ۸۶ - ثمر کاٹے بدر (مہاجرین)	۲۳	تقویٰ کی برکات
۳۳	بنی مطلب	۲۴	قریش کی جہالت
۳۴	بنی عبد شمس	۲۶	باب ۸۷ - سورۃ انفال کا نزول (۲)
۳۴	بنی اسد بن خزیمہ	۲۶	حضرت عائشہ کی روایت
۳۵	بنی بکر بن خنم	۲۶	بھائی کے لئے مال خرچ کرتے والے
۳۵	بنی نوفل	۲۶	کفار کے لئے مہلت
۳۵	بنی اسد	۲۷	جہاد کی ترغیب
۳۵	بنی عبدالدار	۲۸	افواج کے مقامات
۳۶	بنی زہرہ	۲۸	آنحضرتؐ کا خواب
۳۶	بنی تیم بن مرہ	۲۸	ثبات اور ذکر اللہ
۳۷	بنی مخزوم		

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۴۸	بنی قریوس - بنی مرصخہ	۳۸	بنی عدی بن کعب
۴۹	بنی لوزان - بنی غصینہ	۳۸	بنی جمح بن عمرو
۴۹	بنی ساعدہ - بنی ہدی	۳۸	بنی سم بن عمرو
۵۰	بنی طریف - قبیلہ جہنیم - بنی جشم	۳۹	بنی مالک بن حسل
۵۱	بنی عبیدہ - بنی خناس	۴۰	بنی حرث بن فہرہ
۵۲	بنی نعان - بنی سواد بن غنم	۴۱	باب ۸ - شمر کاٹے بدر (اوس)
۵۲	بنی عدی بن نابی	۴۱	بنی عبدالاشہل
۵۳	بنی زریق - بنی خالد	۴۲	بنی سواد بن کعب
۵۳	بنی غلدہ - بنی جملان - بنی بیاضہ	۴۲	بنی عبد بن ذراح
۵۴	بنی حبیب - بنی ثعلبہ - بنی عسیرہ	۴۲	بنی حارثہ
۵۴	بنی عمرو - بنی عبیدہ - بنی عائذ	۴۳	بنی ضبعہ
۵۵	بنی زید بن ثعلبہ - بنی سواد بن مالک	۴۳	بنی اُمیہ بن زید
۵۵	بنی عتیک بن عمرو	۴۳	بنی عبید بن زید
۵۵	بنی قیس بن عبیدہ	۴۴	بنی ثعلبہ بن عمرو
۵۶	بنی عدی بن عمرو - بنی عدی بن عامر	۴۴	بنی مجبسی
۵۶	بنی حرام بن جندب	۴۴	بنی غنم بن سلم
۵۷	بنی عوف بن مبذول - بنی خنساء بن مبذول	۴۵	بنی معاویہ بن مالک
۵۷	بنی ثعلبہ - بنی دینارہ - بنی قیس بن مالک	۴۶	باب ۹ - شمر کاٹے بدر (غزرج)
۵۸	دیگر اصحاب	۴۶	بنی امرئ القیس - بنی زید
۵۸	اصحاب بدر کی کل تعداد	۴۶	بنی عدی - بنی احمر
۵۹	باب ۱۰ - شہداء اور مقتولین قریش اور اسیر	۴۷	بنی جشم - بنی زید - بنی جدارہ
۵۹	شہداء شہداء	۴۷	بنی ابجر - بنی جہلی
۶۰	مقتولین قریش : بنی عبد شمس	۴۸	بنی جزہ بن عدی - بنی سالم
۶۰	بنی نوفل بن عبد مناف	۴۸	بنی احرم - بنی وعدہ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۴۳	آیات قرآنی	۶۱	بنی اسد - بنی عبدالدار
۴۴	سیرۃ قدس بنی حارثہ	۶۱	بنی تیم بن مثرہ - بنی مخزوم
۴۵	باب ۹۲ - کعب بن اشرف یہودی کا قتل	۶۳	بنی سہم - بنی حجاج
۴۵	کعب کی اسلام دشمنی	۶۳	بنی عامر بن لوی - مقتولین کی تعداد
۴۵	مسلمانوں کی دل آزاری	۶۴	دیگر مقتولین
۴۵	محمد بن سلمہ کی منصوبہ بندی	۶۵	اسیران قریش : بنی ہاشم - بنی مطلب
۴۶	ابوناٹک کی کعب سے ملاقات اور گفتگو	۶۵	بنی عبد شمس - بنی نوفل
۴۶	کعب کی بد فطرتی	۶۵	بنی عبدالدار - بنی اسد
۴۶	چاندوں افراد کی روانگی	۶۶	بنی مخزوم - بنی سہم بن عمرو
۴۶	کعب کا قتل	۶۶	بنی حجاج -
۴۸	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری	۶۷	بنی عامر بن لوی - بنی حارث بن قحط
۴۸	محبیہ اور حویہ	۶۷	دیگر اسیران قریش
۴۸	بنی قریظہ کا واقعہ	۶۸	اشعار حضرت علیؑ
۸۰	باب ۹۳ - غزوہ احد (۱)	۷۰	باب ۱ - غزوات اور سرایا
۸۰	قریش کا اصلاح مشورہ	۷۰	غزوہ بنی سلیم
۸۰	احسان کا بدلہ	۷۱	غزوہ سویق
۸۱	قریشی عورتیں	۷۱	ابوسفیان کا ظلم
۸۲	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب	۷۱	غزوہ ذی امر
۸۲	جنگ کے متعلق مشورہ	۷۱	غزوہ بھران
۸۲	عبداللہ بن ابی کی رائے	۷۱	غزوہ بنی قینقاع
۸۲	مسلمانوں کا عذبتہ شہادت	۷۱	واقعے سے متعلق آیات
۸۲	منافقوں کی واپسی	۷۲	یہودی کی شرارتیں
۸۲	آنکھ امد دل کا اندھا	۷۲	عبداللہ بن ابی کی گستاخی
۸۲	احد کی گھاٹی میں پڑاؤ -	۷۳	خدا اور رسولؐ سے محبت

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۹۶	عبدالرحمن بن عوف	۸۴	تیراندازوں کو ہدایت
۹۶	مسلمانوں کو خوشخبری	۸۴	کم عمر مجاہد
۹۷	باب ۹۶ - غزوہ احد (۴)	۸۵	حضرت ابودجانہ
۹۷	ابی بن خلف کی بدعتی	۸۵	ابوعروہ فاسق
۹۷	غضب الہی	۸۶	علمبرداروں کو ابوسفیان کی تشبیہ
۹۸	مشرکین کا حملہ	۸۶	مسلمانوں کی شجاعت
۹۸	نماز ظہر	۸۶	رسول اللہ کی تلوار کا حق
۹۸	یمان اور وقش	۸۸	باب ۹۷ - غزوہ احد (۲)
۹۹	یزید بن عاصب اور اس کا باب	۸۸	حضرت حمزہ کی شہادت
۹۹	قرمان منافق	۸۸	ضمیری کی روایت
۱۰۰	مخیر بنی	۸۹	وحشی سے گفتگو
۱۰۱	حرث بن سواد	۹۰	رسول اللہ کی خدمت میں حاضری
۱۰۱	امیرؓ کی شہادت	۹۱	باب ۹۸ - غزوہ احد (۳)
۱۰۱	عمرو بن جموح کا جہاد اور شہادت	۹۱	مصعب بن عمیرؓ کی شہادت
۱۰۲	حضرت حمزہ اور ہندہ	۹۱	عاصمؓ بن ثابت
۱۰۲	حضرت عمرؓ اور حسانؓ بن ثابت	۹۲	حنظلہ بن عقیل الملائکہ
۱۰۳	باب ۹۹ - غزوہ احد (۵)	۹۲	ہزیمت کے اسباب
۱۰۳	ابوسفیان کی ہرزہ سرائی	۹۳	قریش کا جھنڈا
۱۰۴	اٹلی جنگ	۹۳	چہرہ اقدس پر زخم
۱۰۴	مشرکین کا تعاقب	۹۴	بدنصیب لوگ
۱۰۴	سعد بن زید	۹۴	ابوعبیدہ بن الجراح
۱۰۵	رسول اللہ کا رنج و ملال	۹۴	زیاد بن سکن کی جانثاری
۱۰۵	آیات قرآن مجید	۹۴	آم عمارہ کی جانثاری
۱۰۶	شہداء کی نماز جنازہ	۹۵	ابودجانہ اور سعد بن ابی وقاص
		۹۵	قتادہؓ کی معزوب آنکھ کا ٹھیک ہونا
		۹۵	انسؓ بن نضر

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۳۳	دھوکے بازی اور غداری	۱۰۶	عبداللہ بن حبش
۱۳۴	اللہ تعالیٰ کی طرف سے نفع کی حفاظت	۱۰۷	شہداء کا اعتراف
۱۳۵	ابن طارق کی شہادت	۱۰۸	عمدہ کارنج و اندوہ
۱۳۶	ذبیہ بن وثنہ کی شہادت	۱۰۸	رسول اللہ سے محبت و عقیدت
۱۳۷	حضرت خبیث کی شہادت	۱۰۹	باب ۹ - غزوہ احد (۶)
۱۳۸	واقعہ کے بارے میں قرآنی آیات	۱۰۹	مشرکین کا تعاقب
۱۳۹	خبیث کے اشعار	۱۰۹	جذبہ جہاد
۱۴۰	اشعار حسان بن ثابت	۱۰۹	تعاقب کی جنگی تدبیر
۱۴۱	باب ۱۰ - بیر معونہ کا واقعہ	۱۱۰	ابوسفیان کا پیغام
۱۴۲	معلین کی روانگی	۱۱۱	معاویہ بن مغیرہ کا قتل
۱۴۳	عامر بن طفیل کا فریب	۱۱۲	عبداللہ بن ابی کی ذلت
۱۴۴	عمرو بن امیہ اور منذر کی روانگی	۱۱۳	مسلمانوں کی آزمائش
۱۴۵	دو عامریوں کا قتل	۱۱۳	باب ۹۹ - غزوہ احد اور آیات قرآنی (۱)
۱۴۶	رسول اللہ کا طہال	۱۱۳	سورہ آل عمران
۱۴۷	رتبہ شہادت	۱۱۹	باب ۱۰۰ - غزوہ احد اور آیات قرآنی (۲)
۱۴۸	عامر بن طفیل پر حملہ	۱۱۹	سورہ آل عمران
۱۴۹	باب ۱۰۱ - یہود بنی نضیر کی جلا وطنی	۱۲۵	باب ۱۰۱ - شہدائے اسلام اور مقتولین قریش
۱۵۰	یہود کی ناپاک سازش	۱۲۵	شہدائے اسلام ہاجرین
۱۵۱	بنی نضیر کا محاصرہ	۱۲۵	انصار شہداء
۱۵۲	مناقصین کی فتنہ پردازی	۱۲۹	مقتولین قریش
۱۵۳	یہود کی احوال کی تقسیم	۱۳۱	اشعار حضرت حسان بن ثابت
۱۵۴	آیات قرآنی	۱۳۱	کعب بن مالک کے اشعار
۱۵۵	باب ۱۰۲ - غزوہ ذات الرقاع	۱۳۳	باب ۱۰۲ - رجیع کا المناک واقعہ
۱۵۶	ذات الرقاع کی وجہ تسمیہ	۱۳۳	سلم کے لئے درخواست

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۵۹	کعب بن اسد کی عہد شکنی	۱۴۷	صلوۃ خوف
۱۵۹	عہد شکنی کی تفتیش	۱۴۸	غورث کا واقعہ
۱۶۰	کڑی آزمائش اور منافقین	۱۴۸	آیات قرآنی
۱۶۱	حضرت سعد بن معاذ کا جذبہ ایمانی	۱۴۸	حضرت جابرؓ کے ٹوٹ کا واقعہ
۱۶۱	چند مشرکین	۱۵۰	عبادت کا ذوق و شوق
۱۶۱	سلمان فارسی کا اعزاز	۱۵۱	واپسی پر مدینہ میں قیام
۱۶۲	مسلمانوں کا شعار	۱۵۲	باب ۱۰ - غزوہ بدر الآخرہ اور دومۃ الجندل
۱۶۲	باب ۱۱ - غزوہ خندق (۳)	۱۵۲	ابوسیان کا گریز
۱۶۲	حضرت سعد بن معاذ	۱۵۲	مخشی بن عمرو ضمری
۱۶۳	حضرت صفیہ کی شجاعت	۱۵۲	غزوہ دومۃ الجندل
۱۶۴	نعیم کا گانا	۱۵۳	باب ۱۱ - غزوہ خندق (۱)
۱۶۵	مشرکین میں پھوٹ	۱۵۳	یہود اور قریش کا گٹھ جوڑ
۱۶۶	سخت آدمی	۱۵۳	یہود اور غطفان
۱۶۶	مشرکین کی حالت	۱۵۳	کفاد کے سر کردہ افراد
۱۶۸	باب ۱۲ - غزوہ بنی قریظہ	۱۵۴	خندق کی کھدائی
۱۶۸	یہود سے جنگ کا حکم	۱۵۴	آیات قرآنی
۱۶۸	ہراول دستہ	۱۵۵	معجزات نبوی
۱۶۹	جبرائیل علیہ السلام	۱۵۵	سخت زمین کا نرم ہو جانا
۱۶۹	نماز کی ادائیگی	۱۵۵	کھجوروں میں برکت
۱۶۹	بنی قریظہ کا محاصرہ	۱۵۶	کھانے میں برکت
۱۷۰	ابولہبہ کی توبہ	۱۵۶	معجزانہ پیش گوئیاں
۱۷۱	آیت قرآنی	۱۵۸	باب ۱۲ - غزوہ خندق (۲)
۱۷۱	توبہ کی قبولیت	۱۵۸	کفاد کی آمد
۱۷۲	چند لوگوں کا قبول اسلام	۱۵۸	حیی بن اخطب اور کعب بن اسد

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۸۹	سنازل سفر	۱۸۲	حضرت سعد بن معاذ کی ثانی
۱۹۰	ادیشوں پر چھاپ	۱۸۳	یہود کا قتل
۱۹۰	غزوہ ذی قرد	۱۸۴	حتی بن اخطب کا قتل
۱۹۰	مسلمان شہسوار	۱۸۴	ایک عورت سے قصاص
۱۹۱	رسول اللہ کی نصیحت	۱۸۴	زبیر بن ابی قریظہ کا واقعہ
۱۹۱	محرز کی سبقت احمد شہادت	۱۸۵	عطیہ اور دفاعہ
۱۹۱	مسلمانوں کے گھوڑوں کے نام	۱۸۶	اموال کی تقسیم
۱۹۲	لٹیروں کے مقتول	۱۸۷	باب ۱۱ - ارشادات قرآن مجید
۱۹۳	غناری کی بیوی کی نذر	۱۸۷	آیات قرآن
۱۹۴	باب ۱۲ - غزوہ بنی مصطلق	۱۸۸	باب ۱۲ - غزوہ قریظہ کے بعد کے واقعات
۱۹۴	غزوہ بنی مصطلق	۱۸۹	حضرت سعد بن معاذ کی شہادت
۱۹۴	عبداللہ بن ابی کی فتنہ پردازی	۱۸۹	غزوہ خندق میں شہداء اسلام
۱۹۵	رسول اللہ کو خیر	۱۸۹	کفار کے مقتولین
۱۹۵	امیر بن حنفیہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو	۱۸۹	غزوہ قریظہ کے شہید
۱۹۶	دفاعہ بن زید کی ہلاکت	۱۸۹	سلام بن ابی الحقیق کا قتل
۱۹۶	ابن ابی کے بارے میں آیات قرآنی	۱۸۹	غیر میں ورود
۱۹۶	مقیس کی حیلہ جوئی	۱۸۹	باب ۱۳ - سرکردہ افراد کا قبول اسلام
۱۹۸	مقتولین بنی مصطلق	۱۸۹	عمرو بن العاص اور خالد بن ولید کا قبول اسلام
۱۹۸	ام المؤمنین حضرت جویریہؓ	۱۸۹	بخاشی کے دربار میں
۱۹۸	حادثہ کا قصہ	۱۸۹	بخاشی کی ناراضگی
۱۹۹	زکوٰۃ کی وصولی اور بنی مصطلق	۱۸۹	قبول اسلام
۲۰۱	باب ۱۴ - واقعہ افک	۱۸۸	عثمان بن طلحہ کا قبول اسلام
۲۰۱	حضرت عائشہؓ کی روایت	۱۸۹	باب ۱۵ - دیگر غزوات
۲۰۱	صفوان بن معطل	۱۸۹	غزوہ بنی لہیان

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۱۴	باب ۱۱۸ - بیعت رضوان	۲۰۲	تہمت کے اثرات
۲۱۴	جنگ کی بیعت	۲۰۲	حضرت عائشہؓ کو تہمت کا علم
۲۱۴	صلح کی کوشش اور حضرت عمرؓ کا اضطراب	۲۰۳	رسول اللہؐ کا رنج و ملال
۲۱۵	صلح حدیبیہ اور صلح نامہ	۲۰۳	تہمت لگانے والے
۲۱۶	ابو جندل اور آنحضرتؐ کا ایفائے عہد	۲۰۳	کشیدگی
۲۱۶	صلح نامے پر گواہیاں	۲۰۴	حضرت عائشہؓ کا رنج و ملال
۲۱۶	قربانی اور حلق	۲۰۴	صبر جمیل
۲۱۶	سورۃ فتح کا نزول	۲۰۵	نزول وحی اور برأت کی خوش خبری
۲۲۰	صلح کے فوائد	۲۰۵	حضرت ابویوبؓ اور ان کی اہلیہ
۲۲۱	باب ۱۱۹ - مکہ کے مظلوم مسلمان	۲۰۵	آیات قرآنی
۲۲۱	ابو بصیر کا واقعہ	۲۰۶	عفو و درگزر کا حکم
۲۲۱	عالمی کا قتل	۲۰۶	صفوان اور حسانؓ
۲۲۲	ابو بصیر کا گروہ	۲۰۸	باب ۱۲۰ - حدیبیہ کا واقعہ
۲۲۲	قریش کی درخواست	۲۰۸	عمرؓ کے ارادے سے روانگی
۲۲۲	عالمی کا خون بہا	۲۰۸	مسلمانوں کی تعداد
۲۲۳	اُمّ کلثوم کی ہجرت	۲۰۸	آنحضرتؐ کی گفتگو
۲۲۳	عورتوں کی ہجرت کا سوال	۲۰۹	حدیبیہ میں ورود
۲۲۳	عروہ کا جواب	۲۱۰	بدیل اور خزاعہ
۲۲۴	امام زہری کی تشریح	۲۱۱	عروہ بن مسعود
۲۲۴	مشرک عورتوں سے علیحدگی	۲۱۱	جاثار صحابہؓ
۲۲۴	فتح مکہ کی خوشخبری	۲۱۲	خراش بن امیہ
۲۲۵	باب ۱۲۱ - غزوہ خیبر (۱)	۲۱۲	قریش کے آدمی
۲۲۵	خیبر کی طرف روانگی	۲۱۳	حضرت عثمانؓ کی روانگی
۲۲۵	حارث بن ابی جحش کی جدی	۲۱۳	حضرت عثمانؓ کی شہادت کی افواہ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۲۷	حجاج بن علاط	۲۲۵	عامر کی شہادت
۲۲۰	باب ۱۲۲ - خیبر کے مال غنیمت کی تقسیم	۲۲۶	اہل خیبر کو اطلاع اور فراہ
۲۲۰	حقہ دادوں کی تعداد	۲۲۷	مقامات سفر
۲۲۰	اثمارہ مجموعے	۲۲۷	قلعوں کی تسخیر
۲۲۱	شق کی تقسیم	۲۲۷	چند چیزوں کی ممانعت
۲۲۹	کتیبہ کی تقسیم	۲۲۸	صنعتی کا بیان
۲۲۲	قدک کا معاملہ	۲۲۸	بنی سہم کی حاضری
۲۲۲	بنو الداد کے نام و نسب	۲۲۹	آخری قلعے اور مرحب
۲۲۳	ابن سہل کا قتل	۲۲۹	یاسر کی ہلاکت
۲۲۳	آنحضرتؐ کا فیصلہ	۲۲۹	حضرت علیؑ کا اعزاز
۲۲۴	دیگر روایات ۱	۲۳۰	نافع کی روایات
۲۲۴	یہود کی جلا وطنی	۲۳۰	کعب بن عمرو کا قصہ
۲۲۵	وادئ القریٰ کی تقسیم	۲۳۱	باب ۱۲۱ - غزوہ خیبر (۲)
۲۲۷	باب ۱۲۲ - مہاجرین حبشہ کی واپسی	۲۳۱	حضرت صفیہ کا عذاب اور تعبیر
۲۲۷	رسول اللہؐ کی مسرت	۲۳۱	کنانہ بن ربیع سے پوچھ گچھ
۲۲۷	مہاجرین حبشہ کے نام	۲۳۲	یہود کی جان بخشی کی درخواست
۲۵۱	متوفی مہاجرین	۲۳۲	ذہرہ لود گوشت
۲۵۱	مہاجر خواتین	۲۳۳	مدینہ کی طرف واپسی
۲۵۲	مہاجرین کی اولاد	۲۳۴	چربی کا برتن
۲۵۳	باب ۱۲۳ - عمرہ القضاء	۲۳۴	حضرت صفیہؓ سے نکاح
۲۵۳	عمرے کی تیاری اور روانگی	۲۳۴	حضرت بلالؓ کی پہریداری
۲۵۴	حضرت میمونہؓ سے نکاح	۲۳۵	غزوہ خیبر اور مسلمان خواتین
۲۵۵	حویطب کی گفتگو	۲۳۶	شہداء نے خیبر
۲۵۵	آیات قرآنی	۲۳۶	اسودہ غامی کی شہادت

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۶۷	ابن حریث اور ابن ابی امیہ کا اسلام	۲۵۶	باب ۱۲۵ - غزوہ موتہ
۲۶۸	ابوسفیان بن حرب	۲۵۶	فوج کا انتظام
۲۶۹	لشکر گاہ میں سے گزر	۲۵۶	عبداللہ بن رواحہ کی کیفیت
۲۶۹	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں	۲۵۷	رد میوں کی فوج
۲۶۹	ابوسفیان کا قبول اسلام	۲۵۸	شوق شہادت
۲۷۰	ابوسفیان کا گھر پناہ گاہ	۲۵۸	جنگ اور حضرت زید کی شہادت
۲۷۰	رسول اللہ کے لشکر کے مناظر	۲۵۸	حضرت جعفر کی شہادت
۲۷۱	ابوسفیان کی مکہ واپسی	۲۵۸	حضرت عبداللہ بن رواحہ کی شہادت
۲۷۱	رسول اللہ کا عجز و انکسار	۲۵۹	حضرت خالد بن ولید کی سالاری
۲۷۱	ابوقحافہ کا قبول اسلام	۲۵۹	رسول اللہ کا رنج و ملال
۲۷۲	مسلمانوں کا مکہ میں داخلہ	۲۶۰	کاہنہ کا انتباہ
۲۷۳	بعض مشرکین سے جنگ	۲۶۰	لشکر کی واپسی
۲۷۴	مسلمانوں کا شعار	۲۶۱	شہداء سے موتہ
۲۷۵	باب ۱۲۸ - فتح مکہ (۲)	۲۶۲	باب ۱۲۶ - صلح حدیبیہ کی خلافت و ریزی
۲۷۵	عبداللہ بن خطلہ	۲۶۲	بنو بکر اور بنو خزاعہ میں عورت ریزی
۲۷۶	بعض مجرموں کا قتل	۲۶۲	بنو بکر کی زیادتی
۲۷۷	بیت اللہ کا طواف	۲۶۳	رسول اللہ سے مدد کی درخواست
۲۷۷	خطبہ مبارکہ	۲۶۳	صلح کے لئے سلسلہ جنبانی
۲۷۸	بیت اللہ کی کلید برداری	۲۶۴	ابوسفیان کی گفتگو
۲۷۸	بیت اللہ کے اندر تھاویہ	۲۶۵	حضرت علی کا مشورہ
۲۷۹	بیت اللہ میں نماز	۲۶۵	قریش کا خوف
۲۷۹	عقاب اور حادثہ کا قبول اسلام	۲۶۵	فتح مکہ کی تیاری
۲۷۹	قتل کا ایک واقعہ	۲۶۶	حطاب بن ابی بلتعہ کا خط
۲۸۰	حرمت کعبہ اور رسول اللہ کا خطبہ	۲۶۷	باب ۱۲۷ - فتح مکہ (۱)
		۲۶۷	مکہ کے لئے روانگی

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۹۴	باب ۱۳۱ - غزوہ حنین (۲)	۲۸۱	انصار کی پریشانی
۲۹۴	ابوقبادہؓ کا واقعہ	۲۸۱	نضالہ کا قبول اسلام
۲۹۴	فرشتوں کی مدد	۲۸۱	صفوان بن امیہ
۲۹۵	مقتولین کفار	۲۸۲	فتح مکہ پر مسلمانوں کی تعداد
۲۹۵	ورید بن حتمہ	۲۸۳	باب ۱۳۲ - مبنی جزیمہ اور خالد بن ولید
۲۹۶	ابوعامر اشعری کی شہادت	۲۸۳	عباس بن مرواس کا اسلام
۲۹۷	بنو نماب کے لئے رسول اللہ کی دعا	۲۸۳	بنی جزیمہ اور حضرت خالد بن ولید
۲۹۷	ذہیر بن عوام اور ہوازن	۲۸۴	رسول اللہ کا دیوا
۲۹۷	ابوعامر کی شان اسلام	۲۸۴	رسول اللہ کا اظہار بریت
۲۹۸	کمزوروں کے قتل کی ممانعت	۲۸۵	خالد کا علم
۲۹۹	آنحضرتؐ کی رضاعی بہن شیماء	۲۸۵	قریش اور بنو جزیمہ کے سابقہ معاملات
۲۹۹	غزوہ حنین اور آیات قرآنی	۲۸۶	ایک نوجوان کا واقعہ
۲۹۹	شہداء حنین کے نام	۲۸۷	عزری کی بربادی
۲۹۹	بحیر کے اشعار	۲۸۸	باب ۱۳۳ - غزوہ حنین (۱)
۳۰۰	ہوازن کے ایک شخص کے اشعار	۲۸۸	قبیلہ ہوازن کا اجتماع
۳۰۱	باب ۱۳۴ - غزوہ طائف	۲۸۸	ورید بن حتمہ
۳۰۱	طائف کی قلعہ بندی	۲۸۹	مغبروں کی خبر
۳۰۱	طائف کے راستے کے واقعات	۲۹۰	شکر کی تعداد
۳۰۲	طائف کا محاصرہ	۲۹۱	ذات انواط نامی درخت
۳۰۲	اسلام کی پہلی منجیق	۲۹۱	مسلمانوں کی ابتدائی ہزیمت
۳۰۳	اہل طائف سے گفت و شنید	۲۹۱	ہوازن کے علیبر دار کا قتل
۳۰۳	رسول اللہ کا دیوا	۲۹۲	دشمنی کا ظہور
۳۰۴	مسلمانوں کی مددائی	۲۹۳	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا استعصال
۳۰۴	حنیہ بن حصن کا ارادہ	۲۹۳	اُمّ سلیمؓ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۱۸	چند مسلمانوں کی بے چارگی	۳۰۴	اہل طاعت کے غلام
۳۱۹	اعراب کا عذر	۳۰۵	شہدائے طاعت کے نام
۳۱۹	حضرت علی بن ابی طالب	۳۰۵	بددعا کے بجائے دعا
۳۲۰	ابو خثیمہ کی پشیمانی	۳۰۶	ہوؤں پر احسان
۳۲۱	عذاب شدہ بستیاں	۳۰۷	قیدیوں کی واپسی
۳۲۱	رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اور بارش	۳۰۸	باب ۱۳۳ - غنیمت جنین اور اس کی تقسیم
۳۲۲	ابن نصیت کی منافقت	۳۰۸	مالک بن عوف کا اسلام
۳۲۳	باب ۱۳۶ - غزوہ تبوک (۲)	۳۰۸	مال غنیمت
۳۲۳	حضرت ابوذر غفاریؓ	۳۰۹	مولفہ القلوب کے لئے عطیات
۳۲۳	حضرت ابوذرؓ کی وفات کا واقعہ	۳۱۰	قبائل وارتقسیم
۳۲۴	منافقین کی باتیں	۳۱۱	جھیل بن سراقہ کی فضیلت
۳۲۵	اکیدر دومۃ الجندل کی گرفتاری	۳۱۲	ذوالخویرہ کا اعتراض
۳۲۶	چشمے کے کم پانی کا زیادہ ہو جانا	۳۱۲	انصار سے رسول اللہ کی گفتگو
۳۲۶	ذوالبجادیہ کی وفات	۳۱۳	باب ۱۳۴ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کعب بن زہیر کا اسلام
۳۲۷	ذوالبجادیہ کی وجہ تسمیہ	۳۱۴	عمرے کی ادائیگی
۳۲۷	پچھپے رہ جانے والوں کے بارے میں استفسار	۳۱۴	کعب بن زہیر کا اسلام
۳۲۸	مسجد طرار اور اس کے بنانے والے	۳۱۵	بارگاہ نبوت میں حاضری
۳۲۹	دین سے جوگی تک مساجد	۳۱۵	قصیدہ بانٹ سعاد
۳۳۰	باب ۱۳۵ - کعب بن مالکؓ اور ابن ابی مرثدہ	۳۱۶	باب ۱۳۷ - غزوہ تبوک (۱)
۳۳۰	پچھپے رہ جانے والے چند مخلص مسلمان	۳۱۶	جہاد کی تیاری
۳۳۰	کعب بن مالک کا بیان	۳۱۷	جد بن قیس
۳۳۱	تساہل اور سستی	۳۱۷	آیات قرآنی
۳۳۱	صاف گوئی اور راست بازی	۳۱۸	خدا کی راہ میں خرچ
۳۳۲	دیگر دو افراد		

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۵۵	عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ	۳۳۳	مسلمانوں کا قطع تعلق
۲۵۶	منہص معذورین	۳۳۳	عساکر کے حاکم کا خط
۳۶۰	باب ۱ - سفر اور اس کے واقعات	۳۳۴	اہلبیت سے علیحدگی کا حکم
۲۶۰	سورۃ فتح کا نزول	۳۳۴	توبہ کی قبولیت
۳۶۰	بنی تمیم کا وفد	۳۳۵	رسول اللہ کی بارگاہ میں
۳۶۱	وفد کے ارکان	۳۳۶	آیات قرآنی
۳۶۱	بنی تمیم کی منافرت	۳۳۸	باب ۲ - ثقیف کا وفد
۳۶۱	عطلہ کی تقریر	۳۳۸	حضرت عروہ بن مسعود
۳۶۲	ثابت بن قیس کی جوابی تقریر	۳۳۹	عمرو بن أمیہ اور عبدیلیل
۳۶۲	زبرخان کے اشعار و حسان کا جواب	۳۳۹	بارگاہ نبوی میں وفد
۳۶۳	وفد بنی عامر	۳۳۹	مدینہ میں آمد
۳۶۴	عامر اور اربد کی ہلاکت	۳۴۰	عہد نامے کے لئے بات چیت
۳۶۵	بنی سعد بن بکر کا وفد	۳۴۰	ثقیف کی شرائط
۳۶۶	باب ۳ - مختلف وفود (۱)	۳۴۱	حضرت عثمان بن ابی العاص کی سرداری
۳۶۷	وفد بنی عبدالقیس	۳۴۱	ثقیف اور رمضان کے روزے
۳۶۷	منذر بن سادی کا قبول اسلام	۳۴۲	لات کے بتکدے کا انہدام
۳۶۸	وفد بنی حنیفہ	۳۴۲	ابو مخنف اور قاسب کا اسلام
۳۶۸	وفد بنی سہل اور ان کا اسلام	۳۴۲	ثقیف کے ساتھ عہد نامے کا معنون
۳۶۹	عدی بن حاتم	۳۴۳	باب ۴ - تفسیر سورۃ برأت اور اعلان برأت (۱)
۳۷۰	رسول اللہ کا حسن سلوک	۳۴۳	پہلا ج
۳۷۰	عدی کو مشورہ	۳۴۳	سورۃ برأت
۳۷۱	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئیاں	۳۴۳	اعلان برأت اور حضرت علیؓ
۳۷۲	فروہ بن سبک کی حاضری	۳۴۴	باب ۵ - تفسیر سورۃ برأت (۲)
۳۷۳	باب ۴ - مختلف وفود (۲)	۳۵۱	منافقین کا استہزاء
۳۷۳	بنی زبید کا وفد	۳۵۲	

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۸۸	خطبہ حجۃ الوداع	۳۸۳	وفد بنی کندہ
۳۸۹	دیگر روایات	۳۸۴	اشعث کی نسبت
۳۹۰	عمر بن خالد جہر کی روایت	۳۸۵	عمر بن عبداللہ ازدی
۳۹۰	لشکر اسامہ بن زید	۳۸۵	اہل جرش سے جنگ
۳۹۰	حکمرانوں کی طرف اپنی	۳۸۶	شاہان حیر کے مکتوب
۳۹۱	رسول اللہ کے قاصد	۳۸۶	مکتوب نبوی
۳۹۱	حضرت علیؑ کے قاصد	۳۸۸	حضرت معاذ بن جبل کو وصیت
۳۹۳	باب ۱۳ - غزوات و سرایا (۱)	۳۸۸	فردہ بن عمرو کا اسلام اور شہادت
۳۹۳	غزوات کا اجمالی ذکر	۳۸۹	باب ۱۴ - بنو حارث کا قبول اسلام اور دیگر وفود
۳۹۳	سرایا کا اجمالی ذکر	۳۸۹	حضرت خالد بن ولید کی روانگی
۳۹۴	غالب بن عبد اللہ کے لشکر کی تفصیل	۳۸۰	مکتوب نبوی
۳۹۴	جندب بن مکیت کا واقعہ	۳۸۰	بنی حارث کا وفد
۳۹۵	اللہ تعالیٰ کی مدد	۳۸۱	حضرت عمرو بن حزم
۳۹۵	دیگر سرایا	۳۸۳	دفاعہ بن زید کی حاضری
۳۹۶	حضرت زیدؑ کے لشکر جہاد کی تفصیل	۳۸۳	وفد ہمدان کی حاضری
۳۹۶	باہمی تصفیہ	۳۸۴	رسول اللہ کی تحریر
۳۹۶	دوبارہ چٹکش	۳۸۴	مسئلہ کذاب اور اسود عینی
۳۹۸	دفاعہ بن زید کی بارگاہ رسالت میں حاضری	۳۸۴	عمال اور امراء کا تقرر
۳۹۹	رسول اللہ کا فیصلہ	۳۸۵	مسئلہ کذاب کا غلط
۴۰۰	باب ۱۵ - غزوات و سرایا (۲)	۳۸۶	باب ۱۵ - حجۃ الوداع
۴۰۰	حضرت زیدؑ کے جہاد عراق کی تفصیل	۳۸۶	حج کی تیاری
۴۰۱	عبداللہ بن رواحہ کا غزوہ	۳۸۶	حضرت عائشہؓ اور مناسک حج
۴۰۱	غزوہ ابن عتیک	۳۸۷	حضرت علیؑ کی مین سے واپسی
۴۰۱	غزوہ عبداللہ بن انیس	۳۸۷	حضرت علیؑ کے خلاف شکایت

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۴۱۵	ثامہ بن اثال کا اسلام	۴۰۲	مزید سرایا کا ذکر
۴۱۶	ثامہ کا عمرہ	۴۰۳	حضرت عیسیٰ بن حصن کے جہاد کی تفصیل
۴۱۶	جیش حلقہ بن مجرز	۴۰۳	حضرت غالب بن عبد اللہ کے غزوہ کی تفصیل
۴۱۶	سرایا کنز بن جابر	۴۰۴	حضرت عمرو بن عاص کا غزوہ ذات السلاسل
۴۱۶	غزوہ علی بن ابی طالب	۴۰۴	دافع طائی کی روایت
۴۱۶	لشکر اسامہ	۴۰۵	حضرت ابو بکرؓ کی نصیحت
۴۱۸	باب ۵ - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال	۴۰۶	عوف بن مالک کی روایت
۴۱۸	مرض کی ابتداء	۴۰۷	باب ۶ - غزوات و سرایا (۳)
۴۱۸	بیقہ میں دھائے مغفرت	۴۰۷	غزوہ ابی حدرد
۴۱۹	حضرت عائشہؓ کے گھر میں علالت	۴۰۷	اقرع بن حابس اور عیسیٰ بن حصن
۴۱۹	ازواج مطہرات کے اسمائے مبارکہ	۴۰۸	رسول اللہ کی ناراضگی
۴۱۹	حضرت خدیجہ الکبریٰؓ	۴۰۸	بددعا کا اثر
۴۲۰	حضرت عائشہؓ	۴۰۹	عامر بن الاضبط کی دیت
۴۲۰	حضرت سوڈہ	۴۰۹	غزوہ ابی حدرد اور دفاع بن قیس کا قتل
۴۲۰	حضرت زینب بنت جحش	۴۱۰	رسول اللہ کے ارشادات
۴۲۰	حضرت اُمّ سلمہؓ	۴۱۰	غزوہ عبدالرحمن بن عوف
۴۲۰	حضرت حفصہؓ	۴۱۱	غزوہ ابو عبیدہ بن الجراح
۴۲۰	حضرت ام حبیبہؓ	۴۱۲	جیش عمرو بن اُمیہ
۴۲۰	حضرت جویریہؓ	۴۱۲	قریشی کا قتل
۴۲۲	حضرت صفیہؓ	۴۱۳	بنو بکر کے آدمی کا قتل
۴۲۳	حضرت میمونہؓ	۴۱۴	باب ۷ - غزوات و سرایا (۴)
۴۲۳	حضرت زینب بنت جحیمہ	۴۱۴	غزوہ زید بن حارثہ
۴۲۴	قریشی ازواج مطہرات	۴۱۴	غزوہ سالم بن عمیر
۴۲۴	دیگر ازواج مطہرات	۴۱۴	غزوہ عمیر بن حدی

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۴۲۲	حضرت ابن عباسؓ کی روایت	۴۲۲	حالات اور حضرت عائشہؓ کے مہر قیام
۴۲۳	حضرت عمرؓ کا خطبہ	۴۲۵	مرض کی شدت
۴۲۴	انصار کے گفتگو	۴۲۵	آنحضرتؐ کے ارشادات
۴۲۵	بیعت اور خلافت	۴۲۶	باب ۱۵۱ - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال (۳)
۴۲۵	دور انصاری	۴۲۶	شکرِ اُمانہ کے لئے حکم
۴۲۶	حضرت ابو بکرؓ کا پہلا خطبہ	۴۲۶	انصار سے خُشنِ ملوک کی وصیت
۴۲۷	حضرت عمرؓ کی روایت	۴۲۷	اُمانہ کے لئے دُعا
۴۲۸	رسول اللہؐ کی تجہیز و تکفین	۴۲۸	حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی امامت
۴۲۸	غسل	۴۲۸	وصال کا دن
۴۲۹	لحد	۴۲۹	مسجد میں تشریف آوری
۴۲۹	نماز جنازہ	۴۳۰	حضرت جانش اور حضرت علیؓ
۴۳۰	سب سے آخری شخص	۴۳۱	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال
۴۳۱	رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم	۴۳۱	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کیفیت
۴۳۱	کے آخری ارشادات مبارکہ	۴۳۱	حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا صبر و استقامت
۴۳۱	انداد کا فتنہ اور سبب	۴۳۲	باب ۱۵۲ - سقیفہ بنی ساعدہ
	۱۱۹	۴۳۲	باب ۱۵۳ - باہمی مشورے اور اختلاف

سُورَةُ الْاَنْفَالِ کا نزول (۱)

سورۃ انفال کی آیات | ابن اسحاق کہتے ہیں بدر کے واقعہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے سورۃ انفال نازل فرمائی اور مالِ غنیمت کے متعلق جو اختلاف مسلمانوں میں پیدا ہو گیا تھا اس کو رفع فرمایا۔ چنانچہ ارشاد ہوا۔

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ اِذَا لُقِيَ الْقَوْمُ فَقُلْ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (۸-۱۰)

”اے رسول! تم سے مالِ غنیمت کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ وہ مالِ غنیمت خدا و رسول کے واسطے ہے اس لئے تم خدا سے ڈرو اور آپس میں صلح رکھو اور خدا و رسول کی اطاعت کرو اگر تم مؤمن ہو۔“

جہاں یہ صامت سے جب کوئی شخص سورۃ انفال کے متعلق دریافت کرتا تھا تو کہتے تھے کہ جب بدر کی جنگ کے بعد مالِ غنیمت میں ہم لوگوں نے اختلاف کیا اور ہر ایک اس کے مستحق ہونے کا مدعی ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس سب مال کو ہمارے قبضہ سے نکال کر اپنے رسول کو اس کا مختار کر دیا اور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو برابر ہم لوگوں میں تقسیم فرمایا اور یہ تقسیم تقویٰ اور اطاعتِ خدا و رسول اور اصلاحِ ذاتِ البین کے موافق تھی۔

روانگی کے حالات | پھر اللہ تعالیٰ نے اس وقت کا ذکر فرمایا ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو لے کر قریش کے مقابلے کو تبشیر لے چلے اور قریش اپنے

قائد کی حمایت اور حفاظت کے لئے مکہ سے نکلے تھے۔ فرماتا ہے

كَمَا اَخْرَجَتْ رَبُّكَ بِالْحَقِّ وَاِنْ فَرِيقًا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ لَكَاسِيحُونَ يُجَادِلُوكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ لَكُمَا يَسَافِرُونَ اِلَى الْعُتُوبِ وَهُمْ يَنْظُرُونَ (۵۱-۶)

”جلیصہ تمہارے رب نے تم کو تمہارے گمراہی مدینے سے بدر کی طرف نکالا لہذا انہیں مسلمانوں میں سے ایک گروہ اس نکلنے کو اچھا نہ سمجھتا تھا۔ اور جہاد کی فرضیت ظاہر ہونے کے بعد اس کے متعلق تم سے جھگڑتے تھے۔“

گو یا کہ موت کی طرف لے جا رہے ہیں اور موت کو وہ آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔“

وَإِذْ يَحْيِي اللَّهُ الْمَيِّتَ أَحَدَى الطَّائِفَتَيْنِ أَنَّهُمَا لَكُمْ وَقَدْ أَنتَ خَيْرُ ذَاتِ الشُّكْلِ تَكُونُ
لَكُمْ وَيُحْيِي اللَّهُ أَنَّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَيَقْطَعُ وَإِذَا كَا فَرِثِينَ إِذَا تُسْتَخِيضُونَ لَكُمْ
فَأَسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِيتُكُمْ بِأَلْفِ مِائَةِ أَلْفٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُرَوِّفِينَ ۝

”اور وہ وقت یاد کرو جبکہ مومنو خدا تم سے ایک گروہ کا دونوں گروہوں میں سے وعدہ فرما رہا تھا کہ
یا تو سودا گروں کا قافلہ تم کو دلوادے گا اور یا قریش کو تم سے مطلوب کرے گا اور تم یہ چاہتے تھے کہ بغیر
کھانٹے والا تمہارے ہاتھ لگے یعنی قافلہ تمہارے ہاتھ آجائے اور جنگ کی زیادہ مشقت دُٹھانی پڑے
مگر خدا تعالیٰ نے یہ مناسب سمجھا اور یہی ارادہ کیا کہ اپنے کلمات کے ساتھ حق کو حق کر دکھائے اور کافروں
کا بیچا کاٹ دے۔“

اور اگر کافروں سے مقابلہ نہ کراتا اور تجارت کا مال تمہیں مل جاتا تو پھر اسلام کو کچھ فائدہ نہ پہنچتا
اور اب جو کفار کے سرگروہ قتل ہو گئے تو اسلام کی بہت سی رکاوٹیں دفع ہو گئیں اور کفر کی کڑوٹ گئی اور دیکھو
کہ جب تم نے خدا پر بھروسہ کیا اور اپنی کم تعدادی اور بے موسلمان کو کچھ خیال میں نہ لاکر اپنے حوصلے بلند
کئے اور دین کی عزت افزائی اور خدا و رسول کی اطاعت پر تم کمر بستہ ہو گئے اور جہاد کو تم نے سعادت
والدین اور خدا کے قرب کا وسیلہ اور اُس کی رضا مندی کا ذریعہ سمجھا تو پھر خدا نے بھی کس کس طرح سے
تمہاری کمر تھامی اور تمہاری امداد و اعانت فرمائی کہ تم پر آسمان سے پانی برسایا جس سے تم کو تروتازگی
حاصل ہوئی اور راستے تمہارے واسطے صاف ہو گئے اور بہت سی آسانیاں تم کو حاصل ہوئیں اور برخلاف
اس کے تمہارے دشمنوں کے واسطے مینہ قہر و غضب ہو گیا کہ وہ اُس میں بھیگ کر نقل و حرکت بھی نہ کر سکے
اور اُن کو از حد پریشانیاں لاحق ہوئیں جن کے سبب سے وہ تم سے پہلے بدر کے پانی کو قبضہ میں نہ کر سکے
تم نے اُس پر قبضہ کر لیا اور تمہارے قدم ثابت ہو گئے اور تمہارے قلب ایسے نڈر اور بے خون ہو گئے
کہ طیفانی شکوک اور خطرات بالکل اُن سے دفع ہوئے اور تم نے صدقِ دل سے خدا پر بھروسہ کیا اور
سمجھ لیا کہ خدا کا وعدہ سچا ہے وہ ہم کو ضرور دشمنانِ دین اور کفار پر غالب کرے گا۔ اگرچہ ہماری
تعداد کم ہے تو کیا ہے ہمارا یقین اور ایمان تو کثیر ہے اور خدا کی مدد پر ہمارا بھروسہ تو پورا ہے اور جب
تم نے ایسی سچی نیت کی تو پھر خدا نے اپنے فرشتوں کو فرمایا :

فَرِشْتوں کی مدد

إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبَّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا سُبْحَانَ

فَرِشْتوں کی مدد

فَرِشْتوں کی مدد

تَمَلَّ بَنَاتٍ ذَلِكَ بَاتِهَةً شَاقُوا اللَّهَ وَتَرْمُوكَ وَمَنْ يَشَاقِ اللَّهَ وَتَرْمُوكَ فَإِنَّ اللَّهَ
لَسَدِيدٌ أَلِيمٌ ۝

اور اے رسول، وہ وقت یاد کرو جبکہ تمہارا پروردگار فرشتوں کی طرف وحی کر رہا تھا کہ میں تمہارے
ساتھ ہوں تم ایمان والوں کو ثابت قدم رکھو عنقریب میں کفار کے دلوں میں رعب ڈال دوں گا
پس تم کفار کی گردنیں مارو اور ہر بندہ اُن کا جدا جدا کر دو اور یہ اس سبب سے کہ ان کفار
نے خدا و رسول کی مخالفت کی اور جو شخص خدا و رسول کی مخالفت کرتا ہے ہے شک خدا اُس
کو سخت عذاب کرتا ہے۔

ثابت قدمی کا حکم | يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَانْحَرُوا فَكُنُوا مُسَبِّحِينَ
أَوْ دُبَارًا ۚ وَمَنْ يُؤْلَمْ يُولِمْ يَوْمَئِذٍ ۚ وَهُوَ لَا يُلَاقِيهِمْ فِي الْقِتَالِ أَوْ يَخْتَرُوا

إِلَىٰ خَلْفَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ وَمَا دَاكُ جَهَنَّمَ ۚ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝

اے مومنو! جب تم کفار سے مقابلہ کرو تو اُن کے سامنے سے پشت پھیر کر نہ بھاگو اور جو اُن سے
پشت پھیر کر بھاگے گا بغیر کسی جنگی مصلحت کے یا اپنے لشکر سے مل کر جنگ کرنے کے خیال سے وہ یقیناً
خدا کے غضب میں آگیا اور جہنم اُس کا ٹھکانہ ہے اور تمہارا ٹھکانہ ہے کہ چونکہ اس بھاگنے والے نے
جو بغیر کسی مصلحت کے بھاگا ہے خدا کی امداد پر بھروسہ نہیں کرتا۔ پھر یہ کیسے عزت اور توقیر کا حق ہے بلکہ
اس کے واسطے ہمیشہ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ذلت اور تحقیر ہے اور اگر یہ ثابت قدم رہا اور
پوری گوشش کے ساتھ جہاد کرتا رہا تو اس کے واسطے دو جہان کی نیک نامی ہے۔

رسول اللہ کا لنگر یاں پھینکنا | اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کفار کی طرف
لنگر پھینکنے کے متعلق فرمایا ہے۔

وَمَا تَمَيَّنَتْ إِذْ تَرَمَيْتَ وَالَيْكَ اللَّهُ سِرْطِي وَابْتِلَايَ الْمُؤْمِنِينَ وَبَلَاءٌ حَسَنًا (۱۱:۸)

یعنی اے رسول جو لنگر تم نے کفار کی طرف پھینکے تھے وہ تم نے نہیں پھینکے تھے بلکہ وہ خدا نے پھینکے

تھے اور خدا ہی نے تم کو مدد دی اور تم کو کفار پر غالب کیا تاکہ مومنوں کی اچھی آزمائش کرے۔

یعنی دیکھ لے کہ دشمن کی کثرت تعداد کو دیکھ کر گھبراتے ہیں یا نہیں اور اُن کے ساتھ دسامان سے اُن پر
کچھ خوف و رعب غالب ہوتا ہے یا نہیں۔ مگر شاباش ہے مسلمانوں کو کہ وہ خدا کی آزمائش میں پورے
اترے اور خدا کی امداد کے وعدہ پر جو ہر مسلمان سے اُس نے کیا ہے۔ چنانچہ اُس کا فرمان ہے۔

وَمَا تَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ ۝ (۱۵: ۸) یعنی مسلمانوں کی

مدد کرنا ہم پر فرض ہے ۔

کفار کو تنبیہ اِنْ تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ جَاءَكُمْ الْفَتْحُ وَاِنْ تَلْعَهُوا فَهُمْ اَخِيْرُ لَكُمْ وَاِنْ تَعُوْذُوا لَعْنٌ وَاِنْ تَغْنِيْ عَنْكُمْ فِتْنَتُكُمْ شَيْئًا وَاَوْ كُتِمْتُ وَاَنْ اَللّٰهُ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

ہم اگر تم نے فتح طلب کی تو بے شک فتح تمہارے پاس آگئی اور تم اہل اسلام کی دشمنی سے باز رہو تو یہ تمہارے واسطے بہتر ہے اور اگر تمہیں تم جنگ و فساد کے ساتھ دوبارہ ایسا کر دے گا تو ہم بھی دوبارہ ایسا کریں گے اور تمہارا شکرا اگر کم ہو مگر تم کو کچھ فائدہ نہ پہنچا سکے گا اور بے شک اللہ تعالیٰ مومنوں کے ساتھ ہے ۔

اطاعت کا حکم يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَطِيعُوا لِرَسُولِهِ وَلَا تَوَلَّوْا عُنُوْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ۝ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهَلَّا سَمِعْنَا وَهَلَّا لَا يَسْمَعُوْنَ اِنَّ كُفْرًا لِّدَابِ عِنْدَ

اللّٰهِ الْمَقْسُ الْبِكْرُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ وَلَا تَوَلَّوْا عِلْمَ اللّٰهِ فَيُخَذَ بِعَبُدِ الْاَوْ سَمِعْتُمْ ۝
یعنی اے ایمان والو تم خدا اور رسول کی فرمانبرداری کرو (کیونکہ یہی تمہاری دینی اور دنیاوی ترقی کا ذریعہ ہے) اور رسول کے حکم کو سن کر اس سے روگردانی نہ کرو اور ان منافق لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور درحقیقت وہ نہیں سنتے ۔

(یعنی چونکہ وہ منافق ہیں بظاہر زبان سے کہہ دیتے ہیں کہ ہاں ہم نے حکم سن لیا اور ان کے دل میں جو اسلام کی محبت نہیں ہے اس سبب سے اُس حکم پر کار بند نہیں ہوتے نہ خدا کے وعدہ کو پکا جانتے

۱۔ اس وعدہ پر بھروسہ کر کے انہوں نے کفار کی کثرت اور اپنی قلت پر کچھ خیال نہ کیا اور ایسا دیر انداز حملے کے جیسے شیر بکریوں پر جا پڑتے ہیں یا جیسے شہباز بلند پرواز پرندوں کو شکار کرتے ہیں۔ چنانچہ آقاؐ تا اس دینی جوش کے طفیل کفر کی بیخ و بنیا د کھر گئی اور اسلام کے پاؤں دنیا میں بزم گئے اور مسلمانوں کا سر عزت آسمان پر پہنچا۔ سچ ہے اسلام کی یہی شان ہے اور مسلمانوں کی یہی آن بان ہے ورنہ اسلام کہاں بڑے نام ہے جس دل میں اسلام کا جوش نہیں اور اپنے پتے اور برحق دین کی غیرت اور حمیت نہیں بھلا وہ بھی کہیں مسلمان ہے خدا تعالیٰ ہم کو بھی وہی توفیق دے گا کہ جسے جو ہمارے بزرگوں کو عنایت کی تھی۔ جن کی کوششوں کے طفیل آج ہم مسلمان کہلاتے ہیں۔ اور وہی صدق اور یقین ہم کو نصیب فرمائے تاکہ ہم بھی اپنے پیارے اور پتے مذہب کی ترقی اور عروج کے لئے عملی کارروائیاں ظہور میں لائیں ۔

(مترجم)

تَسْبِيًا لِّكَ وَتَعْظِيمًا لِّكَ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝

یعنی اے ایمان والو! اگر تم تقویٰ اختیار کرو گے اور اُس کے وعدہ کو تپا جان کر اُس کی راہ میں دینی حمیت اور جوش کے ساتھ جہاد پر مکر کو مضبوط باندھو گے (تو وہ تمہارے واسطے ایسا ذریعہ پیدا کر دیگا جس سے حق اور باطل جدا جدا ہو جائیں گے)۔

جب تم اس پر کاربند ہو گے تب وہ تمہارے گناہ بھی بخش دے گا اور تمہاری بُرائیاں دور کرے گا۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی نعمت فرماتے کا ذکر کیا ہے جبکہ کفار آپ کے قتل یا قید یا شہر بدر کرنے کے لئے مکر کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اُن کے پھنسنے سے محفوظ رکھ کر اُن کا مکر انہی پر الٹا کر دیا۔

قریش کی جہالت | پھر اس کے بعد قریش کی جہالت کے سبب اپنے حق میں بددعا کرنے کو فرماتا ہے۔

إِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِن سَكَنَ هَذَا مُوَلِّحُ مِّنْ عَيْنِكَ فَأَمِطْهُ عَلَيْنَا جَهَنَّمَ
مِّنَ السَّمَاءِ أَوْ عَمَلْنَا بِعَذَابٍ آَلِيمٍ ۝

اے اور تم اپنے حق معنی دینی اور دنیاوی عزت کو ہنچو گے اور تمہارے مخالفین نیست و نابود ہو کر تمہارے دین کو عزت ہوگی اور تمام دنیا پر تم حکمرانی کرو گے۔ خدا کا وعدہ اور اُس کا فرمان سچا ہے اور اُس نے اس وعدہ کو پورا کر کے دکھا دیا کہ جس وقت تک مسلمان دین پر قائم رہے اور خدا کے وعدہ پر یقین رکھا اُسی وقت تک ان کے دینی و دنیاوی کام بنتے رہے اور دنیا میں عزت سے انہوں نے زندگی بسر کی۔ اور جس وقت سے یہ خدا کی طرف سے غافل ہوئے اور اُس کے فتح و نصرت کے وعدے قبول کئے اور اُن کا یقین سُست ہو گیا اور عملی کا اندواںیاں انہوں نے ترک کیں اور رہبانیت اور گوشہ نشینی کو اسلام سمجھا اُسی وقت سے ذلت نے ان کو گھیر لیا اور جیسے کہ غالب تھے مغلوب ہو گئے اور نیک نامی اور بہادری اُن کی بدنامی اور بُزدلی سے بدل ہوئی۔ اب اگر اس ذلت سے عزت حاصل کرنا چاہیں تو جب تک خدا کے وعدہ کو تپا سمجھ کر عملی کا اندواںی پر کاربند نہ ہوں گے وہ عزت حاصل ہونی دشوار ہے۔

(مترجم)

قبہ قبرے پاس سے نازل ہوا ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا دیکھ دینے والے عذاب میں ہم کو مبتلا نہ کرے اور یہ بھی کہتے تھے کہ اگرچہ ہم ناحق پر ہیں مگر عذاب ہم کو عذاب نہ کرے گا کیونکہ ہم اُس سے مغفرت مانگتے ہیں اور دوسری یہ بات ہے کہ امت کا رسول جب تک اُس امت کے درمیان ہوتا ہے عذاب الہی اُس امت پر نازل نہیں ہوتا۔ لہذا ہم پر بھی عذاب الہی نازل نہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس کلام جمالت کا بیان فرمایا ہے :-

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ
وَمَا لَهُمْ أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوا
أَوْلِيَاءَ كَإِنْ أَوْلِيَاءُكَ إِذَا الْمَتَّقُونَ هُ وَبَلَّغَ الْكُفْرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ وَمَا كَانَتْ
صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مَكَاةً وَقَتْلَ يَدٍ هُ قَدْ وَقَّاهُوا لَعْنَةَ اللَّهِ إِنَّمَا
كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ هُ (۲۵:۸)

اور اللہ (رب) نہیں تھا کہ انہیں ایسی حالت میں عذاب دیتا کہ تو ان میں تھا اور اللہ انہیں ایسی حالت میں (بھی) عذاب دینے والا نہیں کہ وہ استغفار کرتے رہیں اور ان میں (ایسی) کیا بات ہے کہ اللہ انہیں عذاب نہ دے حالانکہ وہ مسجد حرام سے پھرتے ہیں حالانکہ وہ اس کے (حقیقی) سرپرست نہیں اس کے حقیقی سرپرست تو عرب متقی لوگ ہیں اور لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے اور اس گھر کے پاس ان کی نمازیوں اور تالیوں کے سوا کچھ نہ متقی، تو اس کفر کے عوض میں جہنم کرتے تھے عذاب چکھو یہ



سُورَةُ الْاَنْفَالِ کا نزول (۲)

حضرت عائشہ کی روایت | ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یا ایہا المسلمین کی اس آیت کے نازل ہونے کے بعد ہی عرصہ کے بعد بدر کا واقعہ ہوا۔

وَقَدْ مَرَّيْنَا بِالْمَكَّةِ بَيْنَ يَدَيْهِ وَالشَّجَرَةِ وَمَوْلَاهُمْ وَلِيُّدَارٍ لَّكُنَّا نُنْكَرُكَ وَجَحِينَا وَقَطَعْنَا مَا خَافَ غَضَبَهُ وَعَدَا بَابًا لِّيُخَافَهُ

دو اور اسے رسول تم ان دولت مند جٹلانے والوں کو اور مجھ کو چھوڑ دو اور تھوڑی مہلت ان کو دو۔ دیکھو تو میں ان کو کسی مزادیتا ہوں۔ یقیناً ہمارے پاس ان کے واسطے بخیریں اور بڑیاں اور ذریعہ کا عذاب اور ایسا کھانا جو ملک سے اندر نہ آسکے اور مدد ناک خطاب ہے۔

برائی کے لئے مال خرچ کرنے والے | ابن اسحاق کہتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يَتَّبِعُونَ أَهْوَاءَهُمْ لِيُفْسِدُوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ فَسَيُفْقَهُمْ أَعْمَارُهُمْ تَكُونُ عَلَيْهِمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ لَّعَلَّ يُغْلَبُونَ وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

وہ بے شک کافر اپنے مال اس واسطے خرچ کرتے ہیں کہ لوگوں کو خدا کے راستے سے روکیں تو عنقریب اس خرچ کرنے سے ان کو حسرت ہوگی کہ ہائے ہم نے اتنا مال کیوں برباد کیا اور چروہ مسلمانوں کو مغلوب ہوں گے اور کافر جہنم کی طرف لکھے گئے جائیں گے۔

کفار کے لئے مہلت | پھر اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو خطاب فرماتا ہے :-

كُلُّ الَّذِينَ كَفَرُوا قُلُوبُهُمْ مُّغْضِبٌ لِلَّهِ فَإِنَّ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ لَّعَلَّ يُفْقَدُوا فَعَدَّ مَقْعًا لِّلشَّكَّاتِ الْفُلُوكِ لَعَلَّ يُكْفَرُ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

یعنی کفار ایسے کہ وہ اگر وہ اپنے کفر سے باز نہ ہیں اور اسلام قبول کریں تو ان کی ساری پچھلی

کارروائیاں بخش دی جائیں گی اور اگر وہ باز نہ رہیں گے اور پھر ضرورت کہیں گے تب وہی سلوک ان کے ساتھ ہوگا جو جنگ بدر میں ان سے پہلوں کے ساتھ ہو چکا ہے۔“

جہاد کی ترغیب | پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب اور اپنے دین کی غیرت و حمیت دلا کر کفار کے مقابلہ اور مقابلہ پر ان کو آمادہ کرتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے:-

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِئْتَةٌ وَتَكُونَ الذِّمَّةُ كُلُّهَا وَلِلَّهِ قَاتِلُهُمْ قَاتِلًا
اللَّهُ يَمَّا يُعْمَلُونَ يَهْدِيهِ ۖ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ عَصَوْا آتَانَ اللَّهُ هَؤُلَاءِ كُفْرًا لِّعَدِ
الْعَوَّلَىٰ وَلِلَّهِ النَّصِيبُ ۖ (۴۰: ۸)

”اور اے مسلمانو! تم کو کفار سے یہاں تک قتل و قتل کرنا چاہیے کہ کفر کا فتنہ و فساد باقی نہ رہے اور دین سالمہ اللہ ہی کا ہو جائے۔ پھر اگر کفار اپنے کفر سے باز نہ آکر مسلمان ہو جاویں تو اللہ ان کے اعمال اور خلوص و نفاق کا نگران ہے اور اگر وہ ایمان سے روگردانی کریں اور اے رسول تمہارا گناہ نہ مانیں تو اے مسلمانو! تم جان لو کہ خدا تمہارا مولیٰ ہے اور اچھا مولا اور اچھا مددگار ہے۔“

(تم کو اس پر بھروسہ کرنا چاہیے اور کفار کی کثرت فوج اور سالہ و سالہ ان سے خون ریزہ ہو کر جہاد

سے باز آنا لازم نہیں ہے۔)

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مالِ غنیمت کی تقسیم کے احکام نازل فرمائے ہیں۔

وَأَعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ
الْيَتَامَىٰ وَالْعَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ إِنْ كُنْتُمْ أَهْنُكُمْ بِاللهِ وَهَذَا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا
يَوْمَ الْفَتْحِ قَابَ يَوْمِ الْفَتْحِ الْجَمْعَانِ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (۴۱: ۸)

”وہ اور جان لو کہ مالِ غنیمت میں جو چیز تمہارے ہاتھ آئے اُس میں سے پانچواں حصہ خدا اور رسول اور ذوی القربا اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے واسطے ہے اگر تم اللہ پر اور اُس چیز پر ایمان لائے ہو جو ہم نے اپنے بندہ پر (جو محمد ہے) نازل کی امتیاز کے دن کے لئے (جس دن کہ حق اور باطل میں مجاہد ہوئی اور حق غالب ہوا یعنی بدر کے دن) جس دن دو فوجیں آپس میں لڑیں (ایک مسلمانوں کی اور دوسری کافروں کی) اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔“

افواج کے مقامات | اِذْ دَانَتْهُمُ بِالْعُدُوِّ الدُّنْيَا وَهَدَىٰ بِالْعُدُوِّ الْقُصُوِّ وَالزَّكَاةِ
أَشْفَقَ مِنْكُمْ وَلَوْ تَوَاعَدْتُمْ لَخُتَلَفْتُمْ فِي الْمِيعَادِ ۖ وَلَكِنَّ لِبَقِيَّةِ

اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُودًا لِّمَهْلِكٍ مِّنْ خَلْقٍ عَنِ يَمِينِهِ وَخِشْيَتِهِ حَتَّىٰ عَنْ يَمِينِهِ وَإِنْ

اللّٰهُ تَسْمِعُ عَلِيٍّ ۝

”یاد کرو جس وقت کہ تم جنگل کے دو لے کنارہ پہنچے (یعنی جو مدینہ کی طرف تھا) اور مشرکین پرے کنارہ پر تھا اور قافلہ کے لوگ تم سے نیچے کی طرف تھے (اے مسلمانو! تم مشرکین سے جنگ کا ہوشہ کرتے تو ان کی کثرت اور ساتھ و سامان کو دیکھ کر ضرور وحشہ کا خلاف کرتے مگر خدا چاہتا تھا کہ اس کام کو ظہور پذیر کرے جو تقدیر میں مقدر کر چکا تھا (اسی سبب اس نے مشرکین کا تم سے یکایک سامنا کر دیا) تاکہ جو ہلاک ہو وہ حجت رٹوں سے ہلاک ہو اور جو زندہ رہے وہ حجت دشمن سے زندہ ہو اور بے شک اللہ سننے والا علم والا ہے“

اِذَا يُرِيكُمُ اللّٰهُ فِي مَتَابِعِ قَيْدٍ وَكُنَّا اَرْكَهْمُ كَثِيْرًا اَلْفِئْتُوْكُمْ
اَلْتَّحِيْمُ فِيْ اَعْيُنِكُمْ قَيْدًا وَيُقِيْلُكُمْ فِيْ اَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا

آنحضرت کا خواب

”(اے رسول!) وہ وقت یاد کرو جبکہ خدا نے تم کو کافروں کا لشکر تمہارے خواب میں تھوڑا دکھلایا۔ اگر وہ ان کی تعداد تم کو بہت دکھلاتا تو ضرور تم جنگ سے دل چھوڑ دیتے اور آپس میں لڑنے یا نہ لڑنے کی نسبت جھگڑنے لگتے مگر اللہ تعالیٰ نے تم کو سلامت رکھا بے شک وہ دلوں کی بات جانتا ہے اور اے مسلمانو! یاد کرو وہ وقت جب اللہ تعالیٰ تم کو تمہاری آنکھوں میں کفار کا لشکر تھوڑا دکھارہا تھا تاکہ تمہارے حوصلے پست نہ ہوں اور تم کو بھی کفار کی آنکھوں میں تھوڑا دکھارہا تھا تاکہ وہ بھی تمہارے مقابلہ سے نہ بھاگ جائیں تاکہ اللہ تعالیٰ اس کام کو پورا کرے جو تقدیر میں ہو چکا تھا“

اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاَنْتَبِهُوْا وَاذْكُرُوْا اَنَّهُ لَعَلَّكُمْ
تَفْلِحُوْنَ ۝ وَاَطِيعُوْا اللّٰهَ وَاسْمُوْهُ وَلَدُنَّاهُمْ وَافْتَقَشُوْا ۝
تَذٰهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝

”اے مسلمانو! جب تم کفار کے لشکر سے مقابلہ کرو تو ثابت قدم رہو اور خدا کو یاد کرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ اور خدا و رسول کی اطاعت کرو۔ اور آپس میں اختلاف نہ کرو۔ اس سے تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا جائے گی اور مقابلہ کے وقت صبر کیا کرو بے شک خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے“

وَلَا تُلْجُوْا اِلَآئِہِمْ خَرَّجُوْہُمْ يَّوْمَہُمْ بَطْرًا ۝ وَرَحِمَہُ اللّٰہُ (۱۰۰)
نمود و نمائش کی ممانعت

”اور اے مسلمانو! تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو اپنے گھروں یعنی مکہ

سے اتر اٹھ اور لوگوں کے دکھاوے کے واسطے نکلے جیسے کہ ابو جہل نے کہا تھا کہ ہم بدر میں جا کر ناپاک لگنے نہیں گے اور شرا میں نہیں گے تاکہ تمام عرب میں ہماری دعا کی بیٹھ جائے بلکہ اے مسلمانو! تم کو ان باتوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔ تم خالص جہاد اور اعلا کلمۃ الحق کی نیت سے گھر سے نکلو اور خدا کے دین پر سے اپنی جان مال کو قربان کرو۔ اگر یہ نیت تمہاری سچی ہوگی تو ضرور خدا تمہاری مدد فرمائے گا اور دونوں جہان میں تمہارے درجات بلند کرے گا۔ لہذا تم کو لازم ہے کہ خلوص دل سے دین اسلام کی ترقی کے لئے جہاد پر کمر باندھو۔ اگے فرماتا ہے قَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ فِي الْحَرْبِ قَتَلُوا بِهِمْ تَبَاعَدُوا عَنْهُمْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ كَذَبُوا عَلَى اللَّهِ أُولَٰئِكَ ظَنُومٌ ۖ اے رسول! اگر تم کفار و مشرکین کو جنگ میں پاؤ تو ان کو اس قدر قتل کرو کہ اپنی ہیبت سے پچھلے کافروں کو بھی جگہ دو تاکہ ان کو نصیحت اور عبرت ہو۔

جہاد کی تیاری کا حکم | وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطٍ الْخَيْلِ تُرْهِمُونَ ۚ بِهِ عَدُوُّ اللَّهِ وَعَدُوُّكُمْ ۖ وَكَفَرُوا بِمَا هُمْ لَكُمْ بِغِيۡثٍ ۚ جہاں تک تم سے ہو سکے قوت و زور اور گھوڑوں کے پالنے سے تیاری کرو تاکہ اس سامان سے تم اپنے اور خدا کے دشمنوں کو خوف زدہ کرو۔

وَمَا تَنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تُغْلَبُونَ ۚ اور اے مسلمانو! جہاد کے سادو سامان میں جو کچھ تم خرچ کرو گے خدا اس سب کا ثواب تم کو پورا دیدیگا اور تم کچھ بھی کم نہ دیئے جاؤ گے۔

صلح و اشتی | وَإِنْ يَنْتَهِبُوا إِلَيْكَ فَاجْهَدْ لَهُمْ أَتَوْكَ عَلَىٰ إِلِهِ رَافِعًا ۖ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۖ اور اے رسول! اگر تم سے کفار صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی اُس کے واسطے مائل ہو جاؤ اور خدا پر بھروسہ کرو۔ بیشک وہ سننے والا علم والا ہے۔

دھوکہ کا اندیشہ | وَإِنْ يُرِيدُوا أَنْ يَخْدَعُوكَ فَإِنَّ حَسْبَكَ اللَّهُ ۖ هُوَ الَّذِي أَتَاكَ فِي الْقُدُسِ جَمِيعًا ۖ مَا أَتَتْ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ ۖ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ أَتَىٰ بَيْنَهُمْ ۖ إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۖ دھوکہ دہی اور دھوکہ دہی کے تمام دھوکے دہا چاہیں تو بیشک اے رسول خدا! تم کو کافی ہے خدا کی ہی قدرت ہے جس کی ہر اور مومنوں کے سامنے تمہاری تائید فرمائی اور مومنوں کے دل میں آفت ڈال دی اگر تم زمین پر کاغذ و شمع کرتے جب بھی اُنکے دلوں میں محبت ڈال سکتے مگر خدا نے اپنے فضل و کرم سے اُنکے دلوں میں محبت ڈالتا ہے کہ وہ غالب حکمت والا ہے۔

شجاعت و استقامت | اِس کے اگے فرماتا ہے ۖ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَهُبْ آتَيْكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۖ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ هَبْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ الْقِتَالِ ۖ اِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ ۖ اِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ حَاتِحٌ يَغْلِبُوا ۖ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَرَبَةِ ۖ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَرَبَةِ ۖ

”اے نبی تم کو خدا اور تمہارے فرمانبرداروں کا فیصلہ ہے۔ اے نبی تمہیں کو جہاد پر آمادہ کرو۔ اگر تم میں سے
 ایسے مبروئے شخص ہوں گے تو بے شک وہ دو سو کافروں پر غالب ہوں گے۔ کیونکہ اگر تم میں سے
 سو آدمی ہوں گے تو بے شبہ ہزار کافروں پر غالب ہوں گے۔ کیونکہ کفار ایسے لوگ ہیں جو حق کو نہیں
 سمجھتے نہ نیک نیتی سے جنگ کرتے ہیں۔“

حکم میں تخفیف اور چونکہ مسلمانوں میں ہر قسم کے لوگ تھے کمزور بھی اور بہادر بھی، اس لئے اللہ تعالیٰ
 کمزوروں اور ضعیفوں کی رعایت فرمائی اور یہ حکم نازل کیا۔

اَلَا تَخَفُ اللّٰهُ عِنۡكُمْ وَ عَلَیۡہِ اَنَّ فِیۡکُمْ ضَعْفًا ۚ فَاِنَّ یَکُنۡ مِنْکُمْ مَّائۡۃٌ صَابِرَةٌ یَّغْلِبُوۡا
 مِاۡتَیۡنَ وَاِنَّ یَکُنۡ مِنْکُمْ اَلْفٌ یَّغْلِبُوۡا اَلۡفَیۡنَ بِاِذۡنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصَّابِرِیۡنَ ؕ

یعنی اے مسلمانو! اب خدا نے تم سے سابق حکم میں تخفیف کر دی ہے اور وہ جانتا ہے کہ تم میں کمزور لوگ
 بھی دشمنوں اور ثواب کی امید سے جہاد میں شریک ہوتے ہیں تو اگر تمہارے لشکر میں سو آدمی صبر کرنے والے ہوں گے
 تو وہ دو سو کافروں پر غالب ہونگے اور اگر تم میں ہزار مبرک نر ہوں گے تو وہ ہزار کفار پر غالب ہونگے اور خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

۱۔ اور تم دین حق کے واسطے جنگ کرتے ہو۔ اس سبب باوجود قلت تعداد اور بے سامانی کے بھی تم ان پر
 غالب ہو گے۔ خدا کا وعدہ تمہارا ہے مگر انہوں نے کہ مسلمان خواہ غفلت میں غماں خلت پر پیر پھیلانے ہوئے غم سے سوتے ہیں
 اور زمانہ کتنا ہی ان کو جس و حرکت کے لئے آمادہ نہ کرتا ہے مگر یہ ہوں تک نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان کے بزرگوار
 سلف کی پیروی نصیب فرمائے اور جلد ان کے ہوش و حواس درست کرے تاکہ یہ اسلام کی ترقی و تشریف اور مسلمانوں کی کثرت و
 فلاح کے اسباب پر نظر ڈال کر اپنی گمشدہ عزت کے حاصل کرنے کے واسطے عملی کام میں مشغول ہوں۔

۲۔ اسی سبب سے مبرک کرنے والے اور اپنی جان کو خدا کے حضور بذکر کرنے والے باوجود کم تعدادی اور
 قلت سادہ و سامان کے کفار کی کثیر تعداد پر غالب ہوتے ہیں اور دنیا میں عزت اور کفایت کا مال
 غنیمت حاصل کرتے ہیں اور ان کی اولاد کو لونڈی غلام بناتے ہیں اور آخرت میں اگر شہید ہوئے تو حیات
 جاوید یعنی ہمیشہ کی زندگی حاصل کرتے ہیں اور اگر زندہ بچے تو خدا کی رضا مندی کے مستحق ہو کر ثواب عظیم
 پاتے ہیں اور خدا کے محبوب ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ اس کا فرمان ہے:-

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیۡنَ یُقَاتِلُوۡنَ فِیۡ سَبِیْلِہِ مَعًا ۙ سَاۡلَکِیۡنَ مَیۡۡمَۃً ۚ

یعنی یقیناً وہ لوگ خدا کے محبوب ہیں اور خدا ان سے بہت محبت رکھتا ہے جو اس کے راستہ میں

یعنی دین حق کی ترقی کے لئے اس طرح مستعدی اور شہادت قدمی جہاد کرتے ہیں گویا وہ میر پلائی دیار ہیں۔
 جس کو دشمنوں کے مدبر پہنچانے سے جنبش تک نہیں ہوتی یہ ان کے صبر اور ثابت قدمی کی تعریف ہے

اور درحقیقت ایسی ہی مستعدی سے کام لے کر بھی جیتا ہے۔

پانچ خاص عیثیٰ | ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے حضرت امام باقر ابو جعفر بن علی زین العابدین بن سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو رعب کے ساتھ مددی گئی ہے اور تمام زمین میرے لئے مسجد اور پاک بنائی گئی ہے اور مجھ کو جو امت مسلم عنایت ہوئے ہیں اور مال غنیمت میرے واسطہ حلال کیا گیا ہے اور شفاعت کا مرتبہ مجھ کو دیا گیا ہے۔ یہ پانچوں باتیں ایسی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عنایت نہیں ہوئیں۔

قیدیوں کے بارے میں آیات | پھر اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیدیوں سے فدیر لینے کے بارے میں ناہی کی ظاہر فرماتا ہے اور پھر اس کی اجازت دیتا ہے۔

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ أَنْ يَتَّخِذَ فِي الْأَمْوَالِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ غَيْرَةً ۚ

کسی نبی کو یہ بات لائق نہیں کہ اس کے پاس قیدی ہوں اور وہ ان کو فدیر لے کہ زندہ چھوڑ دے یہاں تک کہ زمین میں خوب شریکین کو قتل نہ کرے۔ تم اے مسلمانو! اسباب دنیا کا الادا کرتے ہو اور اللہ آخرت کا الادا کرتا ہے۔

كُلُوا مِمَّا كَسَبَتْ يَدَايَ اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُكُمْ ۚ

اگر کتاب الہی سبقت نہ کرتی (یعنی خدا تم کو اس کے جواز کا حکم دینے والا نہ ہوتا تو) یہ جو تم نے فدیر وغیرہ لیا ہے ضرور تم کو عذاب عظیم چھو لیتا۔ اب تم بلاؤ اس مال کو جو خوب حلال اور طیب سمجھ کر کھاؤ جو کفار سے تم نے غنیمت میں حاصل کیا ہے اور خدا سے ہر وقت ڈرتے رہو بے شک خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرماتا ہے :

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِمَنْ فِي أَيْدِيكُمْ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ ۖ فَمَا تَبْتَغُونَ بِهَا ۚ قُلْ يَتُوبُ إِلَيَّ خَيْرٌ أَمَّا حَيْدُكُمْ وَغَيْرُكُمْ ۚ قُلْ يَتُوبُ إِلَيَّ خَيْرٌ أَمَّا حَيْدُكُمْ وَغَيْرُكُمْ ۚ قُلْ يَتُوبُ إِلَيَّ خَيْرٌ أَمَّا حَيْدُكُمْ وَغَيْرُكُمْ ۚ

اے نبی! ان قیدیوں سے کہہ دو جو تمہارے قبضہ میں ہیں کہ اگر خدا تمہارے دلوں میں بھلائی کو جانے کا (یعنی اگر تم اسلام قبول کرو گے) تو جو فدیر تم سے لیا گیا ہے اس سے بہتر تم کو عنایت کرے گا اور

تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“

پھر اس کے بعد خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو باہم الفت و محبت پر غبت دلائی ہے اور مہاجرین اور انصار کو دین میں اپنی دوستی کا اہل کیا ہے اور دونوں کے تعلق باہم وابستہ کر دیئے ہیں اور کفار میں سے ایک کو دوسرے کا دوست فرمایا ہے۔ پھر فرماتا ہے کہ اے مومنو! اگر تم باہم محبت کو قائم نہ رکھو گے اور مسلمانوں کے بدلے کافروں سے محبت کرو گے تو زمین میں بہت بڑا فتنہ اور فساد پیدا ہو گا۔ اس لئے لازم ہے کہ اگر کافر قریبی رشتہ دار بھی ہو تب بھی اُس سے محبت نہ کرے اور اپنے دینی بھائیوں کو اُس پر مقدم سمجھے۔

میراث کا حکم | پھر فرماتا ہے :-

وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ هُمْ جَاهِدُوا مَعَكُمْ وَآلَاكُمْ مِنْكُمْ وَأُولَئِكَ أَنْتُمْ حَادِدُهُمْ أَفَلَا يَتَّبِعُونَ فِي كِتَابِ اللَّهِ يَكُلُّ شَيْءٌ حَلَالًا (۸: ۷۵)

یعنی اے مسلمانو! جو لوگ تمہارے بعد ایمان لائے اور تمہارے ساتھ انہوں نے ہجرت اور جہاد کیا وہ بھی تم میں سے ہیں اور کتاب الہی یعنی میراث کے مقدمہ میں جو مسلمان رشتہ دار قریب کے ہیں وہ دور کے رشتہ داروں سے مقدم ہیں۔ بیشک خدا ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔



باب

شُرکائے بدر

(مہاجرین)

بنی مطلب۔ ابن اسحاق کہتے ہیں بنی ہاشم بن عبد مناف اور بنی مطلب بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ ہیں۔ یہ لوگ اس مبارک جہاد یعنی بدر کی جنگ میں شریک تھے :-

- ۱۔ سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
- ۲۔ شیر خدا و شیر رسول حضرت امیر حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا۔
- ۳۔ حضرت علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم، حضور کے چچا زاد بھائی۔
- ۴۔ زید بن حادہ بن شریل بن کعب بن عبد العزیٰ بن امرئ القیس الکلبی۔ جن پر خدا و رسول نے انعام کیا۔

- ابن ہشام کہتے ہیں زید بن حادہ بن شریل بن کعب بن عبد العزیٰ بن امرئ القیس بن عامر بن نعمان بن عامر بن عبد وڈ بن عوف بن عذرہ بن زید اللہ بن زیدہ بن ثور بن کلب بن وبرہ۔
- ۵۔ ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آداد غلام انسہ
 - ۶۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آداد غلام ابو کبشہ۔
- ابن ہشام کہتے ہیں ابو کبشہ فارسی تھے اور انسہ حبشی تھے۔
- ۷۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور ابو مرثد کنانہ بن حصن بن یربوع بن عمرو بن یربوع بن قرشی بن سعد بن طریف بن جلال بن غنم بن غنی بن یحضر بن سعد بن قیس بن عیلان۔
- ابن ہشام کہتے ہیں کنانہ بن حصین ہے۔

- ۸۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور ان کا بیٹا مرثد بن ابی مرثد حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کا حلیف یہ بھی شریک تھے۔

۹۔ عبیدہ بن حرث بن مطلب

۱۰۔ طفیل بن حرث

۱۱۔ اور حصین بن حرث - یہ تینوں بھائی تھے۔

۱۲۔ مسطح بن کا نام عوف بن اثاثہ بن عباد بن مطلب ہے۔

اس قبیلے کے یہ بارہ آدمی تھے۔

بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے یہ حضرات تھے :-

۱۔ عثمان بن عفان بن ابی العاص بن اُمیہ بن عبد شمس اپنی زوجہ حضرت بی بی رقیہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی) کی علالت کے سبب سے مدینہ میں رہ گئے تھے مگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مالِ غنیمت میں اُن کا حصہ لگایا تھا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اور میرا ثواب؟ فرمایا تم کو جہاد کا ثواب بھی ملے گا۔

۲۔ ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس

۳۔ ابو حذیفہ کے آزاد غلام سالم

ابن ہشام کہتے ہیں ابو حذیفہ کا نام مہشم ہے اور سالم کو ان کی ماں ثبیہ بنت یعار بن زید بن عبیدہ بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس نے بُت کے نام پر چھوڑ دیا تھا۔ پھر ابو حذیفہ نے ان کو متبنی کر لیا اور بعض لوگوں کا قول ہے ثبیہ بنت یعار ابو حذیفہ بن عتبہ کی بیوی تھی اور اُس نے سالم کو بُت کے نام پر آزاد کر دیا تھا۔ اس سبب سے لوگ سالم کو ابو حذیفہ کا آزاد غلام کہنے لگے۔

۴۔ ابن اسحاق کہتے ہیں لوگوں کا بیان ہے کہ ابو العاص بن اُمیہ کے آزاد غلام صبیح نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ میں حاضر ہونے کی تیاری کی تھی۔ مگر یکایک بیمار ہونے سے مجبور ہو گئے تب انہوں نے اپنے آونٹ پر ابو سلمہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم کو سوار کر دیا اور صبیح اس کے بعد تمام واقعات میں آپ کے ساتھ شریک ہوئے۔

بنی اسد بن خزیمہ | بنی عبد شمس کی شاخ بنی اسد بن خزیمہ کے حلفاء میں سے یہ لوگ اس جنگ میں شریک تھے :-

۱۔ عبد اللہ بن جحش بن رثابہ بن یحییٰ بن صبرہ بن مُرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد۔

۲۔ حکاشہ بن محسن بن حرمثان بن قیس بن مُرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد۔

۴۔ شجاع بن وہب بن زبید بن اسد بن صہیب بن مالک بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد اور
۴۔ ان کے بھائی عقبہ بن وہب۔

۵۔ یزید بن رفیش بن زباب بن یحییٰ بن مبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد۔

۶۔ ابوسنان بن حصن بن حریث بن قیس (عکاشہ بن حصن کے بھائی) اور

۷۔ ان کے بیٹے سنان بن ابی سنان

۸۔ محرز بن نضلہ بن عبد اللہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد

۹۔ زبید بن اکثم بن سجرہ بن عمرو بن لکیز بن عامر بن غنم بن دودان بن اسد۔

بنی کبیر بن غنم | اور بنی کبیر بن غنم بن دودان بن اسد کے حلفاء میں سے یہ حضرات تھے :-
۱۔ ثقیف بن عمرو۔

۲۔ مالک بن عمرو اور

۳۔ مداح بن عمرو۔

ابن ہشام کہتے ہیں مداح بن عمرو ہے۔ یہ تینوں بھائی تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں یہ لوگ بنی حمرال بنی سلیم میں سے ہیں اور ابو مخشی ان کے حلیف ہیں۔ یہ سب
سولہ آدمی تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں ابو مخشی طائی ہیں ان کا نام سوید بن مخشی ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی نوفل بن عہد مناف سے یہ حضرات شریک تھے :-

بنی نوفل | ۱۔ عقبہ بن غزوہ بن جابر بن وہب بن نسیب بن مالک بن حریث بن مازن بن

منصور بن عکرم بن حصفہ بن قیس بن عیلان۔

۲۔ اور عقبہ بن غزوہ کے آزاد غلام خباب یہ دو شخص تھے۔

اور بنی اسد بن عبد العزیٰ میں سے :-

بنی اسد | ۱۔ زبیر بن غوام بن خویلد بن اسد

۲۔ حاطب بن ابی بلتعہ اور

۳۔ حاطب کے آزاد غلام سعد۔ یہ سب تین آدمی تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں ابو بلتعہ کا نام عمرو غنمی ہے اور سعد کلبی تھے۔

بنی عبد الدار | ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی عبد الدار بن قحطانی میں سے یہ حضرات تھے :-

۱۔ مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصی -

۲۔ سویرط بن سعد بن حرمیلہ بن مالک بن عیلہ بن سبا بن عبد الدار بن قصی۔ یہ دو شخص تھے۔

بنی زہرہ بن کلاب میں سے :-

بنی زہرہ ۱۔ عبد الرحمن بن عوف بن عبد عوف بن عبد الحارث بن زہرہ۔

۲۔ سعد بن ابی وقاص - اور ابی وقاص کا نام مالک بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ تھا۔ اور

۳۔ ان کے بھائی عمیر بن ابی وقاص -

۴۔ ان کے حلفاء میں سے مقداد بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن اہبہ بن ثمامہ بن مطرود بن عمرو بن

سعد بن زہیر بن ثور بن ثعلبہ بن مالک بن ثمرید بن ہزل بن فاس بن دریم بن القین بن اہود

بن ہرہ بن عمرو بن الحاف بن قضاہ -

ابن ہشام کہتے ہیں بعض کا قول ہے کہ ہزل بن فاس بن ذہب ہے اور زہیر بن ثور ہے۔

۵۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور عبد اللہ بن مسعود بن شیمخ بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہل بن حارث بن

تمیم بن سعد بن ہزریل۔

۶۔ مسعود بن ریحہ بن عمرو بن سعد بن عبد العزیٰ بن حمالہ بن غالب بن محلم بن عائذہ بن سلح بن ہون

بن خزیمہ -

ابن ہشام کہتے ہیں ان کا لقب قارہ تھا۔ کیونکہ یہ لوگ بے مثال تیر انداز تھے۔

۷۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور ذوالشمالین بن عبد عمرو بن نضلة غیثان بن سلیم بن ملک بن رقصی بن

حارثہ بن عمرو بن عامر کی اولاد سے اور یہ قبیلہ خزاعہ کی ایک شاخ ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں ذوالشمالین کا نام عمیر تھا۔

۸۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور خباب بن ارت - یہ سب لوگ آٹھ اشخاص تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں خباب بن ارت بنی تمیم میں سے تھے اور ان کی اولاد گوفہ میں ہے اور

بعض کہتے ہیں خزاعہ سے تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں بنی تمیم بن مرہ میں سے :-

بنی تمیم بن مرہ

۱۔ حضرت ابو بکر صدیق جن کا نام عقیق بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب

بن سعد بن تمیم ہے۔ ابن ہشام کہتے ہیں ابو بکر کا نام عبد اللہ ہے اور عقیق خوب صورتی اور دوزخ

سے آزادی کے سبب ان کا لقب ہے۔

۶۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور حضرت ابوبکرؓ کے آزاد غلام بلالؓ، جن کو امتیہ بن خلف سے حضرت ابوبکرؓ نے خریدا تھا اور یہی بلال بن رباح ہیں۔

۳۔ اور عامر بن فہیرہ۔ ابن ہشام کہتے ہیں عامر بن فہیرہ کو حضرت ابوبکرؓ رضی اللہ عنہ سے بنی اسد نے خریدا تھا۔ جن میں عامر کی پیدائش تھی۔

۴۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور تھیب بن سنان جو قبیلہ نمر بن قاسط میں سے تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں نمر بن قاسط بن تھیب بن اقصیٰ بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار۔ اور بعض کہتے ہیں اقصیٰ بن عقی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار۔ اور بعض کا قول ہے تھیبؓ عبد اللہ بن جعدان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم کے آزاد غلام تھے اور کہا جاتا ہے کہ یہ رومی تھے۔ جن لوگوں کا یہ بیان ہے کہ یہ نمر بن قاسط میں سے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ روم میں قید تھے وہاں سے ان کو خریدا گیا تھا اور حدیث میں وارد ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تھیبؓ روم میں سے ہجرت کرنے والا ہے۔

۵۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم۔ یہ ملک شام میں گئے ہوئے تھے اور اس وقت وہاں سے واپس آئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدر کی جنگ سے فارغ ہو کر آ رہے تھے۔ آپؐ نے ان کا بھی حقہ لگایا تھا۔ انہوں نے عرض کیا اور یا رسول اللہ میرا ثواب؟ فرمایا تم کو ثواب بھی ہوگا۔ یہ پانچ شخص تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی مخزوم بن یقظ بن مرہ میں سے :-

بنی مخزوم ۱۔ ابوسلمہ بن عبدالاسد۔ اور ابوسلمہ کا نام عبداللہ بن عبدالاسد بن بلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ہے۔

۲۔ شماس بن عثمان بن شرید بن سوید بن ہری بن عامر بن مخزوم۔

ابن ہشام کہتے ہیں شماس کا نام عثمان ہے اور شماس ان کا اس سبب سے نام ہو گیا کہ شماس میں سے ایک شماس مکہ میں آیا۔ یہ بہت خوب صورت تھا۔ اس کی خوب صورتی کو دیکھ کر مکہ کے لوگ متعجب ہوئے۔ عتیہ بن ربیعہ عثمان کے ماموں نے کہا۔ میں اس شماس سے زیادہ حسین ایک لڑکا تم کو دکھاتا ہوں۔ اور پھر اچھے بھانجے عثمان کو دکھایا۔ اس وقت سے عثمان کو لوگ شماس کہنے لگے۔ یہ ابن شہاب ذہری وغیرہ نے بیان کیا ہے۔

۳۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور ارقم بن ابی ارقم۔ ابی ارقم کا نام عبدالمناف بن اسد ہے اور اس کی

کنیت ابو جندب بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم ہے۔

۴۔ عمار بن یاسر۔ ابن ہشام کہتے ہیں عمار بن یاسر غسانی قبیلہ مذحج سے ہیں۔

۵۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور مصعب بن عوف بن عامر بن فضل بن عقیق بن کلیب بن حبشہ بن

سلول بن کعب بن عمرو، ان کے حلیف بنی خزاعہ میں سے۔ یہ سب پانچ شخص ہیں۔

اور بنی عدی بن کعب میں سے :-

بنی عدی بن کعب | ۱۔ عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن عبد اللہ بن قرط بن رباح بن

لدراح بن عدی۔

۲۔ اوران کے بھائی زید بن خطاب۔

۳۔ اور مہجع، عمر بن خطاب کے آقا غلام تھے اہل یمن سے تھے اور بدر کی جنگ میں سب سے پہلے مسلمانوں میں سے تیر کی ضرب سے شہید ہوئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں مہجع عک بن عدنان کی اولاد سے تھے۔

۴۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور عمرو بن سراقہ بن معتمر بن انس بن اذاعہ بن عبد اللہ بن قرط بن رباح

بن رزاح بن عدی بن کعب۔

۵۔ اوران کے بھائی عبد اللہ بن سراقہ۔

۶۔ اور واثق بن عبد اللہ بن عبد مناف بن عزیز بن ثعلبہ بن یربوع بن حنظلہ بن مالک بن زید

بن تمیم، ان کے حلیف۔

۷۔ اور خولی بن ابی غولی

۸۔ اور مالک بن ابی غولی ان کے حلیف۔

ابن ہشام کہتے ہیں ابو خولی بنی عجل بن یحیم بن صعب بن علی بن بکر بن وائل میں سے تھے۔

۹۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور عامر بن ربیعہ غزہ بن عائل میں سے آل خطاب کے حلیف۔

ابن ہشام کہتے ہیں عمر بن عائل بن قاسط بن ہشب بن افضی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار

ہے اور بعض کہتے ہیں افضی بن وعی بن جدیلہ ہے۔

۱۰۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور عامر بن بکیر بن عبد یلیل بن ناشب بن فیرو بن سعد بن لیث میں سے۔

۱۱۔ اور عاتل بن بکیر

۱۲۔ اور خالد بکیر

۱۳۔ ایسا بن بکیر بنی عدی بن کعب کے حلیف

ہنا۔ اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل بن عبد العزیٰ بن عبد اللہ بن قرط بن رباح بن رزاح بن عدی بن کعب یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدر سے واپس آنے کے بعد شام سے آئے تھے جنکو نے ان کا مال غنیمت میں حصہ لگایا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ امیرا اجر؟ فرمایا تم کو اجر بھی ملے گا۔ یہ سب چودہ آدمی تھے۔

بنی جمح بن عمرو | اور بنی جمح بن عمرو بن ہبیس بن کعب میں سے :-

۱۔ عثمان بن مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح۔

۲۔ اور ان کے فرزند سائب بن عثمان اور ان کے دونوں بھائی۔

۳۔ قدامر بن مظعون

۴۔ اور عبد اللہ بن مظعون

۵۔ اور عمر بن حارث بن عمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح۔ یہ پانچ شخص تھے۔

بنی سہم بن عمرو | اور بنی سہم بن عمرو بن ہبیس بن کعب میں سے :-

۱۔ خنیس بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم ایک شخص۔

بنی مالک بن حسل | اور بنی عامر بن لوئی کی شاخ بنی مالک بن حسل بن عامر میں سے :-

۱۔ ابوسیرہ بن ابی اہم بن عبد العزیٰ بن ابی قیس بن عبیدو بن نصر بن

مالک بن حسل۔

۲۔ اور عبد اللہ بن مخرم بن عبد العزیٰ بن ابی قیس بن عبیدو بن نصر بن مالک۔

۳۔ اور عبد اللہ بن سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبیدو بن نصر بن مالک یہ اپنے باپ سہیل بن عمرو کے ساتھ مکہ سے آئے تھے جب بدر میں آکر شہرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر مل گئے اور آپ کے ساتھ جہاد کیا۔

۴۔ اور عمر بن عوف (سہیل بن عمرو کے آزاد غلام)

۵۔ اور سعد بن خولہ ان کے حلیف یہ پانچ شخص تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں سعد بن خولہ اہل یمن سے تھے۔

بنی حارث بن فہرہ | ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی حارث بن فہرہ میں سے :-

۱۔ ابو عبیدہ یعنی عامر بن عبد اللہ بن رباح بن ہلال بن اہیب بن

خلیبہ بن حرث -

- ۲۔ اور عمرو بن حرث بن نہہیر بن ابی شداد بن ربیعہ بن ہلال بن ابی اہسیب بن خبلیہ بن حرث -
 ۳۔ اور ان کے بھائی صفوان بن وہب اور یہ دونوں ہمعناء کے بیٹے تھے -

۴۔

- ۵۔ اور عمرو بن ابی سرح بن ربیعہ بن ہلال بن اہسیب بن خلیبہ بن حرث - یہ پانچ شخص تھے -
 یہ تمام مہاجرین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر کی جنگ میں شریک ہوئے
 انہیں ^{۸۲}مراستی شخص تھے -

ابن ہشام کہتے ہیں ابن اسحاق کے علاوہ بہت اہل علم مہاجرین میں سے بدر کی جنگ میں
 ان لوگوں کو بھی بیان کرتے ہیں - بنی عامر بن لؤئی میں سے وہب بن سعد بن ابی سرح - اور عاتل
 بن عمرو اور بنی حرث بن فہر میں سے عیاض بن ابی نہہیر -



شمر کاے بدر (اوس)

ابن اسحاق کہتے ہیں بدر کی جنگ میں اسخفرت کے ساتھ انصار کے قبائل میں سے یہ لوگ تھے :-
بنی عبدالاشہل قبیلہ اوس بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی شاخ بنی عبدالاشہل بن جشم بن حرث
 بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس میں سے :-

- ۱۔ سعد بن معاذ بن نعمان بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل -
- ۲۔ اور عمرو بن معاذ بن نعمان بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل -
- ۳۔ اور حرث بن اوس بن معاذ بن نعمان -
- ۴۔ اور حرث بن انس بن رافع بن امرئ القیس -
- ۵۔ اور بنی حمید بن کعب بن عبدالاشہل سے سعد بن زید بن مالک بن عبید -
- ۶۔ اور بنی زعورہ ابن عبدالاشہل سے سلمہ بن سلامہ بن وقش بن زعبہ بن زعورہ -
- ۷۔ اور عباد بن بشر بن وقش بن زعبہ بن زعورہ -
- ۸۔ اور سلمہ بن ثابت بن وقش -
- ۹۔ اور رافع بن یزید بن گزہ بن سکین بن زعورہ -
- ۱۰۔ اور حرث بن خزیمہ بن عدی بن ابی بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج (بنی عوف
 بن خزرج میں سے ان کے حلیف)
- ۱۱۔ اور محمد بن سلمہ بن خالد بن عدی بن محمد بن حارثہ بن حرث (بنی حارثہ میں سے ان کے حلیف)
- ۱۲۔ اور سلمہ بن اہلم بن حرث بن عدی بن محمد بن حارثہ بن حرث (ان کے حلیف) ابن ہشام کہتے ہیں اہلم

۱۔ زعورہ بعض نسخوں میں زاکہ زبر اور صین کے پیش اور واؤ کے سکون کے ساتھ ہے اور بعض میں زاکہ زبر اور صین
 کے سکون اور واؤ کے زبر کے ساتھ ہے - ۱۲ (مترجم)

ابن حریث بن عدی ہے۔

۱۳۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور ابو الہشیم بن تیمان۔

۱۴۔ اور عبید بن تیمان۔ ابن ہشام کہتے ہیں غلبہ بن تیمان بھی کہا جاتا ہے۔

۱۵۔ ابن ہشام کا قول ہے کہ عبداللہ بن مہمل بھی تھے جو بنی زہر سے ہیں اور بعض کہتے ہیں قبیلہ غسان

سے ہیں۔ ابن اسحاق کہتے ہیں یہ سب پندرہ آدمی تھے۔

بنی سواد بن کعب | ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی ظفر کی شاخ بنی سواد بن کعب ہیں سے اور کعب ہی کو ظفر بھی کہتے ہیں۔ ابن ہشام کہتے ہیں ظفر بن خزرج بن مالک بن اوس ہے۔

۱۔ قتادہ بن نعمان بن زید بن عامر بن سواد۔

۲۔ اور عبیدہ بن اوس بن مالک بن سواد یہ دو شخص تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں عبید بن اوس وہ شخص ہے جس کو مہقرن کہتے ہیں کیونکہ انہوں نے چار کافروں کو

بدر کی جنگ میں قید کیا تھا جن میں حضرت علیؑ کے بھائی عقیل بن ابی طالب بھی تھے۔

بنی عبد بن ذراح | ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی عبد ذراح بن کعب ہیں سے۔
۱۔ نصر بن حرث بن عبد۔

۲۔ اور معتب بن عبید۔

۳۔ اور ایک شخص اُن کے حلفاء میں سے عبداللہ بن طارق۔ یہ گُل تین آدمی تھے۔

بنی حارثہ | اور بنی حارثہ بن حرث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس ہیں سے۔
۱۔ مسعود بن سعد بن عامر بن عدی بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ۔

ابن ہشام کہتے ہیں مسعود بن عبد سعد بھی کہا جاتا ہے۔

۲۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور ابو عبس بن جبیر بن عمرو بن زید بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ۔

۳۔ اور ان کے حلفاء میں سے ابو بردہ بن دینار جن کا نام ہانی بن دینار بن عمرو بن عبید بن کلاب بن

دہمان بن غنم بن ذبیان بن تمیم بن کاهل بن ذہل بن اُمی بن بلی بن عمرو بن حاتم بن قضاہ ہے۔ یہ تین شخص تھے۔

بنی ضبیعہ | ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی عمرو بن عوف بن مالک بن اوس کی شاخ بنی ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف ہیں سے۔

۱۔ عامر بن ثابت بن قیس اور قیس ہی ابو قحط بن عمہ بن مالک بن اُمیہ بن ضبیعہ ہے۔

۲۔ اور معتب بن قشیر بن لیل بن زید بن عطا بن ضبیعہ۔

- ۲۔ اور ابو طیل بن ازعر بن زید بن عطا بن ضبیعہ -
 ۳۔ اور عمرو بن معبد بن ازعر بن زید بن عطا بن ضبیعہ - ابن ہشام کہتے ہیں عمیر بن معبد ہے -
 ۵۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور اسمیل بن ضیف بن واہب بن حکیم بن ثعلبہ بن مجدہ بن حرث بن عمرو بن عبد الوہاب
 وہی شخص ہیں جن کو بنو خزیمہ بن غنم بن عمرو بن غنم کہا جاتا ہے - یہ پانچ شخص تھے -

بنی امیہ بن زید | اور بنی امیہ بن زید بن مالک میں سے :-
 ۱۔ بلشمر بن عبد المنذر بن زید بن زید بن امیہ -

- ۲۔ اور رفاعہ بن عبد المنذر بن زید -
 ۳۔ اور سعد بن عبید بن نعمان بن قلیس بن عمرو بن زید بن امیہ -
 ۴۔ اور عویم بن ساعدہ -
 ۵۔ اور رافع بن عنبہ - ابن ہشام کہتے ہیں عنبہ ان کی ماں تھی -
 ۶۔ اور عبید بن ابی عبید -
 ۷۔ اور ثعلبہ بن حاطب -
 ۸۔ ابولبابہ بن عبد المنذر -
 ۹۔ حرث بن حاطب -

لوگوں کا بیان ہے کہ ابولبابہ بن عبد المنذر اور حرث بن حاطب دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ پسپے تھے مگر آنحضرت نے ان کو واپس مدینہ بھیج دیا اور ابولبابہ کو مدینہ کا حاکم بنایا اور مال غنیمت میں ان دونوں کا حقہ لگایا تھا - ابن ہشام کہتے ہیں مقام روماء میں پہنچ کر آپ نے ان کو واپس کیا تھا اور حاطب بن عمرو بن عبید بن امیہ ہے اور ابولبابہ کا نام بشیر ہے -

بنی عبید بن زید | ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی عبید بن زید بن مالک میں سے :-
 ۱۔ انیس بن قنادہ بن زید بن خالد بن حرث بن عبید -

- ۲۔ اور ان کے حلفاء میں سے جو قبیلہ بلجی سے تھے محسن بن عدی بن جند بن عجلان بن ضبیعہ -
 ۳۔ اور ثابت بن اقرم بن ثعلبہ بن عدی بن عجلان -
 ۴۔ اور عبد اللہ بن سلمہ بن مالک بن حرث بن عدی بن عجلان -
 ۵۔ اور زید بن اسلم بن ثعلبہ بن عدی بن عجلان -
 ۶۔ اور ابی بن رافع بن زید بن حارثہ بن جند بن عجلان -

۷۔ اور عاصم بن عدی بن جد بن جملان بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تھے مگر آنحضرت نے ان کو واپس فرما دیا تھا۔ پھر مال غنیمت میں ان کا حصہ لگایا۔ یہ سب سات آدمی تھے۔

بنی ثعلبہ بن عمرو | اور بنی ثعلبہ بن عمرو بن عوف میں سے :-
۱۔ عبد اللہ بن جُبیر بن نعمان بن اُمیہ بن برک۔ برک کا نام امرئ القیس بن ثعلبہ ہے۔

۲۔ اور عاصم بن قیس۔ ابن ہشام کہتے ہیں عاصم بن قیس بن ثابت بن نعمان بن اُمیہ بن امرئ القیس بن ثعلبہ ہے۔

۳۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور ابو ضیاح بن ثابت بن نعمان بن اُمیہ بن امرئ القیس بن ثعلبہ۔

۴۔ اور ابو جبہ۔ ابن ہشام کہتے ہیں یہ ابو ضیاح کا بھائی ہے اور ابو جبہ بھی کہا جاتا ہے۔ اور امرئ القیس کو برک بن ثعلبہ بھی کہتے ہیں۔

۵۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور سالم بن عبید بن ثابت بن نعمان بن اُمیہ بن امرئ القیس بن ثعلبہ۔ ابن ہشام کہتے ہیں ثابت بن عمرو بن ثعلبہ بھی کہا جاتا ہے۔

۶۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور حرث بن نعمان بن اُمیہ بن امرئ القیس بن ثعلبہ۔

۷۔ اور قوت بن جُبیر بن نعمان، ان کا حصہ بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت میں لگایا تھا۔ یہ سب سات افراد تھے۔

بنی جحججی | اور بنی جحججی بن کلفہ بن عمرو بن عوف میں سے :-

۱۔ منذر بن محمد بن عقبہ بن امیہ بن حلاج بن حرث بن جحججی بن کلفہ۔ ابن ہشام کہتے ہیں حرث بن جحججی بھی کہا جاتا ہے۔

۲۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور ان کے حلفاء میں سے جو بنی اُنیف سے تھے۔ ابو حقیل بن عبد اللہ بن ثعلبہ بن تیہان بن عامر بن مالک بن عامر بن اُنیف بن جشم بن عبد اللہ بن تیم بن اراش بن علمون عمیلہ بن قسمل بن فران بن عمرو بن لحاف بن قضاعہ یہ دو شخص تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں تیم بن اراشہ اور قسمل بن فاران بھی کہا جاتا ہے۔

بنی غنم بن سلم | ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی غنم بن سلم بن امرئ القیس بن مالک بن اوس

۱۔ سعد بن غنیمہ بن حرث بن مالک بن کعب بن سخط بن کعب بن حارث بن غنم

۲۔ اور منذر بن قدامہ بن عرقبہ۔

۳۔ مالک بن قدامر بن عرفجہ -

ابن ہشام کہتے ہیں عرفجہ بن کعب بن سخاط بن کعب بن عارضہ بن غنم ہے -

۴۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور حرث بن عرفجہ بن کعب بن سخاط بن کعب بن عارضہ بن غنم -

۵۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور تمیم (بنی غنم کے آزاد غلام) یہ کل پانچ آدمی تھے - ابن ہشام کہتے ہیں تمیم سعد بن خثیمہ کے آزاد غلام تھے -

ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی معاویہ بن مالک بن عوف بن عمرو بن بنی معاویہ بن مالک عوف میں سے :-

۱۔ جبیر بن عتیک بن حرث بن قلیس بن حیشہ بن حرث بن اُمیہ بن معاویہ -

۲۔ اور مالک بن نمیلہ ان کے حلیف بنی مزینہ میں سے -

۳۔ اور نعمان بن معمر قبیلہ بلی میں سے ان کے حلیف - یہ سب تین شخص تھے -

غرضیکہ قبیلہ اوس کے کل اکٹھے آدمی تھے جو جنگ بدر میں شریک ہوئے اور بن کمال غنیمت میں حصہ لگایا گیا -



شترکائے بدر (خزرج)

بنی خزرج میں سے یہ لوگ رسولِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بدر کے جہاد میں شریک تھے۔

بنی امرئ القیس | بنی خزرج بن عارضہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی شاخ بنی خزرج۔ پھر ان کی شاخ بنی امرئ القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج میں سے :-

- ۱۔ خارجہ بن زید بن ابی زہیر بن مالک بن امرئ القیس۔
 - ۲۔ سعد بن ربیعہ بن عمرو بن ابی زہیر بن مالک بن امرئ القیس۔
 - ۳۔ اور عبداللہ بن رواحہ بن امرئ القیس بن عمرو بن امرئ القیس۔
 - ۴۔ اور غلام بن شویہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عارضہ بن امرئ القیس۔ یہ سب چار شخص تھے۔
- بنی زید** | اور بنی زید بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج میں سے :-

- ۱۔ بشیر بن سعد بن ثعلبہ بن خلاص بن زید۔ ابن ہشام کہتے ہیں جلاس بھی کہا جاتا ہے مگر یہ ہمارے نزدیک غلط ہے۔
- ۲۔ اور ان کا بھائی سماک بن سعد۔ یہ دو شخص تھے۔

بنی عدی | اور بنی عدی بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج میں سے :-

- ۱۔ سلیم بن قیس بن عشیہ بن اُمیہ بن مالک بن عامر بن عدی۔
 - ۲۔ اور عباد بن قیس بن عشیہ ان کے بھائی۔ ابن ہشام کہتے ہیں قیس بن عبسہ بن اُمیہ بھی کہا جاتا ہے۔
 - ۳۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور عبداللہ بن عبس۔ یہ تین شخص تھے۔
- بنی احمر** | اور بنی احمر بن عارضہ بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج میں سے :-

۱۔ یزید بن حرث بن قیس بن مالک بن اعر۔ اور یہ ہی وہ شخص ہیں جن کو ابن فہم کہا جاتا ہے۔
اس قبیلہ کے یہ ایک شخص تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں فہم ان کی ماں کا نام ہے اور یہ بنی قیس
بن جسر میں سے ایک عودت تھی۔

بنی جشم۔ بنی زید | ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی جشم بن حرث بن خزرج اور بنی زید بن حرث
بن خزرج میں سے :-

۱۔ خبیب بن اساف بن عتبہ بن عمرو بن خدیج بن عامر بن جشم۔

۲۔ اور عبداللہ بن زید بن ثعلبہ بن عبداد بن زید۔

۳۔ اور ان کا بھائی حرث بن زید بن ثعلبہ

۴۔ اور سفیان بن بشر۔ یہ چار شخص تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں سفیان بن نسر بن عمرو بن حرث بن کعب بن زید ہے۔

بنی جدارہ | ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی جدارہ بن عوف بن حرث بن خزرج میں سے :-
۱۔ تمیم بن یحییٰ بن قیس بن عدی بن اُمیہ بن جدارہ۔

۲۔ اور عبداللہ بن عمیر بنی حارثہ میں سے۔ ابن ہشام کہتے ہیں بعض کا قول ہے عبداللہ بن عمیر
بن عدی بن اُمیہ بن جدارہ۔

۳۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور زید بن مزین بن قیس بن عدی بن اُمیہ بن جدارہ۔ ابن ہشام کہتے
ہیں زید بن مری ہے۔

۴۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور عبداللہ بن عرقط بن عدی بن اُمیہ بن جدارہ۔ یہ سب چار شخص تھے۔

بنی ابجر | اور بنی ابجر میں سے جو بنی خدرہ بن عوف بن خزرج ہیں :-
۱۔ عبداللہ بن ریح بن قیس بن عمرو بن عباد بن ابجر ایک شخص تھے۔

بنی جہلی | اور بنی عوف بن خزرج میں سے یعنی ان کی شاخ بنی عبید بن مالک بن سالم بن غنم بن
عوف بن خزرج سے اور یہی لوگ بنی جہلی کہلاتے ہیں۔ ابن ہشام کہتے ہیں جہلی سالم بن

غنم بن عوف کی عرفیت ہے چونکہ اس کا پیٹ بہت بڑا تھا اس سبب سے لوگ جہلی کہتے تھے۔

۱۔ اس قبیلہ میں سے عبداللہ بن عبد اللہ بن اُبی بن مالک بن حرث بن عبید۔ اور سلول اُبی
کی ماں کا نام ہے۔

۲۔ اور اس بن خولی بن عبداللہ بن حرث بن عبید۔ یہ دو شخص تھے۔

بنی جزاہ بن عدی | بنی جزاہ بن عدی بن مالک بن سالم بن غنم میں سے :-
۱۔ زید بن ودیعہ بن عمرو بن قیس بن جزاہ -

۲۔ اور عقبہ بن وہب بن کلاہ (بنی عبد اللہ بن غطفان سے ان کے حلیف)

۳۔ اور فاعہ بن عمرو بن زید بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن سالم بن غنم -

۴۔ اور عامر بن سلمہ بن عامران کے حلیف اہل یمن سے -

ابن ہشام کہتے ہیں عمرو بن سلمہ بھی کہا جاتا ہے اور یہ بنی بلی قضاعہ کی شاخ میں سے تھے -

۵۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور ابو غمیصہ معبد بن عباد بن قشیر بن مقدم بن سالم بن غنم - ابن ہشام کہتے

ہیں معبد بن عبادہ بن قشیر بن خدم ہے اور کہا جاتا ہے کہ عبادہ بن قیس بن فہم ہے -

۶۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور طمر بن بکر ان کے حلیف بھی تھے یہ سب چھ شخص ہیں ابن ہشام کہتے ہیں عامر بن عکیر اور بعض عامر بن عکیر بھی کہتے ہیں -

بنی سالم | ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی سالم بن عوف بن عمرو بن خزرج کی شاخ بنی عجلان بن زید بن غنم بن سالم میں سے نوفل بن عبد اللہ بن نضہ بن مالک بن عجلان - یہ ایک شخص تھے -

بنی احرم | اور بنی احرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن سالم بن عوف - ابن ہشام کہتے ہیں یہ غنم بن عوف

سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج کے بھائی ہیں اور غنم سالم وہی ہیں جو ابن اسحاق کے قول میں پہلے گزر چکے ہیں -

۱۔ عبادہ بن صامت بن قیس بن احرم

۲۔ اور ان کے بھائی اوس بن صامت یہ دو شخص تھے -

اور بنی وعدہ بن فہر بن ثعلبہ بن غنم میں سے :-

بنی وعدہ | ۱۔ نعمان بن مالک بن ثعلبہ بن وعدہ - اور نعمان وہ شخص ہیں جن کو قتل کہتے ہیں - یہ ایک شخص تھے -

بنی قریوس | اور بنی قریوس بن غنم بن أمیہ بن لوزان بن سالم میں سے ابن ہشام کہتے ہیں قریوس بن غنم بھی کہا جاتا ہے

۱۔ ثابت بن ہزال بن عمرو بن قریوس - یہی ایک شخص تھے -

بنی مرضنہ | اور بنی مرضنہ بن غنم بن سالم میں سے :-

۱۔ مالک بن دشتم بن مرضنہ ایک ہی شخص تھے - ابن ہشام کہتے ہیں - مالک بن دشتم بن

مالک بن دشتم بن مرضنہ بھی کہا جاتا ہے -

ابن اسحاق کہتے ہیں بنی لوزان بن غنم بن سالم میں سے :-
بنی لوزان ۱۔ ربیع بن ایاس بن عمرو بن غنم بن امیہ بن لوزان -

۲۔ اوران کے بھائی ورقہ بن ایاس -

۳۔ اور عمرو بن ایاس (اہل یمن میں سے ان کے حلیف) یہ تین شخص تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں -
 کہا جاتا ہے کہ عمرو بن ایاس ورقہ اور ربیع کے بھائی تھے -

ابن اسحاق کہتے ہیں اوران کے حلفاء میں سے جو قبیلہ ملی کی شاخ بنی غصینہ سے
بنی غصینہ تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں غصینہ ان کی ماں تھی اور باپ ان کا عمرو بن عمارہ تھا -

۱۔ مجذہ بن زیاد بن عمرو بن زمزمہ بن عمر بن عمارہ بن مالک بن غصینہ بن عمرو بن ہیشمرہ بن مشنو
 بن قس بن تیم بن اریش بن عامر بن عمیلہ بن قسمل بن فران بن ملی بن عمرو بن الحاف بن قضا
 ابن ہشام کہتے ہیں قس بن تیم بن الاشہ اور قسمل بن فران بھی کہا جاتا ہے اور مجذہ کا
 نام عبد اللہ ہے -

۲۔ ابن ہشام کہتے ہیں اور عباد بن ششی بن عمرو بن زمزمہ -

۳۔ اور خطاب بن ثعلبہ بن خزیمہ بن اصرم بن عمرو بن عمارہ - ابن ہشام کہتے ہیں سخات بن ثعلبہ بھی
 کہا جاتا ہے -

۴۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور عبد اللہ بن ثعلبہ بن خزیمہ بن اصرم -

۵۔ لوگوں کا بیان ہے کہ بنی ہرا میں سے ان کا حلیف عتبہ بن ربیعہ بن خالد بن معاویہ بھی بدر
 میں شریک تھا۔ یہ پانچ شخص بدر میں شریک تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں عتبہ بن ربیعہ بن خالد بن معاویہ میں سے ہے -

ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی ساعدہ بن کعب بن خزرج کی شاخ بنی ثعلبہ بن خزرج
بنی ساعدہ بن ساعدہ میں سے :-

۱۔ ابو جلد سماک بن خزرجہ - ابن ہشام کہتے ہیں ابو جلد سماک بن اوہ بن خزرجہ بن لوزان بن
 عبد ود بن زید بن ثعلبہ ہے -

۲۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور منذر بن عمرو بن خنیس بن حارثہ بن لوزان بن عبد ود بن زید بن ثعلبہ
 یہ دو شخص تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں منذر بن عمرو بن لوزان بن خنیس ہے -

ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی ہدی میں سے :-

بنی ہدی ۱۔ عامر بن عوف بن حارثہ بن عمرو بن خزرج بن ساعدہ ابو اسید مالک

ربیع بن بدی -

۲ - اور مالک بن مسعود - یہ دو شخص تھے -

اور بنی طون بن خزرج بن ساعدہ میں سے :-

بنی طریف

۱ - عبد ربیع بن حن بن اوس بن وقش بن ثعلبہ بن طریف ایک شخص تھے -

اور ان کے حلفاء میں سے جو قبیلہ جہینہ سے تھے :-

قبیلہ جہینہ

۱ - کعب بن حماد بن ثعلبہ - ابن ہشام کہتے ہیں کعب بن حماد قبیلہ غنیان سے تھا -

۲ - ابن اسحاق کہتے ہیں اور ضمہ

۳ - اور زیاد

۴ - اور عمرو کے بیٹے بسیس بن شریک تھے - ابن ہشام کہتے ہیں کہا جاتا ہے کہ ضمہ اور زیاد بشر کے بیٹے تھے -

۵ - ابن اسحاق کہتے ہیں اور عبد اللہ بن عامر قبیلہ بلی سے - یہ سب پانچ آدمی تھے -

بنی جشم اور بنی جشم بن خزرج کی شاخ بنی سلمہ بن معید بن علی بن اسد بن سارہ بن تریبہ بن جشم بن خزرج پھر ان کی شاخ بنی حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے :-

۱ - غراش بن مہر بن عمرو بن جموح بن زید بن حرام -

۲ - اور حباب بن منذر بن جموح بن زید بن حرام

۳ - اور عمیر بن حرام بن جموح بن زید بن حرام

۴ - غراش بن مہر کے آٹا دغلام تمیم

۵ - عبد اللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام

۶ - اور معاذ بن عمرو بن جموح

۷ - اور حوذ بن عمرو بن جموح بن زید بن حرام

۸ - اور غلام بن عمرو بن جموح بن زید بن حرام

۹ - اور حقیق بن عامر بن نابی بن زید بن حرام

۱۰ - اور حلیب بن اسود ان کے آٹا دغلام

۱۱ - اور ثابت بن ثعلبہ بن زید بن حرث بن حرم - اور یثعلبہ وہی شخص ہیں جن کو جزع بھی کہا جاتا ہے -

۱۲ - اور عمیر بن حرث بن ثعلبہ بن حرث بن حرام - یہ سب باڑہ آدمی تھے - ابن ہشام کہتے ہیں :-

جموح بن کایہاں ذکر ہوا۔ جموح بن زید حرام ہیں اور وہ جموح بن صمہ کے دوا ہیں وہ جموح بن حرام ہیں اور بعض کہتے ہیں صمہ بن عمرو بن جموح بن حرام اور عیسیٰ بن حرث بن لہبہ بن ثعلبہ ہیں۔
بنی عبید | ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ کہ شاخ بنی غنم
 بن منان بن عبید میں سے۔

۱۔ بشر بن براد بن معرور بن صخر بن خنساء۔

۲۔ طفیل بن مالک بن خنساء۔

۳۔ اور طفیل بن نعمان بن خنساء۔

۴۔ اور ستان بن صیفی بن صخر بن خنساء۔

۵۔ اور عبد اللہ بن جدر بن قیس بن صخر بن خنساء۔

۶۔ عقبہ بن عبد اللہ بن صخر بن خنساء۔

۷۔ جبار بن صخر بن اُمیہ بن خنساء۔

۸۔ خارجہ بن حمیر۔

۹۔ اور عبد اللہ بن حمیر زہنی دہمان کی شاخ بنی اشجع سے ان کے حلیف یہ سب نو شخص تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں جبار بن صخر بن اُمیہ بن خنساء بھی کہا جاتا ہے۔

بنی خنساء | ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی خنساء بن منان بن عبید سے۔
 ۱۔ یزید بن منذر بن مرع بن خنساء۔

۲۔ معقل بن المنذر بن مرع بن خنساء۔

۳۔ اور عبد اللہ بن نعمان بن بلدہ۔ ابن ہشام کہتے ہیں ابن بلدہ بھی کہا جاتا ہے۔

۴۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور حناک بن حارثہ بن زید بن ثعلبہ بن عبید بن عدی۔

۵۔ سواد بن ذریق بن ثعلبہ بن عبید بن عدی۔ ابن ہشام کہتے ہیں سواد بن وزن بن زید بن

ثعلبہ بھی کہا جاتا ہے۔

۶۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور معبد بن قیس بن صخر بن حرام بن ربیعہ بن عدی بن غنم بن کعب بن

سلمہ اور بعض کہتے ہیں معبد بن قیس بن صیفی بن صخر بن حرام بن ربیعہ۔ یہ قول ابن ہشام کا ہے۔

۷۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور عبد اللہ بن قیس بن صخر بن حرام بن ربیعہ بن عدی بن غنم۔ یہ سب

سات شخص تھے۔

بنی نعمان | بنی نعمان بن سنان بن عبید سے :-
۱۔ عبد اللہ بن عبد مناف بن نعمان -

۲۔ جابر بن عبد اللہ بن ربیع بن نعمان

۳۔ خلید بن قیس بن نعمان

۴۔ اور ان کے آزاد غلام نعمان بن سنان - یہ چار شخص تھے -

بنی سواد بن غنم | اور بنی سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ کی شاخ بنی حدیدہ بن عمرو بن غنم بن
اسود سے - ابن ہشام کہتے ہیں سواد کا کوئی بیٹا غنم نام نہیں تھا -

۱۔ ابو منذر یعنی یزید بن عامر بن حدیدہ

۲۔ اور سلیم بن عمرو بن حدیدہ

۳۔ قطیبہ بن عامر بن حدیدہ

۴۔ اور عنترہ بن سلیم بن عمرو کا آزاد غلام - یہ چار شخص تھے - ابن ہشام کہتے ہیں عنترہ بن سلیم بن
منصور کی شاخ بنی ذکوان سے تھے -

بنی عدی بن نابی | ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی عدی بن نابی بن عمرو بن سواد بن غنم سے :-
۱۔ عبس بن عامر بن عدی -

۲۔ ثعلبہ بن غنم بن عدی -

۳۔ ابوالبیر یعنی کعب بن عمرو بن عباد بن عمرو بن غنم بن سواد

۴۔ سہل بن قیس بن ابی کعب بن قیس بن سواد

۵۔ عمرو بن طلق بن زید بن اُمیہ بن سنان بن کعب بن غنم

۶۔ معاذ بن جبل بن عمرو بن اوس بن عامر بن عدی بن کعب بن عدی بن اؤن بن سعد بن علی بن

اسد بن سادہ بن زید بن جشم بن خزرج بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر - یہ سب چھ

اشخاص تھے - ابن ہشام کہتے ہیں اوس بن عباد بن عدی بن کعب بن عمرو بن اوی بن

سعد - اور ابن اسحاق نے جو معاذ بن جبل کا نسب بنی سواد کے ساتھ بیان کیا ہے حالانکہ یہ اُن

میں سے نہیں ہیں - اس واسطے کہ یہ اُن میں رہتے تھے -

ابن اسحاق کہتے ہیں جن لوگوں نے بنی سلمہ کے بت توڑے تھے وہ بنی سواد بن غنم ہی میں سے یہ

لوگ ہیں معاذ بن جبل اور عبد اللہ بن اُمیس اور ثعلبہ بن غنم -

بنی زریق اور بنی زریق عامر بن زریق بن عبد عارضہ بن مالک بن غضب بن جشم بن خورج کی شاخ بنی مخلد بن عامر بن زریق سے۔ ابن ہشام کہتے ہیں عامر بن زریق بھی کہا جاتا ہے۔

۱۔ قیس بن محسن بن خالد بن مخلد۔ ابن ہشام کہتے ہیں قیس بن محسن بھی کہا جاتا ہے۔

۲۔ ابن اسحاق کہتے ہیں ابو خالد مرث بن قیس بن خالد بن مخلد ہے۔

۳۔ جحیر بن ایاس بن خالد بن مخلد۔

۴۔ ابو عبادہ یعنی سعد بن عثمان بن خلدہ بن مخلد

۵۔ ان کے بھائی عقیقہ بن عثمان بن خلدہ بن مخلد۔

۶۔ اور ذکوان بن عبد قیس بن خلدہ بن مخلد

۷۔ اور مسعود بن خلدہ بن عامر بن مخلد۔ یہ سات شخص تھے۔

بنی خالد اور بنی خالد بن عامر بن زریق سے۔
۱۔ عباد بن قیس بن عامر بن خالد ایک شخص تھے۔

بنی خلدہ بنی خلدہ بن عامر بن زریق سے۔

۱۔ سعد بن یزید بن فاکہ بن زید بن خلدہ

۲۔ اور فاکہ بن بشر بن فاکہ بن زید بن خلدہ۔ ابن ہشام کہتے ہیں بسر بن فاکہ ہے۔

۳۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور معاذ بن ماحس بن قیس بن خلدہ

۴۔ ان کے بھائی عائد بن ماحس بن قیس بن خلدہ۔

۵۔ مسعود بن سعد بن قیس بن خلدہ۔ یہ پانچ شخص تھے۔

بنی عجلان بنی عجلان بن عمرو بن عامر بن زریق سے۔
۱۔ رفاعہ بن رافع بن مالک بن عجلان۔

۲۔ ان کے بھائی خلاد بن رافع بن مالک بن عجلان

۳۔ عبید بن زید بن عامر بن عجلان۔ یہ تین شخص تھے۔

بنی بیاضہ بنی بیاضہ بن عامر بن زریق سے۔
۱۔ زیاد بن لبید بن ثعلبہ بن سنان بن عامر بن حدی بن امیہ بن بیاضہ۔

۲۔ فردہ بن عمرو بن ذوقہ بن عبید بن عامر بن بیاضہ۔ ابن ہشام کہتے ہیں ذوقہ بھی کہا جاتا ہے۔

- ۳۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور خالد بن قیس بن مالک بن عجلان بن عامر بن بیاضہ۔
 ۴۔ اور جلیل بن ثعلبہ بن خالد بن ثعلبہ بن عامر بن بیاضہ۔ ابن ہشام کہتے ہیں زبیلہ بھی کہا جاتا ہے۔
 ۵۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور عطیہ بن نوبرہ بن عامر بن عطیہ بن عامر بن بیاضہ۔
 ۶۔ اور خلیفہ بن عدی بن عمرو بن مالک بن عامر بن کثیر بن بیاضہ۔ یہ سب چھ شخص تھے۔
 ابن ہشام کہتے ہیں علیہ بھی کہا جاتا ہے۔

بنی حبیب | ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن حشم بن خزرج سے :-

- ۱۔ رافع بن معالی بن لؤذان بن حارثہ بن عدی بن زید بن ثعلبہ بن زید منات بن حبیب۔ یہ ایک ہی شخص تھے۔

بنی ثعلبہ | اور بنی نجار یعنی تیم اللہ بن ثعلبہ بن عمرو بن خزرج کی شاخ بنی غنم بن مالک بن نجار۔ پھر ان کی شاخ بنی ثعلبہ بن عبد بن عوف بن غنم سے :-
 ۱۔ ابوالیوب خالد بن زید بن کلیب بن ثعلبہ۔ یہ ایک شخص تھے۔

بنی عسیرہ | بنی عسیرہ بن عبد بن عوف بن غنم سے :-
 ۱۔ ثابت بن خالد بن نعمان بن خنساء بن عسیرہ ایک شخص۔ ابن ہشام کہتے ہیں عسیرہ بھی کہا جاتا ہے۔

بنی عمرو | ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی عمرو بن عبد عوف بن عوف بن غنم سے :-
 ۱۔ عمارہ بن حزم بن زید بن لؤذان بن عمرو۔

- ۲۔ سراقہ بن کعب بن عبد العزی بن غزیرہ بن عمرو۔ یہ دو شخص تھے۔

بنی عبید | بنی عبید بن ثعلبہ بن غنم سے :-
 ۱۔ حارثہ بن نعمان بن زید بن عبید۔

- ۲۔ سلیم بن قیس بن قہد اور قہد کا نام خالد بن قیس بن عبید ہے۔ یہ دو شخص تھے۔
 ابن ہشام کہتے ہیں حارثہ بن نعمان بن نفع بن زید ہے۔

بنی عائذ | ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی عائذ بن ثعلبہ بن غنم سے :-
 ۱۔ سہیل بن رافع بن ابی عمرو بن عائذ۔

- ۲۔ مدی بن زعباد (قبیلہ جہلیہ سے ان کے حلیف) یہ دو شخص تھے۔

بنی زید بن ثعلبہ | بنی زید بن ثعلبہ بن غنم سے :-
۱۔ مسعود بن اوس بن زید۔

۲۔ ابو خزیمہ بن اوس بن زید بن اصرم بن زید۔

۳۔ رافع بن حرث بن سواد بن زید۔ یہ تین شخص تھے۔

بنی سواد بن مالک | بنی سواد بن مالک بن غنم سے :-
۱۔ عوف

۲۔ معوذ

۳۔ معاذ

حرث بن رفاعہ بن سواد کے تینوں بیٹے اور سی عفرہ کے بیٹے ہیں۔ عفرہ ان کی ماں تھیں۔
ابن ہشام کہتے ہیں عفرہ بنت عبید بن ثعلبہ بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجادہ۔ ابن ہشام کہتے
ہیں رفاعہ بن حرث بن سواد بھی کہا جاتا ہے۔

۴۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور نعمان بن عمرو بن رفاعہ بن سواد۔ ابن ہشام کہتے ہیں نعمان بھی کہا جاتا ہے۔

۵۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور عامر بن مخلد بن حرث بن سواد۔

۶۔ عبد اللہ بن قیس بن خالد بن غلدہ بن حرث بن سواد۔

۷۔ حصیر قبیلہ اشجع سے ان کے حلیف۔

۸۔ ودیعہ بن عمرو قبیلہ جہنیہ سے ان کے حلیف

۹۔ ثابت بن عمرو بن زید بن عدی بن سواد۔

۱۰۔ لوگوں کا بیان ہے کہ حرث بن عفرہ کے آزاد غلام ابو الحمراء بھی بدر میں شریک ہوئے تھے۔ لہذا
یہ سب دس افراد تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں ابو الحمراء حرث بن رفاعہ کے آزاد غلام تھے۔

بنی عتیک بن عمرو | بنی عامر بن مالک بن نجادہ کی شاخ بنی عتیک بن عمرو بن مہذول سے :-
۱۔ ثعلبہ بن عمرو بن مصعب بن عمرو بن عتیک۔

۲۔ سہل بن عتیک بن نعمان بن عمرو بن عتیک۔

۳۔ حرث بن مصعب بن عمرو بن عتیک مقام روماء میں ان کے چوٹ لگ گئی تھی مگر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم
نے ان کا حقہ لگایا تھا۔ یہ تین شخص تھے۔

بنی قیس بن عبید | بنی مالک بن نجادہ بنی حذیلہ کہتے ہیں ان کی شاخ بنی قیس بن عبید بن زید

بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن بخار سے۔ ابن ہشام کہتے ہیں مذلیہ بنت مالک بن زید اللہ بن حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن شہم بن خزرج ہے اور یہ معاویہ بن عمرو بن مالک بن بخار کی ماں تھی۔ اس سبب سے بنی معاویہ اس کی طرف نسبت کئے جاتے ہیں۔ ابن اسحاق کہتے ہیں۔

۱۔ ابی بن کعب بن قیس

۲۔ انس بن معاذ بن انس بن قیس۔ یہ دو شخص تھے۔

بنی عدی بن عمرو | بنت عوف بن عبد مناة بن مالک بن کنانہ بن خزیمہ کہلاتے ہیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ مغالہ بنی ذریق میں سے تھی اور یہ عدی بن عمرو بن مالک بن بخار کی ماں ہے اس سبب سے بنی عدی اس کی طرف نسبت کئے جاتے ہیں۔ اس قبیلہ میں سے :-

۱۔ اوس بن ثابت بن منذر بن حرام بن عمرو بن زید مناة بن عدی۔

۲۔ ابو شیخ ابی بن ثابت۔ ابن ہشام کہتے ہیں ابو شیخ بن ثابت حسان بن ثابت کے بھائی ہیں۔

۳۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور ابو طلحہ یعنی زید بن سہل بن اسود بن حرام بن عمرو بن زید مناة بن عدی۔ یہ تین شخص تھے۔

بنی عدی بن عامر | اور بنی عدی بن بخار کی شاخ بنی عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن بخار سے :-

۱۔ حادثہ بن سراقہ بن حرث بن عدی بن مالک بن عدی بن عامر۔

۲۔ عمرو بن ثعلبہ بن وہب بن عدی بن مالک بن عدی بن عامر اور سی ابو حکیم کہلاتے ہیں۔

۳۔ سلیط بن قیس بن عمرو بن عتیک بن مالک بن عدی بن عامر۔

۴۔ ابو سلیط بن اسیرہ بن عمرو ہیں۔ اور عمرو کی کنیت ابو خازمہ بن قیس بن مالک بن عدی بن عامر ہے۔

۵۔ ثابت بن غنم بن عمرو بن مالک بن عدی بن عامر۔

۶۔ عامر بن اُمیہ بن زید بن حساس بن مالک بن عدی بن عامر۔

۷۔ محرز بن عامر بن مالک بن عدی بن عامر

۸۔ سواد بن غزیہ بن اُمیہ (قبیلہ بلی سے ان کے حلیف) یہ سب آٹھ آدمی تھے ابن ہشام کہتے ہیں سواد بھی کہا جاتا ہے۔

بنی حرام بن جندب | ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن بخار سے :-

- ۱۔ ابو زید قیس بن سکن بن قیس بن زعور بن حرام۔
 - ۲۔ ابوالاعور بن حرث بن ظالم بن عیس بر حرام۔ ابن ہشام کہتے ہیں ابوالاعور حرث بن ظالم ہے۔
 - ۳۔ ابن احماق کہتے ہیں اور سلیم بن طحان
 - ۴۔ حرام بن طحان اور طحان کا نام مالک بن خالد بن زید بن حرام ہے۔ یہ چارہ شخص تھے۔
- بنی عوف بن منذول** اور بنی مازن بن بخار کی شاخ بنی عوف بن منذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن بخار سے :-

- ۱۔ قیس بن ابی صعصعہ اور ابی صعصعہ کا نام عمرو بن زید بن عوف ہے۔
 - ۲۔ عبداللہ بن کعب بن عمرو بن عوف۔
 - ۳۔ عصبہ (بنی اسد بن خزیمہ سے ان کے حلیف) یہ سب تین شخص تھے۔
- بنی غنم بن منذول** بنی غنم بن منذول بن عمرو بن غنم بن مازن سے :-
- ۱۔ ابوداؤد عمیر بن عامر بن مالک بن غنم
 - ۲۔ سراقہ بن عمرو بن عطیہ بن غنم یہ دو شخص تھے۔
- بنی ثعلبہ** بنی ثعلبہ بن مازن بن بخار سے :-
- ۱۔ قیس بن مخلد بن ثعلبہ بن صخر بن حبیب بن حرث بن ثعلبہ۔ یہ ایک ہی شخص تھے۔

بنی دینار بنی دینار بن بخار کی شاخ بنی مسعود بن عبدالاشہل بن عارضہ بن دینار بن بخار میں سے :-

- ۱۔ نعمان بن عبد عمرو بن مسعود
- ۲۔ ضحاک بن عبد عمرو بن مسعود۔
- ۳۔ سلیم بن حرث بن ثعلبہ بن کعب بن عارضہ بن دینار۔ یہ صحاک اور نعمان کے شریک بھائی ہیں۔
- ۴۔ جابر بن خالد بن عبدالاشہل بن عارضہ۔
- ۵۔ سعد بن ہبیل بن عبدالاشہل۔ یہ پانچ اشخاص تھے۔

بنی قیس بن مالک بنی قیس بن مالک بن کعب بن عارضہ بن دینار بن بخار سے :-

- ۱۔ کعب بن زید بن قیس
- ۲۔ اور بجیر بن ابی بجیر ان کے حلیف یہ دو شخص تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں بختیز قبیلہ بنی عبس بن بغیع بن ریش بن غطفان کی شاخ بنی جذیمہ بن رواحہ میں سے تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں بدر کی جنگ میں قبیلہ خزرج سے یہ سب ایک توڑتر آدمی شریک تھے۔
دیکر اصحاب | ابن ہشام کہتے ہیں بعض اہل علم بدر میں ان لوگوں کو بھی شامل کرتے ہیں۔ قبیلہ خزرج بنی عجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج سے :-

۱۔ عتبہ بن مالک بن عمرو بن عجلان -

۲۔ طیل بن وبرہ بن خالد بن عجلان -

۳۔ عصمہ بن حصین بن وبرہ بن خالد بن عجلان -

اور بنی حبیب بن عبد عارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن خزرج سے :-

۴۔ ہلال بن محلی بن لؤذان بن سارثہ بن عدی بن زید بن اعلیہ بن مالک بن زید مینا بن حبیب -

اصحاب بدر کی کل تعداد | ابن اسحاق کہتے ہیں بدر کی جنگ میں مہاجرین میں سے ترائسی آدمی شریک تھے اور ان میں سے اکثر آدمی تھے اور خزرج میں سے

ایک توڑتر آدمی تھے۔ چنانچہ یہ سب تین سو پچودہ آدمی تھے جو بدر میں شریک ہوئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت میں ان کا حصہ لگایا۔



مسلمان شہداء اور قریش کے مقتولین اور اسیر

- شہداء نے بدر
- ۱۔ قبیلہ قریش کی شاخ بنی مطلب بن عبد مناف سے۔ ان کو عقیلہ بن ربیعہ نے شہید کیا تھا۔ اس کی تلوار کے وار سے ان کا ایک پیر کٹ گیا اور مقام صفراء میں انہوں نے انتقال فرمایا۔ اس قبیلہ کے یہی ایک شخص ہیں۔
- ۲۔ اور بنی زہرہ بن کلاب سے عمیر بن ابی وقاص بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ۔ یہ سعد بن ابی وقاص کے بھائی تھے۔
- ۳۔ ذوالشمالین بن عبد بن عمرو بن نوفل۔ ان کے حلیف بنی خزاعہ کی شاخ بنی غبشان سے یہ دو شخص شہید ہوئے۔
- ۴۔ بنی عدی بن کعب بن لوی سے عاقل بن بکیر ان کے حلیف بنی سعد بن لیث بن بکر بن عبد مناف بن کنانہ سے۔
- ۵۔ حضرت عمر بن خطاب کے آزاد غلام مہج۔ یہ دو شخص شہید ہوئے۔
- ۶۔ بنی حارث بن امد سے صفوان بن بیضاء ایک شخص۔ مہاجرین میں سے یہ تھوڑا آدمی شہید ہوئے۔
- ۷۔ انصاریں سے بنی عمرو بن عوف سے سعد بن خثیمہ۔
- ۸۔ مبشر بن عبد اللہ بن زہیر یہ دو شخص شہید ہوئے۔
- ۹۔ بنی حارث بن خزرج سے یزید بن حارث جن کو ابن شخم کہا جاتا ہے یہی ایک شہید ہوئے۔
- ۱۰۔ بنی سلمہ کی شاخ بنی حزام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ سے عمیر بن حمام۔ ایک شخص شہید ہوئے۔
- ۱۱۔ بنی حبیب بن عبد الحارث بن مالک بن غنم بن شخم سے رافع بن معلیٰ ایک شخص شہید ہوئے اور
- ۱۲۔ بنی نجاش سے حارث بن سراقہ بن حارث ایک ہی شخص شہید ہوئے۔
- ۱۳۔ بنی غنم بن مالک بن نجاش سے حارث بن رفاعہ بن سواد کے دونوں بیٹے عوف

۴۔ اور معوذہ۔ اور یہی دونوں عفرہ کے بیٹے ہیں۔ انصار میں سے یہ آٹھ آدمی شہید ہوئے اور تمام مہاجرین اور انصار میں چودہ آدمی شہید ہوئے۔

مقتولین قریش بنی عبد شمس | قریش کی شاخ بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے یہ لوگ قتل ہوئے
۱۔ حنظلہ بن ابی سفیان بن حرب بن اُمیہ بن عبد شمس اس کو حضور کے
آزاد غلام ذیڈ بن حارثہ نے قتل کیا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے قتل میں حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ اور
ذیڈ بن حارثہ شریک تھے۔

۲۔ حرث بن جعفری اور

۳۔ عامر بن جعفری (قریش کے حلیف) عامر کو عمار بن یاسر نے قتل کیا اور حرث کو نعمان بن عوف نے
جو اس کے حلیف تھے قتل کیا۔

۴۔ ان کا آزاد کردہ غلام عمیر بن ابی عمیر

۵۔ اور اس کا بیٹا عمر بن ابی عمیر جس کو ابن ہشام کے بقول ابو عبد اللہ کے آزاد کردہ غلام سالم نے قتل کیا۔

۶۔ ابن اسحاق نے کہا۔ عبیدہ بن سعید بن العاص بن اُمیہ بن عبد شمس کو زبیر ابن العوام نے قتل کیا۔

۷۔ عاص بن سعید بن عاص بن اُمیہ کو حضرت علیؓ بن ابی طالب نے قتل کیا۔

۸۔ عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن اُمیہ کو عامر بن ثابت بن الخلیج نے جو بنی عمرو بن عوف سے
تھے قتل کیا۔ ابن ہشام کہتے ہیں بعض کا قول ہے کہ اس کو سہمی حضرت علیؓ نے قتل کیا تھا۔

۹۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور عقبہ بن شیبہ بن ربیعہ کو عبیدہ بن حرث بن مطلب نے قتل کیا۔ ابن ہشام کہتے ہیں
اس کے قتل کرنے میں حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ بھی شریک تھے جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا۔

۱۰۔ ابن اسحاق کہتے ہیں شیبہ بن ربیعہ بن عبد شمس کو حضرت حمزہؓ بن عبد المطلب نے قتل کیا۔

۱۱۔ ولید بن عقبہ بن ربیعہ کو حضرت علیؓ نے قتل کیا۔

۱۲۔ ان کے حلیف عامر بن عبد اللہ کو جو بنی انمار میں سے تھا حضرت علیؓ ہی نے قتل کیا۔ اس قبیلہ کے
یہ بارہ شخص قتل ہوئے۔

بنی نوفل بن عبد مناف | بنی نوفل بن عبد مناف سے :-

۱۔ حرث بن عامر بن نوفل کو عبیدہ بن اساف نے قتل کیا۔

۲۔ طعیمہ بن عدی بن نوفل کو حضرت علیؓ نے قتل کیا اور بعض کہتے ہیں حضرت حمزہؓ نے قتل کیا۔ اس
قبیلہ کے یہ دو شخص قتل ہوئے۔

بنی اسد | بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قسّی سے :-
۱۔ ذمعه بن اسود بن مطلب بن اسد قتل ہوا۔ ابن ہشام کہتے ہیں اس کو ثابت بن جذع نے قتل کیا تھا جو بنی حزام میں سے تھے اور بعض کہتے ہیں اس کے قتل میں حضرت حمزہؓ اور علیؓ اور ثابت شریک تھے۔

۲۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور حرث بن ذمعه کو عمار بن یاسر نے قتل کیا۔
۳۔ عقیل بن اسود بن مطلب کو حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ دونوں نے قتل کیا۔
۴۔ ابوالختری عاص بن ہشام بن حرث بن اسد کو مجذد بن زیاد بلوی نے قتل کیا۔ ابن ہشام کہتے ہیں ابوالختری عاص بن ہاشم ہے۔

۵۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور نوفل بن خولید بن اسد یعنی ابن عدویہ کو حضرت علیؓ نے قتل کیا اور یہ نوفل وہ شخص ہے جس نے حضرت صدیقؓ اور طلحہؓ بن عبید اللہ کو جب یہ دونوں اسلام لائے تو ایک رسی میں باندھ دیا تھا یہ شخص شیطانی قریش میں سے تھا۔ اس قبیلہ کے یہ پانچ شخص قتل ہوئے۔

بنی عبدالدار | بنی عبدالدار بن قسّی میں سے :-
۱۔ نضر بن حرث بن کلاہ بن علقمہ بن عبد مناف بن عبدالدار کو حضرت علیؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مقام صفاء میں قتل کیا جبکہ یہ قید تھا۔ ابن ہشام کہتے ہیں بعض کا قول ہے نضر بن حرث بن کلاہ بن عبد مناف بن عبدالدار۔

۲۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور زید بن ملیص کو حضرت ابوبکرؓ کے آندا غلام بلالؓ بن رباح نے قتل کیا تھا اور یہ زید بن مازن بن مالک بن عمرو بن تمیم میں سے بنی عبدالدار کا حلیف تھا۔ اور بعض کہتے ہیں زید کو مقداد بن عمرو نے قتل کیا ہے۔

بنی تمیم بن مرہ | ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی تمیم بن مرہ سے :-
۱۔ عمیر بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تمیم قتل ہوا۔ ابن ہشام کہتے ہیں اس کو حضرت علیؓ نے قتل فرمایا تھا اور بعض کہتے ہیں عبدالرحمن بن عوف نے قتل کیا۔
۲۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور عثمان بن مالک بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب کو صہیب بن سنان نے قتل کیا۔ اس قبیلہ کے یہ دو شخص قتل ہوئے۔

بنی مخزوم | بنی مخزوم بن یقظہ بن مرہ سے :-
۱۔ ابو جہل بن ہشام اس کا نام عمرو بن ہشام بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم تھا۔

اس پر معاذ بن جموح نے ایک ضرب تلوار کی ماری جس سے اس کا ایک پیر کٹ گیا۔ پھر ابو جہل کے بیٹے عکرمہ نے معاذ پر ایک وار کیا جس سے معاذ کا ایک ہاتھ کٹ گیا۔ پھر معاذ بن عمرو نے ابو جہل کا کام تمام کیا اور زندگی کی کچھ رقم اس میں باقی چھوڑ کر معاذ چلے گئے۔ ان کے بعد عبداللہ بن مسعود نے اس کا سر جدا کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا۔

۲۔ عامر بن ہشام بن مغیرہ بن عبداللہ بن مغیرہ بن عمر بن مخزوم کو حضرت عمرؓ نے قتل کیا۔
۳۔ یزید بن عبداللہ بن عقیل بن سنان کا حلیف تھا اور بہت بہادر شخص تھا اس کو عمار بن یاسر نے قتل کیا۔

۴۔ ابو سافع اشعری کو ابو دجانہ ساعدی نے قتل کیا۔

۵۔ اور حرطہ بن عمرو کو خالد بن زید بن ابی ذر نے قتل کیا۔ خارجہ بنی غزرج میں سے تھے اور بعض کہتے ہیں حرطہ کو حضرت علیؓ نے قتل کیا ہے۔ ابن ہشام کہتے ہیں حرطہ بن اسد ہے۔

۶۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور مسعود بن ابی اُمیہ بن مغیرہ کو حضرت علیؓ نے قتل کیا۔

۷۔ ابو قیس بن ولید بن مغیرہ کو حضرت حمزہؓ نے قتل کیا اور بعض کہتے ہیں حضرت علیؓ نے قتل کیا۔

۸۔ ابو قیس بن فاکہ بن مغیرہ کو حضرت علیؓ نے قتل کیا اور بعض کہتے ہیں عمار بن یاسر نے قتل کیا۔

۹۔ رفاعہ بن ابی رفاعہ بن عائد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کو سعد بن ربیع غوی نے قتل کیا۔

۱۰۔ منذر بن ابی رفاعہ کو معن بن عدی بن ہد بن عجلان نے قتل کیا اور معن بن حید بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف کے حلیف تھے۔

۱۱۔ عبداللہ بن منذر بن ابی رفاعہ بن عائد کو حضرت علیؓ نے قتل کیا۔

۱۲۔ سائب بن ابی سائب بن عائد بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم کو بشر بن عوام نے قتل کیا۔

۱۳۔ مسود بن عبداللہ بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کو حضرت حمزہؓ نے قتل کیا۔

۱۴۔ حاجب بن سائب بن عویم بن عمرو بن عائد بن عبد بن عمران بن مخزوم کو حضرت علیؓ نے قتل کیا۔

ابن ہشام کہتے ہیں عائد بن عمران بن مخزوم تھا اور بعض عاجز بن سائب بھی کہتے ہیں۔

۱۵۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور عویم بن سائب بن عویم کو نعمان بن مالک قوی نے قتل کیا۔

۱۶۔ عمر بن سفیان اور

۱۷۔ جابر بن سفیان (قبیلہ طے سے ان کے حلیف) عمر کو یزید بن قیس نے قتل کیا اور جابر کو ابو بردہ بن نیار

نے قتل کیا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اسی قبیلہ کے یہ سب مشرہ آدمی تھے۔

بنی سہم ۱۔ بنی سہم بن عمرو بن حصیص بن کعب بن لوی سے :-

۱۔ منبہ بن حجاج بن عامر بن حذیفہ بن سعد بن سہم کو ابو الیسر نے قتل کیا۔

۲۔ اس کے بیٹے عاص بن منبہ بن حجاج کو حضرت علیؓ نے قتل کیا۔

۳۔ بقیہ بن حجاج بن عامر کو حضرت عمرؓ اور سعد بن ابی وقاص نے قتل کیا۔

۴۔ ابو العاص بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم کو حضرت علیؓ نے قتل کیا۔ اور کہا جاتا ہے کہ نعمان بن

مالک قتل نے اور بعض کہتے ہیں ابو دجاہ نے قتل کیا۔

۵۔ عاصم بن ابی عوف بن صبیہ بن سعید بن سہم کو ابو الیسر نے قتل کیا۔ اس قبیلہ کے یہ پانچ شخص قتل ہوئے۔

بنی جمح ۱۔ بنی جمح بن عمرو بن حصیص بن کعب بن لوی سے :-

۱۔ امیہ بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح کو بنی مازن کے ایک انصاری نے قتل کیا اور بعض کہتے ہیں اس کو معاذ بن عفر اور غار بن زید اور حبیب بن اسامہ نے مل کر قتل کیا۔

۲۔ اس کے بیٹے علی بن امیہ بن خلف کو عماد بن یاسر نے قتل کیا۔

۳۔ اوس بن معیر بن لوزان بن سعد بن جمح کو حضرت علیؓ نے قتل کیا اور بعض کہتے ہیں اس کو حسین بن

سعد بن مطلب اور عثمان بن طلحہ نے مل کر قتل کیا ہے۔ اس قبیلہ کے یہ تین شخص تھے۔

بنی عامر بن لوی ۱۔ بنی عامر بن لوی سے :-

۱۔ معاویہ بن عامر (ان کے حلیف بنی عبد القیس سے) اس کو حضرت علیؓ نے قتل کیا اور کہا جاتا ہے کہ عکاشہ بن محسن نے اس کو قتل کیا۔

۲۔ سعید بن وہب (بنی کلب بن عوف بن کعب بن عامر بن لیث سے ان کا حلیف) اس کو بکیر کے دونوں بیٹوں خالد اور یاس نے قتل کیا اور کہا جاتا ہے کہ ابو دجاہ نے قتل کیا۔

مقتولین کی تعداد ابن اسحاق کہتے ہیں بدر میں کفار کے کل مقتولوں کی تعداد ہم کو پچاس معلوم ہوئی ہے۔ ابن ہشام کہتے ہیں مجھ سے ابو عبیدہ نے ابی عمرو سے روایت کیا ہے

کہ بدر میں شتر کا قتل ہوئے۔ اور یہی قول ابن عباسؓ اور سعید بن مسیبؓ کا ہے اور کتاب اللہ کی اس

آیت کا بھی یہی مطلب ہے مَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُّصِيبَةٍ قَدْ أَصَابَتْهُ بِئِیَہَا (۱۷۵: ۳) یعنی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اُحد کی جنگ میں جو تم کو مصیبت پہنچی ہے یعنی شتر مسلمان شہید ہوئے تو تم اس سے گنا غلام

حاصل کر چکے ہو یعنی بدر میں تم نے شتر شتر قتل کئے اور شتر کو قید کیا۔ ابن ہشام کہتے ہیں ان شتر میں سے وہ

لوگ یہ ہیں جن کو ابن اسحاق نے ذکر نہیں کیا ہے ۔

دیگر مقتولین | بنی عبد شمس بن عبد مناف سے :-

۱۔ وہب بن حرث جو بنی انمار میں سے ان کا حلیف تھا ۔

۲۔ عامر بن زید (اہل یمن سے ان کا حلیف) یہ دو شخص قتل ہوئے ۔

اور بنی اسد بن عبد العزیٰ میں سے :-

۳۔ عقبہ بن زید (ان کا حلیف اہل یمن سے)

۴۔ ابو عمیران کا آزاد غلام ۔ یہ دو شخص قتل ہوئے ۔

بنی عبد الدار بنی قعلیٰ میں سے :-

۵۔ قبیلہ بن زید بن ملین

۶۔ عبید بن سلیط (بنی قیس سے ان کا حلیف) یہ دو شخص قتل ہوئے ۔

بنی تیم بن مرہ سے :-

۷۔ مالک بن عبید اللہ بن عثمان (طلحہ بن عبید اللہ کا بھائی) یہ قید کیا گیا تھا ۔ پھر قید ہی میں مر گیا ۔ اور

مقتولوں میں شمار کیا گیا ۔

۸۔ کہا جاتا ہے کہ عمرو بن عبید اللہ بن جدرعان بھی قتل ہوا ۔ یہ دو شخص قتل ہوئے ۔ اور بنی مخزوم بن قیلہ سے :-

۹۔ حذیفہ بن ابی حذیفہ بن مغیرہ کو سعد بن ابی وقاص نے قتل کیا ۔

۱۰۔ ہشام بن ابی حذیفہ بن مغیرہ کو صہیب بن سنان نے قتل کیا ۔

۱۱۔ زہیر بن ابی رفاعہ کو ابواسید مالک بن ربیعہ نے قتل کیا ۔

۱۲۔ سائب بن ابی رفاعہ کو عبدالرحمن بن عوف نے قتل کیا ۔

۱۳۔ فائد بن سائب بن عوف قید کیا گیا تھا عیب فدیہ دیکر بچوٹ گیا تو مکہ جاتے ہوئے راستہ میں زخم کے

سبب جو حضرت حمزہؓ نے اس کے لگایا تھا مر گیا ۔

۱۴۔ غیر قبیلہ بنی غطف سے ان کا حلیف تھا ۔

۱۵۔ خیبار قبیلہ بنی قادیہ سے ان کا حلیف تھا یہ سب سات شخص تھے ۔

۱۶۔ بنی جمح بن عمرو سے سیرہ بن مالک ان کا حلیف ہی ایک شخص تھا اور بنی سہم بن عمرو سے

۱۷۔ حرث بن منبہ بن حجاج کو صہیب بن سنان اور

۱۸۔ عامر بن ابی عوف بن ضیرہ (عامر بن ضیرہ کے بھائی) کو عبداللہ بن سلمہ جملانی نے قتل کیا ۔ اور

بعض کہتے ہیں ابو دجانہ نے قتل کیا۔ اس قید کے یہ دو شخص تھے۔

اسیران بنی ہاشم قریش کی شاخ بنی ہاشم بن عبد مناف سے یہ لوگ قید کئے گئے۔
۱۔ حضرت علیؑ کے بھائی عقیل بن ابی طالب۔

۲۔ نوفل بن حرث بن عبد المطلب

بنی مطلب بنی مطلب بن عبد مناف سے :-
۱۔ سائب بن عقیل بن عبد یزید بن ہاشم بن مطلب۔

۲۔ نعمان بن عمرو بن علقمہ بن مطلب۔ یہ دو ہی شخص قید ہوئے۔

بنی عبد شمس بنی عبد شمس بن عبد مناف سے :-
۱۔ عمرو بن ابی جحیان بن حبیب بن اُمیہ بن عبد شمس۔

۲۔ حرث بن ابی وجرہ بن ابی عمرو بن اُمیہ بن عبد شمس۔

۳۔ ابو العاص بن نوفل بن عبد شمس۔

۴۔ ابو العاص بن ربیعہ بن عبد العزیٰ بن عبد شمس اور ان کے حلفاء میں سے۔

۵۔ ابو ریشہ بن ابی عمرو

عمر بن لادہ

۱۔ عقبہ بن عبد حرث بن نصر بن ہاشم بن عبد مناف قید ہوئے۔

بنی نوفل بنی نوفل بن عبد مناف سے :-
۱۔ عدی بن خیار بن عدی بن نوفل۔

۲۔ غزوای بن جابر کا بھتیجا عثمان بن عبد شمس۔ بنی مازن بن منصور میں سے :-

۳۔ ابو ثورہ ان کا حلیف یہ تین شخص تھے۔

بنی عبد الدار اور بنی عبد الدار بن قحطی میں سے :-
۱۔ ابو عزیٰ بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار۔

۲۔ اسود بن عامر ان کا حلیف یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اسود بن عامر بن حرث بن سباق کی اولاد ہیں۔

بنی اسد بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قحطی میں سے :-
۱۔ سائب بن ابی جیش بن مطلب بن اسد۔

۲۔ حویرث بن عباد بن عثمان بن اسد۔ ابن ہشام کہتے ہیں یہ حرث بن عائد بن عثمان بن اسد ہے۔

۲۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور ان کا حلیف سالم بن شامخ - یہ تین شخص قید ہوئے تھے -

بنی مخزوم | اور بنی مخزوم بن یقظہ بن ثرو سے :-
۱۔ خالد بن ہشام بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم -

۲۔ امیہ بن ابی حذیفہ بن مغیرہ

۳۔ ولید بن ولید بن مغیرہ

۴۔ عثمان بن عبد اللہ بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم

۵۔ صیقی بن ابی رفاعہ بن عائذ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم

۶۔ ابوالمنذر بن ابی رفاعہ بن عائذ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم

۷۔ ابو عطاء عبد اللہ بن ابی سائب بن عائذ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم

۸۔ مطلب بن غنبل بن حرث بن عبید بن عمر بن مخزوم

۹۔ اور ان کا حلیف خالد بن اعلم اور بنی وہ شخص ہے جو قریش کے لشکر میں سے پہلے بھاگا تھا۔

یہ سب نو آدمی تھے - ابن ہشام کہتے ہیں اور خالد بن اعلم بن خزاعہ سے اور بعض کہتے ہیں

بنی عقیل سے تھا -

بنی سہم بن عمرو | ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی سہم بن عمرو بن مصیص بن کعب بن لوثی سے :-

۱۔ ابو وداعہ بن صبرہ بن سعید بن سعد بن سہم اس قیدی کا سب سے پہلے قیدی آیا

تھا اور اس کے بیٹے مطلب بن ابی وداعہ نے اس کو چھڑا دیا تھا -

۲۔ فردہ بن قیس بن عدی بن حذافہ بن سعید بن سہم

۳۔ حنظلہ بن قیس بن حذافہ بن سعد بن سہم

۴۔ جراح بن حرث بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم - یہ چار شخص تھے -

بنی جمح | بنی جمح بن عمرو بن مصیص بن کعب سے :-

۱۔ عبد اللہ بن ابی بن غنبل بن وہب بن حذافہ بن جمح -

۲۔ ابو عترہ عمرو بن عبد اللہ بن عثمان بن اہنیب بن حذافہ بن جمح -

۳۔ امیہ بن غنبل کا آزاد غلام فاکہ جس کا رباح بن مغفوف نے دعویٰ کیا تھا اور وہ کہتا تھا کہ یہ بنی

شامخ بن محارب بن فہر سے ہے اور کہا جاتا ہے کہ فاکہ بن جردل بن حذیم بن عوف بن غنبل بن

شامخ بن بھاریہ بن فہر ہے -

- ۴۔ وہب بن عمیر بن وہب بن خلعت بن وہب بن حذاق بن جمح -
 ۵۔ ربیعہ بن دراج بن علب بن اہیان بن وہب حذاق بن جمح۔ اس قبیلہ کے پانچ شخص قید ہوئے۔

بنی عامر بن لوی | بنی عامر بن لوی سے :-
 ۱۔ سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبد ود بن نضر بن مالک بن حسل بن عامر۔
 اس کو مالک بن دشتم انصاری نے قید کیا تھا۔

- ۲۔ عبد بن زمرہ بن قیس بن عبد شمس بن عبد ود بن نضر بن مالک -
 ۳۔ عبد الرحمن بن مشنہ بن وقدان بن قیس بن عبد شمس۔ یہ تین شخص قید ہوئے۔

بنی غرث بن فہر | بنی غرث بن فہر سے :-
 ۱۔ طفیل بن ابی قیس

۲۔ قتیبہ بن عمرو بن جعدم۔ یہ دو ہی شخص گرفتار کئے گئے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں یہ سب قیدی ہیں
 کے نام ہم کو معلوم ہوئے ہیں تین تالیس شخص ہیں۔ ابن ہشام کہتے ہیں ان میں ایک ایسا شخص بھی
 مذکور ہوا ہے جس کا نام میں نے بیان نہیں کیا اور وہ قیدی بن کو ابن اسحاق نے بیان نہیں کیا۔ یہ ہیں :-

دیکھو اسیران قریش | بنی ہاشم بن عبد مناف سے :-
 ۱۔ عتبہ، بنی فہر سے ان کا حلیف یہی ایک شخص ہے۔ اور بنی مطلب
 بن عبد مناف سے :-

۲۔ عقیل بن عمرو ان کا حلیف اور

۳۔ اس کا بھائی تميم بن عمرو اور

۴۔ اس کا بیٹا یہ تین شخص ہیں۔ اور بنی عبد شمس بن عبد مناف سے :-

۵۔ خالد بن اسید بن ابی العصین

۶۔ عاص بن امیہ کا آزاد غلام ابوالفریض لیار۔ یہ دو شخص قید ہوئے۔ بنی نوفل بن عبد مناف
 میں سے ایک شخص

۷۔ بنہان ان کا آزاد کردہ غلام۔

۸۔ اور بنی اسد بن عبد العزیٰ سے عبد اللہ بن حمید بن لہ میر بن حرث۔ ایک ہی شخص قید ہوا۔

۹۔ بنی عبدالدار بن قحطی سے عقیل ان کا حلیف جو مین کارہنے والا تھا ایک ہی شخص ہے۔

۱۰۔ اور بنی تیم بن مُرہ سے مسافع بن عیاض بن مخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم۔

- ۱۱۔ اور جابر بن زبیر ان کے حلیف قید ہوئے۔
- ۱۲۔ بنی مخزوم بن یثقلہ بن نمرہ سے قیس بن سائب ایک شخص قید ہوا۔ اور بنی جمح بن عمرو میں سے۔
- ۱۳۔ عمرو بن ابی خلعت
- ۱۴۔ ابواہم بن عبد اللہ ان کا حلیف
- ۱۵۔ ایک اور ان کا حلیف تھا اس کا نام مجھ کو یاد نہیں رہا اور اسید بن خلعت کے دو آزاد غلام تھے۔
- ۱۶۔ ایک لسطاس اور
- ۱۷۔ دوسرا ابو رافع۔ یہ سب چھ شخص قید ہوئے۔
- ۱۸۔ بنی سہم بن عمرو سے اسلم بنیہ بن ججاج کا آزاد غلام ایک شخص قید ہوا۔ بنی عامر بن لوی سے۔
- ۱۹۔ حبیب بن جابر اور
- ۲۰۔ سائب بن مالک دو شخص قید ہوئے۔ اور بنی حرث بن نمر سے
- ۲۱۔ شافع اور
- ۲۲۔ شافع (ان کے دونوں حلیف اہل یمن سے) قید ہوئے۔

ۛ

اس کتاب کا مترجم سید یسین علی نظامی حسنی خواہر زادہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہی دہلوی
حضرات ناظرین کی خدمت میں عرض پر واز ہے کہ مصنف نے اس مقام پر چند قصائد اور اشعار جو واقعہ
بدر کے متعلق کہے گئے نقل کئے ہیں۔ میں ان میں سے صرف ایک حضرت امیر المومنین اسد اللہ غالب علی ابن
ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے قصیدہ کے نقل کرنے پر اکتفا کرتا ہوں جو میرے خیال میں تمام قصائد کا خلاصہ
اور اسلامی جوش و غروش اور دینی غیرت و محبت سے بھر پور ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت علی بن
ابی طالب نے جنگ بدر کے متعلق فرمایا

اَللّٰهُ تَوَاتُّ اَنْتَ اَبْلَقَ رَسُوْلًا بَدَا وَ عَزِيْزٌ يُّدِيْ اَخِيْدَ اِلٰهِ وَ دُوِيْ قَهْلًا

ترجمہ: کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے اپنے رسول کی آزمائش کی۔ آزمائش غالب قدرت والے اور فضل والے کی۔
بَدَا اَبْلَقَ اَلْكَلَامَ دَا سَمَدًا لِّهٖ فَلَا تَوَا هُوَا نَا مِنْ اَسَا سَا وَ حِيْنَ قَتْلِ
۱۔ اس کا ترجمہ کرتا کہ تو ازل سے ہی نصیب کی۔ چنانچہ قید اور قتل کی مصیبت میں وہ گرفتار ہوئے۔

فَاَتَسْمِيْ سَمُوْلًا اَللّٰهُ قَدْ عَشَرَ نَفْسًا وَ كَاَنْ تَمُوْلًا اَللّٰهُ اَسْمِيْلٌ يُّاْعْدُلُ

اور رسول اللہ غالب اور محمد ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عدل کے ساتھ نیچے گئے ہیں۔

تَجَاءَ بِفُرْقَانٍ مِنَ اللَّهِ مُنْذِلٍ مَبِیِّنَةٍ آیَاتِهِ لِيُذَوِيَ الْعَقْلُ
ترجمہ :- پھر وہ خدا کے پاس سے فرقان نازل شدہ لائے جس کی آیتیں اہل عقل کے واسطے روشن اور
ظاہر ہیں ۔

فَاَمِنْ اَقْوَامٍ يٰذِلَّةٍ وَاَيَقْنُوْا فَاَمْسُوْا بِحَمْدِ اللّٰهِ مُجْتَمِعِي السَّمَلِ
ترجمہ :- بہت سے لوگ اُس پر ایمان لائے اور یقین کیا تو خدا کے شکر سے اُن کی پریشانی دور ہو کر
وہ مجتمع ہو گئے ۔

وَاللّٰكَ اَقْوَامٌ قَزَافَتُ قُلُوْبُهُمْ قَزَادَ هَرْدٍ وَذَالْعُرْشِ شَيْخَانِ عَلٰى خَيْلٍ
ترجمہ :- اور جن لوگوں نے انکار کیا اُن کے دل گمراہ ہو گئے پھر خدا نے انکی دیرانگی اور گمراہی کو اور زیادہ کر دیا ۔
وَاَمَلْتُمْ مِنْهُمْ يَوْمَ بَدْرٍ تَرْسُوْلُهُ وَتَوَّعَدُوْا اَبَا فَعْلَهُمْ اَهْسُوْا الْفِعْلُ
ترجمہ :- اور اپنے رسول کو بدر کے روز اُن پر غالب کیا اور اُن لوگوں کو جو جنگجو رسول کے ساتھ تھے جن
کے کام نہایت پسندیدہ ہیں ۔

بَايَدِيْهِمْ يَتَغَنُّوْنَ خِفَاتٍ عَقُوْا بِهَا وَقَدْ حَادَ ثَوَا اَمَّا بِالْجَلَدِ وَاِلَيْهِ
ترجمہ :- اور اُن کے ہاتھوں میں ہلکی ہلکی تھواریں تھیں جن کو انہوں نے مضبوط پکڑ رکھا تھا اور خوب عمدہ
ہوا میں اڑاتے تھے ۔

قَلْبًا تَرْكُوْا مِنْ تَاْشِيْغٍ ذِيْ حَمِيَّةٍ صَرِيْحًا وَ مِنْ زِيْغٍ تَجِدُوْا مِنْهُمْ كَهْلٍ
ترجمہ :- پس ان میں سے بہت سے حیت والے عمدہ آدموں اور جوان بہادروں کو انہوں نے مار کر ڈال دیا ۔

تَبَيَّنَتْ عِيُوْنُ النَّاسِ اَعْيَانُ عَلَيْهِمْ تَجَوَّدُ بِاَسْبَالِ التَّشَاتِيْ وَ بِالْوَيْلِ
ترجمہ :- جن پر رونے والیوں کی آنکھیں مینہ کی چٹری کی طرح سے آنسو برساتی ہیں ۔
لَوْ اَنْ تَتَّخِذَ عُنْبَةً اَلْفِيْ وَ اَبْنَةً وَ شَيْبَةً تَنْحَاةً وَ تَنْحَى اَبَا جَهْلٍ
ترجمہ :- رونے والیاں عتبہ نامہ اور اُس کے بیٹے کو روتی ہیں اور شیبہ کو روتی ہیں اور ابوجہل
کو روتی ہیں ۔

تَوَلَّى مِنْهُمْ تَمَافِخٌ بِشَيْءٍ يَدْبُرُ عَمَالَةً ذُوْى تَجَدَّاتٍ فِى الْحَرْبِ وَ فِى الْحَلِّ
ترجمہ :- بدر کے گڑھے میں اُن میں سے ایک جماعت کو دیکھے گا جو جنگ کے موقعوں میں بڑے بہادر تھے ۔

غزوات اور سرایا

غزوہ بنی سلیم | ابن اسحاق کہتے ہیں بدر کے غزوہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر رمضان یا شوال میں فارغ ہوئے اور اس کے بعد صرف سات شب مدینہ میں قیام کیا۔ پھر بنی سلیم سے جنگ کرنے کے ارادہ سے تشریف لے چلے۔ ابن ہشام کہتے ہیں اس دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کا عامل سباح بن عرفطہ غفاری اور ابن ام مکتوم کو بنایا تھا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں جب آپ اس قوم کے ایک کوٹوں پر پہنچے جس کا نام کدر تھا۔ تین شب وہاں قیام کر کے مدینہ واپس تشریف لے آئے۔ اس سفر میں کوئی جنگ پیش نہیں ہوئی اور شوال کے ہالی مہینہ اور ذی قعد کے سارے مہینے مدینہ ہی میں قیام فرمایا اور ان قیدیوں کو سہا کیا جو جہد سے آئے تھے۔

غزوہ سولق | ابن اسحاق کہتے ہیں جب ابوسفیان بدر سے بھاگ کر مکہ پہنچا تو اس نے قسم کھائی تھی کہ جب تک محمد سے جنگ نہ کر کے اپنے بدلے نہ لے گا نہ شریں تیل ڈالے گا نہ غسل نہ نہایت کرے گا۔ پھر آخر یہ اپنی قسم چوڑی کرنے کی خاطر قریش کے دو تلو سوار لے کر مدینہ کی طرف روانہ ہوا اور مقام حدہ قناتہ میں جو ایک پہاڑ کے قریب ہے جس کو نیب کہتے ہیں جا کھڑا ہوا۔ یہ مقام مدینہ سے ایک منزل کے قریب فاصلہ پر ہے اور اہل اہل کو ابوسفیان مدینہ کے اندر بنی نصیر کے محلہ میں جی بن اعطب کے مکان پر آیا اور دشمن دی مگر جی بن اعطب نے دروازہ نہ کھولا۔ تب ابوسفیان سلام بن مشکم کے پاس گیا۔ یہ اس وقت بنی نصیر کا سردار تھا اور اس کی قوم کا فخر تھا۔ اس کے پاس رہتا تھا۔ اس نے ابوسفیان کی دعوت کی اور خوب کھلایا پلایا۔

ابوسفیان کا ظلم | اس کے بعد ابوسفیان اسی رات میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور ان میں سے چند لوگوں کو مدینہ کی طرف بھیجا۔ یہ لوگ مدینہ کے ایک کنارہ کی طرف آئے جس کا نام عریض ہے۔ یہاں ایک انصاری کی کھیتی اور کھجوروں کے چند درخت تھے۔ ان میں ان شیطانوں نے آگ لگا دی اور ان انصاری کو ان کے ساتھی سمیت سوتے ہوئے شہید کیا اور پھر

وہاں سے بھاگ گئے جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس واقعہ کی خبر ہوئی آپ نے فوراٰ بشیر بن عبداللہ کو مدینہ میں نائب مقرر کر کے ابوسفیان کا تعاقب کیا۔ یہاں تک کہ مقام قرقرہ الکریمہ تک تلاش کرتے ہوئے آئے مگر ابوسفیان ایسا بھاگتا تھا کہ اس کا کہیں پتہ نہ چلا اور راستہ میں ابوسفیان کے ساتھی بھاگنے کی بجائے تابی میں اپنے ڈھیر سالے ستو پھینک گئے تھے وہ سب مسلمانوں نے اپنے قبضہ میں لے لئے اسی سبب سے اس غزوہ کا نام غزوہ سولق ہوا۔ جب واپس ہوئے تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا یہ بھی ہمارے لئے غزوہ ہے یعنی اس کا بھی ہم کو ثواب ہوگا۔ حضور نے فرمایا۔ ہاں۔

غزوہ ذی امر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ سولق سے واپس آئے تو ذوالحجہ کا باقی مہینہ آپ نے مدینہ میں گزاریا۔ پھر نجد کی طرف بنی غطفان پر جہاد کرنے کے ارادہ سے تشریف لے چلے اور عثمان بن عفان کو مدینہ میں نائب مقرر کیا اور نجد میں صفیر کے تمام مہینہ تمام کر کے مدینہ واپس تشریف لائے۔ اس سفر میں بھی کوئی جنگ درپیش نہیں ہوئی اور ربیع الاول کا مہینہ مدینہ میں گزرا۔

غزوہ بکران پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش کی جنگ کے ارادہ سے مدینہ سے کوچ فرمایا اور ابن مکتوم کو مدینہ میں نائب مقرر کیا۔ یہاں تک کہ آپ مقام بکران میں جو حجاز کے اندر فرس کے کنارہ پر واقع ہے پہنچے یہاں آپ نے ربیع الآخر اور جمادی الاولیٰ پورے دو مہینہ قیام فرمایا اور پھر مدینہ میں واپس تشریف لائے۔ اس سفر میں بھی جنگ نہیں ہوئی۔

غزوہ بنی قینقاع اس واقعہ کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ پہلے سواق بنی قینقاع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قوم سے جو یہودی تھی فرمایا کہ اے معشر یہود اللہ سے ڈرو کہیں تم پر بھی وہ عذاب نازل نہ ہو جو قریش پر بدر کی جنگ میں نازل ہوا۔ تم اسلام قبول کر لو کیونکہ تم نے مجھ کو ان علامات کے مطابق پہچان لیا ہے جو تمہاری کتاب تورات میں مذکور ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تم سے مجھ پر ایمان لانے کی بابت عہد لے لیا ہے۔ ان یہودیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جواب دیا کہ اے محمد تم قریش کو قتل کر کے کسی دھوکے میں نہ رہنا۔ وہ لوگ لڑائی کے فنون سے بالکل واقف اور جاہل تھے ان پر تم نے غلبہ پالیا۔ واللہ اتم نے اگر ہم سے جنگ کی تو تم کو ہماری کیفیت معلوم ہوگی کہ ہم کیسے ہیں۔

واقعہ سے متعلق آیات ابن اسحاق کہتے ہیں ابن عباس سے روایت ہے کہ یہ آیات اسی کے

قُلْ لِلّٰهِ الْغَنَاءُ وَاسْتَغْنُوا عَنْهُ وَاتَّقُوا إِلٰهَ جَهَنَّمَ ۚ إِنَّكُمْ كُنْتُمْ فِيْ ذٰلِكَ
لَكُلِّ اٰيَةٍ فِيْ هٰتَيْنِ اَلْفَتَاتِ نَسِيْلَةٌ لِّقَاتِلِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَآخَرِىْ كَافِرًا ۙ يَّرْزُقُهُمْ
مِّمَّا يَكْتَسِبُوْنَ ۚ تَرٰ اَعْمٰى الْعَيْنِ ۙ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِہٖ ۙ مَن يَّشَآءُ ۚ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
لَعِبْرَةً ۙ لِّمَنۡ وَلٰى اَلْبَصٰرَۃُ

دو کافروں سے کہہ دو کہ غنقریب تم مغلوب ہو گے اور جہنم اور بڑے ٹھکانے کی طرف جمع کئے جاؤ گے
تمہارے لئے اُن دو گروہوں میں ایک نشانی ہے جو باہم جنگ کر رہے تھے۔ ایک راہِ خلا میں لڑ رہا تھا
اور دوسرا کافر تھا جو مسلمانوں کو اپنی آنکھ سے اپنے سے دُگن دیکھ رہا تھا اور اللہ اپنی ہدایت کے ساتھ
جس کی چاہتا ہے تائید فرماتا ہے۔ بیشک اسی میں اہل نظر کے لئے عبرت ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں بنی قینقاع کے یہود نے سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو عہد
یکساں تھا اسے توڑ کر جنگ کرنے پر آمادہ ہوئے اور یہ جنگ بدر اور احد کے واقعوں کے درمیان ہوئی ہے۔
یہود کی شرارتیں | ابن ہشام کہتے ہیں اس جنگ کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ عرب کی ایک عورت بازار
بنی قینقاع میں کوئی چیز لے کر آئی اور اُس کو فروخت کر کے ایک سناہ کی دکان
پر بیٹھ گئی۔ یہود نے عورت کا چہرہ بے نقاب کرنا چاہا۔ عورت نے انکار کیا۔ سناہ نے عورت کے
ساتھ بند میں چپکے سے ایک گرہ لگا دی۔ جب وہ عورت کھڑی ہوئی تو اُس کا ستر کھل گیا۔ یہودی ہلنے
لگے اور اُس عورت کی خوب ہنسی اڑائی۔ عورت نے شور مچایا۔ ایک مسلمان نے اُس سناہ کو
جو یہودی تھا قتل کر دیا۔ یہودیوں نے، جو ہم کر کے اُس مسلمان کو شہید کیا۔ اس مسلمان کے اقرباء نے فریاد کی۔
تو بہت سے مسلمان یہودیوں کے مقابلہ پر اکٹھے ہو گئے اور جنگ کا باندا گرم ہوا۔

عبداللہ بن ابی کی گستاخی | ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان یہودیوں کا ماحول
فرمایا۔ یہاں تک کہ انہوں نے آپ کی اطاعت قبول کی۔ اُس وقت
عبداللہ بن ابی بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کرنے لگا اے محمد میرے
موالی کے ساتھ احسان کیجئے اور یہ سب بنی خدرج کے خلفاء تھے۔ آنحضرت نے اس کو کچھ جواب نہ دیا۔
اس نے پھر عرض کیا۔ رسول اللہ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ اس نے آپ کی زدہ کا دامن پکڑ لیا۔ اس
زدہ کا نام ذات الفضول تھا۔ رسول اللہ نے فرمایا چھوڑ دے اور آپ کا چہرہ مبارک غصہ کھا رہے
تھیں ہو گیا۔ اور فرمایا غرابی ہو تجھ کو میرا دامن چھوڑ دے۔ اس نے عرض کیا میں ہرگز نہ چھوڑوں گا جب

ملک آپ میرے موالی کی جان بخشی کر کے اُن پر احسان نہ فرمائیں گے اُن میں چار سو حاضر اور تین سو دارع ہیں اور ایسے بہادر ہیں کہ کسی کی جنگ سے نہیں ڈرتے مگر آپ اُن کو ایک دن میں قتل کر دیں گے مجھ کو یہی اندیشہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جا اُن کو تجھے بخشا۔ عبد اللہ بن ابی غوش ہو کر چلا آیا۔

ابن ہشام کہتے ہیں اس محاصرہ میں نبی کریم کے پندرہ روز صرف ہوئے اور مدینہ میں آپ نے بشیر بن عبد المنذر کو نائب مقرر کیا تھا۔

خدا اور رسول سے محبت ابن اسحاق کہتے ہیں عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ جب بنی قینقاع سے جنگ ہوئی عبد اللہ بن ابی بن سلول اُن کے کام کی چارہ جوتی میں کھڑا ہوا اور عبادہ بن صامت آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ کیا کہ عبد اللہ بن ابی یہود کا حلیف تھا اسی طرح عبادہ بن صامت بھی یہود کے حلیف تھے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اللہ اور رسول سے محبت رکھتا ہوں اور یہودیوں سے جو میرے حلیف تھے اُسکی بریت ظاہر کرتا ہوں۔ اور اُن سے میں بیزاری ظاہر کرتا ہوں۔

آیات قرآنی | ماوی کہتا ہے عبد اللہ بن ابی بن سلول اور عبادہ بن صامت کے متعلق یہ آیات نازل ہوئی ہیں :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضُهُمْ ۚ وَمَن يَتَوَلَّهُمْ يَتَوَلَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۚ إِنَّ مَثَلَهُمْ فِي الْقَوْمِ النَّارُ لَبِيعَتٌ ۚ فَمَن تَوَلَّاهُم بَعَثَ اللَّهُ فِي قُلُوبِهِم مَّرَمًا ۖ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ يَقُولُونَ نَخْشَىٰ أَن تُغْلِبَنَا دَائِرَةٌ ۚ فَنَقِصُوا إِلَيْهِمْ ۖ إِن يَأْتِنَا بِالْقَهِيمِ ۖ وَادَّخِرُوا ۖ إِنَّا مُنْقِضُونَ لَهُمُ الْمُؤْمِنِينَ أَعْمَلًا ۚ وَاللَّهُ جَاهِلٌ لِّمَا يُعْمَلُونَ ۚ

(۵۳ : ۵۲ - ۵۳)

و اے ایمان والو! تم یہود و نصاریٰ سے دوستی نہ کرو اور جو شخص تم میں سے ان سے دوستی کرے گا تو وہ انہی میں سے ہے۔ بے شک خدا ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا۔ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کفار سے محبت کرتے ہیں۔ پھر اے رسول! تم اُن لوگوں کو دیکھتے ہو جن کے دلوں میں بیماری ہے (یعنی منافقوں کو) عبد اللہ بن ابی کے کہہ دوڑتے ہیں یہودیوں کی محبت میں اور کہتے ہیں ہم زمانہ کی گردش سے ڈرتے

ہیں۔ قریب ہے کہ خدا اپنے رسول کو نفع عنایت کرے یا یہود کے قتل کرنے کا حکم دے تب یہ لوگ یہود کی محبت پر جس کو انہوں نے اپنے دلوں میں چھپا رکھا ہے تادم ہوں گے اور مسلمان آپس میں کہیں گے کہ کیا یہ وہی لوگ ہیں جو بڑے زور کی قسمیں کھاتے تھے کہ وہ تمہارے ساتھ ہیں؟

مسیر زید بن حارثہ | ابن اسحاق کہتے ہیں بدر کی جنگ کے بعد سے قریش نے ملک شام کے سفر کے لئے مدینہ کا راستہ چھوڑ دیا تھا اور عراق کا راستہ اختیار کیا تھا۔ چنانچہ اس دفعہ قریش کے بہت سے سوداگر جن میں ابوسفیان بن حرب بھی تھا بہت سا مال تجارت جس میں بہت سی چاندی بھی تھی لے کر جا رہے تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قافلہ کی خبر پہنچی۔ آپ نے زید بن حارثہ کو اس قافلہ کے لئے روانہ فرمایا اور نجد کے مقام قردہ میں زید بن حارثہ کی اس قافلہ سے مل بیٹھ کر ٹوٹی۔ اس قافلہ والوں نے فرات بن حیان نامی ایک شخص کو راستہ بتانے کے لئے اپنے ساتھ لے لیا تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں فرات بن حیان بنی عجل میں سے بنی سہم کا حلیف تھا۔ زید بن حارثہ نے اس قافلہ کا مقابلہ کیا۔ قافلہ والے سب بھاگ گئے۔ کوئی ان میں سے گھر فدا دیا قتل نہیں ہوا۔ زید بن حارثہ نے وہ سب مال مدینہ میں لا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔



کعب بن اشرف یہودی کا قتل

کعب کی اسلام دشمنی | ابن اسحاق کہتے ہیں جب بدر میں مسلمانوں کی فتح اور کفار کی شکست ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ اور عبداللہ بن رواحہ کو مدینہ میں فتح کی خوش خبری پہنچانے کے لئے روانہ فرمایا اور ان لوگوں نے مدینہ میں آکر سارا واقعہ بیان کیا تو کعب بن اشرف کو جب خبر ہوئی کہ یہ دو لوگ شخص جو بیان کرتے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ محمدؐ نے فلاں فلاں لوگوں کو قتل کر دیا۔ یہ لوگ اشراف عرب اور سرداران اہل مکہ تھے ان کا محمدؐ کے ہاتھ سے قتل ہونا سمجھ میں نہیں آتا۔ اگر یہ بات سچ ہے کہ یہ لوگ محمدؐ کے ہاتھ سے قتل ہو گئے تو زمین کا پیٹ جس میں یہ لوگ سمائے ہیں زمین کی پیٹھ سے بہتر ہے اور پھر جب اس دشمن خدا یعنی کعب بن اشرف کو اس واقعہ کا پورا یقین ہو گیا تب یہ مدینہ سے مکہ کو روانہ ہوا اور وہاں پہنچ کر مطلب بن حنظلہ بن صبیہ و سہمی کے پاس ٹھہرا۔

مطلب کی بیوی عاتکہ بنت ابی العیص بن اُمیہ بن عبد شمس بن عبد مناف نے اس کی بہت خاطر کی اور اس نے وہاں بدر کے مقتولوں پر رونا اور قریش کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ پر ابھارنا اور اسی قسم کے اشعار اُن کو سناتے شروع کئے۔

مسلمانوں کی دل آزاری | بعد ازاں یہ مدینہ چلا آیا اور چونکہ نہایت خبیث اور بد طبیعت شخص تھا اکثر عورتوں سے چھیڑ چھاڑ کیا کرتا تھا۔ اس بات کی اہم بہت سی باتوں کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شکایات پہنچیں۔ آپؐ نے صحابہؓ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کون ہے جو ابن اشرف کو قتل کر سکے۔ محمد بن مسلمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں۔ میں اس کو قتل کروں گا۔ آپؐ نے فرمایا بس تم ہی اس کام کو انجام دو اگر تم سے ہو سکے۔

محمد بن مسلمہ کی منصوبہ بندی | محمد بن مسلمہ اپنے گھر آئے اور تین روز تک نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ یہ خبر نبی کریم کو پہنچی تو آپؐ نے اُن کو بلا کر نہ کھانے کا سبب دریافت

فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے آپ سے ایسی بات کا اقرار کیا ہے کہ میں نہیں جانتا۔
میں اس کو پورا بھی کر سکوں گھا یا نہیں۔ آپ نے فرمایا تمہارے ذمہ صرف کوشش ہے۔ محمد بن مسلمہ نے
عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو اس معاملہ میں مشورہ کرنا ضروری ہے۔ آنحضرت نے فرمایا تم جو چاہو مشورہ کرو
تم کو اس کی اجازت ہے۔ پھر محمد بن مسلمہ نے مشورہ کر کے چار اور آدمی اس کام میں اپنے ساتھ شریک
کئے۔ ایک ابوناٹہ سلکان بن سلامہ بن وقش اٹھلی یہ کعب بن اشرف کے دودھ شریک بھائی
بھی تھے اور دوسرے عبد بن بشر بن وقش اٹھلی اور تیسرے حرث بن اوس بن معاذ اٹھلی اور چوتھے
ابو طیس بن جبیر بن عارثہ۔

ابوناٹہ کی کعبہ ملاقات اور گفتگو | پھر ان چاروں نے پہلے ابوناٹہ کو کعب بن اشرف کے
پاس بھیجا۔ ابوناٹہ نے اس کے پاس جا کر پہلے تو ادھر ادھر
کی کچھ باتیں کیں اور کچھ اشعار بھی سنائے کیونکہ ابوناٹہ شاعر بھی تھے۔ پھر اس سے کہا اے کعب
بن اشرف میں تو تیرے پاس ایک ضروری کام کے لئے آیا تھا۔ تو پہلے اس کو سن بلے۔ کعب نے
کہا کہو کیا کام ہے؟ ابوناٹہ نے کہا بات یہ ہے کہ جب سے شیخ محمد ہمارے ہاں آئے ہیں طرح
طرح کی مصیبتیں اور بلائیں ہم پر نازل ہو رہی ہیں۔ تمام عرب ہمارے دشمن ہو گئے ہیں اور
ہمارے راستے انہوں نے بند کر دیئے ہیں یہاں تک کہ ہم لوگ تو مجھ کے مر گئے اور فاقوں کے
مارے ہم میں دم نہیں ہے۔ کعب بن اشرف نے کہا۔ اے ابوناٹہ میں تجھ سے پہلے کہا نہ کرتا تھا
کہ ایسا ہو گا سو وہی ہوا۔ ابوناٹہ نے کہا اب میں تمہارے پاس اس لئے آیا ہوں کہ تم کچھ کھانے پینے
کو ہمیں دو اور اس کے بدلہ ہماری چیزیں رہن رکھ لو۔

کعب کی بد فطرتی | کعب بن اشرف نے کہا کیا تم اپنی اولاد میرے پاس رہن رکھو گے۔ ابوناٹہ
نے کہا اس بات سے ہماری رسوائی ہوگی اور میرے ساتھ اور بھی لوگ
ہیں جو قرض لینا چاہتے ہیں اور میں ان کو تمہارے پاس لانے والا ہوں تاکہ ان کو بھی تم دو اور
احسان کرو۔ کعب بن اشرف نے کہا اگر تم اولاد کو رہن نہیں رکھتے ہو تو اپنی عورتوں کو رہن رکھ دو۔ ابوناٹہ
نے کہا ہم تمہارے پاس اپنی عورتوں کو کیسے رہن رکھ سکتے ہیں۔ تم ایک نہایت نوجوان آدمی ہو۔
ہاں ہم تمہارے پاس ہتھیار رہن رکھتے ہیں اور ان ہتھیاروں کی قیمت تمہاری رہن کی رقم کے لئے
کافی ہوگی۔ کعب بن اشرف نے کہا اگر ایسا ہے تو کچھ معائنہ نہیں اور ابوناٹہ نے ہتھیاروں کا ذکر
اس واسطے کیا تھا تاکہ کعب بن اشرف ان لوگوں کو مستح دیکھ کر خوف زدہ نہ ہو۔

چاروں افراد کی روانگی | غرضیکہ ابوناٹلہ یہ باتیں کر کے اپنے ساتھیوں کے پاس آئے اور کعب بن اشرف سے جو باتیں ہوئی تھیں ان سے بیان کیں۔ پھر یہ سب لوگ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جمع ہوئے اور آپ ان کو لے کر یقین غرقہ میں تشریف لائے۔ پھر ان لوگوں سے فرمایا کہ خدا کا نام لے کر تم لوگ جاؤ اور دعا کی کہ اسے خدا ان کی مدد فرما اور انھیں ان کو زحمت کر کے اپنے دولت خانہ میں تشریف لے آئے۔ یہ لوگ کعب بن اشرف کے مکان پر پہنچے اور ابوناٹلہ نے اُس کو آواز دی۔ اس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی اپنے لحاف کو اوڑھے ہوئے یہ باہر آنے لگا۔ اس کی بیوی مانع ہوئی اور کہنے لگی تو ایک جنگ جو آدمی ہے اور جو لوگ جنگ جو ہوتے ہیں وہ اس وقت باہر نہیں جاتے ہیں۔ اُس نے کہا مجھ کو ابوناٹلہ نے آواز دی ہے اگر اُس کو یہ خبر ہوتی کہ میں تودہا ہوں تو مجھ کو نہ جگاتا۔ اب مجھ کو جانا ضروری ہے۔ عورت نے کہا مجھ کو اس کی آواز سے بدی معلوم ہوتی ہے مگر کعب نے عورت کی بات کی کچھ پرواہ نہ کی اور سیدھا مکان سے نکل کر چلا آیا اور تھوڑی دیر ان لوگوں سے باتیں کرتا رہا۔

ابوناٹلہ نے کہا اے کعب چلو ہم تم خدا اس چاندنی رات میں فلاں مقام پر بیٹھ کر کچھ باتیں کریں تو بڑا نطف حاصل ہو گا۔ کیونکہ اس وقت عجیب کیفیت ہے۔ کعب بن اشرف نے کہا تمہاری مرنی چلو کیا مضائقہ ہے۔

کعب کا قتل | پھر یہ لوگ آہستہ آہستہ اُس طرف گوروانہ ہوئے۔ راستہ میں ابوناٹلہ نے کعب بن اشرف کے بالوں پر ہاتھ پھیر کر سونگھا اور کہا کیا اچھی خوشبو ہے۔ ایسی خوشبو تو میں نے کبھی نہیں سونگھی اور پھر اسی طرح سے کئی بار کیا۔ پھر تھوڑی دور جا کر اُس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور گردن پکڑ کر زمین پر دے مارا اور ساتھیوں سے کہا کہ دشمن خدا کو خوب مارو۔ انہوں نے تلواریں مارتا شروع کیں۔ مگر لحاف کے سبب سے تلواروں نے اُس پر اثر نہ کیا اور دشمن خدا نے ایسا شور مچایا کہ تمام محلہ کے گھروں میں اُس کی آواز پہنچی۔

محمد بن مسلمہ کہتے ہیں جب میں نے دیکھا کہ ہماری تلواریں اس پر کام نہیں کرتیں تب میں نے اپنی تلوار اُس کے پیٹ پر رکھ کر ایسا زور مارا کہ وہ پشت سے نکل گئی اور دشمن خدا ہلاک ہوا اور ہماری تلواروں ہی میں سے ایک تلوار سے حرث بن اوس بن معاذ کے سر میں یا پیر میں زخم لگ گیا۔ ہم لوگ تو وہاں سے بھاگ آئے اور بنی امیہ بن زید اور بنی قریظہ کے محلوں سے گزر کر حرۃ العریض میں آکر ہم نے دم لیا اور حرث بن اوس کی لہ دیکھتے رہے۔ چنانچہ تھوڑے عرصہ کے بعد وہ بھی ہم سے اڑے۔

رسول اللہ کی بارگاہ میں حاضری | ہم اُن کو اپنے اوپر لا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آخر رات کا وقت تھا اور

آپ اُس وقت نماز پڑھ رہے تھے ہم نے سلام کیا۔ آنحضرتؐ باہر تشریف لائے۔ ہم نے دشمن خدا کے قتل کرنے کی خبر آپ سے بیان کی۔ آپ بہت خوش ہوئے اور ہمارے ساتھی کے زخم پر اپنا لعاب مبارک لگا دیا۔ اس کے بعد ہم لوگ اپنے اپنے گھروں میں چلے آئے۔ پھر اُس دن سے کعب بن اشرف کا حال دیکھ کر تمام یہودی مسلمانوں سے کانپنے لگے۔

محبیصہ اور حویصہ | ابن اسحاق کہتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ جو یہودی تمہارے قابو چڑھ جائے بے تامل اس کو قتل کر دو۔ چنانچہ محبیصہ بن مسعود نے جو مسلمان

ہو گئے تھے قابو پا کر ابن سینہ یہودی کو قتل کیا۔ ان کے بھائی حویصہ نے جو عمر میں اُن سے بڑے تھے اور ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ ان سے کہا کہ اے محبیصہ تو نے ایسے شخص کو قتل کر دیا۔ جس کا مال قرض کھا کھا کر تیرے پیٹ میں بہت سی چربی جمع ہو گئی۔ محبیصہ نے کہا مجھ کو اُس کے قتل کرنے کا ایسے شخص نے حکم فرمایا تھا کہ اگر وہ مجھ کو تیرے قتل کرنے کا حکم دیں تو فوراً مجھ کو قتل کر دوں۔ حویصہ نے حیران ہو کر کہا کہ کیا تو مجھ کو بھی قتل کر دے گا۔ محبیصہ نے کہا ہاں بے تامل قتل کر دوں۔ حویصہ نے کہا واقعی اس دین کے اختیار کرنے سے تیرا یہ حال ہوا۔ معلوم ہوا کہ یہ دین عجب لذت اور نفع رکھتا ہے جس کے آگے کسی چیز کی محبت باقی نہیں رہتی۔ پھر حویصہ بھی مسلمان ہوئے۔ ابن ہشام کہتے ہیں مجھ کو محبیصہ کے مسعود بن کعب بن عامر بن عدی بن مجدعہ بن عرث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس ہیں۔

بنی قریظہ کا واقعہ | ابن ہشام کہتے ہیں مجھ کو حویصہ کے اسلام لانے کی روایت اس طرح پہنچی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی قریظہ پر فتح یاب ہوئے تو چار سو

کے قریب یہودی اُن میں سے آپ نے گرفتار کئے۔ یہ لوگ اوس کے حلیف تھے اور اُن کے ساتھ ہو کر خزرج سے لڑا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان سب کی گردنیں مارو۔ چنانچہ خزرج کے لوگوں نے اُن کو بہت خوشی خوشی قتل کرنا شروع کیا اور ان کے چہروں سے خوشی کے آثار نہایاں تھے بخلاف اوس کے لوگوں کے کہ اُن میں خوشی نہ پائی جاتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیال فرمایا کہ چونکہ یہ لوگ اوس کے حلیف ہیں اس سبب سے ان میں خوشی نہیں پائی جاتی ہے اور اُس وقت اُن یہودیوں میں سے صرف باڑہ آدمی باقی رہ گئے تھے۔ وہ آنحضرتؐ

نے اوس کے چوبیس آدمیوں کے حوالہ کئے اور فرمایا ان کی گردنیں تم مارو۔

ان یہودیوں میں کعب بن یہودا بنی قریظہ کا سردار بھی تھا۔ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محیصہ بن مسعود اور ابو بردہ بن نیار کے حوالے کیا اور فرمایا محیصہ اس کی گردن مارے اور ابو بردہ اس کو بالکل ہلاک کرے۔ چنانچہ محیصہ نے اُس کی گردن مار دی اور ابو بردہ نے اس کو ہلاک کیا۔ حویصہ نے جو اس وقت تک کافر تھا اپنے بھائی محیصہ سے کہا کہ کیا تُو نے کعب بن یہودا کو قتل کر دیا۔ محیصہ نے کہا ہاں۔ حویصہ نے کہا وا اللہ تیرے پیٹ میں اُس کا مال قرض کھا کھا کر کس قدر چرپی پیدا ہوئی ہے پھر بھی تُو نے اُس کا کچھ خیال نہ کیا۔

محیصہ نے کہا مجھ کو اُس کے قتل کرنے کا ایسے شخص نے حکم فرمایا تھا کہ اگر وہ تیرے قتل کرنے کا حکم فرمائیں تو واللہ بے تاقل تجھ کو قتل کر دوں۔ حویصہ محیصہ کی اس بات سے بہت متعجب ہوا اور بات پھر اسی فکر میں جاگتا رہا یہاں تک کہ صبح ہوئی تو کہنے لگا۔ واللہ بے شک و شبہ یہ دین سچا ہے۔ پھر صبح کو حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوا۔



غزوہ اُحُد (۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بھران سے واپس آ کر جمادی الاول اور رجب اور شعبان اور رمضان چار مہینے مدینے میں قیام فرمایا۔ اس کے بعد شوال ۳؎ میں غزوہ اُحُد کا واقعہ پیش آیا۔ جب مشرکینہ کو بدر کی جنگ میں ہزیمت فاش نصیب ہوئی اور سواطین قریش قریش کا صلاح مشورہ [مقتول ہوئے۔ باقی مغرور بن حنظلہ عکرمہ بن ابی جہل و ابوسفیان بن حرب و صفوان بن اُمیہ وغیرہ نے جن کے اقرباء اس جنگ میں قتل ہوئے تھے صلاح کی اور ابوسفیان بن حرب سے کہا کہ جس قدر مالی تجارت تم اپنے قافلہ کے ساتھ لائے ہو ہم چاہتے ہیں کہ تم اس کو محمدؐ کی جنگ میں صرف کرو۔ تاکہ ہم اس دفعہ بڑے پیمانہ پر جنگ کا سامان کر کے محمدؐ سے اپنا بدلہ لیں اور اپنے غم زدہ دلوں کو راحت پہنچائیں۔ ابوسفیان اور تمام سودا گروں نے جن کا مالی تھا اس بات کو قبول کیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں انہی لوگوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے :

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصْنَعُوا غُزًى فَيُتْلَقُوا بِسَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُوا قَوْمَهُمْ لَئِي
تَكُونُوا عَلَيْهِمْ حَسْرَةً لَّعَلَّ يَغْلِبُونَ وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى جَهَنَّمَ يُخْشَرُونَ - (۳۶:۸)

وہ بے شک کفار اپنا مال اس واسطے خرچ کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو اسلام سے روکیں۔ پس قریب ہے کہ تمام مال خرچ کر دیں گے۔ پھر بھتائیں گے اور حسرت کریں گے کیونکہ اس سے کچھ فائدہ نہ نکلے گا۔ پھر عاجزا و مغلوب ہو جائیں گے اور کفار جہنم کی طرف اکٹھے کئے جائیں گے۔

جب ابوسفیان نے یہ سب اسباب تجارت جنگ میں خرچ کرنا قبول کیا۔ تب سارے قریش اور اہل تمامہ اور بنی کنانہ وغیرہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے پر آمادہ ہو گئے۔

ادراوی کہتا ہے ابو عزرہ عمرو بن عبد اللہ جعی وہ شخص جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان کا بدلہ [احسان فرمایا اور قید سے رہائی دی۔ جس کا ذکر اوپر مفضل ہو چکا ہے کہ اس نے آپ سے عرض کیا تھا یا رسول اللہ میں عیالدار اور مفلس شخص ہوں مجھ پر کرم کیجئے اور بغیر قیدی کے رہا

فرمائیے تو آپ نے اُس کو رہا کر دیا تھا اور عہد لے لیا تھا کہ ہمارے دشمنوں کا ساتھ نہ دینا۔ اب اس وقت مکہ میں صفوان بن امیہ نے اس سے کہا کہ اے ابو عزرہ تم ایک شاعر شخص ہو۔ تم ہمارے ساتھ اس جنگ میں ضرور شریک ہو۔ اس نے کہا محمدؐ نے مجھ پر احسان کیا۔ میں ان کے خلاف کارروائی کرنا نہیں چاہتا۔ صفوان نے کہا اچھا تم اوروں کو آمادہ نہ کرو۔ تم خود ہی ہمارے ساتھ چلو۔ اگر وہاں سے تم صحیح و سلامت واپس آئے تو میں تم کو فنی کر دوں گا۔ اور اگر تم مارے گئے تو میں تمہاری اولاد کو اپنی اولاد کے ساتھ پرورش کروں گا یہ میں تم سے عہد کرتا ہوں۔ ابو عزرہ صفوان کے ساتھ ہو لیا اور تمامہ میں جا کر وہاں کے لوگوں کو قریش کی امداد پر اُس نے خوب ابھارا اور جو شیلے اشعار سنائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے پر آمادہ کیا اور اسی طرح سے مسافع بن عبد مناف بن وہب بن حذافہ بن جمح بنی مالک بن کنانہ میں پہنچا اور اُن کو قریش کی امداد اور آنحضرتؐ سے جنگ پر آمادہ کیا اور جبیر بن مطعم نے اپنے ایک حبشی غلام سے جس کا نام وحشی تھا بلا کر کہا کہ تو بھی اس لشکر کے ساتھ جا اور اگر تو نے (حضرت) حمزہؓ کو شہید کیا تو میں تجھ کو آزاد کر دوں گا۔ کیونکہ حمزہؓ نے میرے چچا طعیمہ بن عدی کو قتل کیا ہے۔ واوی کہتا ہے اس حبشی غلام یعنی وحشی کے پاس حبش کا ایک حربہ تھا جو بہت کم عطا کرتا تھا اور جس کے لگ جاتا تھا اُس کو زندہ نہ چھوڑتا تھا۔

قریشی عورتیں | واوی کہتا ہے قریش اپنا سب ساڑو سامان درست کر کے اور تمام قبائل کو اپنے ساتھ لے کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے اور باہم عہد کر لیا کہ اس دفعہ مقابلہ سے ہرگز نہ بھاگیں گے۔ اور ابوسفیانؓ نے اپنی بیوی ہندہ بنت عتبہ کو ساتھ لیا۔ اسی طرح عکرمہ بن ابی جہل نے اُم حکیم بنت حرث بن ہشام کو ساتھ لیا اور حرث بن ہشام نے فاطمہ بنت ولید بن مغیرہ اپنی بیوی کو ساتھ لیا اور صفوان بن امیہ نے برزہ بنت مسعود کو جو عبد اللہ بن صفوان کی ماں تھی۔ اور طلحہ بن ابی طلحہ نے اپنی بیوی سلفہ بنت سعد بن شہید انصاریہ کو ساتھ لیا۔ یہ مسافع اور جلاس اور کلاب طلحہ کے بیٹوں کی ماں تھی اور یہ سب بدر میں قتل ہو چکے تھے اور خنساء بنت مالک بن معمر اپنے بیٹے ابی عزیز بن عمیر کے ساتھ ہوئی۔ یہی عورت معتبہ بن عمیر کی ماں ہے اور عمرو بنت علقمہ جو قبیلہ بنی حرث سے تھی یہ بھی لشکر کے ساتھ ہوئی۔

ہندہ بنت عتبہ جب وحشی کے پاس آتی یا وحشی اُس کے پاس آتا۔ یہ اُس سے کہتی کہ اے ابو عزمہ (یہ وحشی کی کنیت ہے) ایسا کام کیجئے جو میں سے ہمارے دلوں کو آرام پہنچے۔ یہاں تک کہ یہ لشکر اسی کو دفر سے مدینہ کے مقابل بطن نجد میں ایک واوی کے کنارہ پر فروکش ہوا۔

رسول اللہ کا خواب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو اس لشکر کے ورد کی خبر پہنچی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا میں نے ایک خواب دیکھا ہے خدا اُس کی تعبیر بہتر کرے۔ میں نے دیکھا کہ ایک گائے ذبح کی جا رہی ہے اور میں نے دیکھا کہ میری تلوار کی دھار ٹوٹ گئی اور میں نے یہ دیکھا کہ گویا میں نے اپنا ہاتھ مضبوط اور محکم لہرہ کے اندر داخل کیا ہے اس کی تعبیر میں نے مدینہ لی ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ سے اہل علم نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک گائے ذبح کی جا رہی ہے۔ گائے سے مراد مسلمانوں کا شہید ہونا ہے اور اپنی تلوار میں جو میں نے شکستگی دیکھی وہ ایک شخص ہے جو میرے خاندان میں سے ہے اور وہ شہید ہوگا۔

جنگ کے متعلق مشورہ

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تمہاری رائے ہو تو مدینہ ہی میں رہ کر لڑو۔ اگر وہ وہیں پڑے رہے تو بُری جگہ میں پڑے رہیں گے اور اگر ہم پر انہوں نے حملہ کیا تو ہم اُن سے جنگ کریں گے۔ عبداللہ بن ابی بن سلول کی رائے بھی آنحضرتؐ کی رائے سے موافق تھی اور یہی چاہتا تھا کہ مسلمان باہر نکل کر نہ لڑیں۔ مسلمانوں میں سے وہ لوگ جن کو شہادت سے فائز ہونا تھا اور وہ لوگ بدر کی جنگ میں شریک نہ تھے عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ ہم کو ساتھ لے کر آپ دشمنوں کے مقابلہ پر چلیں۔ اگر ہم اُن کے مقابل نہ جائیں گے تو وہ سمجھیں گے کہ ہم اُن سے ڈر گئے اور ہم کمزور ہیں۔

عبداللہ بن ابی کی رائے

عبداللہ بن ابی بن سلول نے عرض کیا یا رسول اللہ میری رائے یہی ہے کہ آپ مدینہ ہی میں قیام فرمائیں باہر جا کر مقابلہ نہ کریں کیونکہ ہم لوگوں نے جب شہر سے باہر جا کر دشمن کا مقابلہ کیا ہے کامیاب نہیں ہوئے ہیں اور جب شہر کے اندر ہم دشمن سے لڑے ہیں ہماری فتح ہوئی ہے تو یا رسول اللہ باہر تشریف نہ لے جائیے۔ اگر وہ لشکر وہیں پڑا رہا تو بُری حالت میں پڑا رہے گا اور اگر ہم پر حملہ آور ہوا اور شہر میں گھس آیا ہم لوگ مقابل ہو کر ان کو قتل کریں گے اور ہمارے بچے اور عورتیں ان پر پھر ماریں گی۔ پھر اُن کو سوا اس کے کہ ذلت کے ساتھ بھاگ جائیں اور کچھ چارہ نہ ہوگا۔

مسلمانوں کا جذبہ شہادت

مگر وہ لوگ جن کو جہاد اور شہادت کا شوق غالب تھا اسی بات پر آنحضرتؐ سے مٹھ رہے ہوئے کہ باہر نکل کر مقابلہ کیا جائے یہاں تک

کہ رسول پاکؐ نے سلاخ جنگ اپنے جسم پر آراستہ فرمائی۔ یہ دن جمعہ کا تھا اور نماز کے بعد میثون قرار پایا تھا اور اسی روز انصار میں سے ایک شخص مالک بن عمرو کا انتقال ہوا تھا۔ حضورؐ نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ پھر لوگوں میں ہتھیار لگا کر تشریف لائے اور اب لوگوں کی رائے پلٹ گئی تھی اور یہ کہہ رہے تھے کہ ناحق ہم نے زبردستی کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو باہر نکلنے پر آمادہ کیا، ہم کو ایسا نہ چاہیے تھا۔ کہ اتنے میں آنحضرت تشریف لائے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم ناحق مصر ہوئے حالانکہ ہم کو ایسا نہ چاہیے تھا۔ لہذا آپ شہر ہی میں تشریف رکھیں۔ آپ نے فرمایا ایسی کے واسطے یہ بات لائق نہیں کہ سلاخ جنگ سے آراستہ ہو کر پھر ان کو بغیر جنگ کے آتا رہے۔ پھر رسول اکرمؐ ایک ہزار صحابہ کو اپنے ساتھ لے کر مدینہ سے باہر تشریف لائے اور مدینہ میں ابن ام مکتوم کو نماز پڑھانے کے واسطے ثابت مقرر کیا۔

منافقوں کی واپسی | راوی کہتا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس ایک ہزار مسلمانوں کے لشکر کو لے کر مقام شوط میں جو مدینہ اور احد کے درمیان میں ہے پہنچے تو عبداللہ بن ابی ان میں سے ایک تھائی لوگوں کو ساتھ لے کر مدینہ کی طرف واپس ہوا۔ یہ سب لوگ منافقین اور اہل شک تھے۔ عبداللہ نے ان سے کہا کہ ہم لوگ خواہ مخواہ اپنے آپ کو قتل کرائیں۔ اس سے ہم کو کیا فائدہ۔

عبداللہ بن عمرو بن حرام نے ان لوگوں سے کہا کہ لے قوم کیا تم خدا کو بھول گئے جو اس کے نبی اور اپنی قوم سے علیحدگی اختیار کرتے ہو۔ ایسے وقت پر جبکہ دشمن سامنے موجود ہے۔ ان لوگوں نے کہا ہم یہ دیکھتے تھے کہ تم جنگ کرنے نکلے ہو۔ اگر ہم کو یہ خبر ہوتی تو ہرگز ہم تمہارے ساتھ نہ آتے۔ عبداللہ بن عمرو نے جب دیکھا کہ یہ لوگ نہیں مانتے اور واپس ہی جا رہے ہیں۔ کہا اے دشمنانِ خدا! اللہ تم کو قتل کرے عنقریب خدا تعالیٰ اپنے نبی کو تم سے بے پرواہ کر دے گا۔

ابن ہشام کہتے ہیں انصار نے احد کی جنگ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر حکم ہو تو ہم اپنے حلفاء یہود سے مدد طلب کریں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا مجھ کو ان کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔

آنکھ اور دل کا اندھا | ابن اسحاق کہتے ہیں جب آنحضرتؐ مع لشکر کے مقام حترہ بنی حارثہ میں پہنچے تو گھوڑے نے اپنی دم جو ہلائی تو اس سے تلوار کا تسمہ کھل گیا اور تلوار نکل پڑی۔ ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیک فال لینا پسند اور شے بگونی کو ناپسند فرماتے تھے۔

آپ نے اس شخص سے فرمایا جس کی وہ تلوار تھی کہ اپنی تلوار کو نیام میں کر لو مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ آج ضرور تلوار
 کھینچے گی۔ پھر رسول اقدس نے اپنے اصحاب سے فرمایا ایسا کون شخص ہے جو قریب کے راستے سے ہم کو لے
 چلے۔ ابو خثیمہ نے کہا۔ یا رسول اللہ میں لے چلتا ہوں۔ ابو خثیمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنی حارثہ کی
 آبادی کے اندر سے لے کر نکلا۔ یہاں مرتبہ بن قیس نامی ایک شخص کا باغ تھا۔ یہ شخص اندھا اور نہایت
 بدذات منافق تھا۔ جب اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی آہٹ معلوم ہوئی تو یہ مسلمانوں پر خاک
 اڈانے لگا اور کہنے لگا اے محمد اگر تم رسول ہو۔ تو میں تمہارے واسطے یہ بات جائز نہیں رکھتا کہ تم میرے
 باغ میں سے گزرو اور میرا ایک برتن میں خاک بھر کر اس نے کہا اگر میں جانتا کہ یہ خاک محمد کے سوا اور کسی
 پر نہ پڑے گی تو محمد پر پھینک دوں۔ مسلمان اس کے قتل کر لے کے لئے دوڑے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 نے منع کیا اور فرمایا جیسا کہ یہ شخص آنکھوں کا اندھا ہے ایسا ہی دل کا بھی اندھا ہے۔ مگر سعد بن زید شہلی نے
 آپ کے منع کرنے سے پہلے اپنی کمان سے اس کا سر چھوڑ دیا۔

اُحد کی گھاٹی میں پڑاؤ | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں سے گزر کر اُحد پہاڑ کی ایک گھاٹی میں جا کر
 ٹھہرے اور اپنے لشکر کی پشت اُحد کی طرف کر کے فرمایا کہ جب تک میں
 حکم نہ کروں تم جنگ نہ کرنا۔ قریش نے انصار کے کھیتوں میں اپنے جانور چرنے چھوڑ دیئے تھے۔ انصار
 میں سے ایک شخص نے ان جانوروں کو چرتے ہوئے دیکھ کر کہا افسوس ہے بنی قیلہ کی کھیتی پر رہے ہیں
 اور ہم نے ابھی تک مدافعت نہیں کی۔

تیر اندازوں کو ہدایت | پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جنگ کا ارادہ کیا تو تیر اندازوں پر
 عبد اللہ بن جبیر کو مردار بنایا۔ ان کے کپڑے اس روز بالکل سپید تھے۔
 اور یہ تیر انداز کل پہچان آدمی تھے۔ ان کو حکم دیا کہ تم سواروں کو تیروں کی ضرب سے ہمارے قریب نہ آنے دینا۔
 اور تم لوگ بیٹھے رہو اور تیر اندازی کرتے رہو۔ جاؤ ایسا نہ ہو کہ کفار ہماری پشت کی طرف
 سے آجائیں۔ خود رسول کریم نے اس روز دوزخ میں نہیب بدن فرمائیں اور اپنے لشکر کا نشان مصعب
 بن عمیر کے حوالے کیا۔

کم عمر مجاہد | ابن ہشام کہتے ہیں سمر بن جندب اور رافع بن خدیج کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 جنگ میں شریک ہونے کی اجازت دی۔ حالانکہ پہلے آپ نے ان کو واپس کر دیا تھا۔
 جب عرض کیا گیا کہ رافع بڑا تیر انداز ہے تب آپ نے رافع کو اجازت دی۔ پھر عرض کیا گیا کہ سمر رافع کو تیر انداز
 کر دیا کر گیا تب آپ نے اس کو بھی اجازت دی۔ ان دونوں کی عمر اس وقت پندرہ پندرہ سال کی تھی۔

اسامہ بن زید اور عبداللہ بن عمر بن خطاب اور زید بن ثابت بخاری اور براء بن عازب عارفی اور عمرو بن عزم بخاری اور اسید بن ظہیر حارثی ان سب کو بسبب صغیر سنی کے واپس کر دیا اور جنگ خندق میں شرکت کی اجازت دی تھی جو اس جنگ کے بعد ہوئی ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور قریش نے بھی اپنے لشکر کو آراستہ کیا۔ ان کے ساتھ تین ہزار فوج تھی جن میں دو سو سوار تھے۔ لشکر کے مہینہ پر انہوں نے خالد بن ولید کو مقرر کیا اور میسرہ پر عکرمہ بن ابی جہل کو۔

حضرت ابودجانہ | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ تلوار مجھ سے اس کے حق کے ساتھ کون لیتا ہے؟ بہت سے لوگ اُس کے لینے کو کھڑے ہوئے مگر آنحضرت نے ان کو نہ دی۔ پھر ایک شخص ابودجانہ کھڑے ہوئے۔ یہ بنی ساعدہ میں سے تھے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس تلوار کا حق کیا ہے؟ فرمایا اس کا حق یہ ہے کہ اس تلوار سے دشمن کو اس قدر قتل کرو کہ یہ تلوار ٹیڑھی ہو جائے۔ ابودجانہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اس کا حق ادا کروں گا۔ ابودجانہ بڑے بہادر اور فنون حرب سے واقف تھے۔ ان کا قاعدہ تھا کہ جب یہ جنگ کے لئے نکلے تو سرخ عمامہ سر پہ باندھتے تھے جس کو دیکھ کر لوگ جان لیتے کہ اب ابودجانہ جنگ کے لئے تیار ہو گئے ہیں۔ وہی سرخ عمامہ اس وقت انہوں نے باندھا اور دونوں صفوں کے درمیان نہایت ظہوک و شان کے ساتھ پھرنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس تکبر سے چلنے کو دیکھ کر فرمایا کہ اس چال سے خدا ناراض ہوتا ہے جو ایسے موقع کے مینی جنگ میں کفار کے سامنے اس طرح چلنا جانتا ہے۔

ابو عمرو فاسق | ابن اسحاق کہتے ہیں بنی ضبیہ میں سے ایک شخص ابو عامر عبد عمرو بن صفی بن مالک بن نعمان مدینہ سے بھاگ کر مکہ چلا گیا تھا اور اس کے پچاس غلام اور اس کے قبیلہ کے پندرہ آدمی اس کے ساتھ تھے۔ یہ قریش سے کہا کرتا تھا کہ جب میں اپنی قوم سے جا کر ملوں گا تو ساری قوم میرے ساتھ ہو جائے گی۔ چنانچہ اب جس وقت اس جنگ کا موقع ہوا اور دونوں لشکر مقابل ہوئے تو ابو عامر نے اپنی قوم اوس کو آواز دی کہ اے گروہ اوں! میں ابو عامر ہوں۔ اوس کے لوگوں نے جو مسلمان ہو گئے تھے کہا ہاں اے فاسق خدا تجھ سے کسی آنکھ کو ٹھنڈا نہ کرے۔

راوی کہتا ہے جاہلیت کے زمانہ میں لوگ ابو عامر کو راہب کہتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام فاسق رکھا تھا۔ جب اس نے اپنی قوم کا یہ سخت جواب سنا تو کہنے لگا کہ میرے پیچھے میری قوم پر قہر نازل ہوا کہ یہ سب میرے کہنے سے باہر ہو گئے۔ پھر اس نے مسلمانوں سے سخت جنگ کی

اور میراں پر پتھر برسانے لگا۔

علمبرداروں کو ابوسفیان کی تنبیہ | ابن اسحاق کہتے ہیں ابوسفیان نے اپنے لشکر کے علم برداروں سے کہا اور اُن کو جنگ کی ترغیب دلائی کہ اے بنی عبدالدار!

بدر کی جنگ میں تم نے ہمارے جھنڈے کو گرا دیا جس سے ہم کو وہ مصیبت پہنچی۔ یہ یاد رکھو کہ لشکر کی فتح و شکست جھنڈے پر موقوف ہے جب تک جھنڈا قائم رہتا ہے لشکر بھی قائم رہتا ہے اور جب جھنڈا گر جاتا ہے لشکر کے بھی پیرا کھڑ جاتے ہیں۔ لہذا یا تو تم ثابت قدمی کے ساتھ جھنڈے کو اٹھاؤ اور یا ہمارا جھنڈا ہمارے حوالے کر دو۔ انہوں نے کہا اے ابوسفیان مقابلہ کے وقت دیکھ لینا کہ ہم کس طرح جھنڈے کو قائم رکھتے ہیں۔ ابوسفیان کا بھی یہی مطلب تھا وہ ان کے اس جواب کو سن کر بہت خوش ہوا۔ پھر جس وقت لشکروں میں جنگ شروع ہوئی ہندہ بنت عتبہ ابوسفیان کی بیوی سب عورتوں کو اپنے ساتھ لے کر دُوت بجا کر گانے لگی اور مردوں کو جنگ پر ابھارتی تھی۔ چنانچہ ہندہ یہ کہتی تھی

وَيْمًا بَنِي عَبْدِ الدَّارِ حَتَّى يَأْتِيَ بِكُلِّ تَبَارٍ

ترجمہ :- ہاں اے بنی عبدالدار۔ اپنے دشمنوں کو غوب مار مار کر ہلاک کرو۔

مسلمانوں کی شجاعت | یہ قول ابن ہشام کا ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں میں اسی جنگ مغلوب ہوئی کہ

بیگانہ کی کچھ خبر نہ رہی۔ ہر شخص اپنے جوش و خروش میں بھرا ہوا تھا۔ کوئی عشق الہی میں جام شہادت کا طالب تھا اور کوئی اپنے قومی جوش اور نام آوری کی خاطر جان بھونکنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ابودجانبہ انصاری نے اسی شجاعت اور جوانمردی دکھائی کہ کفار کے چمکے چمڑا دیئے اور کشتوں کے پشتے لگا دیئے۔ جلد سرد کرتے تھے صفیں الٹ دیتے تھے۔

رسول اللہ کی تلوار کا حق | ابن ہشام کہتے ہیں مجھ سے اہل علم نے بیان کیا ہے کہ زبیر بن عوام کہتے تھے جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تلوار مانگی اور آپ نے

مجھ کو نہ دی اور ابودجانبہ کو عنایت کی تو میرے دل میں ایک خیال پیدا ہوا۔ اور میں نے کہا کہ باوجود اس کے کہ میں آنحضرت کی بھوپھی صفیہ کا فرزند ہوں اور قریش سے ہوں۔ پھر آپ نے مجھ کو تلوار کیوں نہ دی ابودجانبہ میں ایسی کیا صفت ہے کہ اس کو عنایت کی میں بھی دیکھوں گا کہ ابودجانبہ اس تلوار کا کیا حق اد کرتے ہیں۔ پھر میں اُٹھ کر دجانبہ کے پیچھے ہولیا اور میں نے دیکھا کہ ابودجانبہ نے اپنا سرخ عمامہ نکال کر باندھا۔ اس کو دیکھ کر انصاری کہنے لگے کہ اب ابودجانبہ جنگ کے لئے تیار ہو گئے اور موت کا عمامہ انہوں نے

کمال لیا اور ان کی جنگ کی یہی علامت تھی اور یہ شعر اُس وقت کہہ رہے تھے۔

أَنَا الَّذِي عَاهَدَ فِي خَيْلِي وَتَحْتِ يَدِي بِالسَّيْفِ لَدَى الْخَيْلِ

ترجمہ :- میں وہ شخص ہوں کہ مجھ سے میرے دوست نے عہد لیا ہے اور ہم وہ لوگ ہیں کہ خون بہانا ہماری مرثیہ میں پڑا ہوا ہے۔

أَنْ تَأْتُوا الْقَوْمَ الْقَهَرُ فِي الْكِبُولِ أَضْرِبُ بِالسَّيْفِ اللَّهُ وَالرَّسُولُ

ترجمہ :- یہ کہ میں کسی لشکر کی پھلی صفوں میں نہ کھڑا ہوں۔ اور خدا و رسول کی تلوار کے ساتھ کھار کو قتل کروں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر جس وقت ابو دُجّانہ نے مشرکین پر حملہ کیا جو سامنے آیا اُسی کو قتل کیا۔ زبیر بن عوام کہتے ہیں مشرکین میں ایک شخص ایسا شریر تھا کہ جس مسلمان کو زخمی دیکھتا اُس کو شہید کر دیتا۔ اتفاق سے ابو دُجّانہ کا اور اُس کا سامنا ہوا۔ زبیر کہتے ہیں میں دُعا کر رہا تھا کہ ان دونوں کا مقابلہ ہو جائے۔ چنانچہ اُس نے ابو دُجّانہ پر تلوار کا وار کیا۔ ابو دُجّانہ نے اُس کی تلوار کو اپنی ڈھال پر روکا۔ پھر ابو دُجّانہ نے اپنی شمشیر کا ایسا وار کیا کہ اُس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

زبیر کہتے ہیں اُس وقت میں نے اپنے دل میں کہا کہ بے شک خدا و رسول ہی خوب جانتے ہیں۔ واقعی ابو دُجّانہ ہی اس تلوار کا حق ادا کرنے کے قابل تھے۔ ابو دُجّانہ کہتے ہیں میں نے ایک شخص کو دیکھا جو لوگوں کو نہایت تیزی سے جنگ پر ابھار رہا ہے۔ میں اُس کی طرف متوجہ ہوا اور وہیں نے اُس پر تلوار اٹھائی تو معلوم ہوا کہ وہ عورت ہے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کی شان کا خیال کیا کہ اس تلوار سے عورت کو قتل کرنا اس کی کسرِ شان ہے۔



غزوہ اُحد (۲)

حضرت حمزہؓ کی شہادت | حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے بھی بہت سے کفار جہنم واصل کئے چنانچہ اوطاہ بن عبد شمس جلیل بن عبد مناف بن عبد الدار جو مشرکین کے علم برداروں میں سے تھا آپ کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ پھر سباع بن عبد العزیٰ غیشانی حبش کی کنیت ابو نیادہ تھی حضرت حمزہؓ کے سامنے سے گزرا۔ آپ نے اُس سے فرمایا اے ابن مقطوع میرے سامنے اِس کی ماں اُم انمار شریق بن عمرو بن وہب ثقفی کی آنا دلوںڈی تھی اور مکہ میں عورتوں کے ختنہ کیا کرتی تھی۔ ابو نیادہ حضرت حمزہؓ کے سامنے آیا۔ آپ نے فوڈ اِس کو قتل کیا۔ جبیر بن مطعم کا غلام وحشی کہتا ہے حضرت حمزہؓ نے میرے سامنے ابو نیادہ کو قتل کیا اور برابر اپنی تلوار سے لوگوں کو قتل و زخمی کر رہے تھے۔ میں نے اپنے حربہ کو گردش دی اور جب مجھ کو اُس کا پورا اطمینان ہو گیا حضرت حمزہؓ کی طرف میں نے اُس کو چھینک مارا۔ وہ سیدھا جا کر اُن کے زیر نافرنگ لگا اور دونوں ٹانگوں کے درمیان سے نکل کر گر پڑا۔ حضرت حمزہؓ میری طرف متوجہ ہوئے۔ مگر فوڈ اگر پڑے۔ میں ٹھہرا رہا آخر جب وہ جاں بحق ہو گئے تو میں نے اپنا حربہ ان کے پاس جا کر اٹھالیا۔ اور غیب میں آکر بیٹھ گیا۔ کیونکہ میری اور کچھ ضرورت نہ تھی۔

ضمیری کی روایت | ابن اسحاق کہتے ہیں جعفر بن عمرو بن امیہ ضمیری سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں اور عبید اللہ بن عدی بن خیاریہ حضرت معاویہؓ کے زمانہ حکومت میں شام کے شہر حمص میں گئے۔ جبیر بن مطعم کا آزاد غلام وحشی بھی یہیں رہتا تھا۔ جب ہم اِس شہر میں لائے تو عبید اللہ بن عدی نے مجھ سے کہا کہ چلو وحشی سے حضرت حمزہؓ کے قتل کا واقعہ دریافت کریں۔ میں نے کہا اچھا چلو۔ ہم دونوں وحشی سے ملنے کے لئے روانہ ہوئے۔ اور لوگوں سے ہم نے اُس کا پتہ پوچھنا شروع کیا۔ ایک شخص نے کہا کہ وحشی شراب بہت پیتا ہے اور وہ اپنے گھر کے صحن میں بیٹھا ہوگا۔ اگر تم اُس کو دیکھو کہ ہوش میں ہے تب تم اُس سے جو کچھ بات کرنی ہو کرنا۔ اور اگر دیکھو کہ نشہ میں ہے

تو لے چلے آنا ہرگز کچھ بات نہ کرنا۔

وحشی سے گفتگو | یہ دونوں شخص کہتے ہیں کہ ہم وحشی کے مکان پر پہنچے اور ہم نے دیکھا کہ ایک بڑھا

بعثت کی طرح غالیچہ پر بیٹھا ہے اور ہوشیار ہے اور نشہ میں نہیں ہے۔ ہم نے

جا کر سلام کیا اُس نے جواب دیا اور عبید اللہ بن جدی سے کہا کہ تو عدی بن خیبار کا بیٹا ہے۔ عبید اللہ

نے کہا ہاں۔ وحشی نے کہا ایک دفعہ جبکہ تو اپنی ماں کا دودھ پیتا تھا تب میں نے تجھ کو تیری ماں عدیہ

کے ساتھ اونٹ پر سوار کرایا تھا اور تیرے پیر اُس وقت میں نے غور سے دیکھے تھے۔ اُسی کو دیکھ کر

اب میں نے تجھ کو پہچان لیا۔ عبید اللہ کہتے ہیں ہم وحشی کے پاس بیٹھے تھے اور ہم نے کہا ہم تمہارے

پاس اس لئے آئے ہیں کہ تم سے حضرت حمزہؓ کے قتل کا واقعہ سنیں کہ تم نے اُن کو کیوں کر شہید کیا۔ وحشی

نے کہا ہاں یہ واقعہ میں تم سے اُسی طرح بیان کروں گا جس طرح کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے سامنے بیان کیا ہے۔ اور پھر وحشی نے وہی واقعہ جو اوپر مذکور ہوا ان دونوں کے سامنے بیان کیا۔

پھر کہنے لگا حضرت حمزہؓ کو شہید کر کے میں مکہ میں آیا اور میرے آقا جبریل بن مطعم نے شرط کے مطابق

مجھ کو آؤاد کر دیا۔ میں مکہ ہی میں رہتا تھا یہاں تک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ بھی

فتح کر لیا میں طائف بھاگ گیا۔ پھر جب آنحضرتؐ نے طائف بھی فتح کیا اور وہاں کے سب لوگ مسلمان

ہو گئے۔ میں پریشان ہوا کہ اب میں کیا کروں کہیں خیال کرتا تھا کہ ملک شام کی طرف بھاگ جاؤں۔

کہیں یمن کی طرف جانے کا خیال کرتا تھا۔ آخر اسی فکر میں تھا کہ ایک شخص نے مجھ سے کہا تجھ کو خرابی

ہو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر مسلمان کیوں نہیں ہو جاتا۔ قسم ہے خدا کی جو شخص

مسلمان ہو جاتا ہے رسول کریمؐ اُس سے کچھ نہیں فرماتے۔

رسول اللہ کی خدمت میں حاضری | میں اُس شخص سے یہ سن کر حضورؐ کی خدمت میں مدینہ میں

پڑھنے لگا۔ آپؐ نے جب مجھ کو دیکھا تو فرمایا کیا وحشی ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا بیٹھ جا

اور بیان کر کہ تو نے حمزہؓ کو کیوں قتل کیا؟ میں نے اُسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے

یہ واقعہ بیان کیا جیسا کہ تم دونوں کے سامنے بیان کیا ہے۔ پھر جب میں بیان کر چکا تو آپؐ نے فرمایا

تجھ پر خرابی ہو اپنا چہرہ میرے سامنے سے ہٹالے میں تیرا چہرہ پھر نہیں دیکھوں گا۔ پس جب میں آنحضرتؐ

کی مجلس میں حاضر ہوتا تھا تو آپ کی پشت کی طرف بیٹھ جاتا تھا۔ تاکہ حضور مجھ کو نہ دیکھیں۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا۔

اس کے بعد مسلمانوں نے مسیلہ کذاب پر فوج کشی کی۔ میں بھی اُس فوج کے ساتھ ہوا۔ یہاں تک کہ جب دونوں لشکروں میں جنگ شروع ہوئی۔ تو میں نے دیکھا کہ مسیلہ کذاب ہاتھ میں تلوار لٹے ہوئے کھڑا ہے۔ میں نے اپنا وہی حربہ جس سے حضرت حمزہؓ شہید ہوئے تھے مسیلہ کے سامنے گردش دینا شروع کیا اور جب وہ پہلی گردش کھا چکا تو اُس وقت اُس کو میں نے مسیلہ کی طرف پھینک مارا۔ اور سے میں نے یہ حربہ اُس کی طرف چھوڑا اور دوسری طرف سے ایک انصاری نے دوڑ کر مسیلہ کے تلوار ماری۔ اب خدا کو علم ہے کہ ہم دونوں کے ہتھیاروں میں سے کس کے حربہ نے اُس کو قتل کیا۔ اگر میرے حربہ نے اُس کو قتل کیا تو یہ میرے حضرت حمزہؓ کو قتل کرنے کا کفارہ ہو گیا۔ کیونکہ جیسے میں نے رسول اللہ کے بعد خیر الناس حضرت حمزہؓ کو شہید کیا ایسے ہی شر الناس مسیلہ کذاب کو قتل کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور آپ پیامہ کی جنگ میں شریک تھے، فرماتے ہیں۔ میں نے سنا کہ ایک شخص پکار پکار کر کہہ رہا تھا کہ مسیلہ کو حبشی غلام نے قتل کیا ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ کو یہ روایت پہنچی ہے کہ حبشی پر شراب کی حدیں اس قدر جاری ہوئیں کہ آخر کار دیوان سے بھی اس کا نام خارج کیا گیا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قاتل حمزہؓ پر یہ خدا کی طرف سے ایک عذاب ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ یہ چین سے بیٹھے۔



غزوہ اُحد (۳)

مصعب بن عمیر کی شہادت | ابن اسحاق کہتے ہیں اُحد کی جنگ میں مصعب بن عمیر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر اس قدر جہاد کیا کہ آخر شہید ہوئے۔ ابن قسطلانی نے ان کو شہید کیا۔ وہ یہ سمجھتا تھا کہ میں نے رسول اللہ کو شہید کر دیا ہے۔ اسی خیال میں اس نے قریش سے آکر کہا کہ میں نے محمد کو قتل کر دیا ہے۔ مصعب بن عمیر کے شہید ہونے کے بعد رسول اللہ نے اپنا نشان حضرت علیؓ کو عنایت کیا اور حضرت علیؓ نے نہایت سرگرمی سے جہاد کرنا شروع کیا۔ بہت مسلمان بھی آپ کے ساتھ تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں جب بازار قتل و قتل گرم ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے نیچے تشریف فرما ہوئے اور حضرت علیؓ کو حکم بھیجا کہ نشان کو آگے بڑھاؤ۔ حضرت علیؓ کو راجب لاشاد نشان کو لے کر آگے بڑھے اور فرمایا میں ابوالقاسم ہوں۔ مشرکوں کے علمبردار ابوسعد بن ابی طلحہ نے آپ کو آواز دی کہ اے ابوالقاسم میدان میں آتے ہو؟ آپ نے فرمایا ہاں آتا ہوں۔ اور اسی وقت آپ میدان میں تشریف لائے۔ ابوسعد نے ایک ضرب آپ پر لگائی۔ آپ نے اس کا حملہ رد کر کے ایسی تلوار ماری کہ صاف دو ٹکڑے کر دیئے۔ بعض لوگ اس واقعہ کو اس طرح روایت کرتے ہیں کہ ابوسعد نے میدان میں آکر آواز دی کہ کوئی ہے جو میرے مقابل آئے۔ اسی طرح کئی بار آواز دی۔ جب مسلمانوں میں سے کوئی اس کے مقابلہ میں نہ آیا تب اُس نے کہا کہ اے اصحاب محمد تم کہتے ہو کہ ہم میں سے جو قتل ہوتا ہے وہ جنت میں جاتا ہے اور ہمارے مخالفوں میں سے جو قتل ہوتا ہے وہ دوزخ میں جاتا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ تم میں سے کوئی میرے مقابل نہیں آتا۔ معلوم ہوا کہ تم لوگ جھوٹے ہو۔ اگر سچے ہوتے تو ضرور میرے مقابل آتے۔ یہ بات سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے مقابل آئے اور اس کے حملہ کو رد کر کے ایک وار میں ہی اس کا کام تمام کر دیا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں ابوسعد کو حضرت سعد بن ابی وقاص نے قتل کیا ہے۔

بلکہ توڑ کر رکھ دینے والا (مرثیہ)

عاصم بن ثابت | عاصم بن ثابت بن ابی الفتح نے مسافح بن طلحہ اور اُس کے بھائی جلاس بن طلحہ کو تیر سے قتل کیا۔ جس وقت یہ میدان میں تڑپ رہا تھا اس کی ماں سلافہ نے اکبر اُس کا سراپنی گود میں رکھ لیا اور اس سے پوچھا کہ اسے سخت جگر تیرے کس شخص نے تیرا مارا؟ اُس نے کہا اے ماں جس وقت یہ تیر میرے لگا تو ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ اس تیر کو لے اور میں ابن ابی الفتح ہوں۔ اُس کی ماں سلافہ نے یہ سن کر قسم کھائی کہ اگر عاصم کی کھوپڑی اُس کے ہاتھ لگے گی تو وہ اس میں غلبہ پئے گی اور عاصمؓ نے اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کیا تھا کہ کبھی مشرک کو ہاتھ نہ لگائے گا اور نہ مشرک سے اپنے بدن کو ہاتھ لگوائے گا۔ راوی کہتا ہے کہ اُس وقت مشرکوں کا علمہ دار عثمان بن ابی طلحہ تھا۔ اس کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔

حنظلہ غیل الملائکہ | حنظلہ بن ابی عامر نے ابوسفیان کو دیکھ کر اس کی طرف حملہ کیا۔ مگر پیچھے سے غفلت میں شاد بن اوس نے ان کو شہید کر دیا۔ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا کہ تمہارے بھائی حنظلہ کو فرشتے غسل دے رہے ہیں۔ جاؤ ان کی بیوی سے دریافت کرو کہ یہ کس حالت میں تھے۔ صحابہؓ نے دریافت کیا۔ تو ان کی بیوی نے کہا کہ ان کو نہانے کی ضرورت تھی۔ مگر جہاد کی آواز سنتے ہی فوراً گھر سے بغیر غسل کے چلے گئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں حدیث میں وارد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے سب سے بہتر اور افضل وہ شخص ہے جو اپنے گھوڑے کی لگام راہِ خدا یعنی جہاد میں تھامے رہتا ہے جس وقت اُس کو مسلمانوں کے جہاد پر جانے کی آواز سنائی دیتی ہے تو زائد جاتا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جس وقت رسول کریمؐ کو حنظلہ بن ابی عامر کی اس حالت کی خبر ہوئی۔ فرمایا اے سببت فرشتے ان کو غسل دے رہے ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت اور فتح و ظفر مسلمانوں پر نازل فرمائی۔ چنانچہ مسلمانوں نے کفار اور مشرکین کو مارتے مارتے جگنا شروع کیا اور ان کے لشکر کے ٹکڑے ہو گئے اور ایسی ہزیمت ہوئی جس میں کچھ شک و شبہ نہیں۔

ہزیمت کے اسباب | ابن اسحاق کہتے ہیں عبداللہ بن زبیر سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا ہندہ بنت عقیبہ اور اس کے ساتھ کی سب عورتیں بے تحاشا بھاگی جاتی ہیں اور کسی چیز کی طرف مڑ کر نہ دیکھتی تھیں۔ اس شکست کو دیکھ کر وہ تیر انداز جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑ کے درہ میں بٹھایا تھا۔ وہاں سے اُٹھ کر لشکر کی طرف مالِ غنیمت کے ٹوٹنے کے

لاپٹ سے چلے آئے اور اسی وقت شیطان نے آواز دی کہ محمد قتل ہو گئے پس اس آواز کو سن کر مشرکین اُسی درہ میں سے جواب خالی ہو گیا تھا مسلمانوں پر پلٹ پڑے۔

قریش کا جھنڈا | ابن اسحاق کہتے ہیں مشرکین کا نشان گرا ہوا پڑا تھا کہ اتنے میں ایک عورت عمرہ بنت علقمہ حارثیہ نامی نے آکر اُس جھنڈے کو اٹھایا اور پھر اس عورت سے یہ جھنڈا ایک حبشی غلام صواب نامی نے لے لیا۔ اس غلام کے دونوں ہاتھ کٹ گئے۔ تب اس نے بیٹھ کر اپنی ٹانگوں میں اُس کو بکڑ لیا۔ یہاں تک کہ یہ مقتول ہوا اور مرتے وقت کہہ رہا تھا اے اللہ میں نے اپنی کوشش میں کچھ کسرتیں کی اور یہ غلام قریش کا آخری علمبردار تھا۔

چہرہ اقدس پر زخم | ابن اسحاق کہتے ہیں مشرکین کے اس حملہ سے مسلمانوں کے لشکر نفر پیکر میں ایک طرح کی درمی و برہمی پیدا ہوئی اور واقعی یہ دن مسلمانوں کے لئے پوری آزمائش کا تھا جن کو خدا نے چاہا وہ لوگ شہادت سے سرفراز ہوئے۔ یہاں تک کہ دشمن کی فوج کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ گزر رہا تھا۔ اور عتبہ بن ابی وقاص نے ایک پتھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر مارا جس سے آپ کے گلے چاروں دانت شہید ہوئے اور ہونٹ زخمی ہوا اور سر مبارک میں بھی چوٹ آئی۔ اور خون تمام چہرہ پر جاری ہوا۔

بد نصیب لوگ | اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ لوگ کیسے فلاح پا سکتے ہیں جو اپنے نبی کے چہرہ کو خون آلودہ کریں حالانکہ اُن کا نبی اُن کو اُن کے رب کی طرف بلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی :-

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ

ظَالِمُونَ ۝ (۱۲۸ : ۱۲۷)

ابن ہشام کہتے ہیں ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ عتبہ بن ربیعہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتھر مارا تھا جس سے آپ کے دائیں طرف کے نیچے کے دندان مبارک شہید ہوئے اور نیچے کے ہونٹ میں بھی چوٹ آئی اور آپ کی پیشانی بھی زخمی ہوئی اور ابن قمرہ ملعون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار کو زخمی کیا اور آپ کے خود کے حلقوں میں سے دو حلقے آپ کے رخساروں کے اندر ہیوست ہو گئے۔ مشرکین نے چند گڑھے پوشیدہ کھودے تھے تاکہ مسلمان غفلت کی حالت میں ان کے اندر گر پڑیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہی گڑھوں میں سے ایک گڑھے میں گر پڑے۔ اور یہ کارروائی ابو عامر کی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ بکڑا

اور طلحہ بن عبید اللہ نے آپ کو سہارا دیا۔ تب آپ گڑھے سے نکل کر سیدھے کھڑے ہوئے۔ ابو سعید خدری کے والد مالک بن سنان نے آپ کے زخم سے قہقہے مچوس کر گلیاں کیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میرا خون چوسا وہ دوزخ میں نہ جائے گا۔ اور طلحہ بن عبید اللہ کی شان میں فرمایا جو شخص شہید کو زمین پر پھرتا ہوا دیکھنا چاہے وہ طلحہ بن عبید اللہ کو دیکھے۔

ابو عبیدہ بن الجراح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتی ہیں کہ ابو عبیدہ بن جراح نے جب خود کا ایک حلقہ جو آنحضرت کے رخسار میں پیوست ہو گیا تھا نکالا۔ اس سے آپ کے دو دانت نکل گئے اور جب دوسرا حلقہ نکالا اس سے دوسرے دو دانت بھی باہر آ گئے۔ چنانچہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چاروں دانت شہید ہو گئے۔

عزید بن سکین کی جان نثاری ابن اسحاق کہتے ہیں جس وقت مشرکین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ہجوم کیا تو آپ نے فرمایا۔ کون شخص ہے جو ہمارے لئے اپنی جان کو فروخت کر کے جنت کو خرید لے۔ یہ سن کر عزید بن سکین پانچ انصاری کے ساتھ کھڑے ہوئے اور ایک ایک کر کے سب لڑے اور شہید ہوئے۔ پھر مسلمانوں کا ایک گروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گیا اور اس نے مشرکین کو مار مار کر وہاں سے ہٹا دیا۔ آپ نے فرمایا زیاد کو جو مجروح پڑے ہوئے تھے میرے قریب کر دو۔ مسلمانوں نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کر دیا۔ آنحضرت نے اپنے پیر پر ان کا سر رکھ لیا اور آپ کے پیر ہی پر سر رکھے ہوئے وہ جاں بحق ہو گئے۔

ام عمارہ کی جاں نثاری ابن ہشام کہتے ہیں ام عمارہ نسیبہ بنت کعب مازنیہ بھی احد کی جنگ میں مردانہ و دلیرانہ خوب لڑائی لڑی۔ چنانچہ ام سعد بنت سعد بن ربیع کہتی ہیں۔ میں ام عمارہ کے پاس گئی اور میں نے کہا اے خالہ مجھ کو بتائیے کہ احد میں آپ نے کیونکر جنگ کی تھی اور کیا واقعہ پیش آیا تھا۔ ام عمارہ نے بیان کیا کہ میں صبح کے وقت یہ دیکھنے چلی کہ اب لوگ کیا کر رہے ہیں؟ اور میرے پاس ایک مشک پانی سے بھری ہوئی تھی۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچی اور اس وقت مسلمانوں کا غلبہ تھا اور ان کی فتح ہو چکی تھی۔ پھر جب مسلمانوں کی شکست ہوئی میں آنحضرت کے پاس کھڑی ہوئی تو اور تیرے سے جنگ کر رہی تھی۔ یہاں تک کہ میں زخمی ہو گئی۔ ام سعد نے کہا کہ میں نے ام عمارہ کے ایک شانہ پر ایک گہرا زخم دیکھا۔ تو چھا۔ یہ زخم آپ کو

کس نے پہنچایا؟ ام عمارہ نے جواب دیا ابن قمرہ نے! خدا اُسے خراب کرے۔

پھر جب لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے متفرق ہو گئے تو ابن قمرہ یہ کہتا ہوا آیا کہ مجھ کو بتلاؤ محمد کہاں ہے؟ اگر انہوں نے سجات پائی تو میں ہرگز سجات نہ پاؤں گا۔ ام عمارہ کہتی ہیں میں اور مصعب بن عمیر اور چند لوگ جو رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اُس کی طرف بڑھے۔ اُس نے مجھ پر حملہ کیا مگر وہ حملہ مجھ پر نہ پڑا۔ میں نے اُس پر تلوار کے چند وار کئے مگر دشمن خدا دُوں نہ رہیں پہنے ہوئے تھا۔ میری تلوار اُس پر کاہ نہ ہوئی۔

ابو دجانہ اور سعد بن ابی وقاص | ابن اسحاق کہتے ہیں ابو دجانہ نے اپنے جسم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ڈھال بنا دیا تھا اور اُن کی پشت پر برابر تیر لگ رہے تھے اور یہ آنحضرت پر جھکے ہوئے تھے۔ سعد بن ابی وقاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کفار کو تیر مار رہے تھے۔ سعد کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو تیر اٹھا اٹھا کر دیتے ہیں اور فرماتے ہیں تیر مار میرے ماں باپ تجھ پر قدا ہوں۔ یہاں تک کہ بعض دفعہ آپ نے مجھ کو ایسا تیر اٹھا کر دیا جس میں پھل بھی نہ تھا اور فرمایا اس کو مار۔

قتادہ کی مہزوب آنکھ | ابن اسحاق کہتے ہیں اس روز خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی چنانچہ اُنہی کے پاس رہی اور قتادہ کی آنکھ کو ایسی ضرب پہنچی جس سے اُن کی آنکھ نکل کر رُخسار پر آ پڑی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس آنکھ کو اپنے دست مبارک سے پھر حلقہ میں رکھ دیا اسی وقت وہ آنکھ پہلے سے زیادہ صحیح و سالم اور تیز نظر ہو گئی۔

انس بن نصر | ابن اسحاق کہتے ہیں انس بن مالک کے چچا انس بن نصر کا نذر طلحہ بن عبید اللہ اور عمر بن خطاب وغیرہ مہاجرین اور انصار کے چند لوگوں کے پاس ہوا۔ یہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے انس رضی اللہ عنہ نے اُن سے کہا تم لوگ کیوں بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا رسول خدا تو قتل ہو گئے اب ہم کیا کریں! انس نے کہا پھر تم رسول اللہ کے بعد زندہ رہ کر کیا کرو گے؟ جس طرح اُن کا انتقال ہوا تم بھی اسی طرح مرجاؤ۔ پھر انس کفار کی طرف متوجہ ہوئے اور اس قدر لڑے کہ آخر شہید ہوئے۔ انہی کے نام پر انس کا نام رکھا گیا ہے۔

انس بن مالک کہتے ہیں اُس روز جو دیکھا گیا تو میرے چچا انس بن نصر کے جسم میں تیر نہ خوں کے نشان تھے اور مقتولوں میں اُن کی لاش کوئی پہچان نہ سکا۔ فقط اُن کی بہن نے اُن کی

انگلیوں سے اُن کو پہچانا۔

عبدالرحمن بن عوف | ابن ہشام کہتے ہیں عبدالرحمن بن عوف کے چہرے پر سخت زخم آیا۔ اور پیشانی سے زائد زخم ان کے بدن پر لگے جن میں زیادہ زخم اُن کی ٹانگ میں تھے اور اُن کے سبب اُن کی ٹانگ میں لنگ ہو گیا تھا۔

مسلمانوں خوش خبری | ابن اسحاق کہتے ہیں مسلمانوں کی شکست اور لوگوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی خبر مشہور ہونے کے بعد جن شخص نے پہلے آپ کو دیکھ کر پہچانا وہ کعب بن مالک تھے۔ یہ کہتے ہیں میں نے خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دونوں آنکھیں مکتی ہوئی دیکھ کر آنحضرت کو پہچانا اور پکار کر آواز دی کہ اے مسلمانوں کے گمراہ خوش ہو جاؤ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری طرف اشارہ فرمایا کہ خاموش رہو۔



غزوہ اُحد (۴)

ابی بن خلف کی بد سختی | ابن اسحاق کہتے ہیں جب مسلمانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا تو سب آپ کی طرف آنے شروع ہوئے اور آپ ان کو لیکر گھاٹی کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ کے ساتھ ابوبکر صدیق اور عمر بن خطاب اور حضرت شیر خدا علی رضی اللہ عنہ اور طلحہ بن عبید اللہ اور زبیر بن عوام اور عرث بن صمد وغیرہ بہادران صحابہ حاضر تھے جس وقت آپ گھاٹی کے قریب پہنچے۔ ابی بن خلف آپ کو آواز دیتا ہوا آیا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں سے ایک شخص اُس کے مقابلے کو کافی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو میرے سامنے آنے دو۔ چنانچہ جب وہ آپ کے قریب آیا تو آپ نے عرث بن صمد سے ہتھیار لیکر اُس کو اس طرح ہلایا کہ ہم سب لوگ آپ کے پاس سے اس طرح ہٹ گئے جیسے اونٹ کی پشت پر سے مکھیاں اُلٹ جاتی ہیں۔ اور آپ نے اُس کو ابی بن خلف کی گردن پر مارا۔ ابی اُس کے صدر سے لڑ گیا اور گھوڑے سے لڑھکنے لگا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں ابی بن خلف جب مکہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا تو کہتا تھا کہ اے محمد! میں ایک گھوڑا سونا کھلا کھلا کر پرورش کر رہا ہوں اُس پر سوار ہو کر تم کو قتل کروں گا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ میں ہی انشاء اللہ تعالیٰ تجھ کو قتل کروں گا۔ اب یہ بیٹھ آنحضرت کے ہاتھ سے اپنی گردن میں زخم لگا کر اُسی گھوڑے پر گہرے تا پڑتا بھاگا سیدھا قریش کے پاس پہنچا اور کہنے لگا۔ خدا کی قسم محمدؐ نے مجھ کو قتل کر دیا۔ قریش نے کہا تو نے ہمت ہار دی ہے زخم تو کچھ زیادہ تیرے لگا نہیں ہے۔ کہنے لگا مکہ میں محمدؐ نے مجھ سے کہا تھا کہ میں تجھ کو قتل کروں گا۔ پس واللہ اگر محمدؐ مجھ پر قحوک بھی دیتے۔ تو میں ضرور قتل ہو جاتا اور اب تو انہوں نے مجھ کو زخمی کر دیا۔ اب میں ہرگز جانبر نہیں ہو سکتا۔ پھر جب قریش مکہ واپس ہوئے تو دشمن ابی بن خلف قتلم صرف میں جہنم رسید ہوا۔

غضبِ الہی | پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہاڑ کی گھاٹی پر تشریف لائے حضرت علیؓ نے پانی بھر کر حاضر کیا تاکہ آنحضرتؐ پئیں مگر بدبو کے سبب سے آپؐ نے نہ پیا۔ اور اپنے چہرے اور سر سے خون کو دھویا اور فرمایا اُس شخص پر سخت غضبِ الہی نازل ہوگا جس نے اپنے نبی کے چہرہ کو خون آلودہ کیا۔

سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں مجھ کو جیسی اپنے بھائی عتبہ کے قتل کرنے کی خواہش اور حرص تھی ایسی کسی کے قتل کرنے کی نہ تھی کیونکہ اُسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زخمی کیا تھا۔ مگر جب میں نے آپؐ سے یہ کلمہ سنا کہ عدا کا سخت غضب اُس پر نازل ہوگا جس نے اپنے نبی کے چہرے کو خون آلود کیا۔ تو میں نے اس غضبِ الہی ہی کو اُس کے لئے کافی سمجھا۔

مشرکین کا حملہ | ابن اسحاق کہتے ہیں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند صحابہ کے ساتھ پہاڑ کی گھاٹی پر پہنچے تھے کہ کفار کے ایک گروہ نے گھاٹی پر حملہ کیا اور ان کفار میں خالد بن ولید بھی تھے۔ آنحضرتؐ نے اُس وقت دعا کی کہ اے اللہ! یہ لوگ ہمارے پاس نہ پہنچ سکیں۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے چند مہاجرین کے ساتھ ان مشرکین کا مقابلہ کیا اور مارتے مارتے اُن کو مہکا دیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اونچے پتھر پر چڑھنا چاہا مگر چونکہ دوزر ہوں کے پہننے سے آپؐ کا بدن بھاری ہو گیا تھا۔ اس سبب سے آپؐ اُس پر چڑھ نہ سکے۔ پس طلحہ اُس کے نیچے بیٹھ گئے اور آپؐ طلحہ کی پشت پر کھڑے ہو کر اُس پتھر پر چڑھے اور فرمایا طلحہ نے جنت واجب کر لی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایسی خدمت انجام دی۔

نمازِ ظہر | ابن ہشام کہتے ہیں اُحد کی جنگ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر کی نماز زعموں کے سبب سے بیٹھ کر ادا کی۔ اور مسلمانوں نے بھی بیٹھ کر آپؐ کے پیچھے نماز پڑھی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں بعض مسلمان بھاگ کر مدینہ سے ایک منزل دور منقی پہاڑ کے پاس جا پہنچے تھے۔

یمان اور دقش | ابن اسحاق کہتے ہیں جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کی جنگ کے لئے تشریف لے چلے۔ حیل بن جابر بن کا نام یمان تھا اور یہ حذیفہ بن یمان کے باپ تھے یہ اور ثابت بن دقش اپنے بچوں اور عورتوں کو لے کر مدینہ کے باہر چلے

گئے تھے۔ وہاں ان دونوں نے مشورہ کیا کہ ہم دونوں بوڑھے آدمی ہیں۔ اگر آج نہ مرے تو کل ضرور مریں گے پھر چلیں ہم بھی کفار کو قتل کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیوں نہ جا ملیں۔ شاید اللہ تعالیٰ ہم کو شہادت نصیب فرمائے۔

پھر یہ دونوں تلواریں پکڑ کر کفار پر جا پڑے اور لوگوں میں زلزل ہل گئے۔ ثابت بن وقش کو تو کفار نے شہید کر دیا اور ابو حذیفہ کے باپ حسیل بن حابر کو ناواقفیت میں مسلمانوں نے شہید کر دیا۔ حذیفہ نے کہا خدا کی قسم! یہ تو میرے باپ ہیں۔ مسلمانوں نے کہا واللہ ہم نے ان کو نہیں پہچانا اور واقعی انہوں نے سچ کہا۔ حذیفہ نے کہا اللہ تم کو معاف کرے وہ رحم الراحمین ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حذیفہ کو ان کے باپ کا خون بہا دینا چاہا۔ مگر حذیفہ نے نہ لیا اور مسلمانوں کو معاف کر دیا۔ اس سے حذیفہ کی قدر و منزلت خدا، رسول اور مسلمانوں کے نزدیک بہت زیادہ ہوئی۔

یزید بن حاطب اور اس کا باپ | ابن اسحاق کہتے ہیں مسلمانوں میں ایک شخص حاطب بن

زخمی ہوا۔ اس کا نام یزید بن حاطب تھا اس کو اس کے گھر پہنچا دیا گیا۔ سب گھر کے لوگ اس کے پاس جمع تھے اور اس کی نزع کی حالت تھی۔ مسلمان اس سے کہہ رہے تھے اے حاطب کے بیٹے تجھ کو جنت کی بشارت ہو اور اس لڑکے کا باپ حاطب ایک بوڑھا منافق تھا۔ اسی روز اس کا نفاق ظاہر ہوا۔ چنانچہ مسلمانوں کو اس نے جواب دیا کہ اس کو کس چیز کی تم خوشخبری دے رہے ہو۔ کیا اسی جنت کا فریب دے رہے ہو جس میں عمر بن الخطاب کے درخت ہیں۔

قرمان منافق | ابن اسحاق کہتے ہیں انصار میں ایک شخص مسافر آیا ہوا تھا اور یہ معلوم نہ تھا کہ کس قوم سے ہے اور لوگ اس کو قرمان کہتے تھے۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کا ذکر ہوا تو آنحضرت فرماتے یہ شخص دوزخی ہے۔ جب احد کی جنگ ہوئی تو اس شخص نے تن تنہا آٹھ یا سات مشرکین کو قتل کیا اور پھر یہ سخت زخمی ہوا۔ چنانچہ لوگ اس کو اٹھا کر بنی ظفر کے محلہ میں لائے اور مسلمان اس سے کہنے لگے کہ اے قرمان آج تیری خوب آزمائش

لے محل اسپند یعنی سیاہ دانہ کو کہتے ہیں جو اکثر جنگوں اور ویرانوں میں پیدا ہوتا ہے اور اسکے درخت میں نہایت بدبو ہوتی ہے اس منافق کا مقصد اس بات سے جنت کی تحقیر کرنا تھا۔ مترجم

ہوئی۔ پس اب توجہ کی بشارت حاصل کر۔ اُس نے کہا مجھ کو کچھ بشارت کی ضرورت نہیں ہے۔ میں مرنے اپنی قوم کی حمایت کے لئے لڑا ہوں۔ اگر مجھ کو یہ خیال نہ ہوتا تو میں ہرگز جنگ نہ کرتا۔ پھر جب اس شخص کے زخموں کی تکلیف اس کو زیادہ معلوم ہوئی تو اُس نے ترکش سے تیر نکال کر خودکشی کر لی۔

مخیر یق | ابن اسحاق کہتے ہیں اُحد کے مقتولوں میں سے ایک مخیر یق ہے۔ یہ بنی ثعلبہ بن فیلون میں سے تھے جب اُحد کی جنگ شروع ہوئی انہوں نے یہودیوں سے کہا کہ اے گروہ یہود تم جانتے ہو کہ محسّد کی مدد کرنا تم پر فرض ہے۔ یہودیوں نے کہا آج ہفتہ کا روز ہے۔ مخیر یق نے کہا ایسے وقت پر ہفتہ کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ پھر مخیر یق نے تلوار لے کر کفار سے مقابلہ کیا اور اپنی قوم یہود سے یہ بھی کہہ دیا کہ اگر میں قتل ہو گیا تو میرا کل مال محمد کا ہے اُن کو اختیار ہے جو چاہیں کریں۔ مخیر یق نے کفار کو قتل کرنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ خود بھی شہید ہوئے۔ رسول اقدس نے فرمایا مخیر یق یہود میں سب سے بہتر تھا۔

حرث بن سوید | ابن اسحاق کہتے ہیں یہ شخص منافق تھا۔ مسلمانوں کے ساتھ اُحد کی جنگ میں شریک ہوا اور موقع پا کر غفلت میں مجذربن زیاد بلوی اور قیس بن زید ضبعی کو شہید کر کے مکہ کی طرف بھاگ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو حکم دیا کہ اگر تم کو حرث بن سوید مل جائے تو اس کو قتل کر دینا۔ مگر حضرت عمرؓ کو یہ نہیں ملا اور مکہ میں قریش سے جا ملا۔ پھر اس نے اپنے بھائی سوید بن جلاس کے ہاتھ اپنی توبہ کا پیغام حضور کو بھیجا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اس کے حق میں نازل فرمائی۔

كَيْفَ يَهْدِي اللَّهُ قَوْمًا كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَشَهِدُوا أَنَّ اللَّهَ رَسُولٌ حَقٌّ وَ

جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ط (۸۶:۳)

و خدا ایسے گروہ کو کیونکر ہدایت کرے اور کس طرح ان کی توبہ قبول فرمائے جو ایمان لانے اور رسول کے حق ہونے کی گواہی دینے اور بنیات کے اُن کے پاس آجائے کے بعد بھی کافر ہو گئے۔ اللہ ایسے ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا۔

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ سے اہل علم نے بیان کیا ہے کہ حرث بن سوید نے فقط مجذربن زیاد کو شہید کیا۔ قیس بن زید کو شہید نہیں کیا اور اس کی دلیل یہ ہے کہ ابن اسحاق نے قیس بن زید کو اُحد کے مقتولوں میں شمار نہیں کیا ہے اور مجذربن سوید نے اس عدالت کی وجہ سے قتل کیا کہ مجذربن سوید کے باپ سوید کو کسی جنگ میں جو اسلام سے پہلے اوس اور خزرج میں ہوئی تھی قتل کیا تھا۔ یہ ذکر پہلے بھی اس کتاب میں گنہ چکا ہے۔ پھر ایک روز رسول اللہ اپنے چند اصحاب کے ساتھ مدینہ میں تشریف رکھتے تھے کہ سوید بن

حادث ایک چار دیواری سے باہر نکلا اور دو کپڑوں میں اُس نے اپنے آپ کو پوشیدہ کر رکھا تھا۔ آپ نے حضرت عثمانؓ کو اس کی گردن مارنے کا حکم فرمایا اور انہوں نے اس کو قتل کیا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں سوید بن ثابتؓ کو معاذ بن عفراءؓ نے تیر کی ضرب سے بے باک کی جگہ سے پہلے قتل کیا تھا۔

اصیرم کی شہادت | ابن اسحاق کہتے ہیں ابو ہریرہؓ نے ایک مدوز لوگوں سے کہا کہ کوئی ایسا شخص بتلا جس نے کبھی نماز نہیں پڑھی اور سبقت میں داخل ہوا جب لوگ حیران ہوئے اور اُن کے خیال میں کوئی ایسا شخص نہ آیا تو ابو ہریرہؓ سے انہوں نے پوچھا کہ آپ ہی بتلائیے وہ کون شخص ہے؟ ابو ہریرہؓ نے کہا وہ اصیرم بن عبد اشمل عمرو بن ثابت بن وقش ہے۔ حصین راوی کہتے ہیں میں نے محمود بن اسد سے کہا۔ اصیرم کا واقعہ کیونکر ہوا ہے؟ انہوں نے کہا اصیرم نے اسلام لانے سے انکار کیا تھا۔ پھر جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد کی جنگ کے واسطے مدینہ سے تشریف لائے اصیرم کو اسلام کا خیال آیا اور اپنی تلوار لے کر مشرکین پر جا پڑا اور بہت آدمی قتل کر کے خود بھی زخمی ہوا اور آخر مقتولوں میں گر پڑا۔ پھر بنی عبد الاشمل کے چند لوگ اپنے مقتولوں کو تلاش کرتے پھر رہے تھے کہ اُن کا گزر اصیرم کے پاس ہوا۔ انہوں نے کہا واللہ یہ تو اصیرم ہے۔ پھر اصیرم سے لوگوں نے پوچھا کہ تم کیونکر آئے؟ اسلام کی رغبت سے یا قوم کی حمایت کے لئے؟ اصیرم نے کہا میں فقط اسلام کی رغبت کے سبب سے آیا ہوں اور میں خدا و رسول پر ایمان لے آیا ہوں اور اسلام کو میں نے قبول کر لیا۔ پھر اپنی تلوار لے کر مشرکین پر جا پڑا اور اُن کو اس قدر قتل کیا کہ آخر میری یہ حالت ہوئی جس میں تم مجھ کو دیکھ رہے ہو۔ پھر اُس وقت اصیرم کی روح غلبریں کی طرف پرواز کر گئی۔ صحابہ نے اس کا ذکر آنحضرتؐ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپؐ نے فرمایا اصیرم جنتی ہے۔

عمرو بن جموح کا جہاد اور شہادت | ابن اسحاق کہتے ہیں عمرو بن جموح کی ٹانگ میں لنگ تھا اور اُن کے چار بیٹے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر شیروں کی طرح جہاد کیا کرتے تھے۔ جب احد کی جنگ کا موقعہ آیا تو ان کے بیٹوں نے ان سے کہا کہ آپ گھریں ہمیں ہم جہاد میں جاتے ہیں۔ ان کو شہادت کا شوق غالب تھا۔ یہ رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میرے بیٹے مجھ کو جہاد سے روکتے ہیں اور میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ کے ساتھ جہاد کر کے شہید ہوں اور جنت میں اس لنگ کے ساتھ پھروں۔ آپؐ نے فرمایا اے عمرو بن جموح تم کو خدا نے معذور رکھا ہے تم کو اب تکلیف کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اور اُن کے بیٹوں سے فرمایا کہ جب تمہارے باپ کی یہی خوشی ہے۔ تب پھر ان کو تم کیوں منع کرتے ہو۔ چنانچہ عمرو بن جموح نے جہاد کیا اور

شہادت کے منصب پر سرفراز ہوئے۔

حضرت حمزہؓ اور ہندہ | ابن اسحاق کہتے ہیں ہندہ بنت عتیبہ اور عورتوں کو ساتھ لے کر صحابہ کرام کی لاشوں کے پاس آئی اور اُن کے ناک کان کاٹنے شروع کئے۔ یہاں

تک کہ ہندہ نے اُن کے ہار بنا کر اپنے گلے میں پہنے اور اپنا سارا زیور اُتار کر جبیر بن مطعم کے غلام وحشی کو حضرت حمزہؓ کے شہید کرنے کے انعام میں دیا اور حضرت حمزہؓ کے جگر مبارک کو نکل کر اُس نے اپنے منہ میں لے کر چبایا۔ مگر اُس کو ٹنگل نہ سکی تب اُس کو اُگل دیا۔ اور پھر ایک اونچے پتھر پر چڑھی اور پکا کر چند اشعار مسلمانوں کی ہجو میں پڑھے۔ مسلمانوں میں سے بھی ایک عورت ہندہ بنت اُمّا ث نے اس کو دندان شکن جواب دیا اور مشرکین کی ہجو اشعار میں بیان کی۔

حضرت عمرؓ اور حضرت حسان بن ثابت | ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت عمر بن خطاب نے اُس وقت حسان بن ثابت سے فرمایا اے ابن فریجہ تم سن رہے

ہو کہ ہندہ پتھر پر چڑھی ہوئی کیا کیا ہجو کر رہی ہے اور حضرت حمزہؓ کی لاش کے ساتھ جو گستاخیاں اُس نے کی ہیں اُن کے گیت بنا کر گارہی ہے تم اس کو جواب کیوں نہیں دیتے؟ حسان نے کہا ہاں میں اُس وقت ایک ٹیلہ پر سے دیکھ رہا تھا۔ جب حضرت حمزہؓ کی طرف وحشی نے اپنا حربہ پھینکا تھا اور میں کہہ رہا تھا کہ یہ کوئی نیا حربہ ہے۔ عرب کے ہتھیاروں میں سے تو یہ نہیں ہے۔ اے عمر تم مجھ سے بیان کرو کہ یہ عودت کیا کہہ رہی ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حسان کو ہندہ کے اشعار سنائے۔ پھر حسان نے اس کے جواب میں بہت سے اشعار کہے جن میں مشرکین کو نہایت ذلیل و خوار اور شرمندہ کیا ہے۔

نصف مہر ہے سیرت ابن ہشام کی جلد اول یہاں پر دم کی ہے چنانچہ تحریر کرتے ہیں۔ (مرتب)

بَلَدِ الْحَمْدِ کہ آج بتا رہے پندرہ ماہ ذی قعد مبارک ۱۳۲۸ھ ہجری نبوی کتاب سیرت ابن ہشام کی

پہلی جلد کے ترجمہ سے فراغت پائی۔

ستید لیسین علی حسنی نظامی دہلوی خواہر زادہ حضرت

خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ السلام المشائخ محبوب الہی قدس سرہ

غزوہ اُحد (۵)

ابو سفیان کی ہرزہ سرانی | ابن اسحاق کہتے ہیں عیسیٰ بن زبان بنی حنٹ بن عبد مہتہ میں سے ایک شخص تھا اور اس جنگ میں اُن مختلف قبائل کی فوج کا سردار تھا جو قریش کی مدد کو آئے تھے یہ ابو سفیان کے پاس سے گزرا اور اس نے دیکھا کہ ابو سفیان حضرت حمزہؓ کی آنکھ کے جھڑے میں اپنا نیزہ مار رہا ہے اور کہہ رہا ہے تو نے مزہ چکھا۔ عیسیٰ نے پکار کر کہا اے بنی کنانہ دیکھو یہ قریش کا سردار ابو سفیان اپنے چچا کے بیٹے حمزہؓ کے ساتھ کیا حرکت کر رہا ہے؟ ابو سفیان نے عیسیٰ سے کہا تیرا بڑا ہومیری بات کو ظاہر نہ کر۔ یہ مجھ سے ایک غلطی ہو گئی ہے۔ پھر جب ابو سفیان واپس ہوا تو اُس نے ایک ٹیلہ پر چڑھ کر باواہر بلند کہا کہ یہ کام بہت اچھے ہیں۔ لڑائی ہمارے تہارے درمیان میں ڈول کی طرح ہے۔ کبھی تمہارے ہاتھ میں اور کبھی ہمارے ہاتھ میں۔ یہ جنگ بدر کی جنگ کے بدلہ میں ہوئی ہے۔ پھر کہا اے ہبل اپنے دین کو غالب کر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو سفیان کی یہ بات سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم کھڑے ہو کر اس کو جواب دو اور کہو خدا عز و جل غالب اور اعلیٰ ہے۔ ہمارے اور تمہارے مقتول برابر نہیں ہو سکتے۔ تمہارے مقتول دو زخمی ہیں۔ اور ہمارے جنتی ہیں۔

جب حضرت عمرؓ نے ابو سفیان کو یہ جواب دیا تو ابو سفیان نے کہا اے عمرؓ ذرا میرے پاس آؤ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ دیکھو یہ کیا کہتا ہے۔ جب عمرؓ اُس کے پاس گئے تو اُس نے کہا اے عمرؓ میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں۔ سچ بتاؤ کہ محمدؐ اس جنگ میں ہمارے ہاتھ سے قتل ہوئے یا نہیں؟ حضرت عمرؓ نے کہا نہیں وہ تو تشریف لے گئے ہیں اور تیری باتیں سب سن رہے ہیں۔ ابو سفیان نے کہا اے عمرؓ! میں تمہاری بات کو ابن تمہ کی بات سے زیادہ معتبر جانتا ہوں۔ وہ کہتا

تھا کہ میں نے محمد کو قتل کر دیا۔ اس قسم کا نام عبد اللہ تھا۔

اگلی جنگ

پھر ابوسفیان نے پکار کر مسلمانوں سے کہا کہ تمہارے مقتولین کا مثلہ کرنے سے نہ میں خوش ہوا نہ ناراض ہوا۔ نہ میں نے ان کے قتل سے منع کیا۔ پھر اس کے بعد ابوسفیان نے آواز دی کہ اب ہماری تمہاری جنگ آئندہ سال بدر میں پھر ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ میں سے ایک شخص سے فرمایا کہ اس کو جواب دو۔ بہت اچھا۔ یہ ہمارے اور تمہارے درمیان نچتہ وعدہ ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ تم جا کر دیکھو کہ یہ مشرکین اب کس طرف کا قصد کرتے ہیں۔ آیا مکہ کو واپس جاتے ہیں یا مدینہ پر حملہ کرتے ہیں۔ واللہ! اگر انہوں نے مدینہ پر حملہ کیا تو پھر میں بھی ان کے مقابلہ کو نکلوں گا اور ان سے بڑھ کر ضرور جنگ کروں گا۔

مشرکین کا تعاقب

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں مشرکین کو دیکھنے گیا اور میں نے دیکھا کہ انہوں نے اپنے گھوڑوں اور اونٹوں کو آگے لے کر مکہ کا راستہ لیا۔ مشرکین کے دفع ہونے کے بعد لوگ اپنے اپنے مقتول تلاش کرنے لگے۔

سعد بن ربیع

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ایسا شخص ہے جو سعد بن ربیع کی مجھ کو خبر لا دے کہ وہ زندہ ہیں یا مردہ۔ انصار میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں جاتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ سعد کہاں ہیں؟ پھر یہ انصاری سعد کو مقتولوں میں تلاش کرتے ہوئے آئے دیکھا تو سعد نہ تھے ہوئے پڑے تھے اور جان کی رُمق باقی تھی۔

انصاری کہتے ہیں میں نے کہا اے سعد! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو تمہاری تلاش کے واسطے بھیجا ہے کہ میں تم کو دیکھوں کہ تم زندہ ہو یا مردہ؟ سعد نے کہا میں مردوں میں ہوں تم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا سلام کہنا اور کہنا کہ سعد بن ربیع عرض کرتا ہے کہ خدا آپ کو ہماری طرف سے ایسی جزائے خیر دے جو کسی نبی کو اس کی امت کی طرف سے نہ دی ہو اور پھر اپنی قوم کو میری طرف سے سلام کہنا اور کہنا کہ سعد بن ربیع تم سے کہتا ہے کہ اگر تم میں سے ایک شخص بھی زندہ رہے گا اور رسول خدا کو دشمن کی طرف سے کوئی صدمہ پہنچے گا تو تمہارا عذر خدا کے ہاں مقبول نہ ہوگا۔ یعنی اگر تم میں سے ایک شخص بھی زندہ ہو تو اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت اپنی جان سے زیادہ کرنی چاہیئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نقصان نہ پہنچنے دینا چاہیئے۔ انصاری کہتے ہیں۔ پھر اسی وقت سعد بن ربیع نے انتقال کیا اور میں نے

اگر حضور سے یہ سارا واقعہ بیان کیا۔
ابن ہشام کہتے ہیں ایک روز ایک شخص حضرت ابوبکرؓ کے پاس آیا اور دیکھا کہ ایک لڑکی کسین
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سینہ پر بیٹھی ہے اور ابوبکرؓ اُس کو پیار کر رہے ہیں۔ اُس شخص نے
پوچھا یہ کس کی لڑکی ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا یہ لڑکی مجھ سے بہتر شخص سعد بن ربیع کی ہے۔
جن کو عقبہ کے دور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نقیب بنایا تھا اور بدر کی جنگ میں شریک
تھے۔ پھر اُحد کی جنگ میں شہید ہوئے۔

رسول اللہ کا رنج و ملال | ابن اسحاق کہتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حمزہ کی
لاش ڈھونڈنے تشریف لائے اور میدان کے بیچ میں دیکھا
کہ اُن کا پیٹ چاک کیا ہوا اور عکبر باہر نکلا پڑا ہے اور ناک کان کاٹے ہوئے ہیں۔ رسول مقبولؐ
نے اس حالت کو ملاحظہ کر کے فرمایا کہ اگر صفیہ کو رنج نہ ہوتا اور نیز میرے بعد لوگ اس کو ستور
نہ بنا لیتے تو میں اُن کی لاش کو یونہی چھوڑ دیتا تاکہ درندے اور جانور کھا لیتے۔ اگر خدا نے کسی جنگ
میں مجھ کو قریش پر غالب کیا تو میں اس کے عوض اُن میں سے تین آدمیوں کا مثلہ کروں گا۔ جب
مسلمانوں نے حضرت حمزہ کی حالت پر رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اس قدر رنج و ملال دیکھا
تو کہنے لگے کہ اگر ہم کو خدا نے کسی وقت قریش پر غالب کیا تو ہم اُن کا ایسا مثلہ کریں گے کہ عرب میں
کسی نے ایسا مثلہ نہ کیا ہو گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تمہارے انتقال کا سارے رنج
مجھ کو کبھی نہ پہنچے گا۔ میں کبھی ایسی جگہ کھڑا نہیں ہوا۔ جہاں اس جگہ سے زیادہ مجھ کو غیض و غضب
ہوا ہو۔ پھر فرمایا کہ جبرائیل نے مجھ کو خبر دی ہے کہ حمزہ ساتوں آسمانوں کے لوگوں میں لکھے گئے
ہیں۔ حمزہ بن عبد المطلب خدا و رسول کے شیر ہیں۔

راوی کہتا ہے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت حمزہ اور ابوسلمہ بن عبد اللہ اسد آپس میں
رضاعی بھائی تھے۔ ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے ان تینوں کو دودھ پلایا تھا۔

آیات قرآن مجید | ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے اس غصہ اور کافروں کے انتقام لینے کے بارے میں یہ آیت
نازل فرمائی :-

وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهِ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ

تَحْيَا لِلْقَابِلِينَ ۖ وَاصْبِرْ وَاصْبِرْ لَكَ إِنَّ بِاللَّهِ وَكَ تَحْضُرُ عَلَيْهِ وَكَ تَلُفُ
فِي ضَيْقٍ مِمَّا يَمْسِكُ وَكَ ۖ (۱۲۶: ۱۲۴-۱۲۶)

یعنی اگر تم بدلہ تو تو اسی قدر بدلہ لو جس قدر تمہارے ساتھ ظلم کیا گیا ہے اور اگر تم صبر کرو تو صبر کرنے والوں کے واسطے بہتر ہے۔ اور اے رسول! تم صبر ہی اختیار کرو اور تمہارا صبر نہیں ہے مگر خدا کے ساتھ اور تم ان پر بخیرہ نہ ہو اور نہ ان کے مکر سے تنگی میں رہو ۛ

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاف کر دیا اور صبر فرمایا اور مثلہ کرنے سے منع کیا۔
سمرہ بن جندب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس جگہ وعظ فرمایا وہاں ضرور ہم کو صدقہ دینے کا حکم فرمایا اور مثلہ سے منع فرمایا۔

شہداء کی نماز جنازہ | ابن عباس کہتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ کو ایک چادر اٹھانے کا حکم کیا پھر ان پر نماز پڑھی اور سات تکبیریں کیں۔ پھر دوسرے شہید لاکر حضرت حمزہ کے پاس رکھے گئے ان پر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی۔ یہی تک کہ اسی طرح سے حضرت حمزہ پر بہتر نمازیں پڑھیں۔ پھر حضرت حمزہ کی حقیقی بہن صفیہ امیں تاکہ اپنے بھائی کی صورت دیکھیں۔ آنحضرت نے ان کے بیٹے زبیر سے کہا کہ تم اپنی ماں کو واپس لے جاؤ تاکہ وہ حمزہ کی یہ حالت نہ دیکھیں۔

زبیر نے جا کر اپنی ماں صفیہ سے کہا کہ آنحضرت فرماتے ہیں تم واپس چلی جاؤ۔ صفیہ نے کہا یہ کیوں؟ مجھے معلوم ہو چکا ہے کہ میرے بھائی کا مثلہ کیا گیا ہے۔ یہ خدا کی راہ میں ہوا ہے میں اس پر صبر کروں گی۔ زبیر نے آکر رسول مقبول سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا اچھا صفیہ کو آنے دو۔ چنانچہ صفیہ آئیں۔ اور حمزہ کو دیکھ کر ان پر نماز پڑھی اور ان کے لئے دعائے مغفرت کر کے چلی گئیں۔ پھر حضور نے حکم دیا اور حضرت حمزہ دفن کئے گئے۔

عبد اللہ بن جحش | عبد اللہ بن جحش کے گھر کے لوگوں کا بیان ہے کہ عبد اللہ بن جحش کا بھی مثلہ کیا تھا مگر قبر میں دفن کیا۔ یہ روایت میں نے انہی لوگوں سے سنی ہے اور کسی سے نہیں سنی۔ اور عبد اللہ بن جحش امیر بنت عبد المطلب کے بیٹا اور حضرت حمزہ کے بھانجے تھے۔

بہت سے لوگ اپنے شہداء کو مدینہ میں لے آئے تھے اور وہیں دفن کیا تھا مگر پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرما دیا کہ شہیدوں کو وہیں دفن کرو جہاں وہ شہید ہوئے ہیں۔

شہداء کا اعزاز | جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد کے شہیدوں کے پاس تشریف لائے تو فرمایا میں ان لوگوں پر گواہ ہوں جو شخص خدا کی راہ میں زخمی ہو گیا قیامت کے روز اس کے زخم سے خون بہتا ہو گا۔ رنگ خون کا ہو گا اور خوشبو مشک کی ہو گی۔ دیکھو ان لوگوں میں جو شخص زیادہ قرآن شریف کا قاری ہو اس کو دفن میں مقدم کرو۔ پھر دو دو اور تین تین کو ایک ایک قبر میں دفن کیا۔

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص راہ خدا میں زخمی ہو گا۔ خدا قیامت کے روز اس کو اٹھائے گا اور اس کے زخم سے خون بہتا ہو گا۔ رنگ خون کا ہو گا اور خوشبو مشک کی ہو گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت مقتولوں کے دفن کرنے کا حکم دیا۔ فرمایا کہ عمرو بن جوح اور عبداللہ بن عمرو بن حرام کو دیکھ کر ایک قبر میں دفن کرو۔ کیونکہ یہ دونوں دنیا میں بھی دوست تھے۔

حمنہ کا رنج و اندوہ | پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو حمنہ بنت جحش کو لوگوں سے اپنے بھائی عبداللہ بن جحش کی شہادت کی خبر پہنچی۔ حمنہ نے انا اللہ اور استغفار پڑھی اور دعائے مغفرت کی۔ پھر ان کے ماموں حضرت حمزہ کی شہادت کی خبر پہنچی تب بھی انہوں نے انا اللہ اور استغفار پڑھی۔ پھر ان کے خاوند مصعب بن عمیر کی شہادت کی ان کو خبر پہنچی تب یہ بے چین ہو گئیں اور رونا شروع کیا۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا عورت کو اپنے خاوند کا ایک خاص رنج ہوتا ہے۔ کیونکہ حمنہ کو دیکھا کہ بھائی اور ماموں کی خبر سے اس قدر بے چین نہیں ہوئیں جیسی کہ خاوند کی خبر سے بے چین ہوتیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی عبدالشمل وغیرہ انصار کے قبیلوں کے گھروں پر سے گزرے اور نوحہ و گریہ کی آواز آپ کے کان میں آئی تو آپ کی آنکھوں سے بھی آنسو رواں ہو گئے اور فرمایا حمزہؓ پر کوئی رونے والی نہیں ہے؟ یہ سن کر سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر جب بنی عبدالشمل کے گھروں میں پہنچے تو ان کی عورتوں کو حضرت حمزہؓ پر نوحہ کرنے کے لئے بھیجا۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان عورتوں کے رونے کی آواز سنی تو رسول اللہ نے فرمایا۔

”انصار پر خدا رحم کرے۔ یہ لوگ بڑے ہمدرد ہیں۔ ان عورتوں کو چاہیے کہ واپس چلی جائیں۔“

رسول اللہ کی محبت و عقیدت روایت ہے کہ مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس سے گزرے اور لوگوں نے اس عورت کو

اس کے بھائی اور باپ اور خاوند کے شہید ہونے کی خبر سنا لی۔ عورت نے کہا اور رسول اللہ کہاں ہیں؟ لوگوں نے اشارہ کر کے بتلایا کہ بخیر و عافیت وہ جا رہے ہیں۔ چنانچہ جب اس عورت نے آپ کو دیکھ لیا تو کہا کہ آپ کے بعد ہر ایک مصیبت چھوٹی ہے۔ یعنی سب سے زیادہ ہم کو رسول اللہ کی صحت و سلامتی مطلوب ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر جب رسول اللہ اپنے گھروالوں میں پہنچ گئے تو اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کو اپنی تلوار عنایت کی اور فرمایا اس پر سے خون دھو ڈالو۔ کیونکہ اس نے آج مجھ کو اپنا جوہر خوب دکھایا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تلوار کا نام ذوالفقار تھا۔ پھر جب حضرت علیؓ نے بھی اپنی تلوار حضرت فاطمہؓ کو دی اور کہا کہ اس کو بھی دھو ڈالو کہ اس نے آج اپنا جوہر خوب دکھایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم نے آج جنگ میں ثابت قدمی دکھائی ہے تو ابوجہانہ اور سہل بن حنیف بھی تمہارے ساتھ ثابت قدم رہے ہیں۔

ابن ہشام کہتے ہیں بعض اہل علم نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ احد کی جنگ کے روز کسی نے یہ نیرادی متی ۵

لَا سِلَافَ إِلَّا ذُو الْفِقَارِ وَلَا تَقَاتَا إِلَّا عَلِيٌّ

یعنی تلوار تو صرف ذوالفقار تلوار ہے اور کوئی جوان علیؓ جیسا نہیں

اور پھر رسول اکرمؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ مشرکین اب ہم کو ایسی مصیبت نہیں پہنچا سکتے۔ یہاں تک کہ خدا ہم کو فتح نصیب فرمائے گا۔



غزوہ اُحد (۶)

مشرکین کا تعاقب | ابن اسحاق کہتے ہیں اُحد کی جنگ ہفتہ کے روز ہوئی تھی۔ جب اتوار کا دن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اور یہ دسویں تا دسویں ماہ خوال کا ذکر ہے کہ سب لوگوں کو دشمن پر حملہ اور اُن کا تعاقب کرنے کے لئے جمع کیا جائے اور حکم دیا کہ جو لوگ کل کی جنگ میں ہمارے ساتھ شریک تھے وہی آج بھی حاضر ہوں۔ کوئی نیا شخص نہ آئے۔ جابر بن عبد اللہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کل کی جنگ میں میرے والد نے مجھ کو میری سات بہنوں کے پاس چھوڑ دیا تھا۔ اور یہ کہتا تھا کہ اسے فرزند! مجھ کو اور مجھ کو یہ نہ چاہیے کہ جہاد کو ترک کریں اور نہ میں مجھ کو رسول اللہ کے ساتھ جہاد کرنے سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں۔ مگر تو اپنی بہنوں کے پاس ٹھہر جا کہ اُن کے پاس کوئی مرد نہیں ہے۔ اس مجھ کو اجازت دیجئے۔ نبی کریم نے ان کو اجازت دے دی۔ اور یہ حضور کے ساتھ ہوئے اور اس مرتبہ آنحضرت اس واسطے نکلے تھے تاکہ دشمن یہ نہ سمجھے کہ ہم نے مسلمانوں کو شکست دیدی اور اب مسلمان ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

جذبہ جہاد | بنی عبد اللہ شہل میں سے ایک شخص کہتے ہیں کہ میں اور میرا ایک بھائی ہم دونوں اُحد کی جنگ میں زخمی ہو گئے تھے۔ جب ہم نے رسول اللہ کے منادی کی آواز سنی کہ لوگوں کو دشمن کی طرف جانے کے لئے بلا رہا ہے تو میں نے اپنے بھائی سے کہا یا اُس نے مجھ سے کہا کہ بڑے رافضیوں کی بات ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد میں ہمارا شریک نہ جائے گی اور ہم سخت زخمی ہیں اور کوئی سواہی بھی پاس نہیں ہے جس پر سوار ہو کر دشمن کا مقابلہ کریں۔ پھر اُس ہم دونوں ہمت کر کے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے اور میرا زخم میرے بھائی کے زخم سے ہلکا تھا جب اُس سے چلا نہ جاتا تو میں اُس کو سہارا دیتا تھا۔ یہاں تک کہ اسی طرح ہم اُس جگہ تک پہنچے جہاں تک سب مسلمان گئے تھے۔

تعاقب کی جنگی تدبیر | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کا یہ تعاقب مدینہ سے اٹھ سہ

مقام حمراء الاسد تک کیا تھا اور مدینہ میں ابن مکتوم کو چھوڑ گئے تھے اور پیر، منگل، بدھ و تین روز تک یہاں مقام کیا۔ پھر مدینہ واپس چلے آئے اور جس وقت آپ مقام حمراء الاسد ہی میں تھے معبد بن ابی معبد خزاعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا۔ اور یہ اُس وقت تک مشرک ہی تھا کہنے لگا اے محمد! تمہارے اصحاب کے شہید ہونے سے ہم کو رنج ہوا۔ اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ خدام کو بعافیت ان میں قائم رکھے۔

پھر یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہو کر ابوسفیان سے جا کر ملا۔ وہ اُس وقت مقام روعاء میں مقیم تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف واپس آنے کا ارادہ رکھتا تھا اور کہہ رہا تھا کہ ہم نے محمد کے بڑے بڑے اصحاب کو مار ڈالا۔ اب جو تھوڑے بہت باقی ہیں اُن کو بھی مار کر اس جھگڑے ہی کو پاک کریں کہ اتنے میں ابوسفیان نے معبد کو دیکھا۔ پوچھا اے معبد کیا خبر لائے؟ معبد نے کہا محمد اپنے اصحاب کو لے کر تمہاری تلاش میں نکلے ہیں اور اس قدر لشکر ہزار ساتھ ہے کہ ایسا میں نے نہیں دیکھا۔ اور بہت سے ایسے لوگ ہیں جو اُحد میں ساتھ دے تھے اور وہ اُحد کی غیر حاضری پر بہت پھپھتا رہے ہیں اور شرمندہ ہیں اور تم پر نہایت غضب ناک ہو رہے ہیں۔

ابوسفیان نے کہا اے معبد یہ تو کیا کہہ رہا ہے؟ معبد نے کہا میں سچ کہتا ہوں۔ اگر تجھ کو یقین نہیں ہے تو خود سوار ہو کر جا اور دیکھ لے۔ ابوسفیان نے کہا ہم تو خود سوار وہ کر رہے تھے کہ دعا ہے اُن پر حملہ کر کے بالکل اُن کا استیصال کر دیں گے۔ معبد نے کہا میں تو تجھ کو یہ دے نہیں دیتا کہ تو حملہ کرے۔

ابوسفیان کا پیغام | پھر ابوسفیان کے پاس سے بنی عبد القیس کے چند سوار گزرے انہوں نے اُن سے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ انہوں نے کہا ہم مدینہ جا رہے ہیں ابوسفیان نے کہا کس لئے؟ انہوں نے کہا کچھ غلہ خریدنا ہے؟ اس نے کہا تم میرا ایک پیغام بھی محمد تک پہنچا دو گے۔ اگر تم نے اس کو پہنچا دیا۔ تو میں اُس کے معاوضہ میں سوق عکاظ کے اندر تم کو کبھی اونٹ کشمش کے بھروں گا۔ اُن لوگوں نے کہا ہاں ہم پہنچا دیں گے۔ ابوسفیان نے کہا تم محمد کو یہ خبر دینا کہ ہم بہت سارے سامان متیا کر کے اُن کے استیصال کے واسطے آ رہے ہیں۔ عبد القیس کا یہ قافلہ حمراء الاسد میں حضور کے پاس آیا اور ابوسفیان کا پیغام بیان کیا۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنَعَدُ الْوَكِيلَ یعنی کافی ہے ہم کو اللہ جو اچھا کار ساز ہے۔

پھر حبيب ابوسفیان نے مدینہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تاکہ اپنے گمان میں اصحاب رسول خدا کا

استیصال کرے تو صفوان بن اُمیہ نے اس کو منہ کیا اور کہا ابھی لوگ ایک جنگ کر چکے ہیں ایسا نہ ہو کہ دوسری جنگ کا نتیجہ برعکس نکلے۔ اس لئے واپس چلنا بہتر ہے۔ چنانچہ یہ سب لوگ مکہ کو ہی واپس چلے گئے۔

راوی کہتا ہے جس وقت حمراء الاسد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوسفیان کے واپس مدینہ پر حملہ کرنے کی خبر پہنچی تو رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا میں نے ان کے لئے پتھروں پر نشانی کر دی ہے کہ جب یہ ان کے پاس سے گزریں گے مثل روزِ گذشتہ کے نیست و نابود ہو جائیں گے۔

معاویہ بن مغیرہ کا قتل ابو عبیدہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف واپس آنے سے پہلے معاویہ بن مغیرہ بن ابی العاص بن اُمیہ بن عبد شمس کو گرفتار کر رکھا تھا اور معاویہ عبد الملک بن مروان کا نانا یعنی مروان اس کی بیٹی عائشہ کا بیٹا تھا۔ رسول اللہ نے اس کو بدر میں قید کیا تھا اور پھر احسان فرما کر بغیر قیدیہ کے چھوڑ دیا تھا۔ اب پھر اس نے آپ سے چھوڑ دینے کے لئے عرض کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واللہ اب ایسا نہ ہو گا کہ مکہ کے لوگ تجھ کو دیکھ کر خوش ہوں اور تو کہتا پھرے کہ میں نے محمد کو دو مرتبہ فریب دیا اے نہ میرا اس کی گردن مار دو۔ نہ میرے خون اس کی گردن مار دو۔

ایک اور روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان ایک سوراخ سے دو دفعہ نہیں ڈسا جاتا یعنی ایک دفعہ دھوکہ کھا کر دوبارہ نہیں کھاتا۔ پھر عام سے فرمایا کہ اس کی گردن مار دو چنانچہ عام نے اُس کو قتل کیا۔

اور ایک روایت اس طرح ہے کہ زید بن حارثہ اور عمار بن یاسر نے معاویہ کو حمراء الاسد سے واپس ہو کر قتل کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ معاویہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی پناہ میں چلا گیا تھا اور عثمان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے واسطے پناہ مانگی تھی۔ آپ نے فرمایا یہ تین روز کے اندر یہاں سے چلا جائے۔ اگر تین روز کے بعد دیکھا گیا تو قتل کر دیا جائے گا۔ چنانچہ یہ تین روز میں نہیں گیا اور پھر گرفتار ہو کر قتل ہوا۔ اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو اس کا پتہ بتا کر بھیجا تھا کہ فلاں جگہ چھپا ہوا ہے۔ تم اُس کو قتل کرو۔ چنانچہ زید بن حارثہ اور عمار بن یاسر نے اس کو قتل کیا۔

عبداللہ بن ابی کی ذلت | جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو عبداللہ بن ابی بن ابی بن سلول نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ جمعہ کے روز جب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قطیفہ پڑھ چکے یہ کھڑے ہو کر بیان کرتا کہ اے لوگو! یہ رسول اللہ تمہارے اندر موجود ہیں تم کو خدا نے ان کے ساتھ بزرگی اور عزت عنایت کی ہے تم کو لازم ہے کہ ان کی امداد اور اعانت کرو۔ ہر جمعہ کو یہ اسی طرح کرتا تھا۔ اس دفعہ جو اس نے ایسا کیا اور کھڑا ہوا تو مسلمانوں نے چاروں طرف سے اس کے دامن پکڑ کر کہا۔ اے دشمن خدا بیٹھ جا۔ تو اس بات کا اہل نہیں ہے اور جیسے کام تو نے کئے ہیں وہ سب کو معلوم ہیں۔ پھر عبداللہ بن ابی ذیل ہو کر وہاں سے لوگوں کو الگ لگتا پھلا لگتا باہر نکلا اور یہ کہتا جاتا تھا کہ میں تو انہی کے کام کی نیچگی چاہتا تھا۔ میرا اور کیا مطلب تھا۔

انصار میں سے ایک شخص مسجد کے دروازہ پر اس کو ملے اور انہوں نے پوچھا کیا ہوا؟ کہنے لگا میں تو کھڑے ہو کر انہی کے کام کے نیچے ہونے کے لئے تقریر بیان کیا کرتا تھا۔ مگر انہی کے چند صحابیوں نے میری کپڑے کھینچ کر مجھ کو روک دیا۔ اُنہ انصاری نے کہا میرے ساتھ چل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تیرے لئے دعائے مغفرت کراؤں گا۔ اس نے کہا مجھ کو ان کی دعا کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔

مسلمانوں کی آزمائش | ابن اسحاق کہتے ہیں احد کی جنگ کا روز مسلمانوں کے لئے آزمائش اور بلا اور مصیبت کا دن تھا۔ اہل ایمان کو اس روز اللہ تعالیٰ

نے شہادت اور کرامت و عنایت کے ساتھ معزز و ممتاز اور سرفراز فرمایا۔ اور اہل نفاق کا نفاق ظاہر فرما کر ان کو ذلیل و رسوا کر دیا۔



غزوہ اُحد اور آیات قرآنی (۱)

سورہ آل عمران | ابن اسحاق کہتے ہیں۔ سورہ آل عمران میں ساٹھ آیتیں اشد تعالیٰ نے اُحد کی جنگ کے متعلق نازل فرمائیں ہیں جن میں اس واقعہ کا ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے :-

وَإِذْ غَدَاَتَا مِنْ أَهْلِ مَدْيَنَ تَتَّبِعُوا الْمُؤْمِنِينَ مَقَاتِلَ لِقَاتِهِ وَاللَّهُ
مُسْمِعٌ عَزِيزٌ - (۱۳۱: ۳)

وہ اور جب اسے رسول صبح کے وقت تم اپنے گھر سے نکلے مسلمانوں کے لئے لڑائی کی جگہیں مقرر اور درست کرتے تھے اور خدا سننے والا علم والا ہے :-

وَأَعْتَمَتْ ظِلُّنَا أَنْ تَفْشَلُوا وَاللَّهُ وَلِيُّنَا عَلَيْهِ وَاللَّهُ
فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝

یہی جب قصہ کیا تم میں سے دو گروہوں نے کہ بزدل ہو کہ تمہاری مدد چھوڑ دیں مریہ دونوں گروہ بنو سلمہ بن جشم بن غزوہ اور بنی حادشہ بن نبیت اوس میں سے تھے اور اشد ان دونوں کا کارساز تھا (کیونکہ ان کی بزدلی محض ضعف جسمانی سے تھی۔ ضعف ایبائی یا نفاق سے نہ تھی۔ تو اشد تعالیٰ نے وہ ضعف ان کا دور کر کے ان کو قوی دل بنادیا اور اپنے رسول کے ساتھ یہ جنگ میں شریک ہوئے) اور لازم ہے کہ اشد تعالیٰ ہی پر کمزور اور ضعیف مومن بھروسہ کر کے اُس سے مدد کے خواستگار ہوں (تاکہ اشد ان کے ضعف کو دور کر کے ان کو قوی بنادے)۔

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُشْكُرُونَ ۝

اور بیشک خدا نے بدر میں تمہاری مدد فرمائی حالانکہ اُس وقت تم تعداد اور قوت میں کمزور تھے اور ضعیف تھے۔ اس لئے تم اشد تعالیٰ سے ڈرتے رہو تاکہ تم شکر گزار بنو یعنی تقویٰ کرنا ہی شکر نعمت ادا کرنا ہے۔

رحمت کی جائے۔

وَسَامِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكَمْ وَجَنَّةٍ مَّا كَانَتُ أَجَلَتْ
لِلْمُتَّقِينَ ۚ الَّذِينَ يَنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ
عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۚ وَلِلَّهِ إِنِ اتَّعَلَّوْا قَاهِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ
ذُكُورًا ۖ فَاسْتَغْفِرُوا ۚ وَإِلَهُ تَوْبَتِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرِ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ ۗ وَلَدُّعِيرًا ۚ وَعَلَىٰ
مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۚ أُولَٰئِكَ جَزَاءُ مِمَّا سَفَعُوا مَغْفِرَةً مِّن رَّبِّهِمْ وَجَنَّتْ تَجْرِي
مِنْ تَحْتِهَا ۚ أُولَٰئِكَ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ۚ

اور اے مسلمانو! اپنے پروردگار کی مغفرت اور اُس جنت کی طرف دوڑو جس کا عرض آسمان اور
زمین کے عرض کے برابر ہے تیار کی گئی ہے متقیوں کے لئے جو تو نگری اور مفلسی دونوں حالتوں میں اللہ
کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ پی جاتے ہیں اور لوگوں کی خطائیں معاف کر دیتے ہیں اور خدا احسان
کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور وہ لوگ جو کوئی سخت بُرائی یا اپنے حق میں ظلم کرتے ہیں رتو
اُس کے بعد پھٹکا کر خدا کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی مغفرت مانگتے ہیں اور سوا اللہ تعالیٰ کے
گناہوں کا بخشنے والا کون ہے۔ جو گناہ کرتے ہیں اُس پر اُمرا نہیں کرتے اور وہ جانتے ہیں۔ اُن کا
بدلہ یہ ہے کہ اُن کے لئے اُن کے رب کی مغفرت ہے اور باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں یہ لوگ ہمیشہ
اُن میں رہیں گے اور اچھا بدلہ ہے کام کرنے والوں کا۔

پھر مسلمانوں کی اس بلا و مصیبت کو ذکر فرماتا ہے جس میں یہ مبتلا ہوئے اور ان کی تسکین اور تعریف
کے لئے ارشاد کرتا ہے۔

فَعَلَّتْ مِن قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَيَسْئَرُوا فِي الْأَرْضِ فَإِن ظَنَرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الْمُكْذِبِينَ ۚ هَٰذَا بَيِّنَاتٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَنُورٌ ۖ لِّلْمُتَّقِينَ ۚ وَلَٰكِن يَّهْتَوُوا
وَلَا تَحْزَنُوا ۚ وَأَنْتُمْ الْآخِلُونَ ۚ إِنَّ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ ۚ

اے مسلمانو! تم سے پہلے بھی بہت سے واقعات ہوئے ہیں۔ تو زمین پر چلو پھرو اور دیکھو
کہ احکام الہی کو جو مبتلانے والوں کا انجام کیسا ہوا؟ یہ بیان ہے لوگوں کے لئے اور ہدایت اور
نصیحت ہے پرہیزگاروں کے لئے اور تم ہمت نہ ہارو اور محکمین نہ ہو اور تم ہی غالب ہو گے
اگر تم مومن ہو۔

إِنَّ يَوْمَكُمْ قَرَحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرَحٌ مِّثْلُهُ ۚ وَبَلَكَ الْيَوْمَ نَدَاؤُهَا

بَيْنَ النَّاسِ وَلْيَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَاءَ ۚ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ
وَلْيَمْلِكِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ الْكَافِرِينَ ۚ

اگر تم کو اس جنگ میں زخم پہنچا تو اس سے پہلے دوسری قوم کو بھی بدر میں اسی کے برابر زخم پہنچا چکا ہے۔ ان دنوں کو ہم لوگوں کے درمیان گردش دیتے ہیں رکھی فتح ہے کبھی شکست ہے (اور یہ اتفاقی شکست تم کو اس واسطے ہوئی) تاکہ خدا مومنوں کو جان لے اور تم میں سے گواہ بنائے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا ہے اور تاکہ پاک کرے اللہ مومنوں کو اور کفار کو مٹا دے۔
أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُدْخِلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ
الْمُقَاتِلِينَ ۚ

کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ حالانکہ نہ ابھی خدا نے ان لوگوں کو جانا جو تم میں سے جہاد کرتے ہیں اور نہ ان کو جانا جو جنگ میں صبر کرنے والے ہیں۔
وَلَقَدْ كُنتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَأَيْتُمُوهُ وَأَنتُمْ
تَنْظُرُونَ ۚ

اور بے شک تم تو موت کے آنے سے پہلے خدا کی راہ میں ترنہ کرتے تھے۔ بس اب تم نے اُس کو اپنی آنکھ سے دیکھ لیا۔

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ ۖ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ أَفَأَنْتُمْ تَمَاتُوا وَتُكْتَلُ
أَنْفُسُكُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ وَهُمْ يَنْتَقِلُونَ ۚ عَلَى عَقِبَيْهِمْ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهُ شَيْئًا وَسَيَجْزِي
اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ۚ

اور محمد فقط رسول ہیں اُن سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں۔ کیا اگر یہ مر گئے یا قتل ہو گئے تو تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے؟ اور جو اپنی ایڑیوں کے بل پھرے گا تو ہرگز وہ خدا کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا اور عنقریب اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو اچھا بدلہ دے گا یعنی یہ بات ظاہر ہے کہ رسول ایک نہ ایک روز امتعال فرمائیں گے اس لئے تم کو اُن کے بعد بھی ایسا ہی دین پر ثابت رہنا چاہیے جیسے کہ اُن کے سامنے ثابت ہو۔

وَمَا كَانَ لِلنَّفْسِ أَنْ تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ كَيْتَابًا مُوَجَّهًا ۚ وَمَنْ يُؤْمَرْ بِالْعَمَلِ فَلْيُكْمِلْ
تِلْكَ مِنْهَا وَمَنْ يُؤْمَرْ بِالْعَمَلِ فَلْيُكْمِلْ تِلْكَ مِنْهَا وَمَنْ يُؤْمَرْ بِالْعَمَلِ فَلْيُكْمِلْ تِلْكَ مِنْهَا
اور کسی ذی نفس کے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ بغیر حکم الہی کے مر جائے۔ ہر ایک کی موت کا وقت مقرر

ہے۔ ایسے ہی رسول کی موت بھی وقت مقرر پر موقوف ہے اور جو دنیا کے بدلہ کا ارادہ کرتا ہے ہم اُس کو اُس سے دیتے ہیں اور جو آخرت کے بدلہ کا ارادہ کرتا ہے ہم اُس کو اُس سے دیتے ہیں اور عنقریب شکر گزاروں کو ہم اچھا بدلہ دیں گے۔

وَكَايْنِ بْنِ رَبِّي قَاتِلَ مَعَهُ مَا يَتَوَقَّعُ كَثِيرٌ ۖ فَمَا وَحَدُوا لَنَا أَهَابَهُمْ فِي سَبِيلِ
اللَّهِ وَمَا ضَعُفُوا وَمَا اسْتَكَانُوا ۚ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْقَارِئِينَ ۚ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ إِلَّا أَنْ
خَالُوا آبَاءَنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا ۖ لَقَدْ آمَنَّا وَالنَّصْرَ مَا
عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۖ قَاتَاهُمُ اللَّهُ ثُمَّ تَوَابَ إِلَيْنَا وَحَسِبَ قَوْلُكَ الْخَيْرَ ۖ
وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝ (۱۲۸: ۳)

اور بہت سے پیغمبر ایسے گزرے ہیں جن کے ساتھ بہت سے خدا والوں نے جہاد کیا ہے اور راہِ خدا میں جو مصیبت اُن کو پہنچی اُس سے کمزور اور ضعیف اور ماندہ نہیں ہوئے اور اللہ صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے (اور جو جہاد کے وقت) وہ یہی دعا کرتے تھے کہ اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہوں کو بخش اور جو ہم سے ہمارے کام میں زیادتی ہو گئی ہیں اُن سے درگزر فرما اور ہم کو ثابت قدم رکھ اور کفار پر ہماری مدد فرما۔ تو خدا نے اُن کو دنیا میں بھی بدلہ دیا اور آخرت میں بھی اچھا بدلہ دیا اور خدا احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَطِيعُوا الَّذِينَ كَفَرُوا يَزِدُّوكُمْ عَلَى أَهْقَابِكُمْ فَانْقَلِبُوا
عَاسِرِينَ ۚ بَلِ اللَّهُ مَوْلَاكُمْ ۖ هُوَ خَيْرُ الْمَوْلِئِينَ ۚ

اے ایمان والو! اگر تم کفار کی اطاعت کرو گے تو وہ تم کو گھر کی طرف لوٹا دیں گے۔ پھر تم نقصان والے ہو جاؤ گے بلکہ خدا تمہارا مولا ہے اور وہ بہتر مددگار ہے (اُسی کی اطاعت کرو)۔ سَنَجِيْ فِي قُلُوْبِ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ وَالتَّوْحَتِ يَعْنِي عَنَقْرِيْبِ ۚ مِلِّ كَفَارِ كَے دلوں میں تمہارا رعب ڈال دوں گا کیونکہ وہ مشرک ہیں، تو تم یہ نہ سمجھو کہ انجام اُن کے واسطے ہو گا نہیں بلکہ انجام تمہارے ہی واسطے ہو گا اور تم اُن پر غالب ہو گے۔ کیونکہ تم نے اسلام قبول کیا ہے اور میری اطاعت کرتے ہو۔ اور یہ جو تم کو مصیبت پہنچی تو تمہارے بعض گناہوں کے سبب سے پہنچی ہے کہ تم نے میرے نبیؐ کے خلاف کیا تھا۔

وَلَقَدْ صَدَقَ اللَّهُ وَعْدَهُ ۚ إِذْ تَحْسَبُوهُمْ بِأَذْنِهِ ۚ حَتَّىٰ إِذَا أَفْلَحْتُمْ ۚ وَتَنَازَعْتُمْ
فِي الْأُمُورِ عَصَيْتُمْ ۚ مِنْ بَعْدِ مَا آمَرَكُمْ مَا تَحِبُّونَ ۚ مِنْكُمْ مَنْ يُؤْمِدُ الدُّنْيَا ۚ

يُنَكِّرُ شَيْئًا يُرِيدُ الْاٰخِرَةَ لَعَلَّ مَرَكَمَهُ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ
وَاللّٰهُ ذُو فَضْلٍ عَلٰی الْعٰلَمِيْنَ ط

اور بے شک اللہ نے جو تم سے وعدہ کیا تھا اس کو سچا کر دیا جبکہ تم کفار کو اس کے حکم سے قتل کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ جب تم مالِ غنیمت کو دیکھ کر رڑائی سے بزدل ہو گئے اور کام میں جھگڑا ڈال دیا اور اپنے سردار عبداللہ بن جیسر کی تم نے مورچے میں جیسے رہتے میں، نافرمانی کی بعد اس کے کہ دکھایا اللہ نے تم کو وہ جو تم چاہتے تھے۔ بعض تم میں سے دنیا کا ارادہ رکھتے تھے اور بعض آخرت کا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تم کو دشمنوں کی طرف سے پھیر دیا تاکہ تم کو آزما دے اور بے شک خدا نے تمہیں معاف کر دیا۔ اور خدا مومنوں پر بڑے فضل والا ہے۔

اِذْ تَصْعَدُ وُقُوًّا وَكَتَلُوْنَ عَلٰی اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِیْ اٰخِرِ الْكَلَمِ فِیْ
قَاتَا بَكْرًا خَمَاتًا يَّبْعِدُ لِكَيْلِكَ تَخَرُّوْا عَلٰی مَا نَاكَرَكُمْ وَلَا مَا اَصَابَكُمْ وَاللّٰهُ
نَحِيْبٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ط

جب تم بھاگے چلے جا رہے تھے اور پیچھے مڑ کر کسی کو نہ دیکھتے تھے اور رسول تمہارے پیچھے سے تم کو پکارتے تھے اس لئے تم کو رنج کے بعد رنج پہنچا۔ تاکہ تم غلگین نہ ہو اس چیز پر جو تم سے فوت ہو جائے اور نہ اس مصیبت پر جو تم کو پہنچے اور اللہ تعالیٰ خبردار ہے ان کاموں سے جو تم کرتے ہو۔



سفر کرتے ہیں یا جہاد کرنے جاتے ہیں کہ اگر یہ ہمارے پاس ہوتے تو نہ مرتے نہ قتل ہوتے۔ اللہ نے ان کے ایسے خیالات اسی واسطے کئے ہیں تاکہ ان کے دلوں میں یہی حسرت رہے اور اللہ تعالیٰ ہی زندہ کرتا اور مارتا ہے اور خدا تمہارے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے۔

وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَحْمَةٌ مِّمَّا
يَجْمَعُونَ ۚ وَلَئِنْ مُتُّمْ أَوْ قُتِلْتُمْ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۚ

اور اگر تم راہِ خدا میں قتل کئے جاؤ یا مر جاؤ تو خدا کی بخشش اور رحمت اُس مال سے بہتر ہے جو لوگ جمع کر لیتے ہیں اور اگر تم مر جاؤ یا قتل ہو جاؤ تو ضرور خدا کے حضور جمع کئے جاؤ گے۔

فَمَا نَحْمَدُكَ اللَّهُ لَئِنْ لَمْ تَكُنْ لَكَ غَلِيظُ الْقَلْبِ وَكَانَ قُلُوبُ النَّاسِ
حَوَاطِلَ يُفَاقَمُ عَنْهُمُ وَاسْتَغْفِرُ لَهُمْ وَشَاوِرُكُمْ فِي الْأُمُورِ فَإِنَّهُمْ لَمُتَّ
فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ۚ

رحمتِ الٰہی سے تم ان کو نرم دل سے ہو اور اگر تم سخت گو غصہ والے ہوتے تو ضرور یہ لوگ (اُحد کی جنگ میں) تمہارے ارد گرد سے منتشر ہو جاتے۔ پس تم ان سے درگزر کرو اور ان کے واسطے دعائے مغفرت کرو۔ اور (اگر جنگ میں ان سے مشورہ لو اور جب پورا قہر کرو تو اللہ ہی پر بھروسہ کرو۔ بیشک خدا بھروسہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

إِن يَنْصُرْكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَإِن يَخْذَكُمُ فَكُنْ ذَالِكُمْ فَكُنْ ۚ
بَعْدُ ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۚ

اگر خدا تمہاری مدد کرے۔ پس کوئی تم پر غالب ہونے والا نہیں اور اگر اللہ تعالیٰ تمہاری یاری ترک کرے۔ پس کون ہے جو اُس کے بعد تمہاری مدد کر سکے۔ اور لازم ہے کہ مومن صرف اللہ ہی پر بھروسہ کریں۔

مَا كَانَ لِشَيْءٍ أَنْ يَغْلِبَ وَمَنْ يَغْلِبْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ لَمَّا تَوَلَّوْا
كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۚ

نبی کو یہ لائق نہیں ہے کہ خیانت کرے اور جو خیانت کرے گا اپنے مالِ خیانت کو لیکر قیامت کے روز حاضر ہوگا۔ پھر ہر نفس کو جو کچھ اُس نے کمایا ہے اُس کا بدلہ دیا جائے گا۔ اور کسی پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

أَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَآمِنْنَ بِوَعْدِ اللَّهِ وَمَا عَلَّمَهُنَّ اللَّهُ مِنَ الْغَيْبِ

مُذَرَّجَاتٍ عِنْدَ اللَّهِ ۖ وَاللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ ۖ

کیا جس نے رضا مندئی خدا کی پیروی کی وہ اُس شخص جیسا ہے جو اللہ تعالیٰ کے عقد میں آگیا اور اُس کا ٹھکانا جہنم ہے سب کے خدا کے ہاں الگ الگ درجے ہیں اور اللہ تعالیٰ اُن کے سب کاموں کو دیکھتا ہے ۔

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَإِنْ كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۖ

مومنوں پر خدا نے بڑا ہی فضل کیا کہ اُن میں اُن ہی میں کا ایک رسول بھیجا جو اُن کو خدا کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور کتاب اور حکمت اُن کو تعلیم کرتا ہے تاکہ وہ نیک باتوں پر عمل کریں اور بُرائیوں سے محفوظ رہیں ورنہ پیغمبر کے آنے سے پہلے تو یہ لوگ گمراہی میں تھے ۔

أَوَلَمْ آتَاكُمْ بُرْهَانًا مِّنْ عِندِ اللَّهِ أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۖ

کیا جب تم پر اُحد کی جنگ میں شکست کی مصیبت پہنچی حالانکہ بدر کی جنگ میں اس سے دگنی مصیبت تم مشرکوں کو پہنچا چکے تھے تم نے کہا یہ مصیبت کہاں سے آئی؟ کہدو یہ تمہارے ہی پاس سے ہے ۔ بے شک خدا ہر چیز پر قادر ہے ۔

وَمَا آتَاكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ لَا تَقُوا ۚ قَالُوا لَوْ كُنَّا نَعْلَمُ قِتَالًا لَّاتَّبَعْنَاكُمْ هُمْ لِلْكَفَرِ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ ۚ وَاللَّهُ أَهْلُكُمْ بِمَا يَكْتُمُونَ ۖ

اور جو مصیبت تم کو اُحد کی جنگ میں دونوں لشکروں کے لڑنے کے وقت پہنچی ۔ وہ خدا کے حکم سے تھی تاکہ خدا تم میں سے مومنوں اور منافقوں کو جان لے جن سے کہا گیا کہ اُد خدا کی راہ میں جہاد کرو یا دشمن کو دفع کرو ۔ انہوں نے کہا اگر ہم لڑائی جانتے تو ضرور تمہارے ساتھ ہو لیتے ۔ یہ لوگ اُس روز کفر سے بہ نسبت ایمان کے زیادہ قریب تھے اور اللہ اُن کی پوشیدہ باتوں کو خوب جانتا ہے ۔

الَّذِينَ قَالُوا لَوْ كُنَّا نَعْلَمُ لَوَّاهُمْ قُلُوبُنَا لَنَكُونَنَّ أَكْثَرًا فَزَعُوا عَنِ الْأَفْسِ كُفِّ

الْمَوْتِ اِنَّ كَلْبَتَهُ صَادِقَتَيْنِ ۝

جن لوگوں نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ اگر یہ ہمارا کہا مانتے تو قتل نہ کئے جاتے۔ اسے رسول ان منافقوں سے کہہ دو کہ اگر تم سچے ہو تو اپنے آپ سے موت کو روک دو۔

پھر اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دینے کے لئے فرماتا ہے۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قَتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ اَمْوًا تَابِلًا اَحْيَاءٌ هُنَا مَتَّعْنَاهُمْ يَوْمًا ثُمَّ قُوْنَ فَرِحْتُمْ بِمَا اَتَاكُمْ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا يَخَوْفُ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

جو لوگ راو خدا میں قتل ہوئے ہیں اُن کو تم مردہ نہ سمجھو۔ بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، کھاتے پیتے خوش ہیں اُس نعمت کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ نے اُن کو اپنے فضل سے دی ہے اور اُن لوگوں کی خوش خبری پاتے ہیں جو ابھی اُن سے نہیں ملے ہیں یہ کہ نہ اُن پر خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے جس قدر بھائی اُحد کی جنگ میں شہید ہوئے ہیں اُن کی رُو میں اللہ تعالیٰ نے سبز پرندوں کی صورت میں کر دی ہیں اور وہ جنت کی نروں میں سے پانی پیتے اور جنت کے پھلوں کو کھاتے ہیں اور عرش کے میچے قندیلوں میں آرام کرتے ہیں اور پھر جب اپنی خوش عیشی اور کھانے پینے کو دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کاش ہمارے بھائی مسلمان ہمارے اس عیش سے واقف ہوتے تو جہاد کی طرف رغبت کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن سے فرمایا کہ میں تمہارے حال سے ان کو مطلع کرتا ہوں۔ اور پھر اللہ کریم نے یہ آیت اپنے رسول پر نازل فرمائی۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قَتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ اَمْوًا تَابِلًا ۝

ابن عباسؓ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہید لوگ جنت کے دروازے پر ایک نہر کے پاس سبز گنبد میں رہتے ہیں اور روزانہ صبح و شام جنت سے اُن کو لذت ملتا ہے۔

ابن مسعودؓ سے کسی نے ان آیات کی نسبت سوال کیا وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قَتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ اَمْوًا تَابِلًا ۝ ابْنِ مَسْعُودٍ نے کہا ہم نے بھی اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا فرمایا تمہارے بھائی جو اُحد میں شہید ہوئے ان کو اللہ تعالیٰ نے سبز پرندوں کی صورت میں کر دیا ہے۔

جنت کے میوے کھاتے ہیں اور نہروں کا پانی پیتے ہیں۔ اور عرش کے نیچے سونے کی قندیلوں میں بہتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اُن سے دریافت کیا کہ اے میرے بندو! اور کسی چیز کی تم کو ضرورت ہے۔ انہوں نے عرض کیا۔ اے پروردگار اور کس چیز کی ہم کو ضرورت ہوگی۔ اور اس سے بڑھ کر اور کیا نعمت ہو سکتی ہے کہ ہم جنت میں جہاں چاہتے ہیں پھل اور میوے کھاتے پیتے ہیں۔ پھر دوبارہ اللہ تعالیٰ نے اُن سے یہی سوال کیا اور انہوں نے یہی جواب دیا۔ پھر تیسری مرتبہ اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا۔ اور انہوں نے یہی جواب دیا اور عرض کیا کہ خداوند! ہم یہ چاہتے ہیں کہ تو ہماری روحوں کو ہمارے جسموں میں واپس کر دے۔ اور ہم دنیا میں جا کر تیری راہ میں جہاد کریں اور پھر شہید ہوں۔

جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں مجھ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے جابر میں تجھ کو ایک خوشخبری سناؤں۔ میں نے عرض کیا ہاں یا نبی اللہ سنائیے۔ فرمایا۔ تمہارے باپ جو احد میں شہید ہوئے تھے غوا نے اُن کو زندہ کئی عافواٹی ہے اور فرمایا اے عبد اللہ بن عمرو تو کیا چاہتا ہے کہ میں تیرے ساتھ کروں عرض کیا اے پروردگار میں یہ چاہتا ہوں کہ تو مجھ کو پھر زندہ کرے اور میں تیری راہ میں جہاد کر کے شہید ہوں۔

حسن بصری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جو مومن دنیا سے جدا ہوتا ہے پھر وہ دنیا میں واپس آتا نہیں چاہتا اگرچہ تمام دنیا کی نعمتیں اس کو ملیں مگر شہید یہ چاہتا ہے کہ دنیا میں دوبارہ آکر جہاد کرے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ فَاَلْتَمَسُوْا مَّاۤ اٰخَرًا ۚ وَ لَ الَّذِيْنَ اٰخَسَوْا
بِهَا ۚ وَ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا اَلَكُوْفَ
فَاُخْسَوْا لَهُمْ فَرَاۤدَۃً هُمْ اِيْمَانًا ۚ وَ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ ۙ

جن لوگوں نے خدا و رسول کا حکم مانا اس کے بعد کہ انہیں (جہاد میں) از غم لگ چکے تھے اُن میں سے نیک اور متقی لوگوں کے لئے اجر عظیم ہے۔ جن لوگوں سے کہہ آکر چند لوگوں نے کہا کہ تمہارے اہل بیت بہت لوگ اکٹھے ہوئے ہیں۔ پس تم اُن سے خوف کرو ان لوگوں کا اس بات کو سن کر ایمان زیادہ ہوا اور انہوں نے کہا کافی ہے ہم کو اللہ اور اچھا کارساز ہے۔

فَاَنْقَلَبُوْا بِنِعْمَةِ رَبِّهِمْ ۚ وَ لَمَّا يَمَسُّوْهُمُ سُوْءٌ وَّ اَتَّبَعُوْا مِرْضُوْا
اَللّٰهُ وَ اَللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ۙ

پس واپس ہوئے مسلمان خدا کی نعمت کے ساتھ اور کوئی بُرائی اُن کو نہ پہنچی اور خدا کی رضا مندی کی انہوں نے پیروی کی۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَآءَهُ ۚ فَلَا تَخَافُوهُم وَخَافُوا إِن كُنتُمْ
مُؤْمِنِينَ وَلَا يَحْزَنُ لَكُمُ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لَنُفْسُونَ ۚ وَاللَّهُ نَفِيسٌ
يُرِيدُ اللَّهُ أَن يُخَيِّلَ لَهُمُ خَطَأًا فِي الْآخِرَةِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝

بے شک یہ غیر شیطانی تھی وہ دوستوں سے تمہیں ڈراتا ہے۔ پس تم اُن سے نہ ڈرو اور مجھ سے
ڈرو اگر تم مومن ہو اور اے رسول تم اُن لوگوں پر غم نہ کھاؤ جو کفر کی طرف دوڑتے ہیں۔ بیشک یہ لوگ اللہ
کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ خدا چاہتا ہے کہ آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہ رکھے اور اُن کے لئے بڑا
بھاری عذاب ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ اسْتَرَوْا الْكُفْرَ بِآيَاتِنَا لَنُفْسِنَهُ ۚ وَاللَّهُ شَهِيدٌ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝
بے شک جن لوگوں نے ایمان کے بدلے کفر کو چھپایا وہ خدا کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اور اُن کے لئے
دردناک عذاب ہے۔

وَلَا تَحْزَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ إِنَّمَا تُحِيطُ لَهُمْ خَيْرٌ لِّأَنفُسِهِمْ ۚ إِنَّمَا تُحِيطُ لَهُمْ
لِيُزَادُوا ۚ إِنَّمَا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝
اور تم یہ نہ خیال کرو کہ کفار کو جو ہم ڈھیل دیتے ہیں یہ اُن کے نفس کے لئے بہتر ہے۔ ہم ان کو اس
ڈھیل دیتے ہیں تاکہ یہ زیادہ گناہ کریں اور ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔

مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ
وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِيٰ مِنْ شَرْطِهِ مَن يَشَاءُ ۚ فَأَمِنُوا
بِاللَّهِ وَشَرِّهِ ۚ وَإِنْ تَوَلَّوْا ۚ فَتَنَقَّوْا فَلَكَمْ أَجْرٌ عَظِيمٌ ۝ (۱۶۹: ۳)

خدا مومنوں کو اس حالت میں چھوڑنے والا نہیں ہے جس پر اسے منافقو تم ہو یہاں تک کہ وہ ناپاک
کو پاک سے متمیز کر دے گا اور خدا تم کو غیب پر مطلع کرنے والا نہیں ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے
رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے برگزیدہ کرتا ہے۔ پس تم خدا اور رسول پر ایمان لاؤ اور اگر تم ایمان
لاؤ گے اور تقویٰ اختیار کرو گے تو تمہارے لئے اجر عظیم ہے۔



شہدائے اسلام اور مقتولین قریش

شہدائے اسلام مہاجرین | ۱۔ قبیلہ قریش کی شاخ بنی ہاشم میں سے حضرت حمزہ بن عبد المطلب بن ہاشم شہید ہوئے۔ وحشی جہیر بن مطعم کے غلام نے آپ کو قتل کیا تھا۔

۲۔ اور بنی امیہ بن عبد شمس میں سے عبد اللہ بن جحش ان کے حلیف جو بنی اسد بن خزیمہ میں سے تھے۔

۳۔ اور بنی عبدالدار بن قیس سے معصب بن عمیر شہید ہوئے۔ ان کو ابن قمرہ لیشی نے قتل کیا تھا۔
۴۔ اور بنی مخزوم بن یقظہ میں سے شماس بن عثمان شہید ہوئے۔ یہ چارہ شخص مہاجرین میں سے تھے۔

انصار شہداء | ۱۔ بنی عبدالاشہل میں سے :-
۵۔ عمرو بن معاذ بن نعان۔

۶۔ اور مرث بن انس بن رافع۔

۷۔ اور عمارہ بن زیاد بن سکن۔

۸۔ اور سلمہ بن ثابت بن وقش۔

۹۔ اور عمرو بن ثابت بن وقش۔

۱۰۔ ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے عاصم بن عمرو بن قتادہ نے بیان کیا ہے کہ عبد اللہ اور عمرو کے والد ثابت بھی اس جنگ میں شہید ہوئے تھے۔

۱۱۔ اور رفاعہ بن وقش۔

۱۲۔ اور ابو حذیفہ بن یمان کے باپ حسیل بن جابر۔ ان کو یمان کہتے تھے یہ بھی شہید ہوئے۔
ان کو مسلمانوں نے دھوکہ میں قتل کر دیا تھا اور ابو حذیفہ نے ان کا خون بہا مسلمانوں

کو معاف کر دیا تھا ۔

۱۳۔ اور صفی بن قیس

۱۴۔ اور جباب بن قیس

۱۵۔ اور عباد بن سہل

۱۶۔ اور حرث بن اوس بن معاویہ۔ یہ سب بارہ شخص تھے ۔

اور اہل راجح میں سے یہ لوگ شہید ہوئے ۔

۱۷۔ ایاس بن اوس بن عتیک بن عمرو بن عبداللہ بن زعمرا بن جشم بن عبداللہ شہل

۱۸۔ اور عبید بن تیمان

۱۹۔ اور حبیب بن یزید بن تیم ۔ یہ تین شخص شہید ہوئے ۔

۲۰۔ اور بنی ظفر میں سے یزید بن حاطب بن اُمیہ بن رافع ایک شخص شہید ہوئے ۔

اور بنی عمرو بن عوف کی شاخ بنی ضبیعہ بن زید سے ۔

۲۱۔ ابو سفیان بن حرث بن قیس بن زید ۔

۲۲۔ اور حنظلہ بن ابی عامر بن صفی بن نعمان بن مالک بن امیہ ۔ ان کو شداد بن شعوہ لہثی نے

شہید کیا تھا اور سی غیل ملائکہ ہیں ۔ یہ دو شخص تھے ۔

۲۳۔ اور بنی عبید بن زید میں سے اُنیس بن قتادہ ایک شخص شہید ہوئے ۔

۲۴۔ اور بنی ثعلبہ بن عمرو بن عوف میں سے ابو حنیہ جو سعد بن خثیمہ کے ماں شریک بھائی تھے ۔

ابن ہشام کہتے ہیں ابو حنیہ بن عمرو بن ثابت ہیں ۔

۲۵۔ اور عبداللہ بن جبیر بن نعمان جو تیر اندازوں کے سردار تھے یہ دو شخص شہید ہوئے ۔

۲۶۔ اور بنی سلم بن امرئ القیس بن مالک بن اوس میں سے خثیمہ بن عیشہ ابو سعد ایک شخص

شہید ہوئے ۔

۲۷۔ اور ان کے حلفاء میں سے جو بنی جملان میں سے تھے عبداللہ بن سلمہ ایک شخص شہید ہوئے ۔

۲۸۔ اور بنی معاویہ بن مالک میں سے سیح بن حاطب بن حرث بن قیس بن ہبشہ ایک شخص تھے ۔

اور بنی بخار کی شاخ بنی سواد بن مالک بن غنم سے :

۲۹۔ عمرو بن قیس

۳۰۔ اور ان کے بیٹے قیس بن عمرو ۔

- ۳۱۔ اور ثابت بن عمرو بن زید
- ۳۲۔ اور عامر بن مخلد۔ چار شخص
- اور بنی ہندول میں سے :-
- ۳۳۔ ابو ہریرہ بن حرث بن علقمہ بن عمرو بن ثقف بن مالک بن ہندول۔
- ۳۴۔ اور عمرو بن مطرب بن علقمہ بن عمرو یہ دو شخص شہید ہوئے۔
- ۳۵۔ اور بنی عمرو بن مالک میں سے اوس بن ثابت بن منذر ایک شخص شہید ہوئے۔ اوس حضرت حسان بن ثابت کے بھائی ہیں۔
- اور بنی عدی بن بخار میں سے :-
- ۳۶۔ انس بن نصر بن مغمم بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن بخار ایک شخص شہید ہوئے۔ یہ انس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم انس بن مالک کے چچا تھے۔
- اور بنی مازن بن بخار میں سے :-
- ۳۷۔ قیس بن مخلد اور
- ۳۸۔ کیسان، قیس بن مخلد کا غلام۔ یہ دو شخص تھے۔
- اور بنی دینار بن بخار میں سے :-
- ۳۹۔ سلیم بن حرث اور
- ۴۰۔ نعمان بن عبد عمرو۔ یہ دو شخص تھے۔
- اور بنی حرث بن خزرج میں سے :-
- ۴۱۔ خارجہ بن زید بن ابی زہیر
- ۴۲۔ اور سعد بن ربیع بن عمرو بن ابی زہیر۔ یہ دونوں ایک قبر میں دفن ہوئے۔
- ۴۳۔ اور اوس بن ارقم بن زید بن قیس بن نعمان بن مالک بن ثعلبہ بن کعب یہ تین شخص شہید ہوئے۔
- اور بنی ابجر میں سے جن کو بنی خدرہ کہتے ہیں۔
- ۴۴۔ مالک بن سنان بن عبید بن ثعلبہ بن عبد بن الالبجر یہ ابوسعید خدری کے والد تھے اور ابوسعید خدری کا نام سنان تھا اور بعض کہتے ہیں سعد تھا۔
- ۴۵۔ اور سعید بن سوید بن قیس بن عامر بن عباد بن الالبجر۔

۴۶۔ اور عقبہ بن ربیع بن رافع بن معاویہ بن عبید بن ثعلبہ بن عبد بن ابجر۔ یہ تین شخص شہید ہوئے۔
اور بنی ساعدہ بن کعب بن خزرج میں سے :-

۴۷۔ ثعلبہ بن سعد بن مالک بن خالد بن ثعلبہ بن حارثہ بن عمرو بن خزرج بن ساعدہ۔
۴۸۔ اور ثقیف بن فردہ بن عدی۔ یہ دو شخص شہید ہوئے۔

اور بنی طریف میں سے :-

۴۹۔ عبد اللہ بن عمرو بن وہب بن ثعلبہ بن دقش بن ثعلبہ بن طریف۔

۵۰۔ اور بنی حمیرہ میں سے ان کے حلیف حمیرہ۔ یہ دو شخص شہید ہوئے۔

اور عوف بن خزرج کی شاخ بنی سالم میں سے اور پھر ان کی شاخ بنی مالک بن عجلان بن زید
بن غنم بن سالم میں سے :-

۵۱۔ نوفل بن عبد اللہ۔

۵۲۔ اور عباس بن عبادہ بن نضلہ بن مالک بن عجلان۔

۵۳۔ اور نعمان بن مالک بن ثعلبہ بن فہر بن غنم بن سالم۔

۵۴۔ اور مجذہ بن زیاد ان کے حلیف قبیلہ ملی سے۔

۵۵۔ اور عبادہ بن حسحاس یہ پانچ شخص شہید ہوئے اور نعمان بن مالک اور مجذہ اور عبادہ ایک
قبر میں مدفون ہوئے۔

۵۶۔ اور بنی جلی میں سے وقاص بن عمرو ایک شخص شہید ہوئے۔

اور بنی سلمہ کی شاخ بنی حرام سے :-

۵۷۔ عبد اللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام

۵۸۔ اور عمرو بن جموح بن زید بن حرام۔ یہ دونوں ایک قبر میں دفن ہوئے۔

۵۹۔ اور غلام بن عمرو بن جموح بن زید بن حرام۔

۶۰۔ اور ابوامین (عمرو بن جموح کے آزاد غلام) چار شخص شہید ہوئے۔

اور بنی سواد بن غنم سے :-

۶۱۔ سلیم بن عمرو بن جدیدہ۔

۶۲۔ اور ان کے آزاد غلام عنترہ

۶۳۔ اور اسہل بن قیس بن ابی بن کعب بن قیس۔ یہ تین شخص شہید ہوئے۔

اور بنی رزیق بن عامر سے :-

۶۴۔ ذکوان بن عبد قیس

۶۵۔ اور عبید بن معالی بن لوزاں۔ یہ دو شخص شہید ہوئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں عبید بن معالی بن حبیب میں سے تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں چنانچہ کل مہاجرین اور انصار میں سے جو لوگ اُحد میں شہید ہوئے کل پینسٹھ^{۶۵} شخص تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں ستر آدمیوں میں سے جو لوگ ابن اسحاق نے ذکر نہیں کئے وہ یہ ہیں :-

اوس کی شاخ بنی معاویہ بن مالک سے مالک بن نمیلہ (ان کے حلیف مزینہ سے)

اور بنی خطیمہ میں سے حرب بن عدی بن خرشہ بن امیہ بن عامر بن غطفہ شہید ہوئے اور غطفہ کا

نام عبداللہ بن جشم بن مالک بن اوس ہے۔

اور بنی خزرج کی شاخ بنی سواد بن مالک سے مالک بن ایاس شہید ہوئے۔

اور بنی عمرو بن مالک بن بخار سے ایاس بن عدی شہید ہوئے۔

اور بنی سالم بن عوف سے عمرو بن ایاس شہید ہوئے۔

مقتولین قریش | ابن اسحاق کہتے ہیں اُحد کی جنگ میں قریش کی شاخ بنی عبدالدار سے جو مشرکین کے علمبردار تھے یہ لوگ قتل ہوئے۔

۱۔ طلحہ بن ابی طلحہ اور ابی طلحہ کا نام عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار ہے۔ اس کو حضرت علیؓ بن ابی طالب نے قتل کیا۔

۲۔ اور ابوسعید بن ابی طلحہ کو سعد بن ابی وقاص نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں حضرت علیؓ ہی نے اس کو بھی قتل کیا۔

۳۔ اور عثمان بن ابی طلحہ کو حضرت حمزہؓ نے قتل کیا۔

۴۔ اور سافح بن طلحہ

۵۔ اور جلاس بن طلحہ

ان دونوں کو عامر بن ثابت بن ابی افلح نے قتل کیا۔

۶۔ اور کلاب بن طلحہ

۷۔ اور حرب بن طلحہ کو بنی ظفر کے حلیف قرمان نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں ان کو عبداللہ بن

بن عوف نے قتل کیا ہے۔

۸۔ اور اطالت بن عبد شریح بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔

۹۔ اور ابو یزید بن عیس بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار کو اور

۱۰۔ اس کے ایک جہشی غلام صواب کو قزمان نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں اس کو حضرت علیؑ نے اور بعض کہتے ہیں سعد بن ابی وقاص نے۔ اور بعض کہتے ہیں ابو دھانہ نے قتل کیا ہے۔

۱۱۔ اور قاسط بن شریح بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار کو قزمان نے قتل کیا۔ یہ سب گیارہ آدمی قتل ہوئے۔

اور بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قسعی میں سے :-

۱۲۔ عبد اللہ بن حمید بن زبیر بن عرث بن اسد کو حضرت علیؑ نے قتل کیا۔

اور بنی زہرہ بن کلاب سے ان کے حلیف :-

۱۳۔ ابو الحکم بن احنس بن شریح بن عمرو بن وہب ثقفی کو بھی حضرت علیؑ نے قتل کیا۔

۱۴۔ اور سہام بن عبد العزیٰ۔ عبد العزیٰ کا نام عمرو بن نعلہ ہے اس کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔ اس قبیلہ کے یہ دو شخص قتل ہوئے۔

اور بنی مخزوم بن یقظہ میں سے :-

۱۵۔ ہشام بن اُمیہ بن مغیرہ کو قزمان نے قتل کیا۔

۱۶۔ اور ولید بن عاص بن ہشام بن مغیرہ کو قزمان نے قتل کیا۔

۱۷۔ اور ابو اُمیہ بن ابی حذیفہ بن مغیرہ کو حضرت علیؑ نے قتل کیا۔

۱۸۔ اور خالد بن اعلم ان کے حلیف کو قزمان نے قتل کیا۔ یہ چار شخص اس قبیلہ سے قتل ہوئے۔

اور بنی جمح بن عمرو میں سے

۱۹۔ عمرو بن عبد اللہ بن عیمر بن وہب بن حذافہ بن جمح جس کو ابو عزرہ کہتے تھے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالتِ گرفتاری قتل فرمایا۔

۲۰۔ اور ابی بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے قتل فرمایا۔ اس قبیلہ کے یہ دو شخص قتل ہوئے۔

۲۱۔ اور بنی عامر بن لوی میں سے :-

۲۱۔ عبیدہ بن جابر
 ۲۲۔ اور شیبہ بن مالک بن مغرب۔ ان دونوں کو قزمان نے قتل کیا اور بعض کہتے ہیں عبیدہ بن جابر کو عبداللہ بن مسعود نے قتل کیا۔ مشرکین میں سے یہ بائیس آدمی قتل ہوئے۔
 جنگ اُحد کے متعلق جو اشعار اور قصائد شعراء عرب نے کہے ہیں ان میں سے چند اشعار ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

اشعار حضرت حسان بن ثابت

سَقُّتُمْ كَنَا نَسْتَهُ جَهْلًا مِنْ سَفَاهَتِكُمْ إِلَى الرَّسُولِ فَمُحَمَّدٌ اللَّهُ فُخِذَ يَهَا
 ترجمہ:- اے قریش بنی کنانہ کو تم اپنا جہل و سفاقتی سے رسول خدا کے مقابلے پر لائے تو خدا کا لشکر ان کو ذلیل کرنے والا ہے۔

أَوْتَرَدُ لَمَوْحًا يَاحِضَ الْمَوْتِ حَاجِيَةً فَأَنَا مَوْعِدًا هَاؤُلَاءِ الْقَتْلُ لَوْ قِيَهَا
 موت کے گھلے ہوئے اور ظاہر مقاموں پر تم نے ان کو لا کر کھڑا کر دیا لہذا آگ ان کی وعدہ گاہ ہے اور قتل ان سے ملنے والا ہے۔

جَمَعْتُمْ يَوْمَ هَذَا آهَابِشَ بِأَوْ حَسَبٍ أَيْمَةً الْكُفْرِ غَرَّ تَلْكَ طَوَاغِيَهَا
 تم نے بے حسب اور ذلیل و عاجز کو جمع کیا۔ کفر کے پشیواؤں میں متکبر لوگوں نے تمہیں دھوکے میں ڈال دیا۔

أَلَا أَعْتَبُوكُمْ تَجَمَّلُ اللَّهُ إِذْ قَتَلْتُمْ أَهْلَ الْقَلِيْبِ وَمَنْ أَلْقَيْنَهُ فِيهَا
 کیا تم نے خدا کے شکر سے عبرت حاصل نہیں کی جبکہ اس لشکر نے ان لوگوں کو قتل کیا جو بدر کے گڑھے میں ڈال دیئے گئے تھے۔

كَمْ مِنْ آسِيَةٍ قَا تَلَكْنَا كَابِلًا لَمَنْ وَجَّيْنَا حَاجِيَةً كَنَا مَوَالِيَهَا
 تمہارے بہت سے قیدی ہم نے بغیر فدیہ لئے اور پشیمانی کے بال کترے چھوڑ دیئے جن کے ہم آقا اور وہ ہمارے غلام تھے

کعب بن مالک کے اشعار

أَبْلَغُ قُرَيْشًا عَلًى نَائِيَهَا أَلْفَخَرُ مِثْلًا بِمَا لَمْ تَلِيْ

ترجمہ :- قریش ہم سے دور ہیں مگر ان کو یہ بات پہنچا دو کہ کیا تم ہم سے اس بات میں فخر کرتے ہو جو تمہیں میسر نہیں ہوتی ۔

فَخَزَّوْهُمْ بِقَتْلِ أَهْلِ بَيْتِهِمْ ! فَوَاضِلٌ مِنْ نِعْمِ الْمُفَضَّلِ
 تم نے ہمارے ان لوگوں کی شہادت پر فخر کیا ہے جنہیں صاحب فضل و کرم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے بہترین نعمتیں ملی ہیں ۔

فَحَلُّوْهُ جَنَّا نًا وَآيِقُوْهُ لَكُمُ
 اُسُوْدًا تَحَارِي عَيْنِ الْاَسْبَلِ
 یہ شہداء جنت میں پہنچ گئے اور تمہارے لئے ایسے شیروں کو چھوڑ گئے ہیں جو اپنے بچوں کی پوری حفاظت کر سکتے ہیں ۔

تَقَاتِلْ عَنْ دِيْنِهَا وَسَطْهَا
 نَبِيٌّ عَنِ الْحَقِّ لَمْ يَنْكَلِ
 یہ اپنے دین کے لئے لڑ رہے ہیں ۔ اُن کے درمیان وہ نبی موجود ہیں جو حق کے راستے میں ایک قدم پیچھے نہیں ہٹے ۔

رجع کا المناک واقعہ

معالم کے لئے درخواست | ابن اسحاق کہتے ہیں کہ احد کی جنگ کے بعد بنی مصل اور بنی قارہ کا ایک گروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ابن ہشام کہتے ہیں یہ دونوں قبیلے ہون بن خزیمہ بن مدرکہ کی شاخ ہیں۔

اس گروہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم لوگوں میں اسلام کی رغبت ہو رہی ہے۔ آپ ہمارے ساتھ اپنے اصحاب میں سے چند لوگ روانہ کریں تاکہ وہ ہماری قوم کو دین کی تعلیم کریں اور قرآن پڑھائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار صحابی ان لوگوں کے ساتھ بھیجے جن کے نام یہ ہیں :-

- ۱۔ مرثد بن ابی مرثد غنوی حضرت حمزہؓ کے حلیف -
- ۲۔ اور خالد بن بکیر لیشی، بنی عدی بن کعب کے حلیف -
- ۳۔ عامر بن ثابت بن ابی اقلع قبیلہ بنی عمرو بن عوف بن مالک بن اوس میں سے -
- ۴۔ اور حبیب بن عدی قبیلہ بنی جحجی بن کلظہ بن عمرو بن عوف میں سے -
- ۵۔ اور بنی بیاضہ میں سے زید بن وثنہ بن معاویہ -
- ۶۔ عبد اللہ بن طارق بنی ظفر بن خزرج کے حلیف -

ان سب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرثد بن ابی مرثد کو سردار مقرر کیا۔

دھوکے بازی اور غداری | جب قبیلہ مصل اور قارہ کے لوگ ان صحابہ کو لے کر مقام رجیع میں پہنچے جو قبیلہ ہذیل کے ایک چشمہ کا نام ہے اور حجاز کے کنارے

پر واقع ہے، تو ان لوگوں نے صحابہؓ کے ساتھ غداری کی اور قبیلہ ہذیل کو ان کے خلاف بھڑکادیا۔ صحابہؓ اس وقت اپنے خیمہ ہی میں تھے کہ انہوں نے دیکھا چاروں طرف سے لوگ تلواریں لئے چلے آ رہے ہیں۔ یہ بھی مردانہ اور دلیرانہ جنگ کے لئے تیار ہو گئے۔ ان لوگوں نے کہا واللہ! ہم تم کو قتل نہیں کرتے ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ تم کو بچہ کر تھک والوں کے پاس لے جائیں اور ان سے

تمہارے معاوضہ میں کچھ لے لیں۔ مرثد بن ابی مرثد اور عاصم بن ثابت اور خالد بن بکیر نے کہا کہ خدا کی قسم! ہم مشرک کے عہد میں داخل نہیں ہوتے۔ اور عاصم کی کنیت ابوسلیمان تھی۔ آخر یہ تینوں شخص اس قدر لڑے کہ شہید ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعش کی حفاظت

عاصم کے شہید ہونے کے بعد ہذیل کے لوگوں نے یہ ارادہ کیا کہ عاصم کے سر کو مکہ میں لے جا کر سلاطین بنت سعد کے ہاتھ فروخت کریں۔ کیونکہ جب عاصم نے اس کے دونوں بیٹوں کو احد میں قتل کیا تھا۔ تو اس نے نذر مانی تھی کہ اگر مجھے موقع ملا تو میں عاصم کی کھوپڑی میں شراب پیوں گی۔ جبکہ عاصم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ کوئی مشرک مجھے ہاتھ نہ لگائے اور نہ میں کسی مشرک کو ہاتھ لگاؤں۔ وہ انہیں ناپاک سمجھتے تھے۔ جب ہذیل نے ایسا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس نذر کی بادش برساتی کہ وہ لوگ ان کے سر کو نہ لے سکے۔ پھر اسی بادش کی رو میں ان کی نعش بہہ گئی۔ اور کسی کو اس کا پتہ نہ چلا۔ حضرت عمرو بنی اللہ نے جب عاصم کا یہ واقعہ سنا تو فرمایا کہ یہ اسی دعا کا سبب تھا جو عاصم نے اپنی زندگانی میں اللہ تعالیٰ سے کی تھی کہ مرے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ نے ان کی لاش کو مشرکین کے ہاتھ نہ لگانے سے محفوظ کر دیا۔

ابن طارق کی شہادت

زید بن وثنہ اور خبیث بن عدی اور عبد اللہ بن طارق یہ تینوں نرم ہو گئے اور انہوں نے اپنے آپ کو بنی ہذیل کے حوالہ کر دیا۔ بنی ہذیل ان کو گرفتار کر کے مکہ کی طرف لے چلے جب مقام مرظہ ان میں پہنچے تو عبد اللہ بن طارق نے اپنا ہاتھ بند سے نکال کر تلوار پر قبضہ کیا۔ بنی ہذیل نے ان کے ارادہ سے آگاہ ہو کر ان کو اس قدر پتھرا لے کر یہ شہید ہو گئے اور وہیں ان کو دفن کر دیا۔ خبیث بن عدی اور زید بن وثنہ کو مکہ میں لا کر بنی ہذیل نے اپنے قیدیوں کے بدلہ میں جو مکہ میں قید تھے فروخت کر دیا۔ خبیث کو تو نجیر بن ابی وہاب تمیمی بنی نوفل کے حلیف نے خرید لیا۔ عقبہ بن حریث بن عامر بن قوقار کے لئے کیونکہ ابو اباب حریث بن عامر کا ماں شریک بھائی تھا۔ اور اس کے باپ کو خبیث نے قتل کیا تھا۔ اب اس نے اپنے باپ کے عوض میں قتل کرنے کے لئے خریدا۔

زید بن وثنہ کی شہادت

زید بن وثنہ کو صفوان بن امیہ نے اپنے باپ امیہ کے عوض میں قتل کرنے کے لئے خریدا اور اپنے غلام نسطاس کو ان کے ساتھ کر کے حکم دیا کہ مقام تنعیم میں لے جا کر ان کو قتل کر دے۔ اس وقت تمام قریش ان کے قتل کا تماشا

دیکھنے جمع ہوئے اور حرم سے ان کو باہر لے گئے۔

ابوسفیان نے کہا اسے زندہ تم یہ بات پسند کرتے ہو کہ تم اپنے گھر میں خوشی کے ساتھ بیٹھے ہو اور بجائے تمہارے ہم محمد کی اس جگہ گردن مار دیں۔ زندہ نے کہا میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ میں اپنے گھر میں چین سے بیٹھا ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاٹا بھی نہ سمجھوں۔ ابوسفیان نے اس جواب کو سن کر کہا کہ جیسا میں نے محمد کے اصحاب کو محمد کا دوست دیکھا ہے ایسا کسی کو کسی کا دوست نہیں دیکھا۔ اس کے بعد نسطاس نے حضرت زید بن وثنہ کو شہید کر دیا۔

حضرت خبیث کی شہادت | حجیر بن ابی اہلب کی لونڈی ماویہ کہتی ہے کہ خبیث میرے گھر میں قید کئے گئے تھے۔ میں نے ایک روز دیکھا کہ ان کے ہاتھ میں اتنا بڑا انگور کا خوشہ ہے جیسے آدمی کا سر ہوتا ہے اور وہ اس میں سے انگور کھا رہے ہیں۔ مجھ کو تعجب ہوا کہ ان دنوں میں انگور کا موسم بھی نہ تھا اور دوسرے وہ قید میں تھے۔ پھر ماویہ کہتی ہے کہ قتل کے روز خبیث نے مجھ سے کہا کہ اُسترہ مجھ دید و تاکہ میں شہادت کے لئے پاک ہو جاؤں۔ ماویہ کہتی ہے۔ میں نے اپنے لڑکے کو اُسترہ دیا اور کہا کہ یہ خبیث کو دیدے۔ پھر مجھ کو خوف ہوا کہ خبیث کہیں اس لڑکے کو اُسترے سے قتل نہ کر دے اور اپنے غن کا بدلہ لے لے۔ میں نے اپنے آپ کو بہت ملامت کی۔ لڑکا خبیث کو اُسترہ دے آیا۔ خبیث نے اس سے کہا۔ تیری ماں کو خیال ہوا ہے کہ کہیں میں تجھے قتل نہ کر دوں۔ پھر خبیث نے اس کو جانے دیا اور کچھ نہ کہا۔ پھر لوگ خبیث کو لے کر مقام تنعیم میں آئے تاکہ ان کو قتل کریں۔ خبیث نے کہا اگر تم مناسب سمجھو تو مجھ اتنی تہمت دو کہ میں دو رکعت پڑھ لوں۔ مشرکین نے قبول کیا۔ خبیث نے اچھی طرح سے دو رکعتیں ادا کیں اور کہا اگر تم لوگ یہ نہ کہتے کہ میں قتل میں دیر ہونے کے لئے پڑھتا ہوں تو میں بہت دیر تک نماز پڑھتا۔ پس خبیث نے ہی اہل اسلام کے لئے قتل کے وقت دو رکعتوں کے پڑھنے کا طریقہ قائم کیا۔

راوی کہتا ہے پھر مشرکین نے خبیث کو ایک گڑھی سے باندھا۔ خبیث نے اس وقت کہا اے اللہ ہم نے تیرے رسول کی رسالت کی تبلیغ کر دی تو بھی اپنے رسول کو ہماری اس حالت کی خبر پہنچا دے اور اے اللہ ان سب مشرکین کو قتل کر ایک کو بھی ان میں سے باقی نہ چھوڑ۔ اس کے بعد قریش نے ان کو شہید کیا۔

ابوسفیان کے بیٹے معاویہ کہتے ہیں میں اس وقت موجود تھا جب خبیث نے قریش کو یہ

بدو عادی اند میں اُس کو سنتے ہی زمین پر لیٹ گیا۔ کیونکہ میں نے لوگوں سے سنا تھا کہ اگر کوئی کسی پر بدو عا کرے اور وہ لیٹ جائے تو اس بدو عا کا اثر نہیں ہوتا۔

عباد کہتے ہیں میں نے عقبہ بن حرث سے سنا ہے کہ میں نے خبیث کو قتل نہیں کیا ہے کیونکہ میں چھوٹا تھا مگر ابو میر نے جو بنی عبدالدار میں سے ایک شخص تھا اُس نے میرے ہاتھ میں حربہ دیا اور پھر میرے ہاتھ کو پکڑ کر اُس حربہ کے ساتھ خبیث کو قتل کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت عمرؓ بن خطاب نے سعید بن عامر بن عدیمؓ صحابی کو شام کے کسی شہر کا حاکم بنایا تھا اور ان کو یکا یک بیٹھے بیٹھے غشی ہو جایا کرتی تھی۔ اس بات کا حضرت عمرؓ سے ذکر کیا گیا۔ حضرت عمرؓ نے اُن سے سوال کیا کہ تمہیں کیا تکلیف ہے؟ اُس نے کہا اے امیر المؤمنین مجھ کو کچھ بیماری نہیں ہے۔ میں اُس وقت موجود تھا جب خبیث کو قتل کیا گیا ہے اور اُن کی بدو عا میں میں نے سنی تھیں۔ واللہ میں وقت وہ واقعہ مجھ کو یاد آتا ہے مجھ پر غشی ہو جاتی ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں قریش نے حرام سینہ میں خبیث کو قید رکھا پھر اُس کے گزرنے کے بعد اُن کو شہید کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب واقعے کے بارے میں قرآنی آیات

یہ لوگ اس طرح شہید ہوئے تو بعض منافقوں نے یہ کہا کہ یہ لوگ دیوانے تھے جو اس طرح سے ہلاک ہو گئے نہ تو اپنے گھر میں بیٹھے رہے اور نہ وہاں پر جا کر اپنے رسولؐ کی رسالت کو پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان منافقوں کے کلام کی تردید اور ان لوگوں کی تعریف میں یہ آیات نازل فرمائیں۔

وَمِنَ النَّاسِ مَن يُعْجِبُ قَوْلَهُ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيُشْهَدُ اللَّهُ عَلَى مَا فِي قَلْبِهِ وَهُوَ أَلَدُّ الْخِصَامِ وَإِذَا تَوَلَّى سَعَىٰ فِي الْأَمْرِ مِنْ يَبَسِدٍ فِيهَا وَيُعْلِلُ الْخُرْمَ وَالنَّسْلَ وَاللَّهُ لَا يَجِبُ الْفَسَادَ وَإِذَا قِيلَ لَهُ اتَّقِ اللَّهَ أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْإِتْصَامِ وَكَيُفَيِّنُ الِإِمْقَادَ وَمِنَ النَّاسِ مَن يُشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَوْضِعٍ مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (۲: ۲۰۰)

اور اے رسولؐ، ایک وہ شخص ہے جس کا قول تم کو دنیا کی زندگی میں اچھا معلوم ہوتا ہے اور وہ خدا کو اپنے دل کی بات پر گواہ کرتا ہے حالانکہ وہ سخت جھگڑا رہا ہے اور جب تمہارے پاس سے جاتا ہے تو زمین میں فساد کرنے کے لئے کوشش کرتا ہے اور کہتی اور نسل کو ہلاک کرتا ہے اور

خدا فساد کو پسند نہیں کرتا ہے اور جب اُس سے کہا جاتا ہے کہ خدا سے خوف کرو اُس کو گناہ کے ساتھ عزت پکڑ لیتی ہے (یعنی گناہ سے زیادہ باندھنے کو وہ اپنی بے عزتی سمجھتا ہے) پس کافی ہے اُس کو جہنم اور برا ٹھکانا ہے۔ اور لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جو اپنے نفس کو خدا کی رضا مندی میں فروخت کرتے ہیں اور خدا بندوں پر مہربان ہے۔

خبیبؓ کے اشعار | ابن اسحاق کہتے ہیں خبیب رضی اللہ عنہ نے اپنی شہادت کے موقع پر یہ اشعار پڑھے۔

لَقَدْ جَمَعَ الْحِزَابُ حَوْلِي وَكَانُوا قَبَائِلَهُمْ وَاسْتَجْمَعُوا كُلَّ مَجْمَعٍ
ترجمہ: دیکھو تو ان گروہوں نے اپنے اپنے قبائل کو میرے چاروں طرف اکٹھا کر لیا اور دعوت دے دیکر مجمع فراہم کیا۔

وَكُلُّهُمْ مُبْتَدِي الْعَدَاوَةِ جَاهِدٌ عَلِيٌّ لَا فِی وَثَاقٍ تَلْصِیغٍ
یہ سب کے سب مجھ سے اپنی عداوت بر ملا بیان کر رہے ہیں اور مجھی پر زور آزمائی کر رہے ہیں کیونکہ میں زیوں میں بندھا ہوا اپنے قاتل میں بے بس ہوں۔

وَقَدْ جَمَعُوا ابْنَاءَهُمْ وَنِسَاءَهُمْ وَقُرْبَتِ مِنْ جَذَعٍ طَوِيلٍ مَمْنَعٍ
انہوں نے اپنے بیٹوں اور اپنی عورتوں کو بلا کر اکٹھا کر لیا اور مجھے ایک تنے کے قریب کر دیا گیا ہے۔

إِلَى اللَّهِ أَشْكُو غَرَبَتِي ثُمَّ كُرْبَتِي وَمَا أَمْرُ صَدِّاقَتِي ابْنِي عَنْهُمْ عَمِي
میں خدا کے حضور اپنی غربت اور جانکاہی کی شکایت کرتا ہوں اور اُس بند و بست کی جو شکروں نے میرے قتل کے لئے کیا۔

هَذَا الْعَرِشُ صَبَّرَنِي عَلَى مَا يَزِيدُنِي فَقَدْ بَضَعُوا الْحَمِيَّ وَقَدْ يَأْسُ مَطْمَعِي
یہ عرش واسے ہی نے مجھ کو اُس مصیبت پر صابر بنا دیا ہے جس کا میرے ساتھ ارادہ کیا جاتا ہے۔ انہوں نے میرے گوشت کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالنے کا ارادہ کیا ہے اور مجھ کو ناامیدی ہو گئی ہے۔

وَذَلِكَ فِي ذَاتِ الْإِلَهِ وَإِنْ يَشَاءُ مَيَّارٌ عَلَى أَوْصَالٍ شِلْوٍ مَمْرَعٍ
اور یہ قتل مجھ کو خاص خدا کے معاملہ میں نصیب ہوا ہے۔ اگر وہ چاہے تو جسم کے پریشان حصے کے جھڑوں پر برکت عنایت کرے۔

وَقَدْ خَيَّرُوهُ فِي الْكُفْرِ وَالْمَوْتِ دُونَهُ وَقَدْ هَمَلَتْ عَيْنَا لِي مِنْ غَيْرِ فَخْرٍ ع
ترجمہ: انہوں نے مجھ کو کفر یا موت کے قبول کرنے میں اختیار دیا۔ میری آنکھوں سے آنسو جاری ہیں مگر یہ بے مبری کے آنسو نہیں ہیں۔

وَمَا بِيْ جَذَارُ الْمَوْتِ اِنِّيْ مَيِّتٌ وَلَكِنْ جَذَارُهَا رَبِّيْ حُجْرٌ نَّاسِيْ مُّفْلِحٌ
” مجھ کو مرنے کا کچھ ڈر نہیں ہے بے شک میں مرنے والا ہوں۔ لیکن مجھ کو جہنم کی شعلہ زن آگ کا خوف ہے۔

فَلَسْتُ اَبَا لِيْ حَيِّئِنْ اُقْتُلَ مُّسْلِمًا عَلٰى اَنِّيْ حَيِّبٌ كَاَنَ فِيْ الشَّوْصِغَةِ حَيٌّ
” پس جبکہ میں اسلام کی حالت میں قتل کیا جاتا ہوں تو مجھ کو کچھ پروا نہیں ہے کہ مجھے کس پہلو پر پھانسی دیا جائے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں قریش میں سے جن لوگوں نے غیب بن عدی کے قتل میں کوشش کی وہ یہ ہیں :-

حکمر بن ابی جبل اور سعید بن عبد اللہ بن ابی قیس بن عبد ودة اور اخنس بن شمر بن ثقیف بنی زہرہ کا حلیف اور عبیدہ بن حکیم بن اُمیہ بن حارثہ بن الاوقس سلمی بنی اُمیہ بن عبسہ کا حلیف اور اُمیہ بن ابی عتبہ اور عفری کے بیٹے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ان صحابہ کا اشعار حسان بن ثابت مرثیہ کہا جو اس واقعہ میں شہید ہوئے۔

مَرثِيَّةٌ
صَلَّى الْاِلهُ عَلَى الَّذِيْنَ تَنَابَعُوْا يَوْمَ الرَّجِيْعِ فَاَكُوْمُوْا وَاُثْبِتُوْا
ترجمہ: خدا ان لوگوں پر رحمت نازل کرے جو یوم الرجیع کی جنگ میں ایکے بعد دیگرے شہید ہوئے۔

وَابْنُ الشَّرِيْطَةِ مَرْقَدًا وَاَمِيْدُهُمْ وَابْنُ الْكَلْبِيِّ اِمَامًا مَّهْدًا وَخَبِيْبٌ
” اور مرثد جو لشکر کے سردار اور امیر تھے اور ابن الکلبی جو لشکر کے امام تھے اور خبیب (رضی اللہ عنہ)

وَابْنُ الْطَّالِقِ وَابْنُ دُثْنَةَ وَمَنْهُمْ وَاَقَامَتْ جَمَاعَةُ الْمَكُتُوْبِ
” اور طالق کے فرزند اور ابن دثنہ بھی انہی میں سے تھے وہیں ان کی موت ان کو پہنچی

جو ان کے لئے لکھی ہوئی تھی ۔

وَالْعَاصِمُ الْمَقْنُولُ عِنْدَ رَاجِعِهِمْ كَسْبُ الْمَعَالِي اِنَّهُ لَكَسُوبٌ
ترجمہ :- اور عاصم جو رجوع جیسے کے پاس شہید ہوئے ، بلند مرتبوں کو انہوں نے حاصل کیا اور یہ بڑے
حاصل کرنے والے تھے ۔

مَنْعَ الْمَقَادَّةِ اَنْ يَنْتَازُوا ظَهْرَكَ عَتَّى يَجَالِدُ اِنَّهُ لَنْجِيْبٌ
لوگوں کو انہوں نے اپنی پشت کے قریب نہ آنے دیا ، یہاں تک کہ خود انہوں نے تلوار
سے جنگ کی ، بے شک یہ بڑے جوانمرد تھے ۔



بشیر معونہ کا واقعہ

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شوال کا باقی مہینہ اور ذی قعد اور ذی الحجہ اور محرم مدینہ میں رہے اور مشرکوں ہی نے حج کا انتقام کیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ اُحد کے پورے چار مہینے کے بعد اپنے اصحاب کا لشکر مقام بشیر معونہ کی طرف روانہ فرمایا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں ابو براء عامر بن مالک بن جعفر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معانین کی روانگی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس کو اسلام کی دعوت کی۔ اس نے نہ اسلام قبول کیا اور نہ انکار کیا اور یہ عرض کیا کہ آپ اپنے اصحاب میں سے چند لوگوں کو نجد کی طرف روانہ فرمائیں تو مجھ کو امید ہے کہ وہاں اسلام کی اشاعت ہوگی۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو اندیشہ ہے کہ وہاں کے لوگ دھوکہ بازی نہ کریں۔ ابو براء نے کہا میں اس بات کا ذمہ دار ہوں۔ آپ نے اس کے کہنے سے چالیس صحابہ کو نجد کی طرف روانہ کر دیا جن میں یہ لوگ بھی تھے۔ منذر بن عمرو، حارث بن صمد، حرام بن طحان بنی بنیہ میں سے اور عروہ بن اسامہ بن صلت سلمی، تافع بن بدیل بن ورقاء غسانی اور عامر بن قیسہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا غلام اور ان کے علاوہ سب چالیس شخص تھے۔

مدینہ سے روانہ ہو کر جب یہ لوگ مقام بشیر معونہ پر پہنچے یہ مقام بنی عامر عامر بن طفیل کا قریب اور بنی سلیم کے شہروں کے درمیان تھا۔ بلکہ بنی سلیم کے شہر سے زیادہ قریب تھا۔ جب صحابہ یہاں آکر ٹھہرے تو حرام بن طحان کو انہوں نے ایلی بنی بنا کر دشمن خدا عامر بن طفیل کے پاس بھیجا۔ جس وقت یہ عامر کے پاس پہنچے اُس نے خط کو بھی نہ دیکھا اور فوراً حرام بن طحان کو شہید کر دیا۔ اور پھر بنی عامر کو صحابہ کے قتل کرنے کا حکم دیا۔

بنی عامر نے اس کے حکم سے انکار کیا اور کہنے لگے ہم ابو براء کے عہد کو نہیں توڑتے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اُن کے لئے ضامن ہوئے ہیں تب عامر بن طفیل نے بنی سلیم اور بنی زل

اور ذکوان کے قبیلوں کو صحابہ کے قتل کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے قبول کیا اور صحابہ کی طرف روانہ ہوئے اور چاروں طرف سے صحابہ کو گھیر لیا۔ صحابہ بھی تلواریں کھینچ کر اُن پر جا پڑے اور سب صحابہ شہید ہوئے۔ یواکعب بن زید کے کہ ان میں ایک رقی جان باقی تھی۔ اس حالت میں مقتولین کے درمیان سے انہیں لایا گیا اور پھر بالکل تندہ سے ہو کر خندق کی جنگ میں شہید ہوئے۔

عمر بن اُمیہ اور منذر کی مروانگی | راوی کہتا ہے سب صحابہ کے پیچھے عمرو بن اُمیہ ضمری اور انصار میں سے ایک شخص تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں یہ شخص منذر بن محمد بن عقبہ بن اصم بن صلاح تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں ان دونوں کو صحابہ کے اس واقعہ کی خبر ایک پرندہ سے معلوم ہوئی۔ ان دونوں نے دیکھا کہ ایک پرندہ لشکر کے بیروں پر حکم کھا رہا ہے اُس کو دیکھ کر یہ دونوں کہنے لگے کہ واللہ! اس پرندہ کی کوئی خاص حالت ضرور معلوم ہوتی ہے۔ پھر یہ دونوں لشکر کی طرف روانہ ہوئے اور دیکھا کہ صحابہ کرام خون میں ڈوبے ہوئے پڑے ہیں اور ان کے گھوڑے کھڑے ہیں۔ انصاری شخص نے عمرو بن اُمیہ ضمری سے کہا اب تمہاری کیا رائے ہے؟ عمرو نے کہا میں یہ خیال کرتا ہوں کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلیں اور اس واقعہ کی خبر کریں۔ انصاری نے کہا میری رائے یہ ہے کہ میں اُس جگہ سے واپس نہ جاؤں جہاں منذر بن عمرو شہید ہوا ہو۔ اور ہماری خبر دوسرے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش گزار کر دیں گے۔

پھر انصاری نے دشمنوں کو اس قدر قتل کیا کہ آخر خود بھی شہید ہوئے اور عمرو بن اُمیہ کو دشمنوں نے گرفتار کر لیا۔ پھر جب دشمنوں کو یہ معلوم ہوا کہ عمرو قبیلہ معزز سے ہیں تب انہوں نے ان کو چھوڑ دیا اور عامر بن طفیل نے عمرو بن اُمیہ کی پیشانی کے بال کتر کے اپنی ماں کی نذر پوری کرنے کے خیال سے اُن کو آزاد کر دیا۔ کیونکہ اس کی ماں کے دمہ میں ایک غلام آزاد کرنا تھا۔

دو عامریوں کا قتل | عمرو بن اُمیہ یہاں سے روانہ ہو کر جب مقام قرقرہ میں پہنچے تو وہاں بنی عامر میں سے دو شخص اور بھی آکر ٹھہرے۔

ابن ہشام کہتے ہیں یہ شخص بنی کلاب میں سے تھے اور ابو عمرو مدنی کہتے ہیں کہ یہ دونوں بنی سلیم میں سے تھے اور یہ دونوں شخص عمرو بن اُمیہ کے پاس ایک درخت کے سایہ میں سو رہے۔ عمرو بن اُمیہ نے ان دونوں کو قتل کر دیا اور عمرو کو یہ حال معلوم نہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُن سے

صلح ہوئی ہے۔ جب یہ دونوں آئے تھے۔ تو عمرو نے ان سے دریافت کیا تھا کہ تم کس قبیلہ سے ہو؟ انہوں نے کہا ہم بنی عامر سے ہیں۔ پھر جب وہ سو گئے تو عمرو نے ان کو قتل کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طلال | پھر جب عمرو بن أمیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور یہ سارا واقعہ عرض کیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے ایسے لوگوں کو قتل کیا ہے جن کا خون بہا مجھ کو دینا پڑے گا۔ میں پہلے ہی ابو براء کے کہنے سے اپنے صحابیوں کے بھیجنے پر راضی نہ تھا۔ جب ابو براء کو صحابیوں کے اس طرح شہید ہونے کی خبر پہنچی تو ان کو بہت رنج ہوا۔ اور یہ واقعہ ان پر نہایت شاق گزرا۔ کیونکہ وہ صحابہ کرام کی خیریت سے غامض ہوئے تھے۔

رتبہ شہادت | ان شہیدوں میں عامر بن فہیرہ بھی تھے جن کے بارے میں عامر بن طفیل کہا کرتا تھا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ جب وہ قتل ہوا تو آسمان و زمین کے درمیان معلق ہو گیا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے کہا عامر بن فہیرہ ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب ابن سلمیٰ بن مالک بن جعفر جو عامر بن طفیل کے ساتھ اس جنگ میں شریک تھا اور پھر مسلمان ہو گیا تھا بیان کرتا ہے کہ میرے اسلام لانے کی یہ وجہ ہوئی کہ میں نے ایک شخص کے دونوں شالوں کے بیچ میں نیزہ مارا۔ اور میرا نیزہ اُس کے سینہ سے پاہ ہو گیا اور اُس نے کہا۔ "قوت واللہ" خدا کی قسم میں اپنی مراد کو پہنچ گیا۔ جب کہتا ہے میں اُس کی اس بات کو سن کر حیران ہوا کہ یہ کیا کہتا ہے کیا میں نے اس کو قتل نہیں کیا ہے؟ پھر میں نے لوگوں سے اس کے اس قول کا مطلب پوچھا۔ لوگوں نے کہا اس کا مطلب شہادت پر فائز ہونا تھا جو اُس کو نصیب ہوئی۔

عامر بن طفیل پر حملہ | پھر ربیعہ بن عامر بن مالک نے عامر بن طفیل پر حملہ کیا اور اُس کے ایک نیزہ مارا۔ جو عامر کی ران میں لگا اور وہ اپنے گھوڑے پر سے نیچے گر پڑا۔ پھر کہنے لگا۔ یہ ابو براء کی کاہنہ وائی ہے۔ اگر میں مر گیا تو میرا خون میرے چچا کے لئے ہے اُس کے پیچھے نہ لگنا۔ اور اگر میں زندہ رہا تو جیسی میری رائے ہوگی اُس کے موافق عمل کروں گا۔



یہود بنی نضیر کی جلا وطنی

یہود کی ناپاک سازش | ابن اسحاق کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دونوں مقتولوں کے خون بہا کے متعلق گفتگو کرنے کے لئے بنی نضیر میں تشریف لے گئے جن کو عمرو بن أمیہ ضمری نے قتل کیا تھا۔ کیونکہ وہ مقتول بنی عامر سے تھے اور بنی عامر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اطلاع دے دی تھی اور بنی نضیر بنی عامر کے حلیف تھے اس سبب سے آپ نے ان سے گفتگو کی۔ انہوں نے کہا ہاں اسے ابو القاسم بہت بہتر ہے جس طرح آپ چاہتے ہیں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ پھر بنی نضیر کے لوگوں نے یہ پوشیدہ مشورہ کیا کہ ایسا موقع پھر بھی ہاتھ نہ آئے گا محمد کو زندہ نہ چھوڑو۔ اور ایک شخص عمرو بن جہاش بن کعب کو انہوں نے اس کام پر آمادہ کیا کہ جب دیوار کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے وہ دوسری طرف سے اُس کے اوپر چڑھ کر ایک بہت بڑا پتھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر گرا دے تاکہ آپ شہید ہو جائیں۔ آنحضرت کو جراثیل نے اس واقعہ کی خبر کی اور اسی وقت رسول اللہ بغیر کسی سے کہے سنے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ صحابہ آپ کو تلاش کرنے لگے۔ پھر ایک شخص کو انہوں نے مدینہ کی طرف سے آتے ہوئے دیکھا اور اُس نے کہا کہ میں نے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں داخل ہوتے دیکھا ہے۔ صحابہ بھی یہ شکر مدینہ چلے آئے۔

بنی نضیر کا محاصرہ | پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بنی نضیر کے اس ٹکڑے کو فریب کا حال بیان کیا اور بنی نضیر سے جنگ و حرب کی تیاری کا حکم دیا۔ اور مدینہ میں ابن ام مکتوم کو حاکم مقرر کرنے کے آنحضرت روانہ ہوئے اور ربیع الاول کے مہینہ میں ان کا محاصرہ کیا اور اسی وقت ثمراب کی قرمت کا حکم نازل ہوا۔

جب یہ لوگ بنی نضیر قلعہ بند ہوئے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے محاصرے میں چھ شب و روز گزر گئے تب آپ نے حکم دیا کہ ان کے اغلات کاٹ دیئے جائیں اور کھیتوں میں آگ

لگا دی جائے۔ اُس وقت بنی نضیر نے شور مچایا کہ اے محمد تم تو فساد کرنے سے منع کرتے ہو اور فساد کو بُرا کہتے ہو۔ اب کیا وجہ ہے کہ تم ہمارے باغیوں کو کٹواتے ہو اور جلو اتے ہو۔

منافقین کی فتنہ پر داری | بنی عوف بن خزرج میں سے بعض منافقین نے جن میں عبداللہ بن ابی بن سلول اور ودیعہ بن مالک بن ابی قوطل اور واس اور

سویہ وغیرہ لوگ تھے۔ انہوں نے بنی نضیر کو کہلا بھیجا کہ اگر تم مسلمانوں سے جنگ کرو گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ جنگ میں شریک ہوں گے۔ اور اگر تم یہاں سے اپنا گھر بار چھوڑ کر کہیں اور چلے جاؤ گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ چلیں گے۔ چنانچہ اس بھروسہ پر بنی نضیر کئی دن قلعہ بند رہے۔ آخر جب ان منافقوں نے اُن کی کچھ مدد نہ کی اور وہ لاچار ہوئے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے کہلا بھیجا کہ اگر آپ ہماری جان بخشی کریں اور یہ اجازت دیں کہ جس قدر مال ہم سے اونٹوں پر لے جایا جاسکے ہم لے جائیں تو ہم یہاں سے چلے جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی اس بات کو منظور فرمایا اور وہ اپنا تمام مال و اسباب اونٹوں پر لاد کر لے گئے۔ یہاں تک کہ اپنے مکانوں کے کواڑ اور چوکھٹ بھی لے گئے اور مکانوں کو اپنے ہاتھوں سے توڑ پھوڑ گئے۔ اور بعض لوگ تو اُن میں سے ملک شام میں چلے گئے اور بعض خیبر میں جا بسے۔ جو خیبر میں گئے اُن میں شرواہ یہ لوگ تھے۔ سلام بن ابی الحقیق اور کنانہ بن ریح بن ابی الحقیق اصحٰی بن اخطب۔

یہود کے اموال کی تقسیم | ابن اسحاق کہتے ہیں بنی نضیر اپنے مال اور اولاد اور عورتوں کو لے کر روانہ ہوئے اور اُن کی عورتیں گیت گاتی اور دف بجاتی

جاتی تھیں اور ان میں ایک عورت عروہ بن وردعیسیٰ کی بیوی نہایت صاحب جمال عورت تھی۔ کہ اپنی نظیر زمانہ میں نہ دیکھتی تھی۔ بنی نضیر اپنا باقی مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چھوڑ گئے۔ اور یہ مالی خاص نبی کریم کا تھا جہاں آپ چاہتے اس کو خرچ کر سکتے تھے۔ اور اُن مہاجرین پر آپ نے اس مال کو تقسیم کیا جنہوں نے پہلے ہجرت کی تھی۔ انصار کو اس میں سے رسول اللہ نے کچھ نہیں دیا۔ سوا ایک سہل بن حنیف اور ابودجانہ کے کہ جب انہوں نے آپ سے اپنی تنگ دستی بیان کی تو آپ نے ان کو بھی مرحمت کیا۔ بنی نضیر میں سے صرف دو آدمیوں نے اسلام قبول کیا۔ ایک یامین بن عمیر بن کعب بن عمرو بن جماش نے اور دوسرے ابوسعید بن وہاب نے۔ اور رسول اکرم نے اُن کے مالوں پر اُن کو برقرار رکھا۔

یامین کی اولاد میں سے ایک شخص کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یامین سے کہا کہ تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے بھائی عمرو بن جحاش نے میرے ساتھ کیا ارادہ کیا تھا؟ یامین نے ایک شخص کو کچھ دے کر عمرو بن جحاش کو قتل کرا دیا۔

بنی نضیر کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے سورہ حشر نازل فرمائی ہے اور اس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن پر غالب و مستط کرنے اور پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن کے مالوں کو تقسیم کرنے کا بیان فرمایا ہے :-

آیات قرآنی چنانچہ فرماتا ہے :-

لَا دَالِ الْحُسْرٰى مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْسِرُوْا وَلَقَدْ اَوَّلْتُمْ اَنْ تَكُوْنُوْا مِنَ الْخٰسِرِيْنَ
مِنْ اَمْرِ قَاتِلِكُمْ اِنَّهُمْ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا وَقَدْ كُنْتُمْ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرَّهْبُ
يُخْسِرُوْنَ بَنُوْا لَهُمْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْبَلُوْا مِنْهُمْ اِلٰهَ بَعْدَ اِذْ

ترجمہ :- وہی خدا ہے جس نے ذلت کے ساتھ بنی نضیر کے کافروں کو جو اہل کتاب سے تھے اُن کے گھروں نکالا۔ اے مسلمانو! تم یہ خیال نہ کرتے تھے کہ یہ نکلیں گے (کیونکہ اُن کی قوت و شہمت بہت تھی) اور وہ بنی نضیر خیال کرتے تھے کہ اُن کے قلعے اُن کو خدا سے بچانے والے ہیں۔ تو خدا کا عذاب اُن پر اُس جگہ سے آیا جہاں سے اُن کو گمان بھی نہ تھا اور اُن کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ اپنے گھروں کو خراب کرتے ہیں۔ اپنے ہاتھوں اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے۔ پس اے آنکھوں والو! ان کے حال سے عبرت پکڑو۔

وَلَوْ اَنَّ كُنْتُمْ اِلٰهًا عَلَيْهِمُ الْبَحْرَةُ لَعَذَابُكُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّٰرِ

اور اگر خدا ان کے واسطے جلاوطنی نہ لکھتا تو ضرور ان کو دنیا میں عذاب کرتا اور آخرت میں ان کے لئے آگ کا عذاب ہے۔

مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِّيْسَةٍ اَوْ نَرَتْكُمْ مَّوْهًا قَائِمَةً عَلٰى اُصْوٰلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ
لِيُخْرِجَنَّ عَنْ النَّاسِ سِقَيْنَہٗ

جو کھجور کے درخت تم نے قطع کئے وہ خدا کے حکم سے کئے اور جن کو تم نے اُن کی جڑوں پر کھڑا ہوا چھوڑا وہ بھی خدا کے حکم سے تاکہ فاسقوں کو ذلیل کرے۔

فَمَا أَذْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِجَالٍ وَلَا أَسْلَاحٍ ۚ وَذَلِكُمْ اللَّهُ يُسَلِّطُ مَسَلَّهُ عَلَىٰ مَنْ
يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

ترجمہ: تو اس کے لئے نہ تم نے گھوڑے دوڑائے نہ اونٹ۔ لیکن خدا اپنے رسول کو جس پر چاہتا ہے
مسلط کر دیتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

مَا أَذَاءَ اللَّهِ عَلَىٰ رَسُولٍ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ ۚ فَلِلَّهِ وَاللَّهِ سَوْدٌ وَلِلَّهِ السُّؤْلُ وَلِلَّهِ الْخُرُوبُ
وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينُ وَابْنُ السَّبِيلِ ۚ كَيْفَ يَكُونُ ذُلُّهُ بَيْنَ أُولَٰئِكَ عِنْدَ جُنُودِهِ
وَمَا أَتَاكُمْ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا ۝

جو کچھ دولت اور مال بستی والوں کا خدا نے اپنے رسول کو دیا تو وہ خدا اور رسول اور ان کے
قربت والوں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے تاکہ وہ مال و دولت تمہارے
تونگروں کے ہاتھوں میں پھرنے والی نہ ہو۔ اور جو کچھ رسول تم کو دیں اُس کو لو اور جو نہ
دیں اُسے سے باز رہو۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ فَاغَقُوا أَنْفَهُمْ لِكَلَمٍ مِنَ الرَّسُولِ آلِهِمْ يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ
وَيَنْهَوْنَ الزَّاهِقِينَ مِنَ الدِّينِ ۚ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاغِبُونَ ۝

اَہْلُ الْكِتَابِ اِلٰی قَوْلِهِ وَذٰلِكَ جِزَاءُ الظّٰلِمِیْنَ ط

(۱۶ : ۵۹)



غزوہ ذات الرقاع

ابن ہشام کہتے ہیں پھر بنی نضیر کے غزوہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی مصطلق کی مہم پر تشریف لے گئے۔ عمر میں اس کو اسی جگہ بیان کروں گا جہاں ابن اسحاق نے بیان کیا ہے۔

ذات الرقاع کی وجہ تسمیہ | ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی نضیر کے غزوہ سے فارغ ہو کر ربیع الآخر اور کچھ مہینہ جمادی الاول کا مدینہ میں رہے اور پھر آپ نے نجد کی طرف بنی محارب اور بنی ثعلبہ پر جہاد کا ارادہ کیا۔ یہ دونوں قبیلے غطفان سے تھے اور مدینہ میں ابو ذر غفاری اور قبول بعض حضرت عثمانؓ کو حاکم مقرر کیا۔ اور اس غزوہ کا نام ذات الرقاع اس سبب سے ہوا کہ اس جنگ میں کفاروں نے اپنے نشانوں پر کچھ لکھا تھا۔ اور بعض کہتے ہیں اس جگہ ذات الرقاع نامی ایک درخت تھا۔

صلوۃ خوف | جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام ذات الرقاع میں آکر فروکش ہوئے تو قبیلہ غطفان کے لوگ کثیر لشکر لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل آئے اور ہر ایک لشکر دوسرے سے خوف زدہ ہوا۔ چنانچہ آنحضرتؐ نے نماز خوف پڑھائی۔

جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو صلوۃ الخوف پڑھائی۔ اور پھر لشکر کو لے کر واپس ہوئے۔ اور یہ نماز اس صورت میں ہوئی کہ نصف آدمی آپ کے ساتھ نماز میں شریک ہوئے اور نصف دشمن کے مقابلے میں صفت بستہ کھڑے رہے۔ جب آپ ایک رکعت پڑھ چکے تو یہ لوگ جوا آنحضرتؐ کے ساتھ تھے دشمن کے مقابل چلے گئے۔ اور ان لوگوں نے جو نبی کریمؐ کے ساتھ پہلی رکعت پڑھ گئے تھے واپس آکر اپنی دوسری رکعت پوری کی۔ یعنی لشکر کے دونوں حصوں نے ایک ایک رکعت حضورؐ کے ساتھ پڑھی اور ایک ایک رکعت علیحدہ پڑھی۔

غورث کا واقعہ | بنی محاسب میں سے ایک شخص غورث اپنی قوم سے کہا کہ اگر تم کو تو میں محمد کو قتل کر آؤں۔ قوم نے کہا اس سے بہتر کیا ہے؟ مگر تو یہ کام کیوں کر کر سکیگا اُس نے کہا دیکھو میں جاتا ہوں۔ پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ آپ اُس وقت تشریف فرما تھے اور تلوار آپ کے آگے رکھی تھی۔ غورث نے کہا اے محمد! میں ذرا آپ کی تلوار دیکھ لوں۔ آپ نے فرمایا دیکھ لے۔ راوی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار پر چاندی کا کام تھا۔ غورث نے اُس کو اٹھا لیا اور میان سے نکال کر ہلانے لگا اور کہا اے محمد تم مجھ سے ڈرتے نہیں ہو۔ میرے ہاتھ میں تمہیں برہنہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرا خدا میرا محافظ ہے میں تجھ سے کچھ نہیں ڈرتا۔ اس کے بعد غورث نے تلوار کو میان میں کر کے حضور کے آگے رکھ دیا۔

آیات قرآنی | اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ هُوَ قَوْمٌ
 أَنْ يَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَعَلَى اللَّهِ
 فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ط (۵: ۱۱)

یعنی اے ایمان والو! خدا کی نعمت کو یاد کرو جبکہ ایک قوم نے تمہاری طرف اپنے ہاتھ دراز کرنے کا قصد کیا۔ پس خدا نے اُن کے ہاتھ تم سے روک دیئے اور خدا سے ڈرتے رہو اور لازم ہے کہ مومن خدا ہی پر بھروسہ کریں۔ بعض لوگ کہتے ہیں یہ آیت بنی نضیر کے موقع پر نازل ہوئی ہے جب کہ انہوں نے آپ کے قتل کرنے کے لئے مکر کیا تھا۔

حضرت جابر کے اونٹ کا واقعہ | جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ غزوہ ذات الرقاع میں گیا تھا۔ جب وہاں سے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے تو میری سواری کا اونٹ بہت ہی ضعیف اور کمزور تھا۔ اس سبب سے میں سارے لشکر سے پیچھے رہ جاتا تھا۔ رسول کریم نے مجھ سے فرمایا۔ اے جابر! کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا اونٹ نہیں چلتا۔ رسول کریم نے فرمایا اس کو بٹھا دو۔ میں نے اونٹ کو بٹھایا۔ آپ نے فرمایا ایک لکڑی مجھ کو دیدو یا کسی درخت میں سے توڑ لاؤ۔ میں نے ایک لکڑی لاکر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دی۔ آپ نے مجھ سے فرمایا تم اونٹ پر سوار ہو جاؤ میں سوار ہو گیا۔ اور پھر آپ نے وہ لکڑی تین چار دفعہ اُس اونٹ کو ماری۔ اب جو چلے تو

لُوث آپ کے ہاتھ کے برابر چل رہا تھا۔ اور میں حضور سے باتیں کرتا ہوا روانہ ہوا۔ آنحضرت نے مجھ سے فرمایا اے جابر یہ اونٹ ہمارے ہاتھ فروخت کر دے ہو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ کو ہیہ کرتا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یوں نہیں فروخت کرو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ہی اس کی قیمت لگائیے۔ فرمایا میں نے اسے ایک درم کے عوض لے لیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ تو بہت تھوڑی قیمت ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا دو قلم لے لو۔ میں نے عرض کیا یہ بھی کم ہے۔ یہاں تک کہ رسول کریم بڑھاتے بڑھاتے ایک اوقیہ پر پہنچے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک اوقیہ پر آپ ماضی ہیں۔ فرمایا ہاں میں راضی ہوں۔ میں نے عرض کیا بس تو یہ اونٹ آپ کا ہو چکا۔ رسول کریم نے فرمایا ہاں میں نے لے لیا۔ پھر آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اے جابر! تو نے شادی کی ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! فرمایا باکرہ عورت سے یا ثیبہ سے۔ میں نے عرض کیا ثیبہ سے۔ فرمایا باکرہ سے شادی کیوں نہ کی؟ وہ تم سے خوش ہوتی اور تم اس سے خوش ہوتے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے والد احد کی جنگ میں شہید ہو گئے اور انہوں نے کئی لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ میں نے یہ خیال کیا کہ ایسی عورت سے شادی کروں جو ان کی دیکھ بھال کر سکے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم نے اچھا کیا انشاء اللہ برکت ہوگی۔

اور اے جابر اگر ہم کسی ٹیلہ پر پہنچے تو اونٹوں کے ذبح کئے جانے کا حکم دیں گے اور آج کا دن وہیں گزاریں گے۔ اے جابر تمہاری بیوی اپنے تئیں کو صاف کرے گی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے پاس تئیں کہاں ہیں۔ فرمایا عنقریب ہوں گے اور تم کو اس وقت بہت مضبوطی سے عمل کرنا چاہیئے۔

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب ہم ٹیلہ کے پاس پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اور اونٹ ذبح ہوئے اور دن بھر ہم سب وہیں رہے۔ پھر شام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں تشریف لے گئے۔ ہم بھی اپنے گھر گئے۔ جابر کہتے ہیں صبح کو وہ اونٹ لے کر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر

ہوا اور اونٹ کو مسجد کے دروازے پر باندھ کر خود مسجد کے اندر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور بیٹھ گیا۔ آنحضرتؐ مسجد کے باہر تشریف لائے اور دریافت کیا۔ یہ اونٹ کیسا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا یہ اونٹ جابر لائے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جابر کہاں ہیں؟ میں بلایا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے میرے بھائی کے بیٹے! اپنے اونٹ کو لے جاؤ۔ یہ تمہارا ہی ہے اور صبر بلالؓ کو حکم دیا کہ جابر کو لے جا کر ایک اوقیہ دے دو۔ چنانچہ بلال رضی اللہ عنہ نے مجھ کو ایک اوقیہ سے کچھ زیادہ دیا۔ جابر کہتے ہیں پس وہ مال میرے پاس روز بروز بڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ حرہ کی جنگ جب ہوئی تو منافع ہو گیا۔

عبادت کا ذوق و شوق | جابر کہتے ہیں جب ہم غزوہ ذات الرقاع سے واپس ہوئے تو ایک شخص نے کسی مشرک کی عورت کو قتل کیا تھا اور اُس کا خاوند موجود نہ تھا۔ جب اُس کو خبر ہوئی تو اُس نے قسم کھائی کہ جب تک میں اصحابِ محمد کا خون نہ سالوں کا واپس نہ ہوں گا۔

پھر یہ شخص رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کے پیچھے روانہ ہوا۔ نبی کریم منزل پر پہنچ کر فرکش ہوئے اور فرمایا کون شخص ہے جو آج کی رات ہماری پاسبانی کرے گا؟ عمار بن یاسر اور عباد بن بشر نے کہا یا رسول اللہ! ہم حفاظت اور پاسبانی کریں گے۔ اُن میں ایک مہاجر اور ایک انصاری تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تم میدان کے دہانے پر جا کر رات کو رہو۔

چنانچہ یہ دونوں اُس جگہ چلے گئے اور انصاری نے مہاجری سے کہا کہ تم اول شب جاگو گے یا آخر شب۔ مہاجری نے کہا میں آخر رات جاگوں گا۔ تم اول رات تک جاگ لو۔ پھر مہاجری سو رہے اور انصاری نے نماز پڑھنی شروع کی۔ ان کا بیان ہے کہ ایک شخص آیا اور اُس نے انصاری کو کھڑے ہوئے دیکھ کر سمجھا کہ یہ لشکر کا پاسبان ہے۔ تو انصاری کے ایک تیر مارا۔ انصاری نے تیر کو اپنے بدن سے نکال کر پھینک دیا اور نماز کو موقوف نہ کیا۔ اُس شخص نے ایک تیر اور مارا۔ انصاری نے جب بھی نماز موقوف نہ کی۔ اُس نے تیسرا تیر مارا۔ تب انصاری نے رکوع و سجدہ سے فارغ ہو کر سلام پھیرا اور اپنے ساتھی مہاجری کو جگایا۔

جب اُس شخص نے ان دونوں کو دیکھا تو وہ بھاگ گیا۔ اور مہاجرین نے انصاری کے بدن پر خون دیکھ کر کہا کہ تم نے مجھ کو پہلے سے کیوں نہ جگایا؟
انصاری نے کہا میں اس وقت ایسی سورت نماز میں پڑھ رہا تھا جس کا موقوف کرنا میں نے پسند نہ کیا۔

والپسی پر مدینہ میں قیام | ابن اسحاق کہتے ہیں غزوہ ذات الرقاع کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں جمادی الاول کا باقی مہینہ اور جمادی الآخر اور رجب کے آخر تک رہے۔
پھر مکہ ہجری میں شعبان کے اندر آپ نے ابوسفیان سے وعدے کے مطابق بدر کا ارادہ کیا۔



غزوہ بدر الاخرہ اور دومتہ الجندل

ابوسفیان کا گریز | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کا لشکر لے کر بدر میں جا پہنچے اور مدینہ میں عبداللہ بن عبداللہ بن ابی بن سلول انصاری کو حاکم مقرر کیا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں بدر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھ ریز ابوسفیان کا انتظار کیا مگر ابوسفیان اہل مکہ کو لے کر جب مقام ظہران یا عسفان میں پہنچا تو اس کی راسے واپس مکہ چلے جانے کی ہوتی اور اس نے قریش سے کہا کہ اے قریش تمہارے سفر کے لئے ایسا موسم ہونا چاہیے جس میں تم اپنے جانوروں کو چرا بھی سکو اور دودھ بھی پٹو اور یہ موسم خشکی کا ہے اس لئے میری یہ راسے ہے کہ تم واپس مکہ کو چلے جاؤ۔ چنانچہ تمام اہل مکہ واپس ہو گئے۔ اس لشکر کا نام اہل مکہ نے حبشہ یونین رکھا تھا۔ کیونکہ انہوں نے اس سفر میں شکوہ بہت پٹے تھے۔

مخشی بن عمرو ضمری | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر میں ٹھہرے ہوئے ابوسفیان کا انتظار فرما ہی رہے تھے کہ مخشی بن عمرو ضمری کا آپ کے پاس سے گزر ہوا۔ یہ وہ شخص ہے جس سے غزوہ ودان میں آنحضرت نے بنی ضمرہ کی بابت عہد لیا تھا۔ اس نے کہا اے محمد کیا تم اس چشمہ پر قریش سے جنگ کرنے آئے ہو؟ آپ نے فرمایا ہاں اے ضمری اگر تیرا جی چاہتا ہے تو ہم تیری صلح کو سنبھالیں گے۔ یہ وہ شخص ہے جس سے غزوہ بدر کے بعد آپ نے عہد لیا تھا۔ یہاں تک کہ جیسا کہ خدا کو منظور ہو گا وہ ہمارے تہلے درمیان فیصلہ کر دیا۔ مخشی نے کہا اے محمد؟ واللہ ہم کو تم سے جنگ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ پھر آپ ابوسفیان کا انتظار کر کے مدینہ میں واپس تشریف لے آئے۔

غزوہ دومتہ الجندل | ابن اسحاق کہتے ہیں۔ بدر سے واپس آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کئی مہینے تک مدینہ میں رہے اور ربیع الاول شعبہ میں آپ غزوہ دومتہ الجندل کی طرف متوجہ ہوئے اور مدینہ میں سباع بن عرفطہ غفاری کو آپ نے حاکم مقرر کیا۔ اور پھر بغیر کسی جنگ کے آپ مدینہ میں واپس چلے آئے اور باقی تمام سال مدینہ ہی میں رہے۔

غزوہ خندق (۱)

یہود اور قریش کا گٹھ جوڑ

ابن اسحاق کہتے ہیں خندق کا غزوہ شوال ۵۷ھ میں درپیش ہوا اور اس کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ یہودیوں کا ایک گروہ جس میں سلام بن ابی الحقیق النعزی، حمی بن اعطب نعزی اور کنانہ بن ریح بن ابی الحقیق نعزی، ہوزہ بن قیس وائل اور ابو عمار وائل وغیرہ لوگ بنی نعیر میں سے اور بنی وائل میں سے تھے۔ یہ لوگ مکہ میں قریش کے پاس پہنچے اور ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ پر آمادہ کیا اور کہا ہم تمہارے ساتھ ہیں تم محمدؐ سے جنگ کرو۔ ہم ان کی نیچ و بنیاد اکھیڑ کر پھینک دیں گے۔ قریش نے ان سے کہا اے گروہ یہود تم قدیم اہل کتاب ہو اور تمہارے پاس علم ہے۔ تم یہ بتلاؤ کہ ہمارا مذہب درست اور صحیح ہے یا محمدؐ کا؟ یہودیوں نے کہا تمہارا مذہب بہت سچا ہے اور تم بہ نسبت محمدؐ کے حق پر ہو۔ اس بات کو سن کر قریش بہت خوش ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان یہودیوں کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی :-

الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِشِرْكٍ مُّشْرِكٍ ۚ سَبَّحُوا لِلَّهِ فِي الْبُحْرِ وَالْبَرِّ وَهُمْ يُقِيمُونَ الْحَمْدَ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (۱۰۴)

آخر تک اس کا منقل بیان اوپر گزر چکا ہے۔

یہود اور غطفان

قریش فوجاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کے لئے تیار ہو گئے۔ یہ یہودی مکہ سے ہو کر قبائل غطفان کے پاس پہنچے اور ان کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ پر آمادہ کیا اور قریش کے تیار ہونے کی بھی خبر دی۔ غطفان کے لوگ بھی انکے ساتھ ہو گئے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اس لشکر کے قریش کا سردار ابوسفیان بن حرب تھا۔ اور غطفان میں بنی فزادہ کا سردار عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر تھا اور

بنی مرہ کا سردار حرث بن عوف بن ابی حارثہ مری تھا اور بنی اشیج کا سردار سحر بن اخیلہ بن نویرہ بن طریف بن سمحہ بن عبد اللہ بن ہلال بن غلاوہ بن اشیج بن ریش بن غطفان تھا۔

خندق کی کھدائی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر سنی تب آپؐ نے مدینہ کے گرد خندق بنانے کا حکم دیا اور مسلمانوں کو رغبت دلانے کی خاطر سے آنحضرتؐ بھی خود اس کے کھودنے میں مصروف ہوئے۔ مسلمان نہایت مستعدی سے اس کام کو کرتے تھے اور منافقوں کا یہ قاعدہ تھا کہ رسول پاکؐ کی غفلت میں اپنے گھوڑوں کو بغیر اجازت کے بھاگ جاتے تھے اور مسلمانوں کا یہ قاعدہ تھا کہ جب کسی کو سخت ضرورت ہوتی جس کے بغیر اس کو چارہ نہ ہوتا تب وہ رسول اللہؐ سے اجازت لے کر اپنے کام کو جاتا۔

آیات قرآنی اللہ تعالیٰ نے ان مومنوں کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی :-

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِٖ وَاِذَا كَانُوْا
مَعًا عَلٰى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْا اِلَّا الَّذِيْنَ يَتَاَذِنُوْا
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْثِرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِٖ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْا لِبَعْضٍ مِنْهُمْ
فَاَذِنَ لِمَنْ يَشَآءُ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۲۴: ۶۲)

ترجمہ: بے شک مومن وہی لوگ ہیں جو خدا و رسول پر ایمان رکھتے ہیں اور جب رسول کے ساتھ کسی امر جامع پر ہوتے ہیں تو رسول کی بغیر اجازت کے کہیں نہیں جاتے۔ اے رسول جو لوگ تم سے اجازت لیتے ہیں وہی خدا و رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔ تو جب تم سے اپنی کسی ضرورت کے لئے اجازت لیں تم ان میں سے جس کو چاہو اجازت دو اور خدا سے ان کے لئے مغفرت مانگو۔ بیشک خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

اور منافقوں کے بارے میں جو چپکے چپکے کھسک کر جایا کرتے تھے یہ آیت نازل ہوئی۔
لَا تَجْعَلُوْا دُعَاۗءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاۗءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۚ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ
الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذٍ ۚ اَفَلَيْخَدَّٰٓءُ الَّذِيْنَ يَخَالِفُوْنَ عَمْرٍ ۚ اَنْ
يُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۚ اَلَا اِنَّ اللّٰهَ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ قَدْ يَعْلَمُ مَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ وَاَيَُّوْمٍ يُّرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُلَبِّسُهُمْ خِيۡمًا ۚ يَعْمَلُوْا
وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْۡءٍ عَلِيْمٌ ۝

ترجمہ: رسول کے بلائے کو ایسا نہ سمجھو جیسے تم میں سے ایک دوسرے کو بلاتا ہے۔ بے شک خدا ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو تم میں چپکے چپکے کھسک جاتے ہیں۔ پس جو لوگ رسول کے حکم سے مخالفت کرتے ہیں ان کو اس بات سے غوث کرنا چاہیئے کہ ان کو فتنہ یا دردناک عذاب نہ پہنچے۔ خبردار بے شک خدا اسی کے لئے ہے جو کچھ آسمان و زمین میں ہے بیشک جانتا ہے وہ اس

بات کو جس پر تم ہو اور جس روز وہ اُس کی حضور میں حاضر کئے جائیں گے۔ پس جو اعمال انہوں نے کئے ہیں۔ اُن سے اُن کو خبردار کر دے گا اور اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

معجزات نبویؐ | ابن اسحاق کہتے ہیں غندق کے کھودنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعدد معجزے ظاہر ہوئے جن کے بیان کرنے اور سننے سے ایمان والوں کا ایمان اور حضورؐ کی تصدیق زیادہ ہوتی ہے۔ مسلمانوں نے ان معجزات کو بچشم خود دیکھا ہے۔

سخت زمین کا نرم ہونا | جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں۔ غندق کے کھودنے میں ایک جگہ نہایت سخت سخت زمین کا نرم ہونا۔ زمین نکلی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا گیا کہ یا رسول اللہ! اس میں کدال (پھاوڑہ) کا درگم نہیں ہوتا۔ اس کو کیونکر کھودیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھوڑا پانی لاؤ۔ پانی حاضر کیا گیا۔ آپؐ نے اُس میں اپنا لعاب دھن ڈال دیا اور پھر اُس پانی کو اُس سخت جگہ پر پھینک دیا۔ وہ لوگ بیان کرتے ہیں جو اُس جگہ موجود تھے کہ قسم ہے اُس ذات پاک کی جس نے حق کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا کہ پانی کے ڈالتے ہی وہ زمین ایسی نرم ہو گئی جیسے ریت ہوتی ہے اور بہت جلد ہی اُس کو اٹھا کر پھینک دیا۔

کھجوروں میں برکت | نعمان بن بشیر کی بہن کہتی ہیں میری ماں عمرہ بنت رواحہ نے میرے کپڑے میں تھوڑی سی کھجوریں دے کر کہا کہ بیٹی یہ اپنے باپ اور ماموں کو دے آؤ۔ اور کہنا کہ یہ تمہارا صبح کا کھانا ہے یہ لڑکی کہتی ہیں میں اُن کھجوروں کو لے کر چلا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزری اور اپنے باپ اور ماموں کو میں نے ڈھونڈھ رہی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لڑکی یہ تیرے پاس کیا چیز ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کھجوریں میری ماں نے میرے باپ بشیر بن سعد اور میرے ماموں عبد اللہ بن رواحہ کے لئے بھیجی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا مجھ کو دے۔ میں نے وہ کھجوریں آپؐ کے دونوں ہاتھوں میں رکھ دیں۔ آنحضرتؐ نے اُن کھجوروں کو ایک کپڑے پر ڈال دیا اور پھر اُن کے اوپر ایک کپڑا ڈھک دیا اور ایک شخص سے فرمایا کہ لوگوں کو کھانے کے لئے بلاؤ۔ چنانچہ تمام غندق کے کھودنے والے جمع ہو گئے اور ان کھجوروں کو کھالے لگے۔ اور وہ کھجوریں زیادہ ہوتی گئیں یہاں تک کہ جب سب لوگ کھا چکے تو کھجوریں کپڑے کے کنارہ پر سے نیچے گر رہی تھیں۔

کھانے میں برکت | حضرت جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خندق کے کھودنے میں معروف تھے اور میرے پاس ایک چھوٹی سی بکری تھی۔ میں نے خیال کیا کہ اگر اس بکری کو بیچ کر کے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کروں تو بہتر ہے پھر میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ گھر میں جس قدر جو ہوں ان کو پیس لو۔ اور بکری کا گوشت پکالو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کروں گا۔

جب شام ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع تمام لوگوں کے گھروں کی طرف واپس ہوئے۔ کیونکہ یہی قاعدہ تھا کہ دن بھر خندق کھودتے تھے اور شام کو گھر چلے آتے تھے۔ میں نے آپ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے ایک بکری بیچ کر کے پکائی ہے اور آپ کی دعوت کرتا ہوں۔ آپ میرے گھر تشریف لے چلیں۔

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں یہ چاہتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تنہا میرے ساتھ تشریف لے آئیں مگر آنحضرت نے میری یہ بات سننے ہی ایک شخص کو حکم دیا کہ نپکا کر آواز دے دو کہ سب لوگ جابر کے مکان پر چلے آئیں کیونکہ جابر نے دعوت کی ہے۔

جابر کہتے ہیں میں نے اس بات کو سن کر کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مع لوگوں کے میرے گھر تشریف لائے۔ ہم نے کھانا نکال کر آپ کے سامنے رکھا۔ آنحضرت نے نوش فرمایا۔ اور پھر آپ کے بعد سب لوگوں نے کھانا نوش کیا۔ کھاتے جاتے تھے اور چلتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ تمام اہل خندق کھا کر فارغ ہو گئے۔

متعجزانہ پیش گوئیاں | سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں خندق کے کھودنے میں معروف تھا کہ ایک عظیم الشان پتھر نکل آیا۔ ہر چند میں نے اُس کے اکھاڑنے کی کوشش کی۔ مگر اُس کو جنبش تک نہ ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری اس شدت کو دیکھ کر کُداں میرے ہاتھ سے لے لی اور اُس پتھر پر ضرب لگائی۔ میں نے دیکھا کہ اُس کُداں میں سے ایک چمک نکلی۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری مرتبہ کُداں ماری جب بھی وہ چمک پیدا ہوئی۔ پھر تیسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا۔

میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میرے ماں باپ حضور پر قربان ہوں۔ یہ چمکنے والی

چیز کیا تھی ؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تم نے بھی دیکھی ہے ؟ میں نے عرض کیا۔ ہاں ! فرمایا پہلی مرتبہ جو چمک ظاہر ہوئی اللہ تعالیٰ نے مین کو مجھ پر فتح کیا اور دوسری بار ملک شام اور مغرب کو فتح کیا اور تیسری بار مشرق کو فتح کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب یہ ممالک حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فتح ہوئے تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مجاہدین سے کہا کرتے تھے کہ جہاں تک تمہارا جی چاہے ملکوں کو فتح کرو۔ قسم ہے اُس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں ابوہریرہ کی جان ہے قیامت تک جس قدر ملک تم فتح کرو گے اُن سب کی کنجیاں پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عنایت فرما دی ہیں ۔



غزوہ خندق (۲)

کفار کی آمد | ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خندق کے تیار کرنے سے فارغ ہوئے تو قریش بھی دس ہزار لشکر لے کر مقام مجتبع الایال میں ان پہنچے۔ یہ مقام زمین رومہ میں جرت اور زغالہ کے درمیان واقع ہے اور قریش کے اس لشکر میں بنی کنانہ اور اہل تہامہ وغیرہ مختلف قبائل کے لوگ تھے۔

اور قبیلہ غطفان بھی اہل نجد کو اپنے ساتھ لے کر احد کی ایک جانب مقام ذنب نعیمی میں آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تین ہزار مسلمانوں کا لشکر تھا۔ آپ ان کو لے کر خندق کے اس طرف صفت آراء ہوئے اور خندق دونوں لشکروں کے درمیان میں تھی۔ ابن ہشام کہتے ہیں مدینہ میں اس موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابن ام مکتوم کو حاکم مقرر کیا تھا۔

حیی بن اخطب اور کعب بن اسد | ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ بال بچے اور عورتیں گھاٹیوں اور ٹیلوں پر پہنچا دی جائیں۔ راوی کہتا ہے دشمن خدا حیی بن اخطب بنی قریظہ کے سردار کعب بن اسد قرظی کے پاس پہنچا۔ اور کعب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد اور صلح کر لی تھی۔ حیی بن اخطب اس کے پاس آیا تو اس نے اپنے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا اور اسے اپنے پاس نہ آنے دیا۔ حیی بن اخطب نے شور مچایا کہ اے کعب مجھ کو سچے سے کچھ ضروری بات کرنی ہے تو دروازہ کھول دے۔ کعب نے کہا۔ تو ایک منحوس شخص ہے تجھ کو میں اپنے مکان میں بلاتا نہیں چاہتا۔ اور اس کے علاوہ میرا محمد سے عہد ہو چکا ہے اور میں نے محمد کو با وفا اور عہد کا پوندہ پایا ہے، میں نہیں چاہتا کہ ان کے عہد کو شکستہ کروں۔ حیی بن اخطب نے کہا تیرا بڑا ہوا ذرا دروازہ تو کھول۔ کعب نے کہا ہرگز نہیں کھولوں گا۔ غرضیکہ جب حیی بن اخطب نے بہت اصرار کیا تب کعب نے دروازہ کھول کر اس کو

بلکلیا۔ اُس نے کہا اے کعب میں تیرے پاس دنیا بھر کی عزت اور خوبی کو لے کر آیا ہوں۔ تمام قریش مع اپنے سرداروں اور رئیسوں کے میرے ساتھ ہیں۔ اور تمام غطفان کے قبائل میری امداد کو آئے ہیں۔ چنانچہ یہ سب اُحد کے پاس ذنب نعتی میں ٹھہرے ہوئے ہیں اور مجھ سے عہد اور اقرار کر لیا ہے کہ ہم محمدؐ کا استیصال کئے بغیر واپس نہ ہوں گے۔ کعب نے جواب دیا کہ اے حتی بن اخطب تو دنیا بھر کی ذلت و خواری لے کر میرے پاس آیا ہے۔ اے حتی بن اخطب تیرا بڑا ہو مجھے میری حالت پر چھوڑ دو۔ کیونکہ میں نے محنت کو نہایت با وفا اور عہد کا پورا اور سچا پایا ہے۔

کعب بن اسد کی عہد شکنی | الغرض حتی بن اخطب کعب کو بہکا تا رہا یہاں تک کہ اس کے لوگ محمدؐ سے مغلوب ہو کر بھاگے تو تمہارے قلعہ میں آکر پناہ گزین ہو جائیں۔ کعب نے اس بات کو منظور کر کے حتی بن اخطب سے اس بات پر عہد کر لیا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد کو توڑ ڈالا۔

عہد شکنی کی تفتیش | جب یہ خبر مسلمانوں کو پہنچی کہ کعب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد شکستہ کر کے حتی بن اخطب سے نیا عہد باندھا ہے تب آنحضرتؐ نے سعد بن نعان کو جو اوس کے سردار تھے اور سعد بن عبادہ کو جو بنی ساعدہ بن کعب بن خزرج میں سے خزرج کے سردار تھے اور عبداللہ بن رواحہ اور نوحاش بن جبیر کو کعب کے پاس بنی قریظہ میں بھیجا تاکہ یہ لوگ اس خبر کی تصدیق کریں اور ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا۔ کہ اگر یہ خبر سچ ہو تب تم اس کو اشارہ سے مجھ سے بیان کرنا اور اگر جھوٹ ہو تب اس کا اعلان کر دینا۔ جب یہ لوگ کعب کے پاس پہنچے اور اُس کی حالت اُس سے بھی بدتر پائی جو سنی تھی اور دیکھا کہ واقعی اس نے رسول کریمؐ کا عہد توڑ دیا ہے۔ تب انہوں نے کہا کہ تو نے رسول خدا کا عہد کس سبب سے توڑا؟ کعب نے کہا میں نہیں جانتا رسول اللہ کون ہے؟ اور محمدؐ سے میرا کوئی عہد و پیمان نہیں تھا۔

اور سعد بن عبادہ سے بنی قریظہ بدکلامی کرنے لگے۔ سعد نے کہا تم سے بدکلامی کرنے کی ہم کو کچھ ضرورت نہیں ہے۔ پھر سعد اور ان کے ساتھیوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس واقعہ کو عرض کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اے مسلمانو! اللہ بہت بڑا ہے تم خوش ہو جاؤ۔

کٹری آزمائش اور منافقین | اس وقت مسلمان نہایت نازک حالت میں تھے چاروں

طرف سے مشرکوں اور کافروں نے ان کو گھیر رکھا تھا اور منافقین اپنا نفاق طرح طرح سے ظاہر کر رہے تھے۔ چنانچہ معتب بن قشیر نے جو بنی عمروں سے تھا کہا کہ محمد ہم سے کہتے ہیں کہ تم قیصر اور کسریٰ کے خزانے اپنے تصرف میں لاؤ گے اور اب ہماری یہ حالت ہے کہ کوئی ہم میں سے اطمینان کے ساتھ بیت الخلاء میں بھی نہیں جاسکتا۔

بعض اہل علم کا بیان ہے کہ معتب منافقین سے نہیں تھا۔ کیونکہ یہ بدر کی جنگ میں شریک ہوا تھا اور اس بن قیس نے حضور سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم کو گھر جانے کی اجازت دیجئے کیونکہ ہمارے گھر خالی ہیں اور شہر مدینہ سے باہر ہیں۔ مگر حنیفہ منافقین اسی قسم کی باتیں کرتے تھے۔ کوئی کچھ کہتا تھا اور کوئی کچھ کہتا تھا۔

راوی کہتا ہے مسلمان اور مشرکین اسی طرح بیس راتوں سے کچھ نہ اندھے رہے سوا قیراندازی کے اور جنگ نہیں ہوئی۔

سعد بن معاذ کا جذبہ ایمانی | مسلمان اس حالت میں بہت تنگ ہوئے۔ کیونکہ مشرکوں نے

علیہ وسلم نے عبیدہ بن حصن بن حذلیہ بن بدر اور عرث بن عوف بن ابی حارثہ کی طرف کہ یہ دونوں قبیلہ غطفان کے مردار تھے پیغام بھیجا کہ تم یہاں سے چلے جاؤ اور ایک تہائی مدینہ کی پیداوار لے لو۔ یہ دونوں اس بات پر راضی ہو گئے اور ایک عہد نامہ لکھا گیا مگر دستخطوں اور گواہیوں سے ابھی مکمل نہ ہوا تھا۔ جب حضور نے اس کو مکمل کرنا چاہا تو سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ سے اس کے متعلق مشورہ کیا۔

ان دونوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا اس بات کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم کیا ہے یا آپ اپنی رائے سے اس کو کرنا چاہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا نے تو مجھ کو حکم نہیں فرمایا ہے۔ مگر میں خود تم لوگوں کی تنگی اور شدت کو دیکھ کر یہ بات کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ تمام عرب تمہارے دشمن ہو گئے ہیں اور اس حکمت سے تمہارے دشمنوں کی تعداد کم ہو جائیگی۔ سعد بن معاذ نے عرض کیا یا رسول اللہ! پہلے ہم اور یہ لوگ ایک حالت پر تھے یعنی سب مشرک تھے جن کو پوجتے تھے اور خدا کو نہ پہچانتے تھے اور اس وقت یہ لوگ ہماری ایک کجور بھی سوائے ہمانی یا

فرید کے نہ کھا سکتے تھے اب خدا نے ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت ہدایت کی اور ہم نے اسلام قبول کیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے ہم کو عزت دی ہے اب ہم ان سے دب کر کس طرح اپنا مال ان کو دیدیں۔ واللہ! ہم کو اس بات کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ ہم ہجر تلواریں کے اور کچھ ان کو نہ دیں گے۔ اللہ تعالیٰ جب چاہے گا ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کر دے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا تم کو اختیار ہے۔ پھر سعد نے اس کاغذ کو لے کر مٹا دیا اور کہا جو کچھ ان سے ہو سکے وہ لے لیں۔

چند مشرکین | اسی طرح جب بہت روز گزر گئے کہ مشرکین چاروں طرف سے مسلمانوں کا محاصرہ کرتے ہوئے تھے اور ہجر تلواریں کے جنگ نہ ہوتی تھی تو قریش میں سے چند سوار جنگ کے لئے تیار ہوئے۔ ان سواروں میں قریش کے مشہور لوگ یہ تھے:-

۱۔ عمرو بن عبدود ابن ابی قیس بن عامر بن لوئی میں سے۔ اور

۲۔ حکمر بن ابی جہل اور

۳۔ ہبیرہ بن ابی وہب اور

۴۔ حذافہ بن غطفان شاعر وغیرہ۔

یہ لوگ تیار ہو کر بنی کنانہ کے پاس آئے اور کہنے لگے اے بنی کنانہ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ آج تم کو معلوم ہو گا کہ کون شہ سوار اور مد میدان ہے۔ اور پھر یہ قریش کے سوار مسلمانوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ جب خندق پر پہنچے تو اس کو دیکھ کر حیران ہوئے اور ایک نے دوسرے سے کہا یہ ہم نے نئی تدبیر دیکھی ہے ایسا طریقہ عرب میں کوئی نہیں جانتا۔

مسلمان فارسی کا اعزاز | ابن ہشام کہتے ہیں خندق کی ترکیب سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی تھی۔ خندق کے کھودنے میں انصاف کہتے تھے کہ مسلمان ہم میں سے ہیں اور مہاجرین کہتے تھے ہم میں سے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ قطعہ سنا فرمایا سلمان ہمارے اہل بیت میں سے ہے۔

قریش کے یہ سوار خندق کے کنارے کھڑے ہوئے ایک جگہ آئے جہاں خندق تنگ یعنی زیادہ چوڑی نہ تھی اور اس جگہ خندق سے انہوں نے پاد ہونا چاہا۔ حضرت علیؓ بن ابی طالبؓ چند مسلمانوں کو ساتھ لے کر ان قریشیوں کے مقابلے کو نکلے۔ قریشیوں میں سے ایک شخص عمرو بن عبدود نامی تھا بدر کی جنگ میں یہ شخص بہت زخمی ہو گیا تھا اور اُحد میں مشرکوں کے ساتھ آیا تھا پھر اس

موقع پر آیا اور مسلمانوں سے کہا کہ میرے مقابل کون آتا ہے؟ حضرت علیؑ اس کے مقابل گئے اور اس سے کہا اے عمرو کیا تُو نے خدا سے عہد نہیں کیا تھا کہ جو شخص قریش میں سے تجھ کو دو خصلتوں میں سے اچھی خصلت کی طرف بلائے گا تو اس خصلت کو قبول کرے گا۔ عمرو نے کہا۔ ہاں میں نے عہد کیا تھا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا بس میں تجھ کو خدا اور رسول اور اسلام کی طرف بلاتا ہوں۔

عمرو نے کہا۔ تجھ کو اس کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ پھر میرے مقابل آ۔ میں تجھ کو جنگ کی طرف بلاتا ہوں۔ عمرو نے کہا کیوں اے میرے بھتیجے میں تجھ کو قتل کرنا نہیں چاہتا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا واللہ ا میں تجھ کو قتل کرنا چاہتا ہوں۔ اس جواب سے عمرو بہت خفا ہوا اور اپنے گھوڑے سے اتر کر پہلے گھوڑے کی کوئی چیز کاٹ کر ہلاک کیا۔ پھر حضرت علیؑ پر تلوار مار دی حضرت علیؑ بن ابی طالب نے اس کا وار رد کر کے ایسا ہاتھ مارا کہ صاف دو ٹکڑے کر دیے اور باقی قریشیوں کو بھی خندق سے باہر نکال کر بھگا دیا۔ حکمران بن ابی جہل ایسا بد خواص ہو کر بھاگا کہ اپنا نیزہ بھی پھینک گیا۔

خندق کی جنگ میں مسلمانوں کی نشانی جس کو شعار کہتے ہیں یہ مسلمانوں کا شعار | حق کہ ہر ایک مسلمان حصہ لے لے گا کہ کتنا تھا تاکہ اپنا اور بیگانہ معلوم ہو جائے۔



غزوہ خندق (۳)

حضرت سعد بن معاذ | غزوہ خندق میں حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بنی عارضہ کے قلعہ میں تشریف لے گئی تھیں جو تمام مدینہ کے قلعوں میں سب سے زیادہ مضبوط اور مستحکم تھا اور سعد بن معاذ کی والدہ بھی آپ کے ساتھ اسی قلعہ میں تھیں۔ اس وقت تک عورتوں کے لئے پردے کا حکم نہ ہوا تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہمارے قلعہ کے نیچے سے سعد بن معاذ گزرے اور میں نے اُن کی زہرہ کو دیکھا کہ بہت بوسیدہ اور پھٹی ہوئی تھی اور اُس میں سے سعد کی کلاٹیاں باہر نکلی ہوئی تھیں۔ عائشہ فرماتی ہیں میں نے سعد کی ماں سے کہا کہ اگر سعد کی زہرہ درست ہوتی تو بہتر تھا۔ اور میں نے یہ اس خیال سے کہا کہ کہیں سعد کے تیرہ لگ جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ سعد کی اکل لگ میں ایک تیرہ لگا۔ یہ تیرہ بنی عامر کے ایک شخص جہان بن قیس بن عرقہ نے مارا تھا اور مادے وقت کہا تھا کہ میرا یہ تیرہ نوش کر اور میں ابن عرقہ ہوں۔ سعد نے کہا۔ خدا تیرے چہرے کو جہنم میں عرق آلود کرے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے خدا! اگر ابھی قریش کی جنگ ہوتی ہے تو مجھ کو زندہ رکھنا۔ کیونکہ مجھ کو قریش سے زیادہ کسی سے جنگ کرنے کی خواہش نہیں ہے۔ کیونکہ انہوں نے تیرے رسول کو تکلیفیں پہنچائی ہیں اور اُن کو اُن کے گھر سے نکالا ہے اور اگر تو نے قریش کی جنگ کا خاتمہ کر دیا ہے تو مجھ کو اس وقت تک زندہ رکھ کہ میں اپنی آنکھ سے بنی قرینہ کی ہلاکی دیکھ لوں۔

بعض لوگوں کا بیان ہے کہ سعد بن معاذ کو بنی مخزوم کے حلیف ابوسامہ حبشی نے تیرا ہاتھ مارا اور بعض کہتے ہیں خنساء بن حاتم بن جہان نے تیرا ہاتھ مارا تھا۔

حضرت صفیہ کی شجاعت | اس جنگ میں رسول اکرم کی پھوپھی حسان بن ثابت کے قلعہ میں تشریف رکھتی تھیں۔ اور حسان بن ثابت بھی اسی قلعہ میں عورتوں اور بچوں کی حفاظت کے لئے موجود تھے۔ حضرت صفیہ فرماتی ہیں۔ میں نے ایک یہودی کو دیکھا کہ ہمارے قلعہ کے گرد پھر رہا ہے اور میں جانتی تھی کہ بنی قریظہ نے رسول اللہ کے عہد کو توڑ دیا ہے۔ اور ہمارے دشمن ہو گئے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مع مسلمانوں کے دشمنوں کے مقابل ہیں اگر ادھر سے کوئی دشمن آگیا تو سخت مشکل ہوگی۔ اس خیال سے میں نے حسان سے کہا کہ یہ یہودی ہمارے قلعہ کے گرد پھر کر ضرور موقع محل دیکھ رہا ہے۔ یہ یہودیوں کا مخبر معلوم ہوتا ہے۔ تم اس کو جا کر قتل کر دو۔ حسان نے کہا اے صفیہ تم جانتی ہو۔ کہ میں تو اس کام کا آدمی نہیں ہوں۔ صفیہ کہتی ہیں جب حسان کا میں نے یہ جواب سنا اور سمجھی کہ ان میں ہمت نہیں ہے تو میں خود ایک لٹھ لے کر قلعہ سے باہر نکلی اور اُس یہودی کو میں نے لٹھ مار مار کر قتل کر دیا۔ پھر حسان سے آکر کہا کہ اے حسان میں اس کو قتل کر آئی ہوں تم جا کر اُس کے کپڑے اور ہتھیار لے آؤ۔ میں چونکہ عورت ہوں اس سبب سے میں نے اُس کے کپڑے نہیں اتارے۔ حسان نے کہا اے صفیہ مجھ کو اُس کے کپڑوں کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔

نعیم کا کارنامہ | ابن اسحاق کہتے ہیں جب مسلمان اس شدت اور تنگی میں تھے کہ چاروں طرف سے دشمنوں نے اُن کو گھیر رکھا تھا۔ نعیم بن مسعود بن عامر بن انیع بن ثعلبہ بن قنفذ بن ہلال بن خلاوہ بن اشجع بن ریش بن غطفان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اسلام قبول کر لیا ہے اور میری قوم کو میرے مسلمان ہونے کی خبر نہیں ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اکیلے آدمی ہو تم سے جو کچھ مسلمانوں کی خیر خواہی ہو سکے کرو اور چونکہ لڑائی مکر ہے لہذا ایسی ترکیب کرو جس سے دشمنوں میں پھوٹ پڑ جائے۔

نعیم نے عرض کیا بہت بہتر ہے۔ پھر نعیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے بنی قریظہ کے پاس آئے اور پہلے یہ اُن کے بڑے دوست تھے۔ انہوں نے بنی قریظہ سے کہا کہ تم جانتے ہو کہ میں تمہارا کیسا دوست ہوں۔ بنی قریظہ نے کہا بے شک تم ہمارے بڑے سچے دوست ہو۔ نعیم نے کہا قریش اور غطفان کے کہنے سے جو تم نے محمد سے عہد شکنی کی ہے۔ یہ اچھا نہیں کیا۔ قریش اور غطفان اپنی اپنے گھروں کو چلے جائیں گے۔ پھر محمد تم پر حملہ کریں گے اُس وقت تم کیا کرو گے؟ اور تم میں

محمدؐ کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ تم قریش اور غطفان سے چند آدمی بطور
دہن کے اپنے پاس مقید رکھو تاکہ اگر محمدؐ تم پر حملہ کریں تو قریش اور غطفان تمہاری مدد کو آجائیں۔ بنی قریظہ
نے کہا اے نعیم واقعی یہ بہت اچھی رائے تم نے بتلائی ہے ہم ایسا ہی کریں گے اور بغیر اس کے
ہرگز قریش کا ساتھ نہ دیں گے۔

نعیم قریظہ کو یہ سبق پڑھا کہ قریش کے پاس آئے اور کہا تم لوگ مجھ کو کیسا خیال کرتے ہو؟
قریش نے کہا ہم تم کو نہایت سچا اور نیک سمجھتے ہیں۔ نعیم نے کہا میں تم سے ایک لڑکی بات کرنے
آیا ہوں کیونکہ مجھ کو تم لوگوں سے محبت ہے۔ اس سبب سے تم پر ظاہر کرتا ہوں کہ قریظہ محمدؐ سے
عہد توڑ کر بہت نادم ہوئے ہیں اور محمدؐ سے انہوں نے کہا کہ بھیجا ہے کہ ہم لوگ آپؐ سے بہت
شرمندہ ہیں اور اس عہد شکنی کے بدلہ ہم چاہتے ہیں کہ قریش اور غطفان کے چند سرداروں کو گرفتار کر کے
آپؐ کی خدمت میں لائیں۔ آپؐ ان کی گردنیں مار دیں اور محمدؐ نے اس بات کو منظور کر لیا ہے۔
پس اب قریظہ نے یہ مشورہ کیا ہے کہ تم سے چند آدمی بطور دہن کے مانگیں اور پھر ان کو محمدؐ کے
پاس بھیج دیں اور محمدؐ ان کو قتل کر دیں۔ لہذا میں تم سے کہتا ہوں کہ تم ہرگز اپنا ایک آدمی بھی قریظہ
کو نہ دینا ورنہ تم پچھتاؤ گے۔

پھر نعیم قریش کے پاس سے ہو کر غطفان کے پاس آئے اور کہنے لگے اے غطفان تم میری قوم
اور قبیلہ ہو۔ اور سب سے زیادہ مجھ کو پیار ہے ہو۔ مجھ کو یقین ہے کہ تم مجھ کو جھوٹا نہ جانو گے۔
غطفان نے کہا بے شک تم سچ کہتے ہو۔ ہم تم کو سچا ہی جانتے ہیں۔ نعیم نے کہا میں تم سے
ایک لڑکھا ہوں۔ اگر تم کسی سے ظاہر نہ کرو۔ اور پھر جو کچھ قریش سے کہا تھا وہ غطفان
سے بھی کہا۔

مشرکین میں چھوٹ | راوی کہتا ہے ہفتہ کی رات ۳۰ میں ابوسفیان بن حرب اور غطفان
کے سرداروں نے بنی قریظہ کے پاس عکرمہ بن ابی جہل کو چند آدمیوں
کے ساتھ بھیجا اور یہ کہا کہ کل محمدؐ پر حملہ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ کیونکہ ہم یہاں پڑے پڑے سخت
پریشان ہو گئے ہیں۔ بنی قریظہ نے ان کو یہ جواب دیا کہ کل ہفتہ کا روز ہے ہم اس میں نہیں لڑ
سکتے۔ اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ جب تک تم اپنے چند آدمی ہمارے پاس دہن نہ رکھو گے ہم
تمہارے ساتھ ہو کر ہرگز محمدؐ سے جنگ نہ کریں گے۔ کیونکہ ہم کو یہ خوف ہے کہ جب تم میاں سے
چلے جاؤ گے تو محمدؐ ہم کو زندہ نہ چھوڑیں گے اس لئے کہ ہم ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتے اگر

تمہارے آدمی ہمارے پاس ہوں گے تو ہم کو یقین ہو گا کہ ضرورتاً ہماری مدد کو آجائے گے۔
 بنی قریظہ کے اس جواب سے قریش اور غطفان کو یقین ہو گیا کہ واقعی نعیم بن مسعود سچ کہتا تھا۔
 انہوں نے کہا واللہ ہم ہرگز ان کو اپنے آدمی نہ دیں گے اور بنی قریظہ سے کہا کہ ہم تمہارے اس جیل
 حوالہ کو نہیں سستے۔ اگر تم کو ہمارا ساتھ دینا ہے تو ہمارے ساتھ نکل کر جنگ کرو۔ بنی قریظہ نے کہا جب تک
 تم اپنے آدمی ہمارے پاس رہیں نہ رکھو گے ہم ہرگز محسود سے جنگ نہ کریں گے۔ قریش نے
 اپنے آدمیوں کے دینے سے صاف انکار کر دیا۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان میں آپس
 میں پھوٹ ڈال دی۔

سخت آندھی راوی کہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف ان مشرکین پر یہ قہر نازل ہوا کہ اُس مردی
 کے موسم میں ایسی سخت آندھی چلی کہ تمام ہنڈیاں اور برتن مشرکوں کے اُلٹ گئے۔
 اور ان کا کھانے پینے کا سارا سامان خراب ہو گیا اور مارے مردی کے پریشان ہو گئے۔

مشرکین کی حالت راوی کہتا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین کی اس خرابی
 کی خبر پہنچی۔ آپ نے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کو ان کی خبر لانے کے
 لئے روانہ کیا تاکہ دیکھا جائے کہ لات کو ان کی کیا حالت گزری۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اہل کوفہ میں سے ایک شخص نے حذیفہ بن یمان سے کہا کہ کیا آپ نے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے؟ اور ان کی صحبت میں رہے ہیں؟ حذیفہ نے کہا ہاں۔ اُس شخص
 نے کہا۔ آپ کس طرح کام کرتے تھے؟ حذیفہ نے کہا ہم بڑی محنت کرتے تھے۔ اُس شخص نے کہا اے
 حذیفہ اگر ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہوتے تو آنحضرتؐ کو کبھی زمین پر
 نہ چلنے دیتے اپنی گردنوں پر سوار رکھتے۔

حذیفہ نے کہا اے میرے بھائی کے فرزند میں خندق کی جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے ساتھ تھا۔ آپ نے نماز کے بعد صحابہ سے فرمایا کہ ایسا کون شخص ہے کہ جو ہم کو مشرکین کی خبر
 لا دے اور میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اُس شخص کو جنت میں میرا رفیق کرے۔

حذیفہ کہتے ہیں خوف اور بھوک اور مردی کی شدت سے کوئی شخص کھڑا نہ ہوا تب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو طلب کیا۔ میں کھڑا ہوا۔ آنحضرتؐ نے مجھ سے فرمایا کہ اے حذیفہ
 تم جا کر دیکھو کہ مشرک کیا کر رہے ہیں؟ اور کسی سے کچھ نہ کہنا سیدھے ہمارے پاس چلے آنا۔
 حذیفہ کہتے ہیں۔ میں جب مشرکوں میں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ آندھی نے سب کو پریشان کر رکھا ہے

نہ آگ جلتی ہے نہ خیر کھڑا ہوتا ہے۔

پھر اسی وقت ابوسفیان کھڑا ہوا اور کہنے لگا اے قریش! تم ایسی جگہ آٹھرے ہو کہ جہاں جوتیاں تک ٹوٹ گئیں۔ بنو قریظہ نے ہم سے عہد خلائی کی اور ایسی باتیں کہیں جو ہم کو بہت ناگوار گزریں اور ہوانے ہم کو ایسا پریشان کیا ہے کہ ہم کو کسی طرح کا اطمینان نہیں ہے نہ آگ جلتی ہے نہ خیر قائم رہتا ہے۔ پس میں تو یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اب تم مکہ کو واپس چلے چلو۔ پھر ابوسفیان اپنے اونٹ کے پاس آیا۔ اُس کے رتی بندھی ہوئی تھی۔ ابوسفیان بدحواسی میں اونٹ پر سوار ہو کر اُس کو مارنے لگا۔ تب ایک اور شخص نے اُس کا بند کھول دیا اور ابوسفیان روانہ ہوا۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو منع نہ فرماتے تو ضرور میں ابوسفیان کو ایک تیرا کو قتل کر دیتا۔

حذیفہ کہتے ہیں پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اُس وقت کھڑے ہوئے ایک چادر اوڑھے نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو دیکھا اپنے پیروں میں مجھ کو داخل کر لیا اور چادر مجھ پر ڈال دی۔ پھر کوٹ اور سجدہ کر کے سلام پھیرا۔ میں نے سارا وقتہ عرض کیا۔

قریش کے واپس جانے کا خیر سنتے ہی غطفان بھی واپس اپنے ملک کو چلے گئے۔



غزوہ بنی قریظہ

یہود سے جنگ کا حکم | ابن اسحاق کہتے ہیں شہد بھری میں جبکہ مسلمان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خندق سے واپس ہو کر مدینہ میں داخل ہوئے اور مسلمانوں نے اپنے ہتھیار اُتار کر رکھے۔ ظہر کے وقت جبرائیل استبرق کا سفید عمامہ سر پر باندھے منچ پر سوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور کہا یا رسول اللہ کیا آپ نے ہتھیار رکھ دیئے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ جبرائیل نے کہا۔ فرشتوں نے تو ابھی ہتھیار نہیں رکھے اور نہ ابھی تک وہ قریش کے تعاقب سے واپس ہوئے ہیں۔ اور آپ کو خدا نے حکم فرمایا ہے کہ ابھی بنی قریظہ کی مہم پر تشریف لے جائیے اور میں بھی انہی کی طرف جا رہا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگوں میں آواز دو کہ شخص سنے اور اطاعت کرنے والا ہے وہ عصر کی نماز بنی قریظہ میں پڑھے اور مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ام مکتوم کو حاکم مقرر کیا۔

ہزاروں دستہ | پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب کو لشکر کا نشان دیا۔ ہزاروں دستہ | آگے روانہ کیا اور بہت سے مسلمان بھی ان کے ساتھ ہوئے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ بنی قریظہ کے قلعوں کے پاس پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ان کے گستاخانہ کلمات سن کر آپ کی خدمت میں واپس آئے اور راستہ میں آپ سے ملاقات کی اور عرض کیا اگر آپ بذات خاص ان خبیثوں کی طرف تشریف نہ لائیں تو کچھ حرج نہیں ہے۔ رسول مقبول نے فرمایا میں سمجھتا ہوں کہ تم نے ان کو مجھے برا بھلا کہتے سنا ہے۔ علیؑ نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا اگر وہ مجھے دیکھ لیں گے تب پھر کچھ نہ کہیں گے۔ پھر جب آپ ان کے قلعوں کے پاس پہنچے فرمایا اے بندوں کے بھائیو!

تمہے دیکھا کہ خدا نے تم کو کس طرح ذلیل کیا اور کیسا عذاب تم پر نازل کیا۔ بنی قریظہ نے کہا۔ آپ تو ناواقف نہیں۔

جبرائیل علیہ السلام | بنی قریظہ کے پاس پہنچنے سے پہلے رسول اللہ علیہ وسلم کا مع صحابہ کے چند لوگوں کے پاس سے گزر ہوا۔ آپ نے ان سے دریافت کیا کہ یہاں سے کوئی شخص گزرا ہے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وحیہ بن خلیفہ کلبی سفید خنجر پر سوار جس کا زین پوش دیباچ کا تھا یہاں سے گزرے ہیں۔ حضور نے فرمایا وہ جبرائیل تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس لئے بھیجا تھا کہ بنی قریظہ کے قلعوں کی بنیادیں متزلزل کر دیں اور ان کے دلوں پر خوف اور رعب غالب کریں۔

نماز کی ادائیگی | الغرض جب رسول اللہ بنی قریظہ کے پاس پہنچے۔ ان کے ایک کنوئیں پر جس کو بیرانا کہتے ہیں آپ نے قیام کیا اور مسلمان آپ کی خدمت میں آکر جمع ہونے شروع ہوئے۔ یہاں تک کہ بعض لوگ عشاء کے بعد تک آئے اور عصر کی نماز ان لوگوں نے نہ پڑھی تھی۔ کیونکہ آپ نے حکم دیا تھا کہ سب بنی قریظہ میں پہنچ کر عصر پڑھیں۔ پس یہ لوگ سلمان جنگ کی تیاری کرنے میں مصروف ہو گئے اور آنحضرت کے پاس آئے شروع ہوئے اور یہیں آپ کے پاس عشاء کی نماز کے بعد ان لوگوں نے عصر کی نماز پڑھی۔ آپ نے ان لوگوں کو کچھ نہ کہا اور یہی اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ان کی برائی بیان کی۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچیس باتیں بنی قریظہ کا محاصرہ رکھا یہاں تک کہ یہ سخت تنگی میں گرفتار ہوئے اور خداوند تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ راوی کہتا ہے قریش اور غطفان کے جانے کے بعد حنی بن اخطب بنی نضیر کا سردار بنی قریظہ میں کعب بن اسد کے پاس عہد کے مطابق آگیا تھا جس کا ذکر ہو چکا ہے۔

بنی قریظہ کا محاصرہ | جب بنی قریظہ کو یقین ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر ان کو مطیع کئے واپس نہ ہوں گے۔ تب کعب بن اسد نے اپنی قوم سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے یہودیو! جس حالت اور مصیبت میں تم مبتلا ہو اُس کو تم خود دیکھ رہے ہو۔ اب میں تم سے تین باتیں کہتا ہوں ان میں سے جو بات تم کو پسند ہو اُس کو قبول کرو۔ یہودیوں نے کہا وہ کیا باتیں ہیں ان کو بیان کرو۔ کعب بن اسد نے کہا پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم ان شخص کا اتباع کریں اور ان کی تصدیق بھالائیں۔ کیونکہ اللہ یہ بات تم پر ظاہر ہو گئی ہے کہ یہ سچے نبی ہیں اور

وہی رسول ہیں جن کو تم اپنی کتابوں میں لکھا ہوا پاتے ہو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو اپنی جان و مال اور اولاد اور عورتوں کو محفوظ رکھو گے۔ یہودیوں نے جواب دیا کہ ہم تو لات کے مذہب کو چھوڑنا نہیں چاہتے اور نہ دوسرا مذہب اختیار کرتے ہیں۔

کعب نے کہا جب تم اس بات کو قبول نہیں کرتے تو اپنی تلواریں کھینچ کر محمدؐ اور ان کے اصحاب پر جا پڑو اور پہلے اپنے بچوں اور عورتوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کرو۔ پھر خود لو کر قتل ہو جاؤ۔ یا جیسا خدا فیصلہ کرے۔ اگر تم محمدؐ پر غالب ہوئے تو پھر تمہارے ملے اور بہت سی عورتیں اور اولاد مہیا ہو جائے گی۔ اور اگر تم قتل ہوئے تب تمہیں اپنے اہل و عیال کی طرف سے کچھ کھٹکا نہ رہے گا۔ یہودیوں نے کہا ہم اپنی اولاد اور عورتوں کو کیسے بے گناہ قتل کر دیں۔ پھر ہم کو ان کے بعد اپنی زندگی کا کیا نفع رہے گا۔ کعب بن اسد نے کہا اچھا پھر یہ کام کہو کہ آج ہفتہ کی رات ہے اور مسلمان ہماری طرف سے بے فکر ہیں۔ تم ہاتھوں رات ان پر شہ خون مارو۔ شاید اس ترکیب سے تم کامیاب ہو جاؤ۔ یہودیوں نے کہا ہم ہفتہ کے روز کیسے جنگ کر سکتے ہیں کیونکہ ایسی ہی بے اعتدالیوں سے ہمارے پہلے لوگ مسخ ہو گئے۔

ابولبابہ کی توبہ پھر ان سب لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درخواست بھیجی کہ ابولبابہ بن منذر کو ہمارے پاس بھیج دیجئے۔ ہم ان سے مشورہ کریں گے۔ ابولبابہ بنی عمرو بن عوف میں سے تھے اور بنی قریظہ ان کے حلیف تھے۔ آپؐ نے ابولبابہ کو بنی قریظہ کے پاس بھیج دیا۔ جب ابولبابہ ان کے پاس پہنچے تو بنی قریظہ کے بہت سے مرد و عورت ان کے سامنے روئے اور جینے لگے۔ ابولبابہ کو ان کی حالت بہ دم آگیا اور انہوں نے کہا اے ابولبابہ کیا تم یہ مشورہ دیتے ہو کہ ہم محمدؐ کے حکم پر اتر آئیں۔ ابولبابہ نے کہا ہاں اور اپنے ہاتھ سے اپنے حلق کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ واضح ہوتا ہے۔

ابولبابہ کہتے ہیں وہاں سے میں ہلنے نہ پایا تھا کہ اُسی وقت مجھ کو خیال ہوا کہ میں نے خدا و رسول کی خیانت کی۔ اُسی وقت وہاں سے واپس ہو کر میں مسجد میں آیا اور ایک ستون سے اپنے آپ کو باندھ دیا اور رونے لگا۔ اور دل میں عہد کیا کہ جب تک اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول نہ فرما سکے گا۔ میں ہرگز اس ستون سے جدا نہ ہوں گا اور بنی قریظہ میں جہاں میں نے خدا و رسول کی خیانت کی ہے ہرگز بھی نہ جاؤں گا۔

آیت قرآنی ابن ہشام کہتے ہیں ابولبابہ ہی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ
وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ (۲۴: ۸)

اے مومنو! تم خدا اور رسول کی خیانت نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو۔ حالانکہ تم خیانت کی خرابی کو جانتے ہو۔

جب ابولبابہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے میں دیر ہوئی اور آنحضرتؐ کو یہ سارا واقعہ معلوم ہوا۔ فرمایا اگر ابولبابہ میرے پاس حاضر ہوتا میں اُس کے لئے دُعائے مغفرت کرتا۔ اب جو خود اُس نے ایسی حرکت کی ہے میں بھی اس کو رہا نہیں کرتا۔ جب تک کہ اللہ تعالیٰ اُس کی توبہ قبول نہ فرمائے۔

توبہ کی قبولیت ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام سلمہ کے مکان میں تھے کہ آپؐ ہنس پڑے۔ ام سلمہؓ نے عرض کیا آپؐ کس بات پر ہنستے ہیں؟ اللہ آپؐ کو ہمیشہ ہنستا رکھے۔ فرمایا ابولبابہ کی توبہ قبول ہو گئی۔ ام سلمہؓ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا میں جا کر ابولبابہ کو یہ خوشخبری پہنچا دوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں اختیار ہے۔

پس ام سلمہؓ نے اپنے حجرہ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر آواز دی اور یہ اُس وقت کی بات ہے جب عورتوں پر پردہ عائد نہیں ہوا تھا، کہ اے ابولبابہ تم کو خوشخبری ہو کہ تمہاری توبہ اللہ نے قبول کی۔ لوگ دوڑے کہ ابولبابہ کو ستون سے کھول دیں۔ ابولبابہؓ نے لوگوں کو منع کیا کہ کوئی مجھ کو ہاتھ نہ لگائے۔ جب رسول اللہؐ مجھ کو خود اپنے دست مبارک سے کھولیں گے جب میں کھلون گا۔ چنانچہ جب رسول اللہؐ اس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمع کی نماز کے لئے باہر تشریف لائے تب آپؐ نے ابولبابہ کو کھولا۔

ابن ہشام کہتے ہیں چھ بات ابولبابہ ستون سے بندھے رہے۔ جب نماز کا وقت ہوتا ان کی بیوی ان کو کھول دیتی تھیں اور نماز کے بعد پھر ان کو باندھ دیتی تھیں اور ان کی توبہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔

وَاخْرَجْنَاهُمْ مِّنْ دِينِهِمْ فَخَلَطُوا مَعَ فَوَارِحِ آلِ عَسَىٰ ۖ فَكَذَّبُوا
أَن يَكُفَّ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَنِ اللَّهِ ۖ فَخَلَطُوا مَعَ فَوَارِحِ آلِ عَسَىٰ ۖ فَكَذَّبُوا
(۱۰۱: ۹)

اور دوسرے لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کیا اور اچھے اور بُرے دونوں

طرح کے اعمال کے مرتکب ہوئے۔ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرمائے۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“

چند لوگوں کا قبول اسلام | ابن اسحاق کہتے ہیں جب بنی قریظہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اتر آئے تب ثعلبہ بن مسعیہ اور سعید بن مسعیہ اور اسد بن

عبید جو بنی ہل میں سے تھے یعنی نہ قریظہ میں سے اور نہ نضیر میں سے بلکہ قریظہ کے چچا زاد بھائی تھے اسی رات اسلام لائے جس رات بنی قریظہ حضور کے حکم پر اترے۔

اسی رات کو عمرو بن سعد قرظی بنی قریظہ میں سے نکل کر آپ کے پرہیزگار محمد بن مسلمہ کے پاس گزرے۔ جب محمد بن مسلمہ نے ان کو دیکھا۔ پوچھا کون ہے؟ انہوں نے کہا میں عمرو بن سعد ہوں۔ ادھر یہ وہ شخص تھے جنہوں نے بنی قریظہ کا اُس وقت ساتھ نہ دیا تھا جب کہ انہوں نے آنحضرتؐ کا عہد توڑا۔ اور عمرو نے اس وقت کہہ دیا تھا کہ میں محمدؐ سے کبھی عذر نہ کہوں گا۔ اب اس وقت جو محمد بن مسلمہ نے اُن کو پہچانا تو اُن کو کچھ نہ کہا اور جانے دیا۔

عمرو بن سعد وہاں سے مسجد نبوتی کے دروازے پر آئے اور پھر اُن کا پتہ نہ چلا کہ کہاں گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب یہ ذکر کیا گیا آپ نے فرمایا وہ ایسا شخص تھا کہ اُس کے عہد کو پورا رکھنے کے سبب خدا نے اُسے نجات دی۔

سعد بن معاذ کی شالشی | پھر جب صحیح کو بنی قریظہ آنحضرتؐ کے حکم سے اتر آئے۔ قبیلہ اوس نے

کے نہیں ہیں۔ اور آپ نے ہمارے خزر جی بھائیوں کے حق میں کل ہی وہ فیصلہ فرمایا ہے جس کو آپ جانتے ہیں۔ یعنی بنی قریظہ سے پہلے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قینقاع کا محاصرہ کیا تھا اور وہ بنی خزر جی کے حلیف تھے اور رسول کریم کے حکم پر اتر آئے تب آپ نے ان کو عبد اللہ بن ابی بن سلول کو بخش دیا تھا۔ یہی درخواست اب قبیلہ اوس نے کی۔ رسول اکرمؐ نے فرمایا اسے اوس کے لوگو! کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تمہارے ہی قبیلہ کا سردار بنی قریظہ کے متعلق فیصلہ کرے۔ اوس نے عرض کیا ہاں اس بات سے ہم راضی ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا پس تو سعد بن معاذ کو اختیار ہے وہ جو چاہیں فیصلہ کریں۔

خندق کی جنگ میں سعد بن معاذ تیر کے گھنٹے سے زخمی ہو گئے تھے اور آپ نے ان کو ایک عورت رفیدہ نامی کے غیمہ میں بھیج دیا تھا۔ یہ عورت ثواب سمجھ کر زخمیوں کا علاج اچھی طرح کیا کرتی

تھی اور بڑی تجربہ کار تھی اور حضور نے سعد بن معاذ سے فرمادیا تھا کہ جب تک بنی قریظہ کی مہم سے واپس نہ آؤں تم نہیں رہو۔

جب آپ نے سعد بن معاذ کو اس فیصلہ کا حکم بنایا تو انصار فوراً دوڑتے ہوئے سعد بن معاذ کے پاس گئے اور ایک گدھے پر خوب نرم کپڑا ڈال کر ان کو سوار کیا۔ راوی کہتا ہے سعد جہیم اور جہویرت شخص تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر آئے اور راستہ میں ان سے کہنے لگے کہ اے سعد تم اپنے موالی یعنی قریظہ پر احسان کرنا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو اسی واسطاس فیصلہ کا حکم بنایا ہے تاکہ تم احسان کرو۔ سعد نے کہا سعد ایسا شخص نہیں ہے جن کو خدا کے معاملہ میں کسی کی ملامت کا ڈر ہو۔ یہ جواب سن کر بہت سے لوگ تو اسی وقت سعد کے پاس سے چلے گئے اور سعد کے فیصلہ کرنے سے پہلے ہی فقط اسی بات کو سن کر بنی عبد الاشمل میں جا کر بنی قریظہ کے قتل کی خبر مشہور کر دی۔ سعد بن معاذ جس وقت رسول اکرم کے سامنے پہنچے تو آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ اپنے سردار کے لئے کھڑے ہو۔ مہاجرین جو قریش میں تھے ان کا تو یہ بیان ہے کہ یہ خطاب آپ نے انصار سے کیا اور انصار یہ کہتے ہیں کہ حضور کا یہ خطاب عام طور پر سب کا تھا۔

انصار نے جب سعد بن معاذ کو دیکھا کہا اے سعد رسول خدا نے تم کو تمہارے موالی کے متعلق فیصلہ کرنے کے لئے حکم بنایا ہے۔ سعد بن معاذ نے کہا کیا تم خدا کے عہد اور میثاق پر قائم رہو گے اور جو حکم میں کروں اس کو تسلیم کرو گے۔ انصار نے کہا بیشک ہم تسلیم کرتے ہیں۔

راوی کہتا ہے سعد بن معاذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے سبب سے آپ کی طرف سے منہ پھیرے ہوئے تھے۔ سعد نے کہا تو میں یہ حکم کرتا ہوں کہ بنی قریظہ کے جوان مردوں کو قتل کیا جائے اور عورتوں اور بچوں کو قید کیا جائے۔ بنی کریم نے سعد کے اس فیصلہ کو سن کر فرمایا اے سعد تم نے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا۔

یہود کا قتل | اہل علم کا بیان ہے کہ حضرت علیؑ اور زبیر بن عوام لشکر کے ساتھ بنی قریظہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ آج یا تو میں بھی حمزہؑ کی طرح شہید ہوں گا یا ان کے قلعہ کو فتح کر کے چھوڑوں گا۔ بنی قریظہ نے کہا اے محمدؐ! ہم سعد بن معاذ کے حکم پر اترتے ہیں۔ چنانچہ ان سب کو گرفتار کر لیا گیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں لا کر ان کو بنی نجران میں سے ایک عورت بنت حارث کے مکان میں مقید کیا۔ پھر آنحضرتؐ مدینہ کے بازار میں تشریف لائے اور وہاں ایک طرف چند گڑھے کھدوائے۔ پھر یہود بنی قریظہ کو بلا کر قتل کرنا شروع کیا پھوٹے

متوڑے متوڑے آتے تھے اور قتل کئے جاتے تھے۔ یہ سب یہودی چھ سو یا سات سو تھے اور بعض کہتے ہیں کہ آٹھ سو اور نو سو کے درمیان تھے۔

جب ان لوگوں کو لا کر قتل کیا جا رہا تھا تو انہوں نے کعب سے کہا کہ اے کعب یہ ہمارے لوگوں کو کہاں لے جا رہے ہیں۔ کعب نے کہا کیا تم کسی جگہ بھی نہیں سمجھتے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ جو تم میں سے جاتا ہے وہ واپس نہیں آتا۔ واللہ! یہ لوگ ضرور قتل کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب کے قتل سے ناراض ہوئے۔

حجی بن اخطب کا قتل | اسی وقت دشمن خداحی بن اخطب بھی بندھا ہوا حضور کی خدمت میں پیش کیا گیا اور آپ کو دیکھتے ہی اُس نے کہا کہ تمہاری عداوت کرنے میں میں نے اپنے نفس کو ملامت نہیں کی مگر خدا جس کو شکست دے وہ شکست ہی کھاتا ہے۔ پھر اُس نے لوگوں کی طرف منیٰ طیب ہو کر کہا کہ اے لوگو! خدا کا حکم اور اُس کی تقدیر اسی طرح سے جاری ہوئی تھی اور اس خون ریزی کو اُس نے بنی اسرائیل کے لئے لکھ دیا تھا۔ پھر اس کی بھی گردن مار دی گئی۔

ایک عورت سے قصاص | حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں بنی قریظہ کی عورتوں میں سے ایک عورت کے بوا اور کوئی عورت قتل نہیں کی گئی اور اُسے اس لئے قتل کیا گیا کہ اس نے خلد بن سوید کے سر پر چکی کا پاٹ گرا کر ان کو شہید کیا تھا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں مجھ کو اس بات کا تعجب ہے کہ عورت بالکل اطمینان کے ساتھ منہس بول رہی تھی حالانکہ اس کو اپنے قتل کئے جانے کی خبر تھی اور قتل ہونے کے وقت تک میرے پاس ہنستی رہی کراتنے میں ایک شخص نے آواز دی فلاں عورت کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا میں یہاں ہوں۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے کہا تجھ کو غرابی ہو کیا بات ہے؟ اُس نے کہا میں قتل کی جاؤں گی۔ چنانچہ لوگ اس کو لے گئے اور اُس کی گردن مار دی۔

زبیر بن باطا قرظی کا واقعہ | بنی قریظہ میں ایک شخص زبیر بن باطا قرظی نامی تھا۔ اس نے جاہلیت کے زمانہ میں ثابت بن قیس بن شماس پر احسان کیا تھا یعنی بھاٹ کی جنگ میں جبکہ ثابت گرفتار ہو گئے تھے۔ تب زبیر بن باطا نے ان کی پیشانی کے بال کتر کر ان کو آزاد کر دیا۔ اب اس موقع پر زبیر بن ثابت کے پاس آیا اور کہا اے ثابت مجھ کو پہچانتے ہو

ثابت نے کہا ہاں تجھ جیسا آدمی تجھ جیسے شخص کو کیوں نہ پہچالے گا۔ نہ بیر نے کہا اب میں یہ چاہتا ہوں کہ تم مجھ کو پناہ دلو اور ثابت نے کہا اچھی بات ہے نیک آدمی نیکی کا بدلہ دیتا ہے۔ پھر ثابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! نہ بیر کا مجھ پر احسان ہے میں چاہتا ہوں کہ اُس کے احسان کا بدلہ اُس کو دوں۔ آپ نے فرمایا ہم نے اُس کو تجھے بخشا۔ ثابت نے نہ بیر سے اکر کہا کہ حضور نے تجھ کو پناہ دیدی اور تیرا خون بخش دیا۔ نہ بیر نے کہا میں ایک بوڑھا شخص ہوں۔ جب میرے بال بچے زندہ رہوں گے تب میں زندہ رہ کر کیا کروں گا۔

ثابت پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ قربان ہوں اس کی بیوی اور اولاد کو بھی مجھے عنایت فرمائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو بھی تمہیں بخشا۔ ثابت پھر اس کے پاس آئے اور کہا تیری بیوی بچوں کا خون بھی رسول کریم نے بخش دیا۔ اس نے کہا جہاز میں ایسے گھر کے لوگ جن کے پاس کچھ نہ ہو کیونکر زندہ رہیں گے۔ ثابت پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اس کا مال بھی تجھ کو بخش دیجئے۔ آپ نے فرمایا وہ بھی تم کو بخشا۔ ثابت نے نہ بیر سے اکر کہا تیرا مال بھی نبی اکرم نے بخش دیا ہے۔ نہ بیر نے کہا اے ثابت ہمارے قوم کا سردار کعب بن اسد کیا ہوا؟ ثابت نے کہا وہ قتل ہو گیا۔ نہ بیر نے کہا اور ہر غائب و حاضر کا سردار جی بن اخطب کیا ہوا۔ ثابت نے کہا وہ بھی قتل ہوا۔ نہ بیر نے کہا اور عزال بن سہم ال جو ہمارا پشت پناہ تھا وہ کیا ہوا؟ ثابت نے کہا وہ بھی قتل ہوا۔ نہ بیر نے کہا بنی کعب بن قریظہ اور بنی عمرو بن قریظہ کیا ہوئے؟ ثابت نے کہا سب قتل کئے گئے۔ نہ بیر نے کہا اے ثابت میں تو مجھ کو بھی میری قوم کے پاس پہنچا دے۔ میں اُن کے بعد زندگی کو بہتر نہیں سمجھتا اور ان سے ملنا چاہتا ہوں۔ ثابت نے لے جا کر اُس کی گردن مار دی۔

راوی کہتا ہے جب حضرت ابوبکرؓ نے اس کی یہ بات سنی کہ میں اپنی قوم سے ملنا چاہتا ہوں تو فرمایا واللہ! وہ دوزخ میں ہمیشہ اُن سے ملتا رہے گا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں بنی قریظہ میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن عظیم اور رفیعہ لوگوں کے قتل کرنے کا حکم دیا تھا جو بالغ ہو چکے تھے۔ عطیہ قرظی کہتے ہیں مجھ کو بھی دیکھا گیا مگر میرے زیرِ ناک بال نہ تھے۔ چنانچہ مجھ کو بچہ خیال کر کے چھوڑ دیا۔

سلفی ہنر قیس منذر کی ماں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ بنی عدی بن شہار میں سے تھیں اور جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تھی اور آپ سے

بیعت کی تھی۔ انہوں نے آپ سے رفاعہ بن سہمال قرظی کی جان بخشی کا سوال کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ رفاعہ کو مجھے بخش دیجئے۔ وہ کہتا ہے میں نماز پڑھوں گا اور اونٹ کا گوشت کھاؤں گا۔ رسول اکرم نے اسے اُن کو بخش دیا۔

اموال کی تقسیم | ابن اسحاق کہتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قریظہ کی عورتوں اور بچوں اور مالوں کو مسلمانوں پر تقسیم کیا۔ معلوم ہو کہ رسول اللہ نے اس مال میں سے خمس نکال کر دو حصے گھوڑے کے مقرر کئے اور ایک حصہ سواہ کا اور ایک حصہ پیدل کا یعنی سواہ کے تین حصے اور پیدل جس کے پاس گھوڑا نہ تھا اُس کے لئے ایک حصہ مقرر کیا۔ بنی قریظہ کی جنگ میں مسلمانوں کے پاس چھپتیس گھوڑے تھے۔

راوی کہتا ہے مال غنیمت کی تقسیم کا یہی طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جاری ہوا۔ پھر آنحضرت نے بنی قریظہ کی عورتوں میں سے ایک عورت ریحانہ بنت عمرو بن عتافہ اپنے لئے منتخب فرمائیں اور یہ عورت رسول اللہ ہی کے پاس رہیں۔ یہاں تک کہ اُن کا انتقال ہوا۔

آنحضرت نے ان سے ارشاد کیا تھا کہ تم مجھ سے شادی کر لو اور پردہ میں داخل ہو جاؤ۔ انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! مجھ کو آپ اپنی ملکیت میں رہنے دیجئے۔ یہ میرے لئے زیادہ آسان ہے۔

آنحضرت نے اُن کو اُسی حالت پر رہنے دیا۔ جب آنحضرت نے ریحانہ سے اسلام کی بات کی۔ تو ریحانہ نے انکار کیا۔ آپ کو یہ انکار ناگوار گزرا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کو جو تئوں کی آہٹ آئی۔ فرمایا یہ ثعلبہ بن سعید ریحانہ کے اسلام لانے کی خوشخبری لے کر آ رہے ہیں کہ اتنے میں ثعلبہ آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ریحانہ نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ حضور اس بات سے بہت خوش ہوئے۔



باب ۱۱

ارشادات قرآن مجید

آیات قرآنی | ابن اسحاق کہتے ہیں غزوہ خندق اور بنی قریظہ کے متعلق سورہ احزاب میں یہ آیات نازل فرمائی ہیں جن میں مسلمانوں پر اپنی نعمت اور دشمنوں کو دفع کرنے اور منافقوں کی گفتگو کا ذکر فرمایا ہے :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا (۹۱:۳۳)

ترجمہ :- اے ایمان والو! خدا کی نعمت کو یاد کرو جو اُس نے تم پر کی جس وقت کہ تم پر چاروں طرف سے لشکر آئے پس ہم نے اُن پر آندھ اور ایسے لشکر بھیجے جن کو تم نہ دیکھتے تھے (یعنی فرشتوں کو بھیجا) اور اللہ تمہارے کاموں کو دیکھنے والا ہے ۔“

إِذْ جَاءُوكُم مِّن فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنكُمْ وَإِذْ تَرَأْتُمُ الْكَفَّيَسَ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِاللَّهِ الظُّنُونًا

جبکہ انہوں نے تم پر اوپر کی جانب اور نیچے کی جانب سے حملہ کیا اور جبکہ تمہاری آنکھیں ہیرت سے پھر گئیں اور تمہارے دل تمہارے حلق کو آگئے تھے اور تم خدا کے ساتھ طرح طرح کے گمان کرتے تھے ۔“

هَٰذَا يَوْمُ الْبُتْرِ الَّذِي وَعَدْنَا لَكُمْ وَإِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَمٌ تَدَاوَعْنَا اللَّهُ وَلَهُ الْمُغْلِبُونَ (۱۳:۳۳)

وہاں مسلمانوں کی خوب آزمائش کی گئی اور دل کے خوف سے خوب ہلائے اور لرزش دیئے گئے اور جبکہ منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرم تھا کہتے تھے کہ اللہ اور اُس کے رسول نے محض فریب دینے کے لئے ہم سے وعدہ کر رکھا تھا ۔

وَاذْكُرْ قَاتِلَ ظُلُمٍ مِّنْهُمْ يَأْتِيكُمُ اللَّعْنَةُ فَاصْطَبَعُوا بِهَا ذُنُوبَهُمْ

فَرِيقٌ مِنْهُمْ الْقَبِيحُ يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ وَمَا هِيَ بِأَعْوَرَةً رَأَتْ
تَوْبَةً عَلَيْهِمْ وَأَنَّهُمْ سَاءَ بَرَاءُونَ

ترجمہ :- اور جب انہی میں سے ایک گروہ نے کہا اسے اہل مدینہ اس لشکر میں تمہارا ٹھکانا نہیں ہے اس لئے
تم واپس چلے جاؤ۔ اور ایک فریق منافقوں میں سے نبی سے اجازت لیتا تھا کہتے تھے ہمارے
گھر خالی ہیں حالانکہ وہ خالی نہ تھے۔ یہ منافق صرف لڑائی سے بھاگنا چاہتے تھے۔
وَلَوْ دَخَلَتْ عَلَيْهِمْ مِنْ آقْطَايِهِ هَآئِلَةٌ مَسْلُومَةٌ أَلْفَلَاكٌ لَأَكْثَرُوا مَا تَلَبَّثُوا فِيهَا
إِنَّهُمْ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ كَانُوا أَفْكَارًا وَمُنَافِقِينَ قَبْلُ لَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا بِالَّذِي كَانُوا
عَمِلُوا اللَّهُ مَسْئُومٌ

اور اگر منافقوں پر چاروں طرف سے مدینہ کے دشمن گھس آئیں اور ان سے مسلمانوں کا مقابلہ کرنے
کو کہیں تو یہ فوراً انہیں اور دیر نہ کریں مگر تھوڑی سی۔ اور بے شک پہلے انہوں نے خدا سے عہد کیا تھا کہ
پشت نہ پھیریں گے جہاد سے اور خدا کے عہد کی بابت ضرور سوال کیا جائے گا۔
قُلْ لَنْ يَنْفَعَكُمْ الْفِرَارُ إِنْ فَرَرْتُمْ مِنَ الْمَوْتِ أَوِ الْقَتْلِ فَإِذَا تَلَبَّثْتُمْ إِنْ
قِيلَ لَهُ قُلْ مَنْ يَمْلِكُ مِنْ عَمَلِ اللَّهِ إِنَّ آيَاتِهِ لَبُكَارٌ وَسُوءٌ آوَادٌ لَكُمْ سَاءَ حَظُّكُمْ
وَلَا يَجِدُونَ لَهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ ذِكْرًا لِيَأْخُذُوا ذَلِكُمْ قِيلَ لَهُمْ
کہدو اے منافقو! تم کو موت یا قتل سے بھاگنا نفع نہ دے گا اور اس وقت تم فائدہ نہ دے
جاؤ گے مگر تھوڑا سا کہدو کون شخص ہے جو تم کو خدا سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔ اگر وہ تمہارے
ساتھ بڑائی یا بھلائی کا ارادہ کرے اور وہ خدا کے جوا اپنے لئے مددگار اور حمایتی نہ
پائیں گے۔

قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الْمَعْوِفِينَ مِنْكُمْ وَالْقَائِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ لَا يَأْتُونَ الْبَاسَ
إِنَّ قَلِيلًا

(۱۸-۲۳)

بے شک خدا جانتا ہے ان لوگوں کو تم میں سے جو لوگوں کو جہاد میں جانے سے روکتے ہیں اور اپنے
بھائیوں کو بھگاتے ہیں اور خود جنگ میں نہیں جاتے مگر تھوڑا سا (یعنی کبھی کبھی)
أَشْحَابٌ عَلَيْكُمْ فَإِذَا جَاءَ الْخَوْفُ سَرَّاهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ مَدْرَسًا مَعْنَاهُ
كَأَنَّهُمْ يَخِشَوْنَكَ فَإِذَا دَهَبَ الْخَوْفُ لَقُواكَ بِالْأَسِنَّةِ
حِدَادٍ أَشْحَابٍ عَلَى الْخَيْرِ

ترجمہ :- اور تمہارے حق میں بخیلی کرتے ہیں۔ اُن کی آنکھیں اس طرح پھرتی ہیں۔

جیسے موت کی غشی والے کی آنکھیں پھرتی ہیں۔ پھر جب خوت جاتا رہتا ہے تب تم سے تیز زبانی کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں مالِ قیمت میں بخیلی کرنے والے۔

وَإِن يَأْتِ الْخَزَائِبَ يُوقَدُوا لَهُمْ يَادُونَ فِي الْأَسْرَابِ يَسْتَخْلِفُونَ عَنْ أَنْبَاءِهِمْ
وَقُلُوا لَهُمْ مَا تَتْلُوا وَإِلَّا قَبِيلًا ۝

اور اگر پھر لشکر موجود ہوں تو یہ منافق یہی چاہیں کہ کاش یہ دیہات میں کہیں نکل جائیں اور تمہاری خبریں دریافت کتے رہیں اور اگر تمہارے ساتھ جنگ میں شریک بھی ہوں تو وہ ٹریں گے یہ لوگ مگر تھوڑا سا۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ
وَالْيَوْمَ الْآخِرَ ۝ (۲۱: ۳۳)

بے شک تمہارے واسطے اے مسلمانو (یعنی) اُن لوگوں کے لئے جو خدا اور روزِ آخرت کے عذاب سے ڈرتے اور کثرت سے یادِ اللہ کیا کرتے تھے (پیروی کرنے کو) رسولِ اللہ کا عمدہ نمونہ موجود ہے۔

وَلَمَّا بَاعَ الْمُؤْمِنُونَ الْأَخْزَابَ قَالُوا هَذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ
وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ ۝ وَمَا كَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا ۝

اور جب پتے مسلمانوں نے (دشمنوں کے) گروہوں کو دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ تو وہی (موقع) ہے جس کا خدا اور رسول نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور خدا اور اُس کے رسول نے سچ فرمایا تھا اور اس موقع کے پیش اُن سے ان کا ایمان اور فرمانبرداری کا شیوہ زیادہ ہوا۔

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضَىٰ
نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَلْتَمِزُ مَا يَدْعُو تَبْدِيلُهُ لِيُجْزِيَ اللَّهُ الصَّادِقِينَ
بِمِثْقَلِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ إِن شَاءَ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ
كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝

مومنوں میں سے بعض تو ایسے ہیں کہ خدا کے ساتھ جنہوں نے (جاں نثاری) کا عہد کیا تھا اُس میں سچے اُترے، سو بعض تو اُن میں سے اپنی منت پوری کر گئے (یعنی شہید ہوئے) اور بعض اُن میں سے (شہادت) کے منتظر ہیں اور انہوں نے اپنی (بات میں) کچھ رد و بدل نہیں کیا (یہ جنگ

اسی لئے پیش آئی کہ خدایتے مسلمانوں کو ان کے سچ کا عوض دے اور منافقوں کو چاہے سزا دے یا رچاہے، توبہ کی توفیق دے کہ ان کی توبہ قبول فرمائے بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔“

وَرَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِغَيْطِهِمْ كَفَتَانَا لَوْ أَحْيَا كَفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ
الْقِتَالَ وَكَانَ اللَّهُ قَوِيًّا مُزِيًّا ۖ وَانزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوا هُمْ وَأَمْمَرَهُمْ أَهْلُ
الْكِتَابِ مِنْ صَيَاصِيهِمْ وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الْمُغَيْبَ فَرِيقًا تَقْتُلُونَ وَ
تَأْمُرُونَ فَرِيقًا ۖ وَأَوْتَرْتُمْ كُفْرَهُمْ وَأَذْنَبْتُمْ لَهُمْ وَأَمَّا الْبُغْيَاءُ
الَّذِينَ كَفَرُوا فَكَانُوا مُنَافِقِينَ ۖ وَكَانُوا كَذِبًا ۖ وَكَانُوا كَذِبًا ۖ وَكَانُوا كَذِبًا ۖ

ترجمہ :- اور خدا نے کافروں کو مدینے سے، ہٹا دیا (اور وہ) اپنے غصہ میں (بھرے ہوئے ہٹ گئے)۔
ان کو (اس مہم سے) کچھ بھی فائدہ نہ پہنچا اور خدا نے (اپنی مدد سے) مسلمانوں کو لڑنے کی
نوبت دے دی اور اللہ زبردست اور غالب ہے۔ اور اہل کتاب میں سے جو لوگ (یعنی
بنی قریظہ کے یہودی) مشرکین کے مدد گاہ ہوتے تھے خدا ان کو ان کے قلعوں سے نیچے اتار لایا
اور ان کے دلوں میں (تم مسلمانوں کا ایسا) رعب بٹھا دیا کہ تم بے دھڑک (بعض کو ان میں سے
قتل اور بعض کو غلام کرنے لگے اور ان کی زمین اور ان کے گھروں اور ان کے مالوں کا اور ان کے
اُس زمین (غیر) کا جس میں تم نے قدم تک نہ رکھا تھا تم (ہی) کو مالک بنا دیا۔



غزوہ قریظہ کے بعد کے واقعات

حضرت سعد بن معاذ کی شہادت | ابن اسحاق کہتے ہیں جب بنی قریظہ کی مہم سے فراغت ہو گئی تو حضرت سعد بن معاذ کا زخم بننے لگا اور اسی کے سبب سے وہ شہید ہوئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جس وقت سعد بن معاذ کا انتقال ہوا ہے تو رات کا وقت تھا۔ اسی وقت جبرائیل استبرق کا عمامہ باندھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ! یہ ایسا کون بزرگ شخص فوت ہوا ہے جس کے لئے آسمان کے دروازے کھولے گئے ہیں اور عرشِ ہل گیا ہے۔ رسول کریم اسی وقت اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے سعد کے پاس آئے اور دیکھا تو ان کا انتقال ہو گیا تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب مکہ سے واپس آ رہی تھیں تو اسید بن حضیر ان کے ساتھ تھے۔ فرماتی ہیں راستہ میں ایک عورت کے مرنے کی خبر پہنچی۔ اسید رضی اللہ عنہ اس سے بہت رنجیدہ ہوئے۔ حضرت عائشہ نے فرمایا اسے اسید تم ایک عورت کے مرنے پر اس قدر رنج کرتے ہو حالانکہ تمہارے چچا زاد بھائی کا بھی انتقال ہوا ہے جن کی وفات سے عرش ہل گیا۔

حضرت حسن بصری سے روایت ہے کہ سعد بن معاذ ایک جسیم آدمی تھے۔ جب لوگوں نے ان کا جنازہ اٹھایا تو اس کو بہت ہلکا پایا۔ مسلمان کہنے لگا واللہ! ایسے جسیم شخص کا جنازہ اور اس قدر ہلکا کہ ایسا ہلکا جنازہ ہم نے کوئی نہیں دیکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب لوگوں کی یہ گفتگو سنی تو فرمایا اس جنازہ کے اٹھانے والے تمہارے علاوہ اور لوگ (یعنی فرشتے) بھی ہیں اور قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ ملائکہ سعد کی روح سے بشارت حاصل کر رہے ہیں اور عرش ہل گیا ہے۔

جائزہ کہتے ہیں جس وقت سعد کو دفن کیا گیا ہے تو ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود

تھے۔ تو آپ نے تسبیح پڑھی اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ تسبیح پڑھی۔ اس کے بعد تکبیر کہی۔ ہم نے بھی تکبیر کہی۔ پھر صحابہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! تسبیح اور تکبیر آپ نے کس لئے پڑھی ہے؟ فرمایا اس نیک بندے کی قبر تنگ ہو رہی تھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کشادہ کر دیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبر میں شخص پر تنگ ہوتی ہے۔ اگر اس سے کوئی نجات پانے والا تھا تو سعد بن معاذ تھا۔ انصار میں سے ایک شخص نے سعد بن معاذ کی وفات پر یہ شعر کہا ۵

وَمَا أَهْتَرُ عَرْشَ اللَّهِ مِنْ مَوْتِ عَائِشَةَ
سَمِعْنَا بِهِ إِلَّا الْعَوْدَ سَعْدِ ابْنِ عَمْرٍو
ترجمہ :- کسی مرنے والے کی موت سے ہم نے اللہ تعالیٰ کے عرش کو ہلنے نہیں سنا سوا سعد بن معاذ ابی عمرو کے۔

غزوہ خندق میں شہداء اسلام | ابن اسحاق کہتے ہیں خندق کی جنگ میں مسلمانوں سے چھ آدمی شہید ہوئے :-

- ۱۔ بنی عبداللہ میں سے سعد بن معاذ اور
 - ۲۔ انس بن عوف بن علیک بن عمرو
 - ۳۔ عبداللہ بن سہل۔ تین شخص
 - ۴۔ غزوہ ج کی شاخ بنی سلمہ میں سے طفیل بن نعمان
 - ۵۔ طلحہ بن غنمہ دو شخص
 - ۶۔ اور بنی نجاد کی شاخ بنی دینار میں سے کعب بن لید ایک تیر کی ضرب سے شہید ہوئے جس کا ملنے والا معلوم نہ ہوا کہ کون شخص تھا۔
- کفار کے مقتولین | اور مشرکین میں سے اس جنگ میں تین شخص قتل ہوئے :- بنی عبدالدار بن قحطی میں سے متہ بن عثمان بن عبید بن سبا بن عبدالدار ایک تیر سے زخمی ہوا اور مکہ میں جا کر مر گیا۔

اور بنی مخزوم بن یقظہ میں سے لوف بن عبداللہ بن مغیرہ قتل ہوا اس نے خندق پر حملہ کیا تھا اور وہیں قتل ہوا۔ مسلمانوں نے اس کی لاش اپنے قبضہ میں کر لی۔ مشرکوں نے کہا اس کی لاش ہمارے ہاتھ فروخت کر دو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم کو اس کی لاش کی یا اس کی قیمت کی کچھ

ضرورت نہیں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ لاشیں مشرکین کو واپس کر دی۔ اور زمہری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین اس لاش کے معاوضہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دس ہزار درہم دینا چاہتے تھے۔
معتبر روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے اس جنگ میں عمرو بن عبدودؓ اور اس کے بیٹے طحیل بن عمر کو قتل کیا۔

غزوہ قرینہ کے شہید | بنی قرینہ کی جنگ میں مسلمانوں میں سے بنی حریث بن خزرج سے خداد بن سؤید بن ثعلبہ شہید ہوئے۔ ان پر ایک یہودی عورت نے چچی کا پاٹ گرا دیا تھا۔ اُس کی منہ سے ان کا سر پھٹ گیا اور یہ شہید ہو گئے۔ رسول اللہ نے فرمایا ان کے لئے دو شہیدوں کا ثواب ہے۔

اور بنی قرینہ کے محاصرہ کے وقت ابوسنان بن جحش نے انتقال کیا اور بنی قرینہ کے مقبرہ میں مدفون ہوئے۔ اُن کے مقبرے میں اب بھی اُن کے مردے دفن کئے جاتے ہیں۔
جب صحابہ خندق کی جنگ سے واپس ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آج سے قریش تم پر چڑھ کر نہ آئیں گے بلکہ اب تم اُن پر چڑھ کر جاؤ گے۔ چنانچہ اس کے بعد آپ ہی نے لشکر کشی کی اور مکہ فتح ہوا۔

سلام بن ابی الحقیق کا قتل | ابن اسحاق کہتے ہیں جب خندق اور بنی قرینہ کی مہم سے فراغت ہوئی تو بنی خزرج نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سلام بن ابی الحقیق کے قتل کرنے کی اجازت لی۔ کیونکہ اس سے پہلے کعب بن اشرف کو قتل کر چکے تھے۔ اب خزرج نے چاہا کہ ہم سلام بن ابی الحقیق کو قتل کر کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت اور ثواب کے مستحق ہوں۔ یہ سلام بن ابی الحقیق ابورافع وہ شخص ہے جو قبائل عرب کو آنحضرتؐ کی عداوت اور لڑائی پر آمادہ کیا کرتا تھا اور خود خیبر میں رہتا تھا۔ آنحضرتؐ نے بنی خزرج کو اس کے قتل کی اجازت دیدی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں خداوند کریم کی اپنے رسول پر عنایت اور نوازش کی ایک بات یہ تھی کہ انصاء کے دونوں قبیلے اس کوشش میں رہتے تھے کہ ہم دوسرے سے نیک کام میں بھیجے نہ دیں۔ جب اوس کوئی کام کرتے تو خزرج بھی چاہتے کہ ہم بھی کوئی ایسا یا اس سے بڑھ کر کام کریں اور حبیب خزرج کوئی کام کرتے تو اوس کا یہی حال ہوتا۔

جب اوس نے کعب بن اشرف یہودی کو قتل کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سخت عداوت رکھتا تھا۔ خزر ج نے کہا یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم اوس سے پیچھے رہ جائیں اور یہ ہم پر فضیلت لے جائیں۔ تب انہوں نے مشورہ کیا کہ اب ایسا کون شخص ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سخت عداوت رکھتا ہو جیسے کہ ابن اشرف تھا۔ تو یہ بات سنے ہوئی تھی کہ ابن ابی الحقیق کو جو خیبر میں رہتا ہے قتل کر دو۔ پھر انہوں نے اگر حضور سے اجازت چاہی۔ آپ نے ان کو اجازت دی۔ پس خزر ج کے قبیلہ بنی سلمہ میں سے پانچ آدمی اس کام پر مستعد ہوئے۔ عبداللہ بن عتیک، مسعود بن سنان، عبداللہ بن اُمیس، ابوقتاہہ حرث بن ربیع اور خزاعی بن اسود ان کے حلیف جو بنی سلمہ سے تھے ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عتیک کو سردار مقرر کیا اور اس بات سے منع کر دیا کہ کسی بچے یا عورت کو قتل نہ کرنا۔

خیبر میں ورود | یہ پانچوں شخص خیبر میں آئے اور رات کے وقت ابن ابی الحقیق کے مکان میں پہنچے اور اس مکان میں جس قدر گھومتے سب کے دروازوں کی کڑیاں لگاتے گئے تاکہ ان میں سے کوئی شخص باہر نہ نکلے۔ پائے۔ پھر سلام بن ابی الحقیق کے گھر میں پہنچے اور اُس کو آواز دی اُمس کی عورت نے کہا تم کون لوگ ہو؟ ہم نے کہا ہم عرب ہیں اور میثروہ کی تلاش میں یہاں آئے ہیں۔ عورت نے کہا یہاں آؤ جن کو تم پوچھتے ہو وہ یہ ہیں:

انصار کا بیان ہے کہ ہم اندر آ گئے اور اندر سے اُس کو ٹھٹھی کی بھی گٹھی لگادی تاکہ او کو کوئی اندر آکر اُس کے قتل میں مانع نہ ہو۔ مگر اس کی بیوی یہ دیکھ کر شور مچانے لگی اور ہم لوگ ابن ابی الحقیق کی طرف دوڑے وہ اپنے بچھونے پر لیٹا ہوا تھا اور رات کے اندھیرے میں اُس کے جسم کی سفیدی سے ہم نے اُس کو پہچان کر اپنی تلواروں پر رکھ لیا۔ جب اُس عورت نے شور مچایا تو ہم میں سے ایک شخص نے اپنی تلوار اُس پر بلند کی۔ مگر پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ممانعت کا خیال کر کے ہاتھ روک لیا۔ ورنہ ایک ہاتھ میں اُسی وقت اُس کا فیصلہ ہو جاتا۔

کہتے ہیں جب ہم نے اُس پر تلواریں ماریں تو عبداللہ بن اُمیس نے اپنی تلوار اُس کے پیٹ میں گھسا کر ایسا زور کیا کہ تلوار پیٹ کے پار ہو گئی۔ اور وہ کہنے لگا بس مجھ کو یہ کافی ہے انصار کہتے ہیں اُس کو قتل کر کے ہم واپس ہوئے اور جب اوپر کے درجہ سے نیچے اترنے لگے تو عبداللہ بن عتیک بسبب ضعف بصارت کے میڑھی پر سے گر پڑے اور ان کا ہاتھ اور

بقول بعض پیر اتر گیا۔ ہم اُن کو اٹھا کر خیر کے ایک چشمہ پر آئے اور وہاں دم لیا۔ یہودیوں نے چراغ روشن کر کے ہم کو چاروں طرف دھونڈنا شروع کیا۔ جب کہیں ہم کو نہ پایا تو واپس چلے گئے۔ اور ہم نے یہ خیال کیا کہ ہم کو کیونکر معلوم ہو کہ واقعی دشمن خدا قتل ہو گیا۔ یہ معلوم کرنے کے لئے ہم میں سے ایک آدمی تیار ہوا۔ اُس نے کہا میں جاتا ہوں اور معلوم کر کے تمہیں بتاتا ہوں۔ وہ گیا اور لوگوں میں گھس گیا اور اُس نے دیکھا کہ سلام بن ابی الحقیق کی بیوی ہاتھ میں چراغ لئے ہوئے اُس کے منہ کو دیکھ رہی ہے اور لوگوں سے اس فقہ کو بیان کر رہی ہے اور کہہ رہی ہے کہ واللہ میں نے ابن عتیک کی آواز سنی تھی۔ پھر میں نے خیال کیا کہ یہاں اس وقت ابن عتیک کہاں۔ پھر اُس نے چراغ سے ابن ابی الحقیق کا چہرہ دیکھا اور کہا قسم ہے یہود کے معبود کی اس کا انتقال ہو گیا۔

انصاری کہتے ہیں اُس کی اس بات سے میں بہت خوش ہوا۔ اور پھر میں نے ساتھیوں کو یہ خبر پہنچائی اور اپنے ساتھی کو اپنی پیٹھ پر لاد کر رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دشمن خدا کے قتل ہونے کی خبر بیان کی۔ پھر آپ کے سامنے ہی ہم نے اس بات میں اختلاف کیا کہ کس کی تلوار نے اُس کو قتل کیا ہے؟ ہر ایک ہی کہتا تھا کہ میں نے قتل کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سب اپنی اپنی تلواریں مجھ کو دکھاؤ۔ ہم نے آپ کو تلواریں دکھائیں۔ آنحضرت نے عبداللہ بن انیس کی تلوار دیکھ کر فرمایا کہ اس تلوار سے وہ قتل ہوا ہے۔ کیونکہ اس پر میں نے کھانے کا نشان دیکھا ہے۔



ابن حبيب عبد اللہ بن انیس نے اُس کے پیٹ میں تلوار اتار دی تھی تو اُس پر پیٹ کی کچھ آلائش لگ

سرگردہ افراد کا قبول اسلام

عمر بن العاص اور خالد بن ولید کا قبول اسلام | ابن اسحاق کہتے ہیں خود عمرو بن عاص کی زبان پر روایت ہے کہتے ہیں جب میں خندق کی جنگ سے مع لشکر کے مکہ واپس گیا تو میں نے قریش کے چند لوگوں کو جمع کیا جو اکثر میری رائے سے متفق ہوا کرتے تھے اور میری بات سنا کرتے تھے۔ پھر میں نے ان لوگوں سے کہا بخدا میں ایسا دیکھتا ہوں کہ روز بروز مسند کا کام بلند ہوتا جائے گا اور اُسی کو غلبہ اور فتح ہوگی۔ میں نے اس میں ایک رائے نکالی ہے تم بتاؤ کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ ان لوگوں نے کہا پہلے تم بیان کرو کہ تمہاری رائے کیا ہے۔

بخاشی کے دربار میں | میں نے کہا میری رائے یہ ہے کہ ہم کچھ تحفہ اور ہدیہ لے کر بخاشی بادشاہ حبش کے پاس چلیں اور وہیں رہنا اختیار کریں۔ کیونکہ اُس کے ماتحت ہو کر رہنا میرے نزدیک محمد کے تابع رہنا ہو کر رہنے سے بہتر ہے۔ پھر اگر یہاں ہماری قوم محمد پر غالب ہوئی تب تو ہمارے لئے بہت ہی بہتر ہوگا اور اگر محمد غالب ہوئے تب بھی ہمارا کچھ حرج نہ ہوگا عمرو بن عاص کہتے ہیں میرے دوستوں نے اس بات کو پسند کیا اور عمدہ عمدہ چمڑے جو ہمارے ہاں کا تحفہ تھا جمع کر کے ہم بخاشی کے پاس حبش کو روانہ ہوئے۔ پھر ہم اُس کے پاس پہنچے ہی تھے کہ ہم نے دیکھا عمرو بن أمیہ حمیری کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر اور ان کے ساتھیوں کے لئے بھیجا تھا۔ جس وقت ہم بخاشی کے پاس جا رہے تھے اُس وقت عمرو بن أمیہ بخاشی کے پاس سے آ رہے تھے۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا دیکھو عمرو بن أمیہ جا رہا ہے۔ میں بخاشی سے اس کو مانگ لوں گا اور قتل کروں گا۔ پھر قریش اگر محمد کو قتل کریں گے تو میں اُن کے برابر ہو جاؤں گا۔ عمرو بن عاص کہتے ہیں۔ میں بخاشی کے سامنے گیا اور میں نے اس کو سجدہ کیا جیسی کہ عادت تھی۔ بخاشی نے کہا۔ اڈ میرے دوست اڈ خوب آئے۔ کیا میرے لئے کوئی تحفہ بھی اپنے شہر سے

لائے ہو۔ میں نے عرض کیا اے بادشاہ میں بہت سی کھالیں اور چمڑہ آپ کے نذرانہ کے لئے لایا ہوں۔ پھر وہ ہدیہ بخاشی کے سلسلے میں نے پیش کیا۔ بخاشی بہت خوش ہوا اور اُس کو قبول کیا۔ پھر میں نے کہا اے بادشاہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ آپ کے پاس سے ابھی نکل کر گیا ہے اور وہ ہمارے دشمن کا بھیجا ہوا آپ کے ہاں آیا ہے۔ اس کو آپ مجھے دے دیجئے۔ تاکہ میں اس کو قتل کر دوں۔

بخاشی کی ناراضگی | عمرو بن عاص کہتے ہیں بخاشی میری اس بات کو سن کر سخت خفا ہوا۔ اور اس کو دوسرے اپنا ہاتھ اپنی ناک پر ملا کہ مجھ کو نفیقین ہو گیا کہ ناک مزور ٹوٹ گئی ہوگی۔

عمرو بن عاص کہتے ہیں اس بات کو کہہ کر میں اس قدر شرمندہ ہوا کہ کاش اس وقت زمین پھٹ جاتی اور میں اس میں سما جاتا۔ اور میں نے کہا اے بادشاہ اگر میں سمجھتا کہ آپ خفا ہوں گے تو میں ہرگز ایسی بات نہ کہتا۔

بخاشی نے کہا اے عمرو کیا تو مجھ سے ایسے شخص کو ٹانگ رہا ہے جو اُس شخص کا بھیجا ہوا ہے جس کے پاس وہ فرشتہ آتا ہے جو موسیٰ کے پاس آتا تھا تاکہ تو اس کو قتل کر دے۔ میں نے کہا اے بادشاہ کیا یہ بات ہے۔ بخاشی نے کہا اے عمرو سچہ کو خرابی ہو اور میری اطاعت کر اور محسنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کر لے۔ بے شک وہ حق پر ہیں اور عنقریب وہ اپنے تمام مخالفین پر غالب ہو جائیں گے جیسے کہ موسیٰ فرعون اور اُس کے لشکر پر غالب ہوئے تھے۔ میں نے کہا اے بادشاہ! کیا آپ مجھ سے اسلام پر بیعت لیتے ہیں۔ بخاشی نے کہا ہاں! میں بیعت لیتا ہوں۔

قبول اسلام | عمرو بن عاص کہتے ہیں میں نے بخاشی سے بیعت کی اور اپنے ساتھیوں کے پاس آیا۔ مگر اُن سے اپنے اسلام کا حال بیان نہ کیا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر اسلام لانے کی خاطر مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں مجھ کو خالد بن ولید ملے آتے ہوئے ملے اور یہ فتح مکہ سے پہلے کا واقعہ ہے۔ میں نے کہا اے ہو مسلمان کہاں جاتے ہو؟

خالد نے کہا اب کہاں تک ہم مخالفت کریں گے۔ واللہ بے شک وہ سچے نبی ہیں۔ میں تو اسلام قبول کرنے اُن کے پاس جا رہا ہوں۔ میں نے کہا۔ میں بھی اسلام لانے

جار ہوں۔

پھر ہم مدینہ میں رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ خالد بن ولید نے اُٹھ کر آنحضرت کی بیعت کی اور مسلمان ہوئے۔ عمرو بن عاص کہتے ہیں: میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اس شرط پر بیعت کرتا ہوں کہ میرے سب گناہ معاف ہو جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسے عمرو بیعت کرو اسلام اپنے سے پہلے سب گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور ہجرت بھی سب گناہوں کو دور کرتی ہے۔ عمرو بن عاص کہتے ہیں پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی۔

عثمان بن طلحہ کا قبول اسلام | ابن اسحاق کہتے ہیں بعض معتبر لوگوں کا بیان ہے کہ عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ نے بھی ان دونوں کے ساتھ ہی اسلام قبول کیا تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں قرینہ کی جنگ ماہ ذی الحجہ میں ہوئی۔ اور یہ جج بھی مشرکوں ہی کے قبضہ میں رہا۔



دیگر غزوات

غزوہ بنی لحيان | ابن اسحاق کہتے ہیں بنی قریظہ کی جنگ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں ذی الحجہ، محرم، صفر، ربیع الاول اور ربیع الثانی پانچ مہینے رہے۔ پھر چھ مہینے میں بنی لحيان کی جنگ کے لئے تشریف لے چلے اور اصحاب و جمیع یعنی عبید بن ہدی اور اس کے ساتھیوں کے بدلے کے لئے جنگ کا ارادہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہر یہ کیا کہ ملک شام جانے کا ارادہ رکھتے ہیں تاکہ یکبارگی دشمنوں پر جا پڑیں اور مدینہ میں آپ نے ابن ام مکتوم کو حاکم مقرر کیا۔

منادیل سفر | پھر مدینہ سے باہر نکل کر جبل غراب پر سے گزرے۔ یہ پہاڑ مدینہ کے ایک منادیل سفر طرف شام کے راستہ پر ہے۔ پھر اس پہاڑ پر سے آپ مقام بشراء پر آئے اور وہاں سے صفتی ذات الیہا میں آئے۔ پھر یہاں سے پتھر پلے میدان سے گزر کر سیدھے راستہ پر آگئے اور یہاں سے آپ نے تیر رفتاری اختیار کی۔ یہاں تک کہ مقام غران میں جہاں بنی لحيان رہتے تھے پہنچے۔ غران ایک جنگل ہے اچھ اور عسفان کے درمیان میں اور اس کے قریب شہر سا جو ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں پہنچنے سے پہلے ہی بنی لحيان پہاڑیوں کی چوٹیوں اور قلعوں کے اندر بھاگ گئے تھے۔ آنحضرت کو جب یہ حال معلوم ہوا تب آپ نے فرمایا۔ اگر ہم عسفان کی طرف اتر جائیں تو مکہ کے لوگ یہ خیال کریں گے کہ ہم مکہ کی طرف آ رہے ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۰ سواریوں کو لے کر عسفان کی طرف اتر گئے۔ اور پھر دو سواریوں کو آپ نے کراخ النعیم کی طرف روانہ کیا اور پھر خود مدینہ کی طرف واپس ہوئے۔

جابر کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا جس وقت آپ مدینہ کی طرف واپس ہوئے فرماتے تھے :-

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْهُ وَ هَذَا الشَّفَرِ وَ كَابِتِ الْمُنْقَلَبِ وَ سُوءِ الْمَنْظَرِ

فِي الْوَهْلِ وَالْمَالِ -

ترجمہ: میں سفر کی مشقت بڑے انجام، واپسی کے اندر وہ غم اور مال و اسباب کی بد حالی دیکھنے سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔

آؤٹوں پر چھاپہ | بنی لمیان کے غزوہ سے آکر مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو تین ہی رات رہے تھے کہ عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر فزاری غطفان کے چند سواروں کو لے کر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے آؤٹوں پر آپڑا اور ان کو لوٹ کر لے گیا ایک چرواہے کو جو بنی غفار میں سے تھا قتل کر گیا اور اس کی عورت کو گرفتار کر کے لے گیا۔

غزوہ ذی قرد | ابن اسحاق کہتے ہیں پہلے جس شخص نے عیینہ کو آؤٹ لے جاتے ہوئے دیکھا وہ سلمہ بن عمرو بن اکوع اسلی تھے۔ جمع کے وقت یہ اپنی تیرکان لگائے ہوئے کسی ضرورت کو جا رہے تھے اور طلحہ بن عبید اللہ کا غلام ایک گھوڑے کو ہنکاتا تھا، ان کے ساتھ جا رہا تھا۔ جب یہ دونوں ثنیۃ الوداع کے اوپر پہنچے۔ وہاں سے انہوں نے دشمنوں کے گھوڑے دیکھے اور چیخ کر آواز دی کہ دشمن کو دیکھ لیا ہے آ جاؤ۔ اور پھر سلمہ بن اکوع شیر کی طرح دشمنوں پر جا پڑے اور تیروں سے ان کے رخ پھیرنے شروع کر دیئے۔ اور جب تیرکان تھے کہتے تھے: **بُحْذُ مَا وَآتَا بَنِي الْأَكُوْعِ وَالْيَوْمُ يَوْمُ الشَّرِّ هَـ**۔

ترجمہ: اس تیر کو لو۔ میں اکوع کا بیٹا ہوں آج کا دن کینوں کی ہلاکت کا دن ہے۔ اور سلمہ یہ کہتے کہ جب دشمن ان کی طرف کو دھڑتے تو یہ پیچھے مہاگ آتے اور پھر ان کے تیرکان نے شروع کرتے۔

مسلمان شہسوار | راوی کہتا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمہ بن اکوع کی پکار سنی تو تمام مدینہ میں اعلان کر دیا کہ دشمن کے مقابل چلو۔ فوراً سواراً حضرت کی خدمت میں آئے شروع ہوئے۔ سب سے پہلے جو سوار آئے وہ مقداد بن عمرو تھے۔ انہی کو مقداد بن اسود بھی کہتے ہیں۔ پھر مقداد کے بعد عباد بن بشر بن وقش بن زعینہ بن زغوراء بنی حبلہ شہل میں سے اور سعد بن زید بنی کعب بن عبد اللہ شہل میں سے اور اسید بن ظہیر بنی حارثہ میں سے اور حکاٹہ بن حصن بنی اسد بن خزیمہ میں سے اور ابوقحافہ بن رعی بن سلمہ میں سے اور ابو عیاش بن عبید بن زید بن عامر بنی نذیقہ میں سے آکر آپ کی خدمت میں جمع ہوئے۔ آپ نے سعد بن زید کو ان کا سردار مقرر کیا اور حکم دیا کہ ٹیڑھوں کی تلاش میں جاؤ۔ میں بھی تم سے آ رہا ہوں۔

رسول اللہ کی نصیحت | راوی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عیاش سے فرمایا۔ اگر تم اپنا گھوڑا کسی اچھے سوار کو دے دو تو بہتر ہے وہ تم سے پہلے لٹیروں سے جا ملے گا۔

ابو عیاش کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں بھی اچھا سوار ہوں۔ پھر میں نے گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ بخدا پہچاس قدم بھی میرا گھوڑا نہ چلا کہ اُس نے مجھ کو پھینک دیا۔ تب مجھ کو اپنے قول پر تعجب ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تم اپنے گھوڑے کو کسی اچھے سوار کو دے دو اور میں یہ کہتا ہوں کہ میں اچھا سوار ہوں۔ بنی زریق میں سے بعض لوگوں کا بیان ہے کہ ابو عیاش کا گھوڑا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاذ بن معص بن قیس بن خلدہ کو عنایت کیا تھا۔

سلمہ بن اکوع پیدل ہی لٹیروں کے عقب میں گئے تھے پھر ان کے بعد یہ سوار جا پہنچے۔

محرز کی سبقت اور شہادت | ابن اسحاق کہتے ہیں پہلا جو سوار لٹیروں کے پاس پہنچا یہ محرز بن نضہ تھے جس کو اظرم بھی کہتے ہیں اور بعض قہمیر کہتے ہیں۔ جب مدینہ سے سواہ ہو کر روانہ ہوئے لگے تو محمود بن مسلمہ کے باغ میں ایک گھوڑا رستی سے بندھا ہوا تھا وہ گھوڑا دوسرے گھوڑوں کی آواز سن کر ہنہانے اور جولاہی کرنے لگا۔ بنی عبد الاشمل کی بعض عورتوں نے اُس گھوڑے کو باغ میں دوڑتے ہوئے دیکھ کر قہمیر سے کہا کہ اے قہمیر تم اس گھوڑے پر سواہ ہو جاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملو قہمیر نے کہا بہت اچھا اور پھر اُس پر سواہ ہو کر بہت جلدی قوم سے جا ملے اور ان کو قتل کرنا شروع کیا اور ان سے کہا کہ اے بد معاشو! ذرا ٹھہر جاؤ تاکہ چاروں طرف سے مہاجرین اور انصار تمہاری سرکوبی کو آجائیں۔

لٹیروں میں سے ایک شخص نے قہمیر پر حملہ کر کے ان کو شہید کر دیا اور ان کا گھوڑا بھاگ کر اپنے مقام پر آگیا اور کسی دشمن کے ہاتھ نہ آیا۔ اس جنگ میں مسلمانوں میں سے سوا قہمیر کے کوئی شہید نہیں ہوا۔

ابن ہشام کہتے ہیں قہمیر کے ساتھ وقاص بن محرز مدینہ بھی شہید ہوئے۔

مسلمانوں کے گھوڑوں کے نام | ابن اسحاق کہتے ہیں محمود کے گھوڑے کا نام ”ذولجہ“ تھا سعد بن زید کے گھوڑے کا نام ”لاحق“ تھا۔ بغداد کے

گھوڑے کا نام "بعزجہ" تھا اور بعض کہتے ہیں "سبحہ" تھا۔ عکاشہ بن محسن کے گھوڑے کا نام "ذولہ" تھا۔ اور ابوقتاہ کے گھوڑے کا نام "خروہ" تھا۔ عباد بن بشر کے گھوڑے کا نام "لامع" تھا۔ اسید بن ظہیر کے گھوڑے کا نام "مسنون" تھا۔ ابو عیاش کے گھوڑے کا نام "جلوہ" تھا۔ عبد اللہ بن کعب بن مالک سے روایت ہے کہ محرز عکاشہ بن محسن کے گھوڑے پر سوار تھے اور اس گھوڑے کا نام "جناح" تھا۔ پس محرز کو شہید کر کے لیٹے ان کے گھوڑے جناح کو لے گئے۔

لیٹیروں کے مقتول | ابوقتاہ نے حبیب بن عیینہ بن حصن کو قتل کر کے جو لیٹیروں میں سے تھا اپنی چادر اس پر اوڑھا دی اور پھر لیٹیروں کے مقابلے پر چلے گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں ابن ام مکتوم کو حاکم بنا کر مسلمانوں کے ساتھ معرکہ میں تشریف لائے۔ مسلمانوں نے حبیب کو ابوقتاہ کی چادر اوڑھے ہوئے پڑا دیکھ کر اتالیق پڑھی اور سمجھے کہ ابوقتاہ شہید ہو گئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ابوقتاہ نہیں ہے بلکہ ابوقتاہ کا قتل کیا ہوا آدمی ہے۔ ابوقتاہ نے اس لئے اپنی چادر اس کو اوڑھا دی ہے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ ابوقتاہ کا قتل ہے۔

اور عکاشہ بن محسن نے ادبار اور اس کے بیٹے عمرو بن ادبار کو ایک اونٹ پر بیٹھ دیکھ کر ایک نیزہ ایسا مارا کہ دونوں کے پاؤں ہو گیا اور دونوں قتل ہوئے اور مسلمانوں نے کچھ اونٹ لیٹیروں سے چھڑا لئے پھر رسول اکرم مسلمانوں کے ساتھ مقام ذی قرون جا کر اترے اور ایک دن رات وہاں قیام کیا۔

اسی مقام پر سلمہ بن اکوع نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اگر تو آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ روانہ فرمائیں تو باقی اونٹ بھی میں لیٹیروں سے چھڑا کر لائوں اور لیٹیروں کو بھی گرفتار کر کے حاضر کروں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ لیٹے قبیلہ غطفان میں آج شام کو جا پہنچیں گے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے اندر تلو تلو آدمیوں میں ایک ایک اونٹ تقسیم فرمایا اور مدینہ میں واپس تشریف لے آئے۔

غفاری کی بیوی کی بیوی آنحضرت صلی اللہ علیہ السلام کے اونٹوں میں سے ایک اونٹنی پر سوار ہو کر آپ کے پاس آئی اور سارا واقعہ ابتداء سے آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ پھر کہنے لگی یا رسول اللہ! میں نے نذر مانی تھی۔ کہ اگر خدا مجھ کو اس اونٹنی پر سببات دے گا تو میں اس کی قربانی کروں گی۔ عودت کی اس بات سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا۔ اور فرمانے لگے۔ تو نے اس اونٹنی کے لئے بُرا بدلہ تجویز کیا۔ ایک تو خدا تجھ کو اس پر سببات دے۔ پھر تو اس کی قربانی کرے۔ یہ گناہ کی بات ہے اور گناہ میں نذر نہیں ہوتی۔ اور نہ اس چیز میں نذر ہوتی ہے جس کی تو مالک نہ ہو۔ یہ اونٹنی تو میرے اونٹوں میں سے ہے۔ تیری ملکیت نہیں ہے اس لئے تو خدا کی برکت کے ساتھ اپنے گھر جا۔



غزوہ بنی مصطلق

غزوہ بنی مصطلق | غزوہ ذی قرد کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں جمادی الاخرہ اور رجب کا مہینہ گزار کر شعبان ۳۳ھ ہجری میں غزاعہ کی شاخ بنی مصطلق پر جہاد کی تیاری کی اور مدینہ میں ابوذر غفاری اور یحییٰ بن عبد اللہ بن عبد اللہ لیشی کو حاکم مقرر فرمایا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ بنی مصطلق آپ سے جنگ کے لئے تیاری کر رہے ہیں اور ان کا سردار حارث بن ابی ضرہ ہے جو آنحضرت کی زوجہ محترمہ ام المومنین حضرت جویریہ کا باپ تھا۔

آنحضرتؐ اس خبر کے سنتے ہی صحابہ کا لشکر لے کر ان کی طرف روانہ ہوئے اور مقام مرسیع میں جو ان کے ایک چشمہ کا نام تھا دونوں لشکروں کی ملاقات ہوئی۔ یہ مقام ساحل سمندر کے قریب قدیم کے کنارہ پر ہے۔

دونوں لشکروں میں خوب جنگ ہوئی اور قتل و قتل کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو غالب کیا۔ بہت سے مشرکین قتل ہوئے اور مسلمانوں نے ان کی عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر لیا۔

داؤی کہتا ہے بنی کلب بن عوف بن عامر بن لیث بن بکر میں سے ایک مسلمان ہشام بن صباہ کو انصار میں سے عبادہ بن صامت کے گروہ کے ایک شخص نے دشمن سمجھ کر انجان میں قتل کر دیا۔

عبداللہ بن ابی کی فتنہ پر داندی | اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پناہ دیا ہوا بنی غفار میں ایک شخص جہاد بن مسعود تھا۔ یہ بھی اپنے گھوڑے کو پانی پلانے لایا اور سنان بن دہرج بن عوف بن خزرج کا حلیف بھی چشمہ پر آیا۔ اور ان دونوں یعنی سنان اور جہادہ میں لڑائی ہو گئی

پھر ان دونوں نے اپنی اپنی حمایت کے لئے لوگوں کو پکارا۔ جہاں سے مہاجرین کو آواز دی اور سنان نے انصار کو آواز دی۔ عبداللہ بن ابی بن سلول منافق کو غصہ آیا۔ اُس نے انصار کو حضورؐ اور مہاجرین کے خلاف آجما رہنے کے لئے کہا کہ تم لوگوں نے ان مہاجرین کو اپنے شہر میں اور اپنے گھروں میں جگہ دی اور ان کو پرورش کیا۔ واللہ اب جو ہم مدینہ میں واپس جائیں گے تو ضرور عزت والا ذلت والے کو مدینہ سے نکال دے گا۔ پھر انصار سے مخاطب ہو کر کہا کہ یہ سارا تمہارا قصور ہے۔ تم نے اپنے مالوں میں سے ان کو حصہ دیا اور اپنے گھروں میں رکھا۔ اگر تم اپنے ہاتھ ان لوگوں سے روک لیتے تو یہ کہیں اور چلے جاتے۔

رسول اللہ کو خبر | جس وقت عبداللہ بن ابی یہ گفتگو کر رہا تھا ایک نو عمر شخص زید بن ارقم نام کا وہاں کھڑا ہوا یہ گفتگو سن رہے تھے جب عبداللہ بن ابی کہہ چکا۔ زید بن ارقم نے ساری خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر بیان کی۔ یہ اُس وقت کا ذکر ہے جب رسول اللہ دشمن کی مہم سے فارغ ہو چکے تھے اور عمر بن خطاب بھی حضورؐ کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ عمر بن خطاب نے عرض کیا یا رسول اللہ! عباد بن بشر کو حکم فرمائیں تاکہ وہ فوراً جا کر عبداللہ بن ابی کو قتل کر دیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے عمر! لوگ یہ کہیں گے کہ محمدؐ اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہیں۔ مگر میں اس وقت یہاں سے کوچ کرنے کا حکم دیتا ہوں۔ پھر حضورؐ نے اُسی وقت لشکر کے وہاں سے کوچ کرنے کا حکم دیا۔ حالانکہ وہ وقت آپؐ کے کوچ کرنے کا نہ تھا۔ آنحضرتؐ کے حکم فرماتے ہی لشکر نے کوچ کیا۔ عبداللہ بن ابی کو خبر پہنچی کہ حضورؐ کو میری گفتگو کی خبر ہو گئی ہے اور زید بن ارقم نے حضورؐ سے کہہ دیا ہے وہ اُسی وقت دوڑا ہوا آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور شکم کھائی کہ میں نے ایک حرف نہیں کہا ہے۔ انصار میں سے جو لوگ اُس وقت آنحضرتؐ کی خدمت میں موجود تھے انہوں نے عبداللہ بن ابی کی طرف سے دفع الوقتی کے لئے آپؐ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ زید بن ارقم بچہ ہے ضرور اس سے بیان کرنے میں غلطی ہو گئی ہوگی۔

اسید بن حنفیر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو | ابن اسحاق کہتے ہیں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام سے روانہ ہوئے تو اسید بن حنفیر نے حاضر ہو کر آپؐ کو سلام کیا اور عرض کیا یا نبی اللہ آپؐ نے آج ایسے وقت میں کوچ فرمایا ہے کہ اس وقت آپؐ کبھی روانہ نہ ہوتے تھے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کیا تم نے اپنے ساتھی کی بات

نہیں سنی کہ اُس نے کیا کہا ہے؟ اُسید نے عرض کیا یا رسول اللہ کس ساعتی کی؟ فرمایا عبد اللہ بن ابی کی۔ اُسید نے عرض کیا وہ کیا کہتا ہے؟ فرمایا اُس نے کہا ہے کہ جب وہ مدینہ میں پہنچے گا تو عزت والا ذلت والے کو نکال دے گا۔ اُسید نے کہا یا رسول اللہ! بس تو آپ ہی اُس کو مدینہ سے نکالیں گے۔ اگر آپ چاہیں گے۔ خدا کی قسم! آپ ہی عزت والے ہیں اور وہ ذلیل ہے۔ پھر اُسید نے عرض کیا یا رسول اللہ عبد اللہ بن ابی کے لئے لوگوں نے تاج بنایا تھا کہ اس کو بادشاہ بنائیں گے۔ مگر آپ کے تشریف لانے سے وہ بات ختم ہو گئی۔ اس سبب سے وہ خیال کرتا ہے کہ آپ نے اُس کی بادشاہت چھین لی۔ آپ اُس کی بات پر توجہ نہ فرمائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس وقت کوچ فرمانے کا سبب یہی تھا کہ لوگ اس گفتگو سے ڈک جائیں۔ پھر رسول اللہ اُس دن بھر چلے اور رات بھر چلے جب صبح ہوئی تو دُھوپ نے لوگوں کو ستایا۔ آخر نبی کریم ایک جگہ اترے اور سب لوگ سو گئے۔ پھر آپ حجاز کے راستہ پر تشریف لائے اور ایک چشمہ پر جس کو بقاء کہتے تھے فروکش ہوئے۔

رفاعہ بن زید کی ہلاکت | پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام سے روانہ ہوئے تو ایک ایسے زور کی آندھی چلی جس سے لوگ بہت پریشان ہوئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا تم لوگ پریشان نہ ہو یہ آندھی ایکسڑے کافر کی موت کی وجہ سے چلی ہے۔ چنانچہ جب مدینہ میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ رفاعہ بن زید بن تابوت مر گیا تھا یہ منافقوں کا سردار اُن کا سرگروہ تھا۔

ابن ابی کے بارے میں آیات قرآنی | راوی کہتا ہے پھر قرآن شریف میں عبد اللہ بن ابی کے بارے میں آیات نازل ہوئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن ارقم کا کان پکڑ کر فرمایا کہ اس نے اپنے کان سے سن کر اللہ تعالیٰ کی محبت کے سبب سے مجھ سے بیان کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی نے بھی اپنے باپ کے اس قول کو سنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ میرے باپ عبد اللہ بن ابی کو قتل کرانا چاہتے ہیں اُس بات کی وجہ سے جو آپ نے اُس کی سنی ہے۔ اگر آپ ضرور ہی اس کام کو کرنا چاہتے ہیں تو مجھ کو حکم دیجئے کہ میں اُس کا سر آپ کی خدمت میں حاضر کروں۔ واللہ غرض اس بات کو جانتے ہیں کہ مجھ سے زیادہ کوئی شخص اپنے باپ کے ساتھ

نیکی کرنے والا نہیں ہے۔ اور مجھ کو یہ خوف ہے کہ اگر میرے سوا کسی اور شخص کو آپ نے اُس کے قتل کا حکم دیا اور اُس نے قتل کیا تو مجھ کو ہرگز گوارہ نہ ہوگا کہ میں اُس کو زندہ زمین پر چھوڑ دوں۔ پھر میں اُس مومن کو کافر کے بدلہ میں قتل کرنے سے دوزخ میں جاؤں گا۔ اس سے بہتر یہی ہے کہ میں خود ہی اُس کو قتل کر دوں۔ نبی کریمؐ نے فرمایا نہیں ہم اُس کو قتل نہیں کرتے بلکہ اس کی صحبت کو اپنے ساتھ اچھا رکھنا چاہتے ہیں۔

پھر اس کے بعد عبداللہ بن ابی جب کوئی ایسی فتنہ انگیزی کرتا تو اُسی کی قوم اُس کو سخت و سست کہتی تھی۔ اس وقت آنحضرتؐ نے عمر بن خطابؓ سے فرمایا کہ اے عمر جس دن تم نے مجھ سے اس کے قتل کرانے کے لئے کہا تھا۔ اگر میں اس کو قتل کر دیتا تو لوگ مجھ سے بدظن ہو جاتے اور اب اگر انہیں لوگوں کو میں اس کے قتل کا حکم کروں تو وہ خود اس کو قتل کر دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں واللہ میں نے جان لیا کہ بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے میری رائے سے افضل و بہتر ہے۔

مقیس کی حیلہ جوئی | ابن اسحاق کہتے ہیں مقیس بن صبابہ مکہ سے بظاہر مسلمان ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں مسلمان ہو کر آیا ہوں اور اپنے بھائی کا خون بہا چاہتا ہوں یعنی ہشام بن صبابہ کا جو کہ مسلمانوں نے خطا سے قتل کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خون بہا دے دیا۔ یہ چند روز تو مسلمان رہا پھر اپنے بھائی کے قاتل کو غفلت میں موقع پا کر قتل کر کے مکہ روانہ ہو گیا اور اسلام سے بھی پھر گیا۔

مقتولین بنی مصطلق | ابن ہشام کہتے ہیں بنی مصطلق کی جنگ میں مسلمانوں کا یہ شمار تھا یا منصور اُمیت اُمیت۔

ابن اسحاق کہتے ہیں بنی مصطلق میں سے اس جنگ میں چند لوگ قتل ہوئے۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے مالک اور اُس کے بیٹے کو قتل کیا اور عبدالرحمن بن عوف نے ایک شہ سوار کو جس کا نام احمر یا عیمر تھا قتل کیا۔

اس جنگ میں مسلمانوں کے ہاتھ بہت سے قیدی آئے جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں تقسیم کیا۔ ام المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بنت حارث بن ابی مرزہ بھی انہی قیدیوں میں سے تھیں۔

آئم المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں کو تقسیم فرمایا تو جویریہ بنت حارث

ثابت بن قیس بن شماس کے حصہ میں آئیں یا اُس کے چچا زاد بھائی کے حصے میں آئی تھی۔ غرضیکہ جویریہ نے کتابت کر لی اور جویریہ نہایت خوب صورت طاعت والی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جویریہ کو میں نے اپنے حجرہ کے دروازے پر آتے ہوئے دیکھا اور اُن کا آنا مجھے ناگوار گزرا۔ کیونکہ مجھے خیال ہوا کہ جو حسن ان کا میں نے دیکھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی دیکھیں گے۔ پھر جویریہ آنحضرت کی خدمت میں آئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں حرث کی بیٹی جویریہ ہوں جو اپنی قوم کا سردار تھا۔ اور جو مصیبت مجھ کو پہنچی ہے وہ آپ پر پوشیدہ نہیں ہے۔ میں ثابت بن قیس یا اُس کے چچا زاد بھائی کے حصہ میں آئی تھی۔ میں نے اُس سے کتابت کر لی ہے اور اب میں آپ کی خدمت میں اس لئے آئی ہوں کہ آپ میرے مال کتابت کے ادا کرنے میں امداد فرمائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے جویریہ کیا اس سے بہتر بات کی بھی تمہیں ضرورت ہے؟ جویریہ نے عرض کیا وہ کیا بات ہے؟ فرمایا وہ بات یہ ہے کہ میں تمہارا مال کتابت ادا کر دیتا ہوں تم مجھ سے شادی کر لو۔ جویریہ نے کہا یا رسول اللہ مجھے قبول ہے۔

جب یہ خبر لوگوں میں پھیل گئی کہ آنحضرت نے جویریہ بنت حرث سے شادی فرمائی ہے تو لوگوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس رشتہ کے سبب سے بنی مطلق کے قیدیوں کو چھوڑ دیا۔ اور آپ کے شادی فرمانے سے اُسی روز ایک سو قیدی، قید سے آزاد ہو گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میرے نزدیک جویریہ سے بڑھ کر کوئی عورت اپنی قوم کے لئے بابرکت نہیں تھی۔

حادث کا قصہ | ابن ہشام کہتے ہیں ایک روایت یہ ہے کہ جب رسول اللہ غزوہ بنی مطلق سے واپس تشریف لارہے تھے اور ساتھ جویریہ بنت حارث بھی تھیں۔ آپ لشکر کے انتظام میں بھی معروف تھے تو آپ نے جویریہ کو بطور ودیعت ایک انصاری کے ہاں رہنے دیا۔ اور انہیں حفاظت سے رکھنے کا حکم دیا۔ پھر جب آپ مدینہ تشریف لے آئے تو حادث بن ابوسراہ اپنی بیٹی کا قدیم لے کر آیا۔ جب وہ عقیق کے مقام پر پہنچا تو اُس نے لپٹے

لے آنا کی رضا مندی سے کینر یا غلام لے کر وہ رقم ادا کر کے رہائی حاصل کر لیتا ہے جسے کتابت کہتے ہیں۔ (ترتیب)

ان اونٹوں پر ایک نظر ڈالی جو ندی کے لئے لایا تھا ان میں سے دو اونٹوں کا اُسے لاپچہ آیا۔ اُس نے انہیں عقیق کی ایک گھاٹی میں چھپا دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا اے محمد! تم میری بیٹی کو لے آئے ہو۔ یہ اُس کا فریہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

www.KitaboSunnat.com

”وہ دو اونٹ کہاں ہیں جنہیں تم نے عقیق کی فلاں گھاٹی میں چھپا دیا ہے؟“
 حادثہ یہ سن کر بولا۔ اَللّٰهُمَّ اِنْ تَالِیْہِ الْاَشَیْءُ وَ اَنْتَ مُتَعَدُّ تَمَسُّوْلُ اللّٰہِ
 ”کہیں اس کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ آپ محمد اللہ کے رسول ہیں۔“

واللہ اس معاملے سے اللہ کے سوا کوئی مطلع نہیں ہو سکتا تھا۔ چنانچہ حادثہ اُس کے دو بیٹوں اور اُس کی قوم کے چند افراد نے اسلام قبول کر لیا۔

وہ دونوں اونٹ آدمی بھیج کر منگوائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ ان کی بیٹی جو زینہ انہیں واپس کر دی گئیں۔ یہ بھی اسلام لے آئیں اور اس پر نچتہ ہو گئیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے والد کو نکاح کا پیغام دیا۔ انہوں نے نکاح کر دیا اور چار سو درہم مہر مقرر ہو گیا۔

زکوٰۃ کی وصولی اور بنی مصطلق | ابن اسحاق کہتے ہیں جب یہ لوگ مسلمان ہو گئے تو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی طرف ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا۔ جب ولید ان کے پاس پہنچا تو ان لوگوں کو غبر ہوئی اور یہ استقبال کے لئے سوار ہوئے۔ ولید ان کی جماعت کو دیکھ کر یہ سمجھا کہ یہ لوگ میرے قتل کو آپسے ہیں اور بغیر تحقیق کے مجھ کو آنحضرت کی خدمت میں چلا آیا اور یہ بیان کیا کہ یا رسول اللہ! وہ لوگ میرے قتل پر آمادہ ہو گئے اور زکوٰۃ نہیں دی۔

مسلمانوں کو اس بیان سے بہت غصہ آیا اور اُن پر جہاد کا ارادہ کیا۔ یہاں تک کہ آنحضرت نے بھی جہاد کا قصد فرمایا۔ مسلمان اسی ارادہ میں تھے کہ بنی مصطلق کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں چلا آیا اور بیان کیا کہ یا رسول اللہ! ہم نے سنا ہے کہ جب آپ کا پیغامبر ہمارے پاس آیا تو ہم اُس کے استقبال کے لئے نکلے اور ہم اُسے زکوٰۃ بھی دینا چاہتے تھے۔ مگر وہ خود بخود بھاگ آیا اور اُس نے آپ سے کہا کہ ہم اُس کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ واللہ! ہم

اس لئے نہیں نکلے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل فرمائی :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا
قَوْمًا بِغِبَالِهِ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ كَادٍ حِينَئِذٍ وَاعْلَمُوا أَنَّ
فِيكُمْ رَسُولَ اللَّهِ لَئِي يُظَاهِرَكُمْ فِي كَثِيرٍ مِّنَ الْأُمُورِ لَعَلَّكُمْ أَتَقَاتُونَ

ترجمہ :- اے مسلمانو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو اچھی طرح اس کی تحقیق کر لو۔
ایسا نہ ہو کہ تم نادانی سے کسی قوم پر جا چڑھو۔ پھر اپنے کٹھن سے پشیمان ہو۔ اور جان لو کہ تم
میں رسول خدا موجود ہیں۔ اگر وہ بہت سے معاملات میں تمہارا کھانا تو تم مشکل میں
پڑ جاؤ گے۔

اور حضور اس سفر سے واپس چلے آئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ کے
قریب پہنچے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی آپ کے ساتھ تھیں اور اسی سفر میں
انک کا واقعہ ہوا۔



واقعہ افک

حضرت عائشہ کی روایت | حضرت عائشہ فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تھے تو اپنی ازواج مطہرات کو ساتھ

لے جانے کے معاملے میں قرعہ ڈالتے تھے۔ جس کا قرعہ نکل آتا اُس کے ساتھ سفر کرتے۔ جب بنی مصلح کا غزوہ ہوا تب بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرعہ ڈالا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قرعہ نکلا۔ فرماتی ہیں آپ مجھ کو لے کر تشریف لے گئے۔ فرماتی ہیں اور عورتیں بدن کی بھاری تھیں اور میں ہلکی تھی۔ میں ہودج میں بیٹھ جاتی تھی اور لوگ میرے ہودج کو اٹھا کر کس دیتے تھے۔ پھر اونٹ لے کر چلے جاتے تھے۔ فرماتی ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ کو واپس ہوئے اور مدینہ کے قریب پہنچے تو ایک منزل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیام فرمایا۔ اور رات کا کچھ حقہ وہیں گزارا۔ پھر رات ہی میں کوچ کا حکم دیا اور لوگ روانہ ہونے لگے میں دفع ضرورت کے لئے گئی ہوئی تھی۔ وہاں میری گردن سے ایک ہار نکل پڑا۔ میں اُس کو ڈھونڈنے لگی مگر وہ مجھ کو نہ ملا۔ پھر جوئیں اپنے مقام پر آئی تو میں نے دیکھا کہ لوگ کوچ کر رہے تھے۔ میں پھر اس ہار کو ڈھونڈنے چلی آئی اور وہ مجھ کو مل گیا۔ پھر جب میں واپس آئی تو میں نے دیکھا کہ وہ لوگ چلے گئے تھے اور مجھ کو ہودج میں بیٹھا ہوا سمجھ کر میرا ہودج اونٹ پر کس کر لے گئے تھے۔

صفوان بن معطل | پھر میں نے لشکر کے لوگوں کو تلاش کیا۔ وہاں ایک بھی آدمی نہ تھا۔ مجھ کو صفوان بن معطل کو نہایت قلق اور بے چینی ہوئی اور میں اُسی جگہ لیٹ رہی تاکہ جو کوئی مجھ کو ڈھونڈنے آئے وہیں دیکھ لے۔ پھر صفوان بن معطل سلمیٰ میرے پاس سے گزرے۔ اور میں لیٹی ہوئی تھی۔ صفوان لشکر سے کسی ضرورت کے سبب سے پیچھے رہ گئے تھے۔ صفوان نے میری سیاہی دیکھی اور میرے قریب آئے اور صفوان نے پردہ کا حکم ہونے سے پہلے مجھے

دیکھا تھا۔ اب جو انہوں نے مجھ کو دیکھا کہنے لگے اِنَّا لَیْسَہٗ دَاجِعُوْنَ اور میں اپنے کپڑے پیٹے ہوئے تھی۔ صفوان نے مجھ سے کہا کیا حال ہے خدا آپ پر رحم کرے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے صفوان کو جواب نہ دیا۔ پھر صفوان نے اپنا اونٹ میرے قریب کیا اور خود مجھے ہٹ گئے۔ میں اُس پر سوار ہوئی اور صفوان اُس کی ٹیکل کپڑے کر آگے ہوئے اور لشکر کی تلاش میں تیزی کے ساتھ روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ جب صبح ہو گئی اور لشکر ٹھہرا تو صفوان مجھ کو لے کر پہنچے اور تہمت لگانے والوں کو جو کچھ کہنا تھا انہوں نے کہا مجھ کو اس کی کچھ خبر نہ تھی۔

تہمت کے اثرات | یہاں تک کہ جب ہم مدینہ میں پہنچے تو میں بیمار ہو گئی اور تہمت کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش زد ہوئی اور میرے والدین کو بھی پہنچی۔ مگر کسی نے مجھ سے ذکر تک نہیں کیا۔ صرف اتنی بات ہوئی کہ اس سے پہلے جب میں بیمار ہوتی تھی تو حضرت میری دلجوئی اور فرمایا کرتے تھے۔ اس مرتبہ میں نے آپ کی وہ توجہ اپنے حال پر نہ دیکھی۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں آتے تو میری والدہ ام رومان سے جو بیماری میں میرے پاس تھیں نقطہ اتنا فرماتے کہ اب کیسی ہیں۔ پس اس سے زیادہ اور کچھ نہ فرماتے۔

حضرت عائشہ کو اصل واقعہ کا علم | حضرت عائشہ فرماتی ہیں جب میں نے یہ حالت دیکھی تو حضرت عائشہ کو اصل واقعہ کا علم | تو عرض کیا یا رسول اللہ! اگر آپ مجھ کو اجالت دیں تو میں اپنے ماں باپ کے ہاں اس بیماری کے دنوں میں رہ آؤں۔ حضور نے فرمایا تمہیں اختیار ہے۔ پس اپنے والدین کے پاس گئی اور اس وقت تک مجھ کو اس تہمت کی کچھ خبر نہ تھی اور درد کی تکلیف سے میں بہت کمزور اور ناتواں ہو گئی تھی۔ اور ہم لوگوں کے گھروں میں اس طرح کے بیت الخلاء نہ تھے جیسے عجم کے لوگوں میں رہم ہے کہ گھر میں بیت الخلاء بناتے ہیں۔ ہم لوگ جنگل میں شہر کے باہر قضا حاجت کو جایا کرتے تھے اور عورتیں رات کو جاتی تھیں۔ فرماتی ہیں کچھ اُدپر میں راتوں کے بعد میں قضا حاجت کو ام سلمہ بنت ابی رہم بنی مطلب بن جندبہ کے ساتھ چلی۔ ام سلمہ کی ماں صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم کی بیٹی ابوبکر بنی کی حالت تھیں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں ام سلمہ نے راستے میں مجھ سے کہا کہ مسطح کو خدا غراب کرے (مسطح کا نام عورت تھا) عائشہ فرماتی ہیں میں نے کہا تم ایسے شخص کو اس طرح کہتی ہو جس نے ہجرت کی ہے اور بدر میں شریک ہوا ہے ام سلمہ نے کہا اے ابوبکر کی بیٹی کیا تجھ کو خبر نہیں ہے کہ مسطح نے کسی بات کہی ہے؟ میں نے کہا مجھے کچھ خبر نہیں ہے۔ ام سلمہ نے تہمت کا سارا واقعہ مجھ سے بیان کیا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اس خبر کو سن کر میں ایسی بد حال ہوئی کہ قضاء حاجت سے پوری طرح فراغت بھی حاصل نہ کر سکی۔ پھر واپس گھر آگئی اور اس قدر روئی کہ رونے کے صدمہ سے قریب تھا کہ میرا جگر ٹپٹ جائے اور میں نے اپنی ماں سے کہا کہ لوگ میرے بارے میں کیا کیا باتیں کہہ رہے ہیں اور تم نے مجھ سے ایک بات نہ کہی۔ میری والدہ نے کہا اے بیٹی! تم کچھ رنج نہ کرو۔ خدا کی قسم جس شخص کے پاس خوب صورت بیوی ہوتی ہے اور وہ اس کو چاہتا ہے اور سوکنیں بھی ہوتی ہیں تو اس پر ضرور لوگ تہمت لگاتے ہیں۔

رسول اللہ کا رنج و ملال حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور مجھ کو اس کی کچھ خبر نہ تھی کہ آپؐ کیا بیان فرمائیں گے۔ تو آپؐ نے خدا کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر فرمایا اے لوگو! کیا بات ہے کہ بعض آدمی میرے گھر کے لوگوں کے بارے میں مجھ کو تکلیفیں پہنچاتے ہیں اور حق کے خلاف کہتے ہیں۔ واللہ میں نے اپنے گھر کے لوگوں میں بجز بھلائی کے اور کچھ نہیں دیکھا اور ایسے شخص کے بارے میں کہتے ہیں جس کو میں بہت نیک جانتا ہوں اور میرے گھروں میں سے کسی گھر میں صرف میرے ساتھ ہی داخل ہوتا ہے۔

تہمت لگانے والے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ اس تہمت کا بانی عبداللہ بن ابی بن سلول تھا اور خزرج کے چند لوگ جن میں مسلح اور حمزہ بنت جحش بھی تھے اس کے ساتھ شریک تھے اور حمزہ کے شریک ہونے کا یہ سبب تھا کہ حمزہ کی بہن زینبؓ رسول اللہ کی زوجہ تھیں اور آپؐ کو جو التفات میری جانب تھا وہ الزواج میں سے کسی اور سے نہ تھا۔ زینبؓ کو تو خدا نے اُن کی دینداری کے سبب رشک و حسد سے محفوظ رکھا۔ مگر حمزہ بن کی خاطر مجھ سے خیر رکھتی تھی اور اسی سبب اس تہمت میں شریک ہوئی۔ جب رسول اللہ نے صحابہ میں یہ تقریر کی تو اسید بن حمیر نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر یہ تہمت اٹھانے والے لوگ اوس میں سے ہیں تو میں اُن کی سزا دہی کے لئے کافی ہوں۔ اور اگر وہ ہمارے بھائی خزرجیوں میں سے ہیں تو آپؐ مجھ کو حکم فرمائیں۔ واللہ وہ اس لائق ہیں کہ اُن کی گردنیں ماری جائیں۔

کشیدگی عائشہؓ فرماتی ہیں اسید کا یہ کلام سن کر سعد بن عبادہ کھڑے ہوئے اور کہا واللہ تو مجھوٹا ہے۔ تو نے یہ بات اس سبب سے کہی ہے کہ تو جانتا ہے کہ وہ لوگ خزرج میں سے ہیں اگر وہ تیری قوم میں سے ہوتے تو ہرگز تو یہ بات نہ کہتا۔ تو ہرگز ان کی گردنیں نہیں مار سکتا۔ اسید نے کہا خدا کی قسم! تو مجھوٹا ہے اور تو منافق ہے جو منافقوں کی حمایت کرتا ہے اور

یہاں تک کہ ان دونوں میں بدد بانی ہوئی۔ قریب تھا کہ اوس اور خورج میں جنگ ہو جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس وقت منبر پر سے اتر کر گھر میں تشریف لے آئے اور علی بن ابی طالب اور اُمّ سلمہ بن زید کو بلا کر مشورہ کیا۔ اُمّ سلمہ نے تو میرے حق میں اچھی باتیں کیں اور کہا یا رسول اللہ! یہ خبر بالکل جھوٹ ہے میں آپ کے اہل کی نسبت بجز بھلائی کے اور کچھ نہیں جانتا۔ اور علی نے عرض کیا یا رسول اللہ عورتوں کی کچھ کمی نہیں ہے۔ آپ بہت سی شادیاں کر سکتے ہیں۔ آپ اس لڑکی سے دریافت فرمائیں۔ یقین ہے وہ آپ سے سچ سچ کہہ دے گی۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ کو دریافت کرنے کے لئے بلایا۔ اور علیؑ نے بریرہ کو خوب مارا اور کہا رسول اللہ سے سچ سچ بیان کرنا۔ بریرہ نے کہا میں نے کچھ بُرائی نہیں دیکھی اور میں عائشہؓ میں کوئی عیب نہیں پاتی۔ میں اُٹا گوندھ کر رکھتی ہوں اور عائشہؓ سے کہتی ہوں اس کو دکھیتی رہنا۔ مگر وہ سو جاتی ہے اور اُٹا بکری کھا لیتی ہے (اس کے سوا اور کچھ عیب نہیں)۔

حضرت عائشہؓ کا رنج و ملال | عائشہؓ فرماتی ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے۔ میرے ماں باپ اور انصار کی ایک عورت میرے پاس بیٹھے تھے میں بھی رو رہی تھی اور وہ عورت بھی رو رہی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آکر بیٹھے اور خدا کی حمد و ثنا بیان کر کے فرمایا اے عائشہ! جو خیر لوگوں میں تمہاری نسبت مشہور ہو رہی ہے تم نے بھی سنی ہے۔ اگر وہ سچ ہے تب تم خدا سے توبہ کر لو۔ خدا بندے کی توبہ کو قبول فرماتا ہے۔ فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے میری آنکھوں میں آنسو اُبل پڑے۔ اور میں نے انتظار کیا کہ میرے ماں باپ آپ کو کچھ جواب دیں گے مگر وہ چپ بیٹھے رہے اور میں اپنے آپ کو اس مرتبہ کا سمجھتی نہ تھی کہ میری بریت خداوند تعالیٰ قرآن فریعت میں نازل فرمائے گا جو مسجدوں میں اور نماز میں پڑھی جائے گی۔ ہاں یہ خیال کرتی تھی کہ شاید اللہ تعالیٰ کوئی خواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرح کا دکھا دے جس میں میری بریت آپ کو معلوم ہو جائے یا خدا خبر دیدے۔

فرماتی ہیں میں نے اپنے والدین سے کہا تم آنحضرتؐ کو میری طرف سے جواب کیوں نہیں دیتے؟ انہوں نے کہا ہم کیا جواب دیں کوئی جواب ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔

صبر جمیل | فرماتی ہیں میں نہیں جانتی کہ کسی گھر پر ایسی آفت نازل ہوئی ہوگی جو ان دنوں میں ابوبکرؓ کے گھر پر نازل ہو رہی تھی۔ فرماتی ہیں جب میرے ماں باپ نے کچھ جواب

نہ دیا تو میں زیادہ رونے لگی اور میں نے کہا میں خدا سے کس بات کی توبہ کروں۔ اگر میں انکار کرتی ہوں تو کسی کو یقین نہ آئے گا اور اگر اقرار کرتی ہوں تو خواہ مخواہ کی برائی اور بدنامی جس سے میں بالکل بری ہوں اپنے ذمے لے لوں۔

پھر میں نے حضرت یعقوب کا نام یاد کیا تو ان کا نام مجھے یاد نہ آیا تب میں نے کہا یوسف کے باپ کی طرح میں کہتی ہوں :

فَصَبِّرْ حَبِيبُ ۖ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ ۝

”پس صبر و شکر بہتر ہے اور خدا ہی مددگار ہے اس بات کے آشکارا کرنے پر جو تم بیان کرتے ہو“

فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی وہیں بیٹھے ہی تھے کہ وحی کی آمد ہوئی اور آپ کے سر کے نیچے چڑھے

کامیکہ رکھ دیا گیا اور چادر اوڑھادی گئی۔ جب میں نے یہ دیکھا تو میں کچھ نہ گھبرائی کیونکہ میں جانتی تھی کہ میں پاک و صاف ہوں خدا مجھ پر ظلم نہ کرے گا بلکہ ضرور میری بریت ظاہر فرمائے گا۔ مگر میرے والدین کو ایسا صدمہ تھا کہ قریب تھا ان کی روح پرواز کر جائے۔ اس خوف سے کہ کہیں اللہ تعالیٰ لوگوں کی تمہمت کے مطابق آیت نازل نہ فرمائے۔ پھر جب وحی تمام ہو چکی حضور بیٹھ کر پیشانی پر سے پسینہ صاف کر لے لگے اور فرمایا اسے عائشہ! خوش ہو جاؤ کہ اللہ نے تمہاری بریت نازل فرمائی۔ میں نے کہا الحمد للہ۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لے گئے اور جو آیات نازل ہوئی تھیں ان کو لوگوں کے سامنے پڑھ کر سنایا۔ پھر سبط بن اثاثر اور حسان بن ثابت اور عذہ بنت جحش کو حدیث لگانے کا حکم فرمایا۔ کیونکہ یہی لوگ اس تمہمت کی اشاعت کا باعث تھے۔ پس حدان پر لگائی گئی یعنی ہر ایک کو اتنی اتنی کوڑے لگے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت ابو ایوبؓ خالد بن لید انصاری کی ابو ایوبؓ اور ان کی اہلیہ

عائشہؓ کے حق میں کیا کہہ رہے ہیں؟ ابو ایوبؓ نے کہا ہاں میں سنتا ہوں یہ سب جھوٹ ہے۔ اے ام ایوب کیا تم ایسا فعل کر سکتی ہو؟ ام ایوب نے کہا خدا کی قسم میں ایسے فعل کی مرتکب نہیں ہو سکتی جس کی تمہمت لوگ عائشہؓ پر لگا رہے ہیں۔ ابو ایوبؓ نے کہا پھر عائشہؓ جو تم سے افضل و بہتر ہیں وہ کب ایسے فعل کی مرتکب ہو سکتی ہیں۔

آیات قرآنی | اور اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں اہل انک کا اس طرح ذکر فرمایا ہے:-

إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم بَلْ هُوَ خَيْرٌ
لَّكُم لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ وَالَّذِي هُوَ كَوَلِيٌّ كِبَرًا
مِّنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ط

ترجمہ :- بے شک جن لوگوں نے یہ طوفان اٹھایا ہے وہ تم ہی میں کا ایک گروہ ہے اس کو تم اپنے
حق میں بُرا نہ سمجھو بلکہ یہ تمہارے لئے بہتر ہے ان بہتان والوں میں سے ہر شخص نے جتن گناہ
سمیٹا ہے اُس کی سزا پائے گا اور جس نے اس بہتان کا بڑا حصہ ان لوگوں میں سے لیا ہے
اُس کے لئے بڑا (سخت) عذاب ہے ۔

لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا ۖ
مُسلمانو جب تم نے ایسی بات سنی تو مومن مردوں اور عورتوں نے اپنے مومن بھائی بہنوں کے
حق میں نیک گمان کیوں نہ کیا ۔

إِذْ تَلَقَوْاْ هَٰٓؤُلَآءِ بِأَنفُسِكُمْ ۖ تَلَقَّوْاْهُنَّ بِأَقْوَامٍ مَّا لَيْسَ لَكُم بِهِ عِلْمٌ
وَّ تَحْسَبُوْنَهُ حَيَاتًا ۚ وَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيمٌ ط

جبکہ تم اُس بات کی اپنی زبانوں سے نقل و نقل کرنے لگے اور اپنے منہ سے ایسی بات
کہتے تھے جس کا تم کو علم نہ تھا اور تم نے اُس کو ایسی ہلکی بات سمجھا ۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک
یہ بات بہت بڑی ہے ۔

عفو و درگزر کا حکم | جب حضرت عائشہؓ کی بریت ان آیات سے ظاہر ہو گئی تب حضرت
ابوبکرؓ نے قسم کھائی کہ میں اب مسلح کے ساتھ کوئی سلوک نہ کروں گا اور
نہ کچھ اُس کو نفع پہنچاؤں گا ۔ اور حضرت ابوبکرؓ مسلح کے ساتھ بسبب قرابت اور اس کے غریب
ہونے کے بہت سلوک کیا کرتے تھے ۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی :
وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ
وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا ۚ أَلَا تُعْفُونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ
لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ عَفُوٌّ ذَّهِيرٌ ط

ترجمہ :- تم میں سے فضل اور کشائش والوں کو قرابت داروں اور مسکینوں اور راہ خدا میں ہجرت کرنے والوں کے ساتھ
سلوک نہ کرنے پر قسم نہ کھانی چاہیے بلکہ اُن کو معاف اور درگزر کرنا چاہیے ۔ اے مسلمانو کیا تم یہ بات
میں چاہتے ہو کہ تمہارا ہی بخشش فرمائے اور خدا بخشنے والا مہربان ہے ۔

حضرت ابو بکرؓ نے جس وقت یہ آیت سنی فرمایا بے شک میں چاہتا ہوں کہ اللہ میری بخشش فرمائے اور میں ہرگز مسلح کو جو کچھ دیتا تھا اس کو منقطع نہ کروں گا۔

صفوان اور حسان | ابن اسحاق کہتے ہیں جب صفوان بن معطل کو اس بات کی خبر ہوئی جو حسان نے ان کی نسبت تممت کی تھی اور ان کی ہجو میں شعر بھی کہے تو صفوان

تلوار لے کر حسان کے سامنے آئے اور ایک ضرب حسان کے لگائی۔ ثابت بن قیس نے کہا اس نے حسان کے ایسی تلوار ماری ہے کہ میرے خیال میں اس کو قتل کر دیا۔

عبداللہ بن رواحہ نے کہا اس واقعہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی خبر ہے یا نہیں؟ صفوان نے کہا آنحضرتؐ کو خبر نہیں ہے۔ عبداللہ بن رواحہ نے صفوان کو رہا کر دیا۔ اور پھر سب آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ بیان کیا۔ رسول اللہ نے حسان کو بھی طلب فرمایا۔ صفوان نے عرض کیا یا رسول اللہ اس نے میری ہجو میں شعر کہے ہیں۔ مجھ کو غصہ آگیا میں نے اس کے تلوار ماری۔ آنحضرتؐ نے حسان سے فرمایا اسے حسان تم کو ایسی باتیں نہ کرنی چاہئیں۔ کیا تم کو یہ بات ناگوار گذری کہ صفوان کی قوم کو خدا نے اسلام کی ہدایت فرمائی۔ پھر فرمایا۔ لے لے حسان یہ زخم جو تم کو لگے یہ معاف کر دے۔ حسان نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو اختیار ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اس زخم کے بدلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان کو بیر جا جو بنی حدلیہ کا اہل مدینہ میں محل ہے عنایت کیا۔ اور یہ ابی طلحہ بن سہل نے آپؐ کی نذر کیا تھا اور ایک قبضہ لونڈی سیرین بھی عنایت کی جس سے حسان کا بیٹا عبدالرحمن پیدا ہوا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ پھر لوگوں نے دیکھا کہ صفوان پاک دامن اور پارساتھے اور آخر کسی جنگ میں شہید ہوئے۔



حدیبیہ کا واقعہ

عمر کے ارادے سے روانگی | ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں رمضان اور شوال کے مہینے پہلے پھر ذیقعد میں آپ عمرہ کرنے کے ارادہ سے تشریف لے چلے۔ جنگ کا ارادہ بالکل نہ تھا اور مدینہ میں آپ نے نمیلہ بن عبد اللہ لہثی کو حاکم مقرر کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں چاروں طرف سے عرب کے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارادہ کو سن کر عمرہ کی شرکت کے لئے آنے شروع ہوئے اور آپ کو یہ اندیشہ تھا کہ کہیں قریش آپ سے جنگ پر آمادہ نہ ہو جائیں اور خانہ کعبہ میں جانے سے نہ روک دیں۔ الغرض آپ مہاجرین و انصار اور گرد و نواح کے عربوں کے ساتھ احرام باندھ کر ہدی کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے تاکہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ آپ کا جنگ کا ارادہ ہے۔ بلکہ یہ جانیں کہ آنحضرت صرف زیارت کے لئے جا رہے ہیں۔

مسلمانوں کی تعداد | ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شراونٹ ہدی یعنی قربانی کے لئے لے گئے تھے اور ہر اوٹ دس آدمیوں کی طرف تھا۔ جائزہ کہتے ہیں حدیبیہ کے سفر میں ہم چودہ سو آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ جب آپ مقام عسفان میں پہنچے تو بشر بن سفیان کہی آپ سے آکر ملا اور اس نے کہا رسول اللہ! قریش آپ کی روانگی کی خبر سن کر درندوں کی کھالیں پہن کر بڑی تیاری سے آپ کے مقابلے کو آئے ہیں اور مقام ذی طوی میں ٹھہرے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے انہوں نے عہد کیا ہے کہ آپ کو آنے نہ دیں گے۔

آنحضرت کی گفتگو | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خبر کو سن کر فرمایا قریش کو کیا ہو گیا ہے ان

ہم غرابی ہو لڑائی ان کو کھا گئی ہے پھر بھی یہ باز نہیں آتے۔ اگر یہ مجھ کو تمام عرب کے مقابل چھوڑ دیں اور خود الگ ہو جائیں تو بہتر ہے۔ اگر مجھ کو خدا نے عرب پر غالب کیا تب یہ بھی اسلام اختیار کر لیں یا جنگ کریں۔ اور اگر نہیں عرب سے مغلوب ہو گیا تب ان کا مطلب مفت حاصل ہو گا۔ پھر قریش کیا خیال کرتے ہیں۔ واللہ! میں اُس دین کی اشاعت کے لئے ہمیشہ جہاد کروں گا۔ جس کے لئے خدا نے مجھ کو بھیجا ہے یہاں تک کہ خدا اس دین کو غالب کر دے۔

پھر فرمایا ایسا کون شخص ہے جو ہم کو ایسا راستہ بتائے جو قریش کے راستہ سے جدا گمانہ ہو۔ بنی اسلم میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایسا راستہ میں جانتا ہوں۔ چنانچہ یہ شخص سارے قافلے کو لے کر پہاڑیوں کی گھاٹیوں میں سے گزرتا ہوا ایک نرم زمین کی طرف آیا اور مسلمانوں پر یہ راستہ بہت شاق گزرا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے مسلمانو کہو کہ ہم خدا سے مغفرت مانگتے ہیں اور توبہ کرتے ہیں۔ مسلمانوں نے یہ لفظ کہے۔ آپ نے فرمایا یہ تمہارا کہنا ایسا ہے کہ جیسے بنی اسرائیل سے کہا گیا تھا کہ لفظ حِطَّة کو مگر انہوں نے نہیں کہا تھا۔

حدیبیہ میں ورود پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ دائیں طرف سے مقام محسن کی پشت پر ہو کر ثیفۃ المرء کے راستہ سے مکہ کے بچے کی طرف حدیبیہ میں اتر چلو۔ چنانچہ تمام لشکر اسی راستہ سے مقام حدیبیہ میں آ گیا۔ قریش کے سواروں نے جب رسول اللہ کے لشکر کو اس طرف سے آتے ہوئے دیکھا تو فوراً انہوں نے قریش کو خبر کی اور آپ اس وقت ثیفۃ المرء میں جا رہے تھے۔ یہاں پہنچتے ہی آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی۔ لوگ کہنے لگے اونٹنی تھک گئی۔ آنحضرت نے فرمایا یہ تھکی نہیں ہے اور نہ اس طرح بیٹھ جانا اس کی عادت ہے۔ بلکہ اس کو اُس نے روکا ہے جس نے اصحاب فیل کو روکا تھا۔ آج قریش صلہ رحمی کے جو حقوق مجھ سے طلب کریں گے میں اُن کو دوں گا۔

پھر لوگوں سے فرمایا کہ اسی جگہ اتر پڑو۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس جھگڑ میں پانی نہیں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکال کر ناجیہ بن جندب بن عمیر بن صعیر بن دادم بن عمرو بن وائلہ بن سہم بن نازن بن سلمان بن اسلم بن افضی بن ابی حارثہ کو عنایت کیا۔ یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ ہنکایا کرتا تھا اور فرمایا ان گڑھوں میں سے ایک گڑھے میں اس تیر کو گاڑ دے۔ تیر کا گاڑنا تھا کہ پانی کا فوارہ بڑے زور کے ساتھ وہاں سے جاری ہوا۔ یہاں تک کہ سب لوگ میراب ہو گئے اور سب نے مشکیں بھر لیں۔ بعض اہل علم کا بیان ہے کہ براء بن عازب

کہتے ہیں۔ میں نے نبی اکرمؐ کا تیر گڑھے میں گھاڑا تھا۔

بدیل اور خزاعہ | ٹھہرے تو بدیل بن ورقاء خزاعی بنی خزاعہ کے چند لوگوں کے ساتھ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ آپؐ کس کام کے لئے تشریف لائے ہیں؟ حضورؐ نے بیان کیا کہ ہم صرف کعبہ کی زیارت کو آئے ہیں جنگ و حرب کو نہیں آئے۔ یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب سن کر قریش کے پاس گئے اور کہا اے گروہ قریش تم ناحق محمدؐ کے لئے جنگ کی تیاری میں جلدی کر رہے ہو حالانکہ محمدؐ جنگ کے لئے نہیں آئے وہ تو صرف زیارت کے لئے آئے ہیں۔ قریش نے ان لوگوں کی بات کا یقین نہ کیا اور کہا ایسا کبھی نہ ہو گا کہ محمدؐ زیارت کا دھوکہ دے کہ ہمارے شہر کو فتح کر لیں اور پھر تمام عرب میں ہماری اس بے وقوفی اور دھوکے میں آ جانے کا چرچا پھیلے۔

مکرزہ اور حلیس | راوی کہتا ہے بنی خزاعہ کے مسلمان اور مشرک سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خیر خواہ تھے مکہ کی کوئی بات آپؐ سے پوشیدہ نہ رکھتے تھے۔ پھر مشرکوں نے آنحضرتؐ کی خدمت میں مکرزہ بن حصن بن اخیف عامری کو بھیجا۔ جس وقت آپؐ نے اس کو آتے ہوئے دیکھا۔ فرمایا یہ شخص غدار کرنے والا ہے۔ جب یہ آپؐ کے پاس پہنچا تو اس سے آنحضرتؐ نے یہی فرمایا کہ ہم زیارت کو آئے ہیں جیسا کہ بدیل سے فرمایا تھا۔ اس نے قریش سے اکرسی بیان کیا۔ قریش نے پھر حلیس بن علقمہ یا ابن زبان کو جو مختلف قبیلوں کی فوج کا سردار تھا آپؐ کے پاس بھیجا۔ یہ شخص بنی حریث بن عبدمناتہ کے قبیلہ سے تھا۔ جب اس کو آنحضرتؐ نے آتے ہوئے دیکھا۔ فرمایا یہ ان لوگوں میں سے ہے جو خدا کے ماننے والے ہیں۔ اس کو قربانی کے اونٹ دکھا دو تاکہ اس کو ہماری بات کا زیادہ اعتبار ہو۔ جب اس نے قربانی کے اونٹ دیکھے تو وہیں سے قریش کے پاس آگیا چلا گیا آپؐ کی خدمت میں بھی نہیں آیا اور قریش سے جا کر سارا قصہ بیان کیا۔ قریش نے اس سے کہا تو ایک دیہاتی آدمی ہے تجھ کو ان باتوں کی کیا خبر جا تو اپنی جگہ پر بیٹھ جا۔

راوی کہتا ہے حلیس اس بات کو قریش سے سن کر بہت خفا ہوا اور کہا اے قریش واللہ! اس بات پر ہم نے تم سے عہد نہیں کیا ہے اور نہ ہم نے قسم کھائی ہے کہ جو شخص خانہ کعبہ کی زیارت کو آئے ہم اس کو روک دیں۔ قسم ہے خدا کی جس کے قبضہ میں حلیس کی جان ہے یا تو تم محمدؐ کو زیارت کرنے دو ورنہ میں اپنے تمام لشکر کو لے کر الگ ہوتا ہوں۔ قریش نے مصلحت وقت کو خیال کر کے کہا۔ اے حلیس ذرا ٹھہرو ہم لوگ کوئی بات طے کر لیں۔

عروہ بن مسعود راوی کہتا ہے پھر قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عروہ بن مسعود ثقفی کو روانہ کیا۔ عروہ نے کہا اے قریش میں ان لوگوں کو دیکھ چکا ہوں جن کو تم نے محمد کے پاس بھیجا اور پھر ان کے ساتھ سخت کلامی کی اور تم جانتے ہو کہ تم میرے والی کی بجا ہو اور میں تمہارے بیٹے کی طرح ہوں۔ عروہ بن مسعود بن عبد شمس کے بیٹے تھے۔ پھر عروہ نے کہا میں نے اُس ضرورت کو سن لیا ہے جو اس وقت تم کو لاحق ہے اور میں نے اپنی قوم میں سے ان لوگوں کو جمع کر لیا ہے جو میری بات سے متفق ہیں اور پھر میں خود تمہاری رفاقت کے لئے آیا ہوں۔ قریش نے کہا بیشک تم سچ کہتے ہو اور تم ہمارے نزدیک معتبر آدمی ہو۔

جاں نثار صحابہ پھر عروہ بن مسعود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سامنے بیٹھ کر عرض کیا کہ اے محمد! آپ نے مختلف اقسام کے لوگوں کو جمع کر لیا ہے۔ اور پھر آپ اپنے قبیلے کی طرف آئے ہیں تاکہ اُسے شکست دیں۔ یہ قریش لوگ ہیں انہوں نے بڑی بڑی تیاریاں کی ہیں اور دندوں کی کھالیں پہنی ہیں اور عہد کیا ہے کہ آپ کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیں گے۔ اور واللہ وہ آپ سے بہت نزدیک ہیں۔ کل آپ کے مقابل آجائیں گے اور آپ کو بھگا دیں گے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس پشت بیٹھے تھے۔ انہوں نے بتوں کو برا بھلا کہتے ہوئے فرمایا کیا ہم لوگ آنحضرت کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔

عروہ نے عرض کیا اے محمد یہ کون شخص ہے؟ فرمایا یہ ابن ابی قحافہ ہیں۔ عروہ نے کہا اگر آپ کا لحاظ مجھ کو نہ ہوتا تو میں اس کو بتا دیتا۔ پھر عروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ریش مبارک کو ہاتھ لگانے لگا اور آپ سے بات کرتا جاتا تھا۔ مغیرہ بن شعبہ آپ کے مرنے پر ہتھیار لگائے ہوئے کھڑے تھے۔ انہوں نے اُس کے ہاتھ پر جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھاتا مارنا شروع کیا۔ عروہ نے کہا یہ کون شخص ہے؟ آپ نے فرمایا یہ تیرا بھتیجا مغیرہ بن شعبہ ہے۔ عروہ نے مغیرہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا اے احسان فراموش ابھی کل کا ذکر ہے کہ میں نے تیری بُرائی کو کس طرح مٹایا تھا

راوی کہتا ہے مغیرہ نے اسلام لانے سے پہلے ثقیف میں سے تیرہ آدمیوں کو قتل کر دیا تھا اور ثقیف اس بات پر بہت برہم ہوئے۔ تب عروہ نے مغیرہ کی طرف سے ان تیرہ آدمیوں کا خون بہا دے کر اس قتل کو طے کیا۔

راوی کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عروہ سے بھی وہی گفتگو کی جو اور لوگوں سے کی تھی۔ اور عروہ نے دیکھا کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو کرتے ہیں تو صحابہؓ آپ کے وضو کے پانی کی ایک بوند زمین پر نہیں گرنے دیتے۔ تبرکاً سب ہاتھوں ہاتھ لے لیتے ہیں۔ ایسے ہی آپ کا تھوک بھی تبرک سمجھتے ہیں۔ ان باتوں کو دیکھ کر عروہ حیران ہو گیا اور قریش کے پاس جا کر کہا اے قریش! میں نے کنزنی اور قیسراور بنجاشی وغیرہ بادشاہوں کو دیکھا ہے۔ مگر ایسی سلطنت کسی کی نہیں دیکھی جیسی محمد کی دیکھی ہے۔ پس اب جو تمہاری رائے ہو اُس کو قائم کرو۔

خریش بن امیہ | راوی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خراش بن امیہ خزاعی کو اونٹ پر سوار کر کے جس کا نام ثعلب تھا قریش کے پاس قاصد بنا کر بھیجا۔ قریش نے اُس کے اونٹ کی کونچیں کاٹ دیں اور اُس کو قتل کر دینا چاہا مگر اور لوگوں کے منع کرنے سے اُس کو چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا۔

قریش کے آدمی | راوی کہتا ہے قریش نے چالیس یا پچاس آدمی اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر کی طرف روانہ کئے کہ اگر آپ کے صحابیوں میں سے کوئی شخص اُن کے ہاتھ لگ جائے تو اُس کو پکڑ کر لے آئیں۔ مگر ان احمقوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر پر تیرا اور پتھر پھینکنے شروع کئے۔ صحابہ کرامؓ نے ان کو گرفتار کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ آنحضرتؐ نے معاف فرمایا اور اُن کو چھوڑ دیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی روانگی | پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمر بن خطابؓ کو بلایا تاکہ اُن کو مکہ میں اشراپ قریش کی طرف روانہ فرمائیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیارت کر لینے دیں۔ عمرؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! مجھ کو قریش سے اپنی جان کا خوف ہے۔ کیونکہ وہ میری اُن سے عداوت کے حال سے واقف ہیں کہ میں جس قدر اُن پر سختی کرتا ہوں اور میری قوم بنی حدی بن کعب میں سے بھی کوئی تکہ میں نہیں ہے جو مجھ کو پہچانے گا۔ میں آپ کو ایک ایسا شخص بتاتا ہوں جو قریش کے نزدیک مجھ سے زیادہ بہتر اور عزیز تر ہے یعنی عثمان بن عفان۔ تب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے عثمان رضی اللہ عنہ کو طلب کیا اور ابوسفیان وغیرہ اشرف قریش کے پاس بھیجا تاکہ عثمانؓ اُن کو خبر دے دیں کہ آپؐ جنگ کے لئے نہیں آئے ہیں بلکہ صرف زیارت کے لئے آئے ہیں۔

حضرت عثمانؓ کی شہادت کی افواہ | راوی کہتا ہے کہ حضرت عثمانؓ مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ابان بن سعید بن عاصؓ مکہ میں داخل ہوئے

سے پہلے یا اس کے بعد حضرت عثمانؓ کو ملا اور ان کے ساتھ ہو لیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام قریش کو پہنچا دیا۔

ابوسفیان وغیرہ نے حضرت عثمانؓ سے کہا کہ اگر تمہارا جی چاہے تو تم کعبہ کا طواف کر لو۔ حضرت عثمانؓ نے کہا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طواف نہ فرمائیں گے میں نہیں کر سکتا۔ پھر قریش نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو روک لیا اور مسلمانوں کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت عثمانؓ شہید ہو گئے۔



بیعت رضوان

جنگ کی بیعت | جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ عثمان قتل کئے گئے۔ فرمایا میں ہرگز یہاں سے نہ جاؤں گا۔ جب تک کہ مشرکوں سے بدلہ نہ لے لوں گا اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو بیعت کے لئے بلایا اور یہی بیعت بیعت رضوان ہے جو ایک درخت کے سایہ میں ہوئی۔

لوگوں کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے مرنے پر بیعت لی۔ اور جاؤں گے کہ ہیں کہ ہم سے مرنے پر رسول اللہ نے بیعت نہیں لی بلکہ اس پر بیعت لی کہ ہم جنگ سے نہ ہجائیں۔ سب مسلمانوں نے اس پر بیعت کی سوا ایک جذ بن قیس سہمی کے۔ جاؤں گے کہ ہیں میں نے اس کو دیکھا کہ اپنے اونٹ کے پیٹ سے لگ کر چھپ گیا تھا۔ پھر آنحضرت کے پاس خبر آئی کہ عثمان قتل نہیں ہوئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں پہلے جس شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کی وہ ابوسنان اسدی تھے۔

معتبر روایت سے ثابت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے آپ نے اپنے ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر رکھ کر بیعت کی۔

صلح کی کوشش اور حضرت عمرؓ کا اضطراب | ابن اسحاق کہتے ہیں پھر قریش نے سہیل بن عمرو عامری کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں روانہ کیا اور کہا تو جا کر محمدؐ سے اس بات پر صلح کر کہ اس سال وہ واپس چلے جائیں ورنہ تمام عرب یہ کہیں گے کہ محمدؐ نے زبردستی عمرہ کر لیا اور قریش کچھ نہ کر سکے اور اس میں ہماری بھی بدنامی ہوگی۔ سہیل بن عمرو آنحضرت کے پاس آیا۔ آپ نے جب اس کو آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ اس کو صلح کے لئے بھیجا گیا ہے۔ پس جب سہیل رسول کریم کی خدمت میں حاضر

ہوا۔ بڑی لمبی چوڑی تقریر بیان کی۔ پھر صلح کی گفتگو ہونے لگی۔ جب سب باتیں طے ہو گئیں اور صرف لکھنا باقی رہ گیا تو حضرت عمرؓ تیزی سے حضرت ابو بکرؓ کے پاس آئے اور کہا اے ابو بکرؓ کیا ہمارے رسول، اللہ کے پیغمبر نہیں ہیں۔ ابو بکرؓ نے کہا بے شک ہیں۔ عمرؓ نے کہا پھر کیا ہم مسلمان نہیں ہیں؟ ابو بکرؓ نے کہا بے شک ہیں۔ عمرؓ نے کہا اور کیا وہ مشرک نہیں ہیں۔ ابو بکرؓ نے کہا بیشک ہیں۔ عمرؓ نے کہا پھر کیا وجہ ہے کہ ہم اپنے دین میں کمزوری اختیار کریں۔ ابو بکرؓ نے کہا اے عمر! میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ خدا کے رسول ہیں۔ عمرؓ نے کہا یہ گواہی میں بھی دیتا ہوں۔ ابو بکرؓ نے کہا۔ پس تو جو کچھ حضورؐ کہیں تم اُسی کو بہتر سمجھو۔ پھر عمرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور یہی گفتگو کی جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کی تھی۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں خدا کا بندہ اور اُس کا رسول ہوں۔ میں اُس کے حکم کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ اور نہ وہ مجھ کو برباد اور ضائع کرے گا۔

غمرؓ کہتے ہیں۔ میں نے اُس روز کی اپنی گفتگو کے خوف سے بہت سی نمازیں پڑھیں اور بہت صدقہ دیا۔ یہاں تک کہ مجھ کو اطمینان ہو گیا کہ اب یہ اُس گفتگو کا کفارہ ہو گیا ہو گا۔

صلح حدیبیہ اور صلح نامہ | راوی کہتا ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کو عہد نامہ لکھنے کے لئے طلب کیا اور فرمایا لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سہیل نے کہا میں اس کو نہیں جانتا، ہوں یہ لکھو یا سمک اللہم یا حضرتؐ نے فرمایا اچھا یہی لکھو۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے یہی لکھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ یہ لکھو کہ یہ وہ صلح نامہ ہے جو محمد رسول خدا اور سہیل بن عمرو کے مابین طے ہوا۔ سہیل نے کہا اگر میں آپ کو رسول خدا جانتا تو آپ سے کیوں لڑتا بلکہ آپ اپنا اور اپنے والد کا نام لکھنے۔ تب آپؐ نے فرمایا کہ یوں لکھو۔ یہ وہ صلح نامہ ہے جو محمد بن عبد اللہ اور سہیل بن عمرو کے مابین طے ہوا۔ یہ کہ دس برس تک جنگ نہ ہو اور ایک دوسرے سے دُکے نہ رہیں اور جو شخص قریش میں سے اپنے ولی کی بغیر اجازت کے محمدؐ کے پاس آئے گا محمدؐ اُس کو واپس کر دیں گے اور اگر محمدؐ کا کوئی شخص قریش کے پاس چلا جائے گا قریش اُس کو واپس نہ کریں گے۔ اور کسی کو روکنا اور قید کرنا نہ ہو گا۔ اور جو شخص یہ چاہے کہ محمدؐ کے عہد میں داخل ہو وہ محمدؐ کے عہد میں داخل ہو جائے اور جو قریش کے عہد میں داخل ہونا چاہے وہ قریش کے عہد میں داخل ہو۔

بنی خزاعہ نے اس بات کے سنتے ہی کہا کہ ہم تو محمدؐ کے عہد میں داخل ہیں اور نبو بکرؓ نے کہا

ہم قریش کے عہد میں ہیں۔ اور اس بات پر عہد ہوا کہ اس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے جائیں اور آئندہ سال اپنے اصحاب کے ساتھ آئیں اور تلواریں کو میان میں کٹے ہوئے تین روز تک میں رہیں اور بغیر تلواروں کے نہ رہیں۔

ابو جندل کا واقعہ اور آنحضرت کا ایفائے عہد راوی کہتا ہے کہ منور یہ صلح نامہ لکھا ہی جا رہا تھا کہ ابو جندل بن سہیل بن عمرو

ذبحیروں سے بندھے ہوئے آنحضرت کی خدمت میں آئے اور مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ پہلے تو بڑے شوق و ذوق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب کی خبر سن کر مکہ کی زیارت اور حج کی امید سے آئے تھے اور اب جو آپ کو اس طرح صلح کر کے واپس ہوتے دیکھے تو مسلمان بہت ہی افسردہ دل ہو گئے تھے۔ قریب تھا کہ اس رنج سے ہلاک ہو جائیں۔

سہیل بن عمرو نے جو اپنے بیٹے ابو جندل کو کھڑا دیکھا تو ان کے منہ پر ایک طمانچہ مارا۔ اور آنحضرت سے کہا اے محمد! میرے تمہارے درمیان قضیہ اس کے آنے سے پہلے فیصل ہو چکا ہے یعنی ابو جندل کو تمہارے ساتھ جانے نہ دوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو سچ کہتا ہے۔ سہیل نے ابو جندل کو کھینچ کر پیچھے کرنا چاہا تا کہ قریش میں پہنچا دے۔ ابو جندل نے چیخا شروع کر دیا کہ یا رسول اللہ! اور اے مسلمانو! کیا میں کفار میں واپس کر دیا گیا تا کہ وہ مجھ کو تکلیفیں پہنچائیں۔

مسلمانوں کو اس بات سے بہت قلق ہوا۔ آنحضرت نے فرمایا اے ابو جندل تم اور چند روز صبر کرو۔ عنقریب اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کشادگی کر دے گا۔ میں مجبور ہوں کہ میں نے عہد کر لیا اور عہد کے خلاف نہیں کر سکتا۔

راوی کہتا ہے عمر بن خطابؓ کو ابو جندل کے پاس آئے اور کہا اے ابو جندل تم چند روز اور صبر کرو۔ یہ لوگ مشرک ہیں اور ان میں سے ہر ایک کا خون ایسا ہے جیساکے کا خون۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھ کو یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں ابو جندل اپنے باپ کو قتل نہ کر دے اور پھر قضیہ نہ یادہ پھیل جائے۔

صلح نامہ پر گواہیاں راوی کہتا ہے جب صلح نامہ کے لکھنے سے فارغ ہوئے اس پر چند مسلمانوں اور چند مشرکوں کی گواہیاں ہوئیں۔ مسلمانوں میں سے

یہ لوگ گواہ تھے۔ ابوبکر صدیقؓ، عمر بن خطابؓ، عبدالرحمن بن عوفؓ، عبداللہ بن سہیل بن عمروؓ

سعد بن ابی وقاص، محمود بن مسلمہ مکرز بن حفص جو اس وقت مشرک تھا اور حضرت علیؓ جو کاتب بھی تھے۔

قربانی اور حلق ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام حلی میں بے چین تھے اور حرم میں نماز پڑھتے تھے۔ جب صلح سے آپ فارغ ہوئے تب کھڑے ہو کر آپ نے اپنے آونٹ کو قربانی کیا اور خراش بن اُمیہ غزاعی سے سرمنڈوایا۔ لوگوں نے جب آنحضرتؐ کو دیکھا تب تو سب نے قربانیاں کر کے سرمنڈوائے اور بعضوں نے فقط بال ہی کتروائے۔ آپؐ نے فرمایا۔ خدا سرمنڈانے والوں پر رحم کرے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اور بال کتروانے والوں پر۔ فرمایا سرمنڈانے والوں پر خدا رحم کرے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اور بال کتروانے والوں پر۔ فرمایا اور بال کتروانے والوں پر بھی عرض کیا یا رسول اللہ آپؐ نے سرمنڈانیوں کے لئے تو رحم کو ظاہر فرمایا اور کتروانے والوں کے لئے رحم کو ظاہر کیوں نہ فرمایا۔ فرمایا اس لئے کہ انہوں نے شک نہیں کیا۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ قربانی کے آونٹوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو جہل کا آونٹ بھی ساتھ لائے تھے اور اس آونٹ کی ٹیکل چاندی کی تھی۔

سورہ فتح کا نزول زہری کہتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے واپس ہو کر مدینہ کو آ رہے تھے کہ جب آپؐ مکہ اور مدینہ کے درمیان پہنچے تو سورہ فتح نازل ہوئی۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيكَ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (۴۸، ۴۹)

ترجمہ:- بے شک اے رسول! ہم نے تم کو اس صلح کے ہونے سے کھلی ہوئی فتح دی تاکہ تجھے خدا تمہارے اگلے پچھلے سب گناہ اور اپنی نعمت تم پر پوری کرے اور سیدھے راستہ کی تم کو ہدایت فرمائے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ فَمَن نَّكَثَ فَإِنَّمَا يَنكُثُ عَلَى نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَى بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهِ اللَّهُ فَمَن يَكْفُرْ لِمَ الْغَيْبِ

اَجْرًا عَظِيمًا

۱۔ حرم مکہ کی حد (مرتب)

بے شک جن لوگوں نے تم سے بیعت کی انہوں نے خدا سے بیعت کی۔ خدا کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں کے اوپر ہے۔ پھر جو اس بیعت کو توڑے گا تو اس کا وبال اُس کے اوپر ہے اور جو اُس عہد کو جو اللہ تعالیٰ سے اُس نے کیا ہے پورا کرے گا تو عنقریب اللہ تعالیٰ اُس کو اجرِ عظیم عنایت فرمائے گا۔“

پھر اللہ تعالیٰ نے ان دیہاتی لوگوں کا ذکر کیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں گئے تھے اور آنحضرتؐ نے اُن کو ساتھ چلنے کا حکم دیا تھا۔

سَيَقُولُ لَكَ الْمُخَلَّفُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ شَغَلَتْنَا أَمْوَالُنَا وَأَهْلُونَا فَاسْتَغْفِرْنَا۔
ترجمہ: اے رسول! عنقریب آپ سے وہ دیہاتی جو جنگ میں شرکت سے پیچھے رہ گئے کیوں گے ہمارے مال اور اولاد نے ہم کو شرکت سے باز رکھا پس آپ ہمارے لئے مغفرت مانگیے۔“
پھر اس کے بعد فرمایا ہے :-

سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ إِذَا انْطَلَقْتُمْ إِلَى مَغَائِرِنَا خَذُوا هَذَا مِمَّا دَنَايَكُمْ
يُرِيدُونَ أَنْ يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللَّهِ قُلْ لَنْ تَتَّبِعُونَا كَذَلِكُمْ قَالَ اللَّهُ مِنْ قَبْلُ هَـ
عنقریب جنگ میں نہ جانے والے تم سے کہیں گے۔ جب تم مالِ غنیمت کو نوٹنے جاؤ گے کہ ہم کو منع نہ کرو تو ہم بھی تمہارے پیچھے چلیں۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے کلام کو بدل دیں۔ کہہ دو تم ہرگز ہمارے ساتھ نہ چلو گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ پہلے ہی فرما چکا ہے۔“

پھر اس کے آگے خداوند تعالیٰ نے ایک سخت قوم پر جہاد کرنے کو فرمایا ہے۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں یہ قوم فارس ہے اور نہ ہری کہتے ہیں یہ قوم سیلمہ کذاب اور بنو حنیفہ ہیں۔
پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

لَقَدْ رَمَى اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يَبَايَعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا
فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا وَمَغَانِمَ
كَثِيرَةً يَأْخُذُونَ وَنَهَاكَ أَنْ اللَّهُ عَمِيرًا حَكِيمًا ط وَعَدَكُمْ اللَّهُ مَغَانِمَ
كَثِيرَةً تَأْخُذُونَ وَنَهَاكَ أَنْ تَعْجَلَ لَكُمْ هَذِهِ وَلَكُنَّ آيِدِي النَّاسِ فَتَكُمُ
وَلِتَكُونَ آيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا هَـ وَأُخْرِجَكُم مِّنَ
لُّقْدِيسَ وَأَعْلَىٰهَا قَدْ أَحَاطَ اللَّهُ بِمَا كَانَتْ اللَّهُ عَلِيمٌ كُلِّ
قِسْمٍ قَدِيرٌ ا هـ (۲۱۳) ۴۸

ترجمہ: بے شک خدا مومنوں سے راضی ہوا جبکہ وہ آپ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے۔ پس جان لی اُس نے وہ بات جو اُن کے دلوں میں تھی۔ پھر اُن پر اُس نے چلن اور اطمینان نازل کیا اور جلد فتح (یعنی خیبر کی) اُن کو پہنچائی اور اُس فتح میں بہت سامان وہ حاصل کر میں گئے۔ اور اللہ ہے غالب حکمت والا۔ وعدہ کیا ہے خدا نے تم سے بہت سے مالی غنیمت کا جس کو تم لوگے۔ پس یہ مال تم کو جلدی سے دیا اور دشمنوں کی دست درازی کو تم سے دور رکھا یعنی خیبر کے لوگوں کو کسی کی مدد اور کمک نہ پہنچ سکی) تاکہ یہ فتح ایک نشانی ہو مومنوں کے لئے اور خدا تم کو سیدھے راستہ کی ہدایت فرمائے اور دوسری فتح کا اور مال کا خدا نے تم سے وعدہ کیا ہے۔ علاوہ فتح خیبر کے جس پر تمہیں اختیار نہیں۔ یعنی تمہاری قدرت سے وہ فتوحات باہر ہیں بے شک خدا نے اُن کا احاطہ کر رکھا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے (یہ فتوحات فارس اور شام وغیرہ ممالک کی ہیں)۔

هُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ دَائِيَةً يُكَفِّرُ عَنْهُمْ بَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ
 أَنْ أَتَوْا لَكُمْ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا هُمَ الَّذِينَ كَفَرُوا
 وَصَدَّكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيِ مَعَكُمْ فَاِنْ يَبْغُوا مَحِلَّهُ
 وَلَوْلَا رِيحُ الْجَلَالِ الْمُؤْمِنُونَ وَنِسَاءُ الْمُؤْمِنَاتِ لَمْ تَعْلَمُوا هَذَا تَكُونُوا
 فَتَصِيبَكُمْ مِنْهُمْ مَعَرَّةٌ بِغَيْرِ عِلْمٍ

خدا کی وہی ذات ہے جس نے مکہ کے میدان میں تم کو مشرکوں پر غالب کرنے کے بعد اُن کی دست درازی کو تم سے روکا اور تمہاری دست درازی کو اُن سے روکا اور اللہ تمہارے اعمال کا دیکھنے والا ہے۔ یہ مشرکین وہی لوگ ہیں جنہوں نے خدا کے ساتھ کفر کیا اور تم کو مسجد حرام میں جانے سے روکا اور قربانی کو اُس کے مقام پر ذبح نہ ہونے دیا۔ اور اگر مکہ میں مسلمان مرد اور عورتیں (جو مشرک کی تعداد میں تھے) نہ ہوتے اور تم ان کو نہ جانتے تھے کہ وہ پوشیدہ مسلمان ہیں اگر تم لڑتے تو وہ لوگ مارے جاتے پھر تم کو اُن کے قتل کے سبب غم پہنچتا بہ سبب بے خبری کے۔

إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ الْحَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةَ طَفَا نَزَلَ اللَّهُ
 سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ فَأَلَزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَى وَكَانُوا أَحَقَّ
 بِهَا وَأَهْلَهَا

جسکے کافروں نے اپنے دلوں میں جاہلیت اور احمق پنے کی غیرت بھر رکھی تھی۔ پس خدا نے اپنا چین اور آرام اپنے رسول اور مومنوں پر نازل کیا اور قائم رکھا خدا نے مسلمانوں کو پرہیز اور آپ کی بات پر اور مسلمان اس بات کے بڑے حقدار اور اہل ہیں۔

لَقَدْ صَدَقَ اللَّهُ رَسُولَهُ الرُّسُولُ بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنِ شَاءَ اللَّهُ أَمِثِينَ مُحَلِّقِينَ رُءُوسَكُمْ وَمُقَصِّرِينَ لَا تَخَافُونَ فَعَلِمَ مَا لَدُكُمْ تَعْلَمُوا فَجَعَلَ مِنْ دُونِ ذَلِكَ فَتْحًا قَرِيبًا

ترجمہ: یعنی بے شک خدا نے اپنے رسول کے خواب کو حق کے ساتھ سچا کیا کہ تم انشاء اللہ تعالیٰ ضرور مسجد حرام میں امن کے ساتھ مرمند آئے اور بال کتر وائے بے خونی اور اطمینان کے ساتھ داخل ہو گے۔ خدا وہ بات جانتا ہے جو تم نہیں جانتے ہو (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا خواب میں دیکھنا کہ ہم امن کے ساتھ مسجد حرام میں گئے ہیں، پس اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اس کے علاوہ قریب فتح رکھی ہے۔

صلح کے فوائد | نہ ہری کہتے ہیں حدیبیہ کی صلح سے بڑھ کر اس سے پہلے اسلام میں کوئی فتح نہیں ہوئی۔ کیونکہ جنگ موقوف ہو گئی تھی اور لوگ گفتگو اور مباحثہ میں مشغول ہوئے تھے۔ تو جس میں کچھ بھی عقل کا حصہ تھا وہ اسلام قبول کر لیتا تھا۔

نہ ہری کہ اس قول کی دلیل یہ بات ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیبیہ میں آئے ہیں تو آپ کے ساتھ چودہ سو آدمی تھے جیسا کہ جابرؓ نے بیان کیا ہے اور اس کے دو ہی برس کے بعد جب آپ فتح مکہ کے لئے آئے ہیں تب آپ کے ساتھ دس ہزار آدمی تھے۔



مکہ کے مظلوم مسلمان

ابوبصیر کا واقعہ | جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس صلح سے فارغ ہو کر مدینہ میں رونق افروز ہوئے تو ابوبصیر بن اسید بن جاریہ جو مکہ میں قید تھے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں عبدالمطلب بن عبدالمطلب بن زہرہ اور اخنس بن شریق بن عمرو بن وہب ثقفی نے ان کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھا اور بنی عامر بن لوئی میں سے ایک شخص کو یہ خط دے کر ابوبصیر کے لانے کے لئے آنحضرت کی خدمت میں روانہ کیا اور اپنا ایک غلام بھی اُس کے ساتھ کیا۔ یہ دونوں شخص انہیں اور اخنس کا خط لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبصیر سے فرمایا کہ اے ابوبصیر ہم نے ان لوگوں سے عہد کر لیا ہے جو تم کو معلوم ہے ہم اُس کے خلاف نہیں کر سکتے اور خدا تمہارے اور تمہارے غریب ساتھیوں کے لئے ضرور کثادگی پیدا کرنے والا ہے تم اپنی قوم کے پاس چلے جاؤ۔ ابوبصیر نے کہا یا رسول اللہ! کیا آپ مجھ کو مشرکین کی طرف واپس کرتے ہیں جو میرے دین سے مجھ کو فتنہ میں ڈالتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا اے ابوبصیر تم چلے جاؤ۔ عنقریب خدا تمہارے لئے کثادگی اور مفرک صورت پیدا کرے گا۔

عامری کا قتل | ابوبصیر یہ سن کر اُن دونوں کے ساتھ مکہ کو روانہ ہوئے یہاں تک کہ حبش مقام ذی الحلیفہ میں پہنچے تو ابوبصیر ایک دیوار کے سایہ میں بیٹھ گئے۔ یہ دونوں شخص بھی بیٹھ گئے۔ ابوبصیر نے کہا اے عامری بھائی یہ تلوار تمہاری ہے۔ اُس نے کہا ہاں! کہا میں اس کو ذرا دیکھ لوں۔ اُس نے کہا دیکھ لو۔ ابوبصیر نے اُس تلوار کو میان سے نکال کر دیکھا۔ اور اُسے سوخت کر عامری کو قتل کر ڈالا۔ غلام یہ حالت دیکھ کر ایسا بھاگا کہ سیدھا آنحضرت کی خدمت میں آیا۔ آپ نے جو اُس کو آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا۔ ضرور یہ گھبرایا ہوا ہے۔ فرمایا تجھ کو خرابی ہو کیا ہوا؟ غلام نے کہا تمہارے ساتھی نے میرے ساتھی کو قتل کر دیا۔ اُسی وقت

ابو بصیر بھی تلوار لگائے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے آپ کے عہد کو پورا کر دیا۔ آپ نے مجھ کو ایسی قوم کے حوالہ کیا تھا جو ہرگز مجھ کو میرے دین پر قائم نہ رہنے دیتے۔ میں نے اپنے دین کو بچا لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو بڑا لڑاکا اور لڑائی کی آگ کو بھڑکانے والا ہے۔ پھر فرمایا کاش اس کے ساتھ آدمی ہوتے۔

ابو بصیر کا گروہ | پھر اس کے بعد ابو بصیر سمندر کے کنارہ پر مقام عیص میں جو ذی مروہ کے پاس ہے جا رہے۔ یہاں رہنے کی خبر ملے میں اُن مسلمانوں کو پہنچی جو قریش کے ہاتھوں میں مجبور اور گرفتار تھے اور آنحضرت کے اس عہد و پیمان سے جو قریش کے ساتھ ہوا تھا مجبور اور ناامید ہو گئے تھے جب انہوں نے یہ خبر سنی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی سنا کہ آپ نے ابو بصیر کے حق میں فرمایا کہ کاش اس کے ساتھ آدمی ہوتے تو یہ لوگ نکل نکل کر ابو بصیر کے پاس پہنچنے شروع ہوئے۔ یہاں تک کہ مئرا آدمیوں کے قریب ابو بصیر کے پاس جمع ہو گئے اور قریش کو انہوں نے تنگ کر دیا۔ جو آدمی قریش کا اُن کے ہاتھ لگتا فوراً اس کو قتل کر ڈالتے اور جو قافلہ اُدھر سے گزرتا اس کو لوٹ لیتے۔

قریش کی درخواست | جب قریش ان لوگوں سے بے حد مجبور ہوئے تب انہوں نے آپ کو رحم اور رشتہ داری کا واسطہ دلا کر لکھا کہ ہم کو ان لوگوں کی کچھ ضرورت ہیں ہے۔ آپ با شوق ان لوگوں کو اپنے پاس بلا لیجئے تب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب لوگوں کو مدینہ میں بلا کر رکھا۔

عامری کا خون بہا | ابن اسحاق کہتے ہیں جب مسیل بن عمرو کو ابو بصیر کے عامری کو قتل کرنے کی خبر پہنچی اس نے کعبہ سے اپنی پشت لگا کر کہا واللہ! جب تک اس کا خون بہا نہ دیا جائے گا میں اپنی پشت کعبہ سے نہ ہٹاؤں گا۔ ابوسفیان نے کہا واللہ! یہ تیری جہالت ہے اس کا خون بہا نہ دیا جائے گا۔ تین مرتبہ ابوسفیان نے یہی کہا۔

ام کلثوم کی ہجرت | انہی ایام میں ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط نے آنحضرت کی خدمت میں ہجرت کی۔ ام کلثوم کے دونوں بھائی عبادہ اور ولید عقبہ کے بیٹے آپ کی خدمت میں اپنی بہن کے لینے کے لئے اُسی عہد کے سبب آئے۔ مگر آپ کو اللہ تعالیٰ نے منع کر دیا اس لئے آپ نے ام کلثوم کے بھیجنے سے صاف انکار کر دیا۔

عورتوں کی ہجرت کا سوال | ابن اسحاق کہتے ہیں عبدالملک بن مروان کے صوبہ دار ابن ابی ہندہ نے عروہ بن زبیر کے پاس ایک خط بھیجا اور اس میں اس آیت کے بارے میں سوال کیا تھا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مِمَّا جَرَّاتِ فَأَمْتَرِحْنُوهُنَّ اللَّهُ
أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ
لَهُنَّ حِلٌّ لِمَعْدُودَهُنَّ يَحْلُونَ لَهُنَّ أَنْفُسُهُنَّ مَا أَنْفَقُوا وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَنْ
تَنْكِحُواهُنَّ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أَجُورَهُنَّ وَلَا تُمْسِكُوا بِعِقْدِ الْكُفَرِ وَلَا تَسْأَلُوا
مَّا أَنْفَقْتُمْ وَلَيْسَ لَكُمْ أَنْفَقُوا إِلَّا مِمَّا كَلَّمَ اللَّهُ بِبَيْنِكُمْ دَائِلَةً بَيْنَهُمْ عَلَيْهِمْ
ترجمہ :- اے ایمان والو جب مسلمان عورتیں ہجرت کر کے تمہارے پاس آئیں تم ان کے ایمان کا امتحان
کرو۔ خدا ان کے ایمان کی حالت سے خوب واقف ہے۔ تو اگر تم ان کو اپنے مسلمان جانو
تو پھر ان کو کفار کی طرف واپس نہ کرو۔ نہ یہ عورتیں کفار کے لئے حلال ہیں نہ کفار ان کے لئے
حلال ہیں اور جو مہر کفار نے ان کو دیا ہے وہ تم ان کو دے دو اور تم پر کچھ گناہ نہیں کہ تم مہر
دے کر ان عورتوں سے شادی کر لو اور کافر عورت کو تم بکڑ کر نہ رکھو جو کچھ تم نے ان پر خرچ کیا
ہے وہ ان سے مانگ لو اور جو کفار کا خرچ ہوا ہے وہ مانگ لیں۔ یہ خدا کا فیصلہ ہے جو اس
نے تمہارے درمیان کیا ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔

عروہ کا جواب | عروہ بن زبیر نے اس کو جواب لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
حدیث میں قریش سے اس بات پر صلح کی تھی کہ قریش کا جو شخص آپ
کے پاس بلا اجازت اپنے ولی کی آئے گا آپ اس کو قریش کے پاس واپس کر دیں گے مگر جب
قریش کی عورتیں اسلام لائیں اور ہجرت کر کے آنحضرت کے پاس آئیں تو آپ نے ان کو واپس
نہ کیا اور ان کا مہر دنیا اس شرط سے مقرر کیا کہ اگر مشرک ان عورتوں کا مہر مسلمانوں کو دے دیں۔
جو مسلمانوں کی بیویاں ہیں اور مشرکوں نے ان کو قید کر رکھا ہے تب مسلمان ان عورتوں کا بھی مہر
دیدیں گے جو مسلمانوں کے پاس مسلمان ہو کر آئی ہیں اور مشرکوں کی بیویاں ہیں۔

مردوں کو رسول اللہ نے واپس کر دیا تھا مگر عورتوں کو واپس نہیں کیا اور یہ حدیث کی صلح نہ ہوتی
تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان نو مسلم عورتوں کا مہر بھی نہ دیتے جیسے کہ اس صلح سے پہلے آئے
حوالی عورتوں کا مہر آپ نے نہیں دیا۔

امام زہری کی تشریح | ابن اسحاق کہتے ہیں میں نے امام زہری سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا: **قَالَ: قَاتِلُوا ثَمُودَ ثَمُودَ مِثْلَ ثَمُودَ وَاجْتَدُوا قَاتِلَهُمْ فَاتُوا الذِّنِّ**

ذَهَبَتْ اَزْدَاجُهُمْ مِثْلَ مَا اَنْفَقُوا وَ اَتَقُوا اللَّهَ الَّذِي عَسَا اَخْلَعُ بِهِ مَوْتِيْنِ ط اور اسے مسلمانوں! اگر تمہاری کچھ عورتیں مرتد ہو کر کفار کے پاس چلی گئیں اور کفار سے تمہیں اس کا مہر نہ ملا۔ پس اس مال میں سے اُن لوگوں کو عین کی بیویاں مرتد ہو کر بھاگ گئیں ہیں وہ رقم دے دو جو انہوں نے اُن پر خرچ کی تھی اور اُس خدا سے ڈرو جس پر تم ایمان لائے ہو۔

زہری نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر مسلمان کی بیوی کفار میں ہو اور کفار کی کوئی عورت مسلمانوں کے پاس نہ ہو جس کے سبب سے وہ بدلہ لیں تو خدا فرماتا ہے کہ اُس مسلمان کو مال غنیمت میں سے وہ رقم دیدی جائے جو اُس نے اپنی بیوی پر مہر وغیرہ میں خرچ کی ہے۔

مشرک عورتوں سے علیحدگی | راوی کہتا ہے جب یہ آیت نازل ہوئی: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مِمَّا جَاءَتْهُنَّ أَطْرَاحُ تَوْصَلَتْ عَرَّتُ**

نے اپنی بیوی قریبہ بنت ابی امیہ بن مغیرہ کو طلاق دے دی۔ پھر اُس عورت سے معاویہ بن ابی سفیان نے شادی کی اور یہ دونوں مرد و عورت اُس وقت مشرک تھے اور مکہ میں رہتے تھے اور اُم کلثوم بنت جبرول سے جو بنی خزاعہ میں سے عبید اللہ بن عمر کی ماں تھی۔ ابو جہم بن حذیفہ بن غانم نے شادی کی یہ دونوں بھی مشرک تھے۔

فتح مکہ کی خوشخبری | ابن ہشام کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے واقعہ کے بعد مدینہ میں آئے تو ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ نے تو یہ

فرمایا تھا کہ ہم امن کے ساتھ کعبہ میں داخل ہوں گے۔ آنحضرت نے فرمایا کیا میں نے یہ بھی کہا تھا کہ اسی سال داخل ہوں گے اُس نے کہا یہ تو آپ نے نہیں فرمایا تھا۔ فرمایا پس یہ اُسی کے مطابق ہے جو جبرائیل نے مجھ سے کہا ہے۔



غزوہ خیبر (۱)

خیبر کی ظروف روانگی | ابن اسحاق کہتے ہیں حدیبیہ سے واپس آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں ذی الحجہ اور کچھ مہینہ محرم کا رہے۔ پھر محرم کے آخر دنوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کے جہاد کا قصد فرمایا اور مدینہ میں نبیلہ بن عبد اللہ لیثی کو حاکم مقرر کر کے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو سفید نشان عنایت فرما کر آگے روانہ کیا۔

عامر بن اکوع کی حدی | ابن اسحاق کہتے ہیں کہ خیبر کے سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عامر بن اکوع سے جو سلمہ بن عمرو بن اکوع کے چچا تھے۔ فرمایا اور اکوع کا نام سننا تھا کہ اے اکوع کے بیٹے تم کوئی رجز یعنی بہادری کا شعر سناؤ۔

عامر بن اکوع نے یہ شعر کہے۔

وَاللّٰهُ تَوَكَّلْتُ اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْتُنَا وَكَذَّهَدَّا قَنَّا وَكَذَّهَلَيْنَا

لَا تَأْخُذْ قَوْمٌ بَعْدُوا عَلَيْنَا وَإِنْ أَدَاؤُا فُتْنَةً أَبَيْنَا

فَأَنْزَلْنِ سَكِينَةً عَلَيْنَا وَتَلَيَّتْ أَنْتَ قَدْ أَمَرْنَا لَدَقِينَا

”خدا کی قسم! اگر ہم پر خدا کا فضل نہ ہوتا تو ہدایت نہ پاتے اور نہ صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے۔ بے شک ہم پر جب کفار نے بغاوت کی یا فتنہ کا ہم سے ارادہ کیا تو ہم نے انکار کیا۔ پس تو ہم پر اپنا سکون اور اطمینان نازل فرمایا۔ اور اگر ہمارا کفار سے مقابلہ ہو تو ہم کو ثابت قدم رکھ“

عامر کی شہادت | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خدا تم پر رحمت کرے اور عمر بن خطاب نے کہا یا رسول اللہ جنت ان کے لئے واجب ہو گئی۔ راوی کہتا ہے پھر خیبر کی جنگ میں عامر بن اکوع شہید ہوئے اور ان کی شہادت اس طرح ہوئی کہ خود ان ہی کی تلوار جنگ

میں ان کو پٹ کر اس زور سے لگی کہ یہ سخت زخمی ہو کر شہید ہوئے۔ بعض مسلمانوں کو ان کی شہادت میں شک ہوا۔ اور وہ کہنے لگے کہ یہ تو اپنے ہی ہتھیار سے شہید ہوئے ہیں اور یہاں تک یہ گفتگو ہوئی کہ ان کے بھتیجے سلمہ بن عمرو بن اکوع نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی شہادت کی نسبت دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا بے شک یہ شہید ہیں۔ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور سب مسلمانوں نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھی۔ ابی معتب بن عمرو کہتے ہیں جب آپ خیمہ کے پاس پہنچے تو صحابہ سے فرمایا اور میں بھی انہی میں تھا کہ ٹھہراؤ اور پھر آپ نے یہ دعا پڑھی :

اَللّٰهُمَّ ذِبْ السَّمَوَاتِ وَمَا اَظْلَلْنَ وَذِبْ اَرْضِيَا وَمَا اَظْلَلْنَ وَذِبْ الشَّيَاطِيْنِ وَمَا اَظْلَلْنَ وَذِبْ الرِّياحِ وَمَا اَذْوَيْنَ فَاِنَّا نَسْئَلُكَ خَيْرَ هَذِيْكَ الْقَرْيَةِ وَخَيْرِ اَهْلِهَا وَخَيْرِ مَقْلَبِهَا وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ كُسْرِيْهَا وَكُسْرَى اَخْلَقَهَا وَكُسْرَى مَا فِيْهَا ۔

ترجمہ :- اے اللہ پروردگار آسمانوں کے اور ان چیزوں کے جن پر یہ سایہ افکن ہیں اور پروردگار زمینوں کے اور جن کو انہوں نے اپنے اوپر مجبہ دی ہے اور پروردگار شیطانوں کے اور جن کو انہوں نے گمراہ کیا اور پروردگار بھاؤں کے اور جن چیزوں کو انہوں نے پریشان کیا۔ پس ہم تجھ سے غیرت اس شہر کی اور غیرت اُس کے اہل کی اور غیرت ان چیزوں کی جو اُس کے اندر ہیں مانگتے ہیں اور پناہ مانگتے ہیں تجھ سے اس کے شر کی اور اُس کے لوگوں کے شر سے اور ان چیزوں کے شر سے جو اس کے اندر ہیں۔“

پھر فرمایا آیت بسم اللہ کہ کے آگے بڑھو۔ راوی کہتا ہے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم جس شہر میں جاتے تھے یہی دعا پڑھتے تھے۔

حضرت انس بن مالک روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل خیبر کو اطلاع اور فرار

جس قوم پر لشکر کشی کرتے تھے ان پر صبح کے وقت حملہ فرماتے تھے اسی طرح اب جو خیبر پر لشکر کشی کی تو رات کے وقت وہاں پہنچے۔ رات آپ نے آرام کے ساتھ بستر کی اور صبح ہوتے ہی حملہ فرمایا۔ جس وقت خیبر کے نیچے پہنچے تو دیکھا کہ کار و باری لوگ اپنے ہل وغیرہ مسلمان نہ راعت کو لے کر باہر آ رہے ہیں۔ آنحضرت کے لشکر کو دیکھ کر وہ کہنے لگے کہ واللہ محمد لشکر لے کر آگئے۔ پھر یہ لوگ اُلٹے پاؤں خیبر کے اندر بھاگ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَصَرِيْثُ خَيْبَرٍ اَنَا وَاَمْرُنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُتَدَايِمِيْنَ ۔

”اللہ بہت بڑا ہے خیبر خراب ہوا بے شک ہم جب کسی قوم کے میدان میں نازل ہوئے تو مندرین کا دن بڑا ہوا اور مندرین وہ لوگ ہیں جن کو عذاب الہی سے ڈرایا گیا ہے یعنی کفار۔“

مقاماتِ سفر | ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے چل کر عصر میں آئے۔ یہاں آپ کے لئے مسجد تیار کی گئی۔ پھر آپ مقام مہبیا میں آئے۔ پھر ایک میدان میں جس کو دبیج کہتے ہیں رونق افروز ہوئے۔ اور یہاں اترنے کی یہ وجہ تھی کہ غطفان نے خیبر والوں کی مدد کا امدادہ کیا تھا اور اپنے شہر سے اہل خیبر کی اعانت کے لئے آپ کے مقابل میں چلے تھے مگر پھر ان کو اپنے گھروں کی طرف سے کچھ کھٹکا معلوم ہوا۔ تب وہ آپ کو خیبر والوں کے مقابل چھوڑ کر اپنے گھروں کو اٹلے چلے گئے۔

قلعوں کی تسخیر | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے قلعوں کو ایک ایک کر کے فتح کرنا شروع کیا۔ چنانچہ سب سے پہلے جو قلعہ فتح کیا اس کا نام حصن ناعم تھا۔ اسی قلعہ کے پاس محمود بن مسلمہ شہید ہوئے۔ کسی نے اوپر سے ان کے سر پر چٹکی کا پاٹ گر دیا تھا۔

پھر رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی ابی الحقیق کے قلعہ حصن القموص کو فتح کیا۔ اس قلعہ سے بہت سے قیدی آپ کے ہاتھ آئے جن میں ام المومنین حضرت صفیہ بھی تھیں اور پہلے یہ کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق کے پاس تھیں اور ان کی دو چچا زاد بہنیں بھی ان کے پاس تھیں آپ نے ان کو اپنے لئے پسند فرمایا۔

وحید بن خلیفہ بکلی نے صفیہ کے لئے درخواست کی مگر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صفیہ کو اپنے لئے منتخب فرمایا تب وحید کو ان کی دونوں چچا زاد بہنیں عنایت کر دیں اور باقی سب قیدیوں کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔

چند چیزوں کی ممانعت | مسلمانوں نے گھریلو گدھوں کے گوشت پکانے تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے کھانے سے ممانعت کر دی۔ چنانچہ لوگوں نے ہنڈیوں کو فودا اٹا دیا۔

مکحول کہتے ہیں آنحضرت نے اُس وقت چادراتوں سے منع فرمایا تھا ایک تو یہ کہ جو عورت قیدیوں میں سے حاملہ ہو اُس کے پاس نہ جائیں۔ دوسرے گھریلو گدھے کا گوشت نہ کھائیں۔ تیسرے کسی دندے کا گوشت نہ کھائیں۔ چوتھے مالِ غنیمت کے تقسیم ہونے سے پہلے اُس کو فروخت نہ کریں۔

جائزہ سے روایت ہے اور جائزہ خیر کی جنگ میں شریک نہ تھے کہ حبیب خیر میں رسول اکرم نے گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا تو گھوڑوں کے کھانے کی اجازت دیدی۔

صنعانی کا بیان | حش صنعانی کہتے ہیں ہم رویف بن ثابت انصاری کے ساتھ ملک مغرب کی طرف فتوحات میں شریک تھے تو ہم نے جبرہ نامی ایک شہر فتح کیا اور

رویف بن ثابت انصاری خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور کہا اے لوگو! میں تم سے وہی بات کہتا ہوں جو نبی نے خاص رسول اللہ سے سنی ہے اور خیر کی جنگ میں آپ نے ہم سے فرمائی تھی۔ رسول کریم خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور فرمایا کسی مسلمان کو یہ بات جائز نہیں ہے کہ اپنا پانی غیر کی کھیتی کو پلاسے یعنی حاملہ عورت سے جو لونڈی پکڑی ہوئی آئی ہو صحبت کرے اور نہ مسلمان کے لٹے یہ جائز ہے کہ بغیر استبراء کے لونڈی کو تصرف میں لاسے اور نہ مسلمان کو یہ بات جائز ہے کہ مالِ غنیمت کے تقسیم ہونے پہلے اسے فروخت کرے اور نہ مسلمانوں کے لٹے یہ بات جائز ہے کہ مالِ غنیمت کے تقسیم ہونے پہلے اپنے مال میں لائے اور اگر کسی ضرورت سے اس پر سوار بھی ہو جائے تو پھر اسکو مالِ غنیمت میں واپس کرے ایسا نہ کرے کہ اس کو بیکار کر کے واپس کرے اور نہ مسلمان کو یہ چاہیے کہ مالِ غنیمت کے کپڑے کو تقسیم سے پہلے پہنے اور پھر پڑانا کر کے اس کو واپس کرے۔

عبادہ بن صامت کہتے ہیں ہم کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر کی جنگ میں منع فرمایا کہ ہم کچے سونے کو پکے سونے اور کچی چاندی کو پکی چاندی کے عوض خرید و فروخت کریں۔ بلکہ کچی چاندی کو پکے سونے اور کچے سونے کو پکی چاندی کے عوض خرید و فروخت کریں۔

بنی سہم کی حاضری | ابن اسحاق کہتے ہیں پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قلعوں کو فتح کرنا شروع کیا اور اسلام کے قبیلہ بنی سہم کے لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہم بہت مشقت میں پڑے ہوئے ہیں اور ہمارے پاس کچھ کھانے پینے کو نہیں ہے۔ آپ کے پاس بھی اس وقت کچھ نہ تھا جو ان کو دیتے۔ تب رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی کہ اے خدا! تو خوب جانتا ہے جو ان لوگوں کی حالت ہے اور میرے پاس کچھ نہیں ہے جو میں ان کو دوں۔ تو اپنے فضل و کرم سے سب کو قلعہ ان کے ہاتھوں پر فتح کرادے تاکہ ان کے مالِ غنیمت سے غنی ہو جائیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے ہاتھوں پر صعب بن معاذ کا قلعہ جو خیر کے تمام قلعوں سے زیادہ بڑا مال و اسباب تھا اور غلہ وغیرہ سامان بھی اس میں بکثرت تھا فتح کرایا۔

آخری قلعے اور مرحب | راوی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح کہتے ہوئے و طبع اور سلام آخری دو قلعوں پر پہنچے۔ ان کا آپ نے کچھ اوپر دس لڑائیں محاصرہ کیا۔

ابن ہشام کہتے ہیں اس جنگ میں مسلمانوں کا شعار یا منصور اُمت اُمت تھا۔
جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں اسی جنگ میں مرحب یہودی سامان جنگ سے آراستہ ہتھیار لگائے ہوئے اپنے قلعہ سے نکل کر میدان میں آیا اور اپنی تعریف کے اشعار پڑھنے لگا۔ آپ نے صحابہ سے فرمایا اس کے مقابلے میں کون جو نامزد جاتا ہے۔ محمد بن مسلمہ نے عرض کیا آپ مجھ کو اجازت دیجئے کل میرا بھائی شہید ہوا ہے آج میں اس کا قصاص لینا چاہتا ہوں۔ آنحضرت نے فرمایا بہتر ہے جاؤ خدا تمہاری مدد و اعانت فرمائے۔

محمد بن مسلمہ اس کافر کے مقابل گئے میدان میں ایک درخت تھا پہلے تو دونوں جوانوں نے اس کی آڑ میں ہو کر ایک دوسرے پر وار کئے۔ اور سپاہ گری کے ہنزد کھلائے۔ پھر آخر دُور و مقابلہ ہوا۔ یہودی نے محمد بن مسلمہ پر تلوار ماری۔ محمد بن مسلمہ نے ڈھال سے بچاؤ کیا۔ تلوار سپر کو کاٹ کر اس میں پھنس گئی۔ ہر چند یہودی نے زور کیا مگر تلوار نہ نکلی۔ پھر محمد بن مسلمہ نے ایسی ضرب لگائی کہ یہودی جہنم رسید ہو گیا۔

یا مسر کی ہلاکت | ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مرحب یہودی کے بعد اس کا بھائی یا مسر میدان میں آیا اور پکا سنے لگا کہ میرا کون مقابل ہے۔ آنحضرت کے چھوٹی زاد بھائی زبیر بن عوام قرشی اس کے مقابل گئے۔ ان کی والدہ آنحضرت کی چھوٹی حضرت صفیہؓ نے کہا۔ یا رسول اللہ میرا بیٹا مارا جائے گا۔ آپ نے فرمایا انشاء اللہ تمہارا بیٹا قتل کرے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ زبیر یا مسر کے مقابل ہوئے اور اس کو دم لینے کی فرصت نہ دی اور یا مسر مارا گیا۔

حضرت علیؓ کا اعزاز | عمرو بن اکوع سے روایت ہے کہ آنحضرت نے خیبر کے ایک قلعہ کی طرف بڑی کوشش کی اور بہت لڑے مگر قلعہ فتح نہ ہوا۔ آخر واپس آ گئے۔ پھر آپ نے اسی قلعہ کی طرف یہی نشان دے کر عمر بن خطاب کو روانہ کیا۔ انہوں نے بھی بڑی محنت اور جانفشانی کی مگر آخر فتح حاصل کئے بغیر واپس چلے آئے۔ تب آپ نے فرمایا کل صبح کو میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور اس کے ہاتھ پر خدا قلعہ کو فتح کرے گا اور وہ شخص

جہاد سے بھاگنے والا نہیں ہے۔ سلمہ کہتے ہیں پھر آپ نے حضرت علیؓ کو بلایا جبکہ حضرت علیؓ کی آنکھیں دکھ ہی تھیں تو آپ نے اپنا لب مبارک اُن کی آنکھوں پر لگایا اور نشان اُن کے ہاتھ میں دے کر فرمایا کہ خدا کی برکت کے ساتھ قلعہ پر حملہ کرو۔ خدا تمہارا رہے ہی ہاتھ پر اُس کو فتح کرے گا۔ حضرت علیؓ دوڑتے ہوئے نشان لے کر اُس قلعہ کے نیچے پہنچے اور نشان کو پتھروں کے بیچ میں کھڑا کر دیا۔ سلمہ کہتے ہیں میں بھی حضرت علیؓ کے پیچھے پیچھے چلا آ رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک یہودی قلعہ کے اوپر آیا اور اُس نے پوچھا تم کون ہو؟ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ میں علی بن ابی طالب ہوں۔ یہودی نے کہا قسم ہے اُس کتاب کی جو موسیٰ پر نازل ہوئی بیشک تم غالب ہو گے۔ سلمہ کہتے ہیں چنانچہ حضرت علیؓ کے ہاتھ پر خدا نے اُس قلعہ کو فتح کر دیا۔

رافع کی روایات | رسول اکرمؐ کے آزاد غلام ابورافع سے روایت ہے کہ جب آپؐ نے حضرت علیؓ کو خیبر کا قلعہ فتح کرنے بھیجا تو میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھا جب حضرت علیؓ قلعہ کے پاس پہنچے۔ مقابلہ اور مقابلہ شروع ہوا۔ ایک یہودی نے حضرت علیؓ پر وار کیا تو آپؐ کے ہاتھ سے سپر نکل کر دور جا پڑی۔ حضرت علیؓ نے قلعہ کے دروازہ کو اٹھایا اور اسی سے کفار کے حربے ڈھال کے طور پر روکتے ہوئے آگے بڑھے یہاں تک کہ جب جنگ سے فاسخ ہو گئے اور قلعہ فتح ہو گیا تو اُس کو اڑھائی پھینک دیا۔ ابورافع کہتے ہیں وہ دروازہ بڑا بھاری تھا کہ ہم اٹھ آدمیوں نے اُس کو پلٹنا چاہا مگر نہ پلٹ سکے۔

کعب بن عمرو کا قصہ | ابوالیسر کعب بن عمرو سے روایت ہے کہ ہم خیبر کی جنگ میں آنحضرتؐ کے ساتھ تھے اور ہم نے ایک قلعہ کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ شام کو ہم نے دیکھا کہ بکریوں کا ایک ریوڑ قلعہ میں جا رہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کوئی ایسا شخص ہے جو ہم کو ان بکریوں کا گوشت کھلائے؟ ابوالیسر کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میں جاتا ہوں۔ فرمایا جاؤ۔ میں بکریوں کی طرف دوڑا آپؐ نے جب مجھ کو دوڑتے ہوئے دیکھا تو فرمایا اے خدا ہم کو اس کے ساتھ نفع پہنچا۔ ابوالیسر کہتے ہیں آگے کی بکریاں تو قلعہ کے اندر پہنچ گئیں تھیں پھیلی بکریوں میں سے میں نے دو بکریاں پکڑیں اور ان کو بغل میں دبا کر بھاگا اور آپؐ کے آگے لاکر ان کو چھوڑ دیا۔ پھر لوگوں نے اُن کو ذبح کر کے پکایا اور کھایا۔

راوی کہتا ہے ابوالیسر کا سب صحابہ کے بعد انتقال ہوا ہے اور جب یہ کوئی حدیث بیان کرتے تھے تو روایت کرتے تھے اے لوگو! میری عمر سے نفع حاصل کرو کیونکہ سب صحابہ کے پیچھے رہ گیا ہوں۔

غزوہ خیبر (۲)

حضرت صفیہؓ کا خواب اور تعبیر | ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی ابی الحقیق کا قلعہ قموں فتح کر لیا اور حضرت بلالؓ صفیہ بنت حنی بن اخطب کو اور ایک اور عورت کو لے کر آپؐ کی خدمت میں آئے تو راستہ میں یہود کے مقتولوں پر سے گزر رہا تھا۔ اُس عورت نے جب اپنے مقتولوں کو دیکھا جنہیں مار کر روئے لگی اور اپنے منہ پر اُس نے خوب طمانچہ مارے اور سر میں خاک ڈالی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کی یہ حالت دیکھی تو فرمایا اس شیطان کو میرے پاس سے دور لے جاؤ اور حضرت صفیہ کو اپنے پس پشت بیٹھنے کا حکم دیا اور اپنی چادر اُن کو اوڑھادی۔ جس سے مسلمانوں نے جان لیا کہ آپؐ نے اُن کو اپنے لئے مخصوص فرمایا ہے۔

راوی کہتا ہے جب حضرت صفیہ کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق کے پاس تھیں انہوں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک چاند میری گود میں آیا ہے۔ پھر انہوں نے یہ خواب اپنے خاوند کنانہ سے بیان کیا تو کنانہ نے کہا اس کی تعبیر اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ تو حجاز کے بادشاہ محمدؓ کے پاس جانا چاہتی ہے اور پھر کنانہ نے ایک طمانچہ اُن کے اس زور سے مارا کہ اُن کی آنکھ کو سخت صدمہ پہنچا اور اُس کا نشان بھی باقی رہا۔ چنانچہ اُسی نشان کو دیکھ کر آپؐ نے صفیہ سے اُس کا سبب دریافت فرمایا۔ تب انہوں نے اپنے خواب کا سارا واقعہ عرض کیا۔

کنانہ بن ربیع سے پوچھ گچھ | کنانہ بن ربیع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گرفتار کنانہ بن ربیع سے پوچھ گچھ | کہہ کے لایا گیا اور اسی کے پاس بنی نضیر کا خزانہ تھا۔ آپؐ نے اس سے خزانہ کا مقام دریافت کیا اس نے صاف انکار کیا۔ پھر ایک یہودی نے آکر بیان کیا کہ میں نے اس کو فلاں جگہ اکثر آتے جاتے دیکھا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرور وہاں خزانہ ہے۔ آپؐ نے کنانہ سے فرمایا کہ اگر اُس جگہ سے خزانہ مل گیا تو ہم تجھے قتل کر دیں گے۔ اس نے کہا بہتر ہے۔ پھر

آپ نے اُس مقام کو کھدایا تو وہاں سے کچھ خزانہ نکلا باقی خزانہ کو پھر کناہ سے دریافت کیا۔ اس نے بتانے سے بالکل انکار کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زبیر بن عوام کو حکم فرمایا کہ اس کو تکلیف دے کر پوچھو۔ چنانچہ زبیر نے ہر چند تکلیف دے کر بھی اس سے دریافت کیا مگر اُس نے نہ بتایا۔ تب آپ نے کناہ کو محمد بن مسلمہ کے سپرد کیا تاکہ اپنے بھائی محمود بن مسلمہ کے عوض اُس کو قتل کریں۔ چنانچہ محمد بن مسلمہ نے اس کی گردن مار دی۔

یہود کی جان بخشی کی درخواست راوی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کے آخری قلعوں وطیح اور سلام کا محاصرہ لکھا۔ جب ان قلعوں کے لوگوں کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا تب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیغام بھیجا کہ ہم یہاں سے چلے جاتے ہیں۔ آپ ہماری جان بخشی کر دیں۔ آنحضرتؐ نے اس بات کو منظور فرمایا۔ اور خیبر کا تمام مال و اسباب آنحضرتؐ کے ہاتھ آیا سو ان دو قلعوں کے جب یہ خبر فدک کے لوگوں کو پہنچی۔ انہوں نے بھی آپ کو یہی پیغام بھیجا کہ ہم اپنا تمام مال چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ ہماری جان بخشی کر دی جائے۔ رسول پاکؐ نے اس بات کو منظور کر لیا اور آپ کی طرف سے اس گفتگو کے کرنے والے محیہ بن مسعود حادثی تھے۔

راوی کہتا ہے جب خیبر والوں کو اقرار کے ساتھ جان سے امن ملا تب انہوں نے آنحضرتؐ کو پیغام بھیجا کہ آپ ہم کو ہمارے باغوں اور کھیتی باڑی پر برقرار رکھیں۔ ہم نصف پیداوار آپ کو خراج میں دیا کریں گے اور نصف اپنی محنت کا حق سمجھ کر لے لیں گے اور ہم کو اس کام کی بہت واقفیت ہے اور زمین کو درست کرنے اور قابلِ زراعت بنانے میں ہم بڑے تجربہ کار ہیں۔ آپ نے اس بات کو منظور کر لیا اور یہ شرط اُن سے کر لی کہ جس وقت ہم چاہیں گے تم کو یہاں سے نکال دیں گے۔ یہی اقرار فدک کے لوگوں سے بھی ہوا۔

راوی کہتا ہے خیبر تو کل مسلمانوں کے حق میں تھا اور فدک کو آپ نے خاص اپنے اخراجات کے لئے رکھا تھا۔ کیونکہ فدک بغیر مسلمانوں کی لشکر کشی کے فتح ہوا تھا۔

زہراؑ کو گوشت راوی کہتا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتوحات سے فارغ ہوئے تو زینب حُرث کی بیٹی (سلام بن مشکم یہودی کی بیوی) نے ایک بکری کا گوشت بھون کر آنحضرتؐ کی خدمت میں بھیجا اور لوگوں سے دریافت کیا کہ آپ کو کون سا گوشت پسند ہے؟ لوگوں نے کہا دستی کا۔ اُس نے دستی میں بہت سا اور باقی گوشت میں بھی خوب

زہر ملا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لا کر رکھ دیا اور آپ نے اُس میں سے ایک بوٹی اٹھا کر منہ میں رکھی اور اُس کو چبایا مگر ٹپک نہیں بلکہ اُس کو ٹھوک دیا۔ بشر بن براہ بن معرور بھی آپ کے پاس بیٹھے تھے۔ انہوں نے ایک بوٹی چبا کر ٹپک لی اور آنحضرت نے فرمایا یہ ہڈی مجھ سے کہتی ہے کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے۔ پھر آپ نے اُس عودت کو بلا کر دریافت کیا۔ اُس نے اقرار کیا کہ ہاں میں نے زہر ملا یا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا تو لے یہ کام کیوں کیا۔ عورت نے کہا اس لئے کہ میری قوم کی جو حالت تم نے کی وہ تم جانتے ہو۔ میں نے یہ سوچا کہ اگر تم بادشاہ ہو تو میں تم کو نہ ہر دے کہ بجات پاؤں گی اور اگر تم نبی ہو تب تم کو ضرور اس زہر کی خبر ہو جائے گی۔

راوی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس عودت سے دو گزر کی۔ بشر بن براء نے اُس ایک نوالہ کے کھانے سے وفات پا گئے۔ راوی کہتا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مرض وفات ہوا۔ اور بشر بن براہ کی بہن آپ کی مزاج پرسی کو آئیں تو آپ نے فرمایا اے بشر کی بہن یہ مرض جو مجھ کو ہے میں اس میں اپنی دگوں کو اسی نوالہ کے اثر سے ٹوٹے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ جو میں نے خیبر میں تمہارے بھائی بشر بن براہ کے ساتھ کھایا تھا۔

راوی کہتا ہے اسی سبب سے مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں باوجود نبوت کی بزرگی کے شہادت کی فضیلت بھی سمجھتے ہیں۔

مدینہ کی طرف واپسی | ابن اسحاق کہتے ہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کی فتح سے فادغ ہو کر واپس ہوئے تو راستہ میں آپ نے چند راتیں وادی القریٰ کے لوگوں کا صحارہ کیا اور پھر وہاں سے مدینہ کو واپس تشریف لائے۔

ابو ہریرہ کہتے ہیں جب ہم رسول کریم کے ساتھ خیبر سے فادغ ہو کر وادی القریٰ میں آئے تو غروب آفتاب کے قریب ہم نے وہاں قیام کیا۔ آپ کا ایک غلام تھا جو رفاعہ بن زید غزاعی ثم الغنی نے آپ کی نند کیا تھا۔ یہ غلام آپ کا کجاوہ اٹھا کر رکھ رہا تھا کہ ایک تیر کہیں سے اس غلام کے آگے اور معلوم نہ ہوا کہ کس نے مارا ہے؟ غلام تیر کے صدر سے غریگا ہم لوگ کہنے لگے اسے جنت مبارک ہو۔ رسول اقدس نے ہمارے اس کلام کو سن کر فرمایا ہرگز نہیں۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس کا شملہ آگ میں جل رہا ہے۔ یہ شملہ اُس غلام نے خیبر کے مال غنیمت میں سے چرایا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سن کر ایک شخص آیا اور اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ! جو تیروں کے دو قسمے تو میں نے بھی مال غنیمت میں سے لئے تھے۔ فرمایا ان کی برابر تجھ کو

دورخ میں جلنا ہوگا۔

چربی کا برتن | عبداللہ بن مغفل مرنے کہتے ہیں خیبر کے مال غنیمت میں سے ایک گپا جس میں چربی بھری ہوئی تھی لے کر میں اپنے ڈیرے میں آ رہا تھا کہ مال غنیمت کے محافظ نے مجھے دیکھ لیا اور آکر وہ گپا مجھ سے چھیننے لگا۔ میں نے کہا واللہ! یہ گپا میں تجھ کو نہ دوں گا اُس نے کہا تو اس کو چھوڑ دے یہ مال مسلمانوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ اسی اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور منس کہ فرمایا کہ اس کو لے جا بنے دو۔ عبداللہ کہتے ہیں میں اُس کو اپنے ڈیرے میں لایا اور میرے سب ساتھیوں نے اُسے کھایا۔

حضرت صفیہ سے نکاح | ابن اسحاق کہتے ہیں خیبر میں یا آتے ہوئے راستہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صفیہؓ کے ساتھ نکاح فرمایا۔ اور حضرت انسؓ کی ماں اُمّ سلیم نے صفیہؓ کو دامن بنایا اور رات کو آنحضرتؐ ان کے ساتھ ایک خیمہ میں رہے اور ابوایوبؓ انصاریؓ تلوار لٹے ہوئے رات بھر آپؐ کے خیمہ کے گرد پہرہ دیتے رہے۔ جب صبح کو آپؐ نے اُن کو دیکھا تو فرمایا اے ابوایوب تم نے کس لئے تکلیف کی؟ ابوایوبؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھ کو اس عورت سے حضورؐ کے حق میں خوف تھا۔ کیونکہ اس عورت کا باپ اور خاوند اور ساری قوم قتل ہوئی ہے اور یہ عورت نو مسلم ہے۔ اس سبب مجھ کو اس کی طرف سے اندیشہ تھا۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوایوبؓ کے حق میں دعا فرمائی کہ اے خدا جیسے ابوایوبؓ نے رات بھر میری حفاظت کی ہے تو اس کی ہمیشہ حفاظت فرمائو۔

حضرت بلالؓ کی پہریداری | جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر سے واپس ہوئے تو ایسا شخص ہے جو ہماری حفاظت کرے اور آخر رات کا وقت تھا۔ فرمایا شاید ہم سو جائیں تو صبح کے وقت جگانے کے لئے ایک آدمی ضرور چاہیئے۔ بلالؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں جاگوں گا۔ چنانچہ رسول کریمؐ اور سب لوگ سو رہے اور بلالؓ نماز پڑھنے میں مشغول ہوئے۔ پھر بلالؓ مشرق کی طرف منہ کر کے صبح کے انتظار میں اپنی کمانچی سے سہارا لگا کر بیٹھ گئے اور نیند ان پر غالب ہو گئی۔ پھر سورج کی حرارت سے سب لوگوں کی آنکھ کھلی۔ سب سے پہلے رسول اقدسؐ جاگے اور بلالؓ سے فرمایا کہ یہ تم نے کیا کیا۔ بلالؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ!

جس نے آپ کو سلا یا اُسی نے مجھ کو بھی سلا دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو سچ کہتا ہے۔ پھر آنحضرتؐ نے اپنے اونٹ کو تھوڑی دُور لے جا کر بٹھایا اور وہیں وضو کیا اور سب لوگوں نے بھی وضو کیا۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے تکبیر کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور اُس کے بعد فرمایا کہ جب تم نماز کو قبول جاؤ تو پھر جس وقت یاد آئے اُسی وقت اُس کو پڑھ لو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي۔

ابن اسحاق کہتے ہیں خیبر کو فتح کر کے آپؐ نے وہاں کی مَریاں وغیرہ ابن لقیم عیسیٰ کو عنایت فرمائی تھیں اور خیبر کا غزوہ ماہِ صفر میں ہوا تھا۔

غزوہ خیبر اور مسلمان خواتین | خیبر کی جنگ میں مسلمانوں کی عورتیں بھی شریک تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالِ غنیمت میں سے اُن کو بھی کچھ دیا تھا۔ مگر مردوں کے ساتھ اُن کا حقہ نہیں لگایا تھا۔

بنی غفار میں سے ایک عورت کا بیان ہے کہ جب آنحضرتؐ نے خیبر کا قصد کیا تو میں چند عورتوں کے ساتھ آپؐ کی خدمت میں آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہم عورتیں چاہتی ہیں کہ آپؐ کے ساتھ ہم بھی جہاد میں چلیں۔ ہم زخمیوں کی تیمارداری کریں گی اور جہاں تک ہم سے ہو گا مسلمانوں کو مدد پہنچا کر ثواب کی مستحق ہوں گی۔ حضورؐ نے فرمایا چلو خدا تمہارے ارادہ میں برکت دے۔ چنانچہ ہم آپؐ کے ساتھ روانہ ہوئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اپنے اونٹ پر اپنے پیچھے بٹھالیا۔ اور میں اُس وقت کم سن لڑکی تھی۔

جب صبح کو رسول کریمؐ منزل پر اترے اور میں بھی اونٹ پر سے اُتری تو اُس کی کاٹھی اور اپنے کپڑے پر میں نے خون کا نشان دیکھا مجھ کو بہت شرم آئی اور یہ مجھ کو پہلا حیف تھا۔ جب آپؐ نے اُس خون کے نشان کو دیکھا تو مجھ سے فرمایا شاید تجھ کو خون آیا ہے۔ میں نے عرض کیا ہاں۔ فرمایا تو اپنے کپڑے دھو کر پانی میں تھوڑا نمک ملا کر اُس سے کاٹھی کو دھو ڈال اور پھر سواہ ہو جا۔ کہتی ہیں جب غیر فتح ہو گیا تو آپؐ نے ہم عورتوں کو بھی مالِ غنیمت میں سے عنایت کیا اور یہ ہمارے جو میرے گلے میں ہے خود آپؐ نے اپنے ہاتھ سے میرے گلے میں باندھا۔ میں اُس کو کبھی جدا نہیں کرتی۔

راوی کہتا ہے یہ ہمارے آخری وقت تک اُس خاتون کے گلے میں رہا اور پھر اُس کی وصیت کے مطابق اُس کے ساتھ دفن کیا گیا اور ہمیشہ یہ خاتون حیف سے پاک ہونے کے لئے پانی میں نمک ملاتی تھیں اور

وصیت کی تھی کہ میری لاش کو بھی نمک کے پانی سے غسل دینا۔

شہدائے خیبر | بنی اُمیہ کے حلیفوں میں سے ربیعہ بن سنجہ بن عمرو بن لکنیز بن عامر بن غنم بن دودان بن اسد اور ثقیف بن عمرو بن رفاعہ بن مسروح۔

اور بنی اسد بن عبد العزیٰ میں سے عبد اللہ بن حبیب بن امیہ بن سحیم بن غبیرہ۔ یہ اصل میں بنی سعد بن لیث سے تھے مگر بنی اسد میں اس سبب سے شمار ہوئے کہ ان کے حلیف اور ان کے بھانجے تھے۔

اور انصار میں سے یہ لوگ شہید ہوئے۔ بنی سلمہ سے بشر بن براء بن معرور آپ کے ساتھ زہریلے گوشت کو کھا کر شہید ہوئے اور فضیل بن نعمان۔

اور بنی زید بن حنیس سے مسعود بن سعد بن قیس بن خلدہ بن عامر بن زید بن

اور اوس کی شاخ بنی عبد اللہ بن مسعود بن مسلمہ بن خالد بن عدی بن مجروح بن حارثہ بن مرث یہ بنی حارثہ میں سے ان کے حلیف تھے۔

اور بنی عمرو بن عوف سے ابو ضیاع بن ثابت بن نعمان بن اُمیہ بن امرئ القیس بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف اور مرث بن حاطب اور عروہ بن مرہ بن سراقہ اور اوس بن فائدہ اور انیف بن حبیب اور ثابت بن اثلہ اور طلحہ۔

اور بنی غفار سے عمارہ بن عقیبہ تیرے شہید ہوئے۔

اور بنی اسلم سے عامر بن اکوع اور اسود راعی بن کا نام اسلم تھا۔ یہ خیبر ہی کے رہنے والے تھے اور خیبر ہی کی جنگ میں شہید ہوئے۔

زہریلے شہدائے خیبر میں ان لوگوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ بنی زہرہ میں سے مسعود بن ربیعہ جو بنی قارہ میں سے ان کے حلیف تھے اور بنی عمرو بن عوف سے اوس بن قتادہ شہید ہوئے۔

اسود راعی کی شہادت | ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کے کسی قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے تو اسود راعی بکریاں لئے ہوئے

آنحضرت کے پاس آئے اور یہ ایک یہودی کی بکریاں چرانے پر ملازم تھے انہوں نے آپ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! مجھ کو مسلمان کیجئے۔ آپ نے ان کو مسلمان کیا اور آپ کسی شخص کے مسلمان ہونے میں یہ خیال نہ فرماتے تھے کہ یہ ادنیٰ آدمی ہے یا اعلیٰ بلکہ سب کو مسلمان کر سکتے تھے۔ اسود نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ان بکریوں کو کیا کروں؟ فرمایا۔ ان کو مار کر ہلاک

یہ اپنے مالک کے پاس چلی جائیں گی۔ اسود نے ایک مٹھی کنکر لے کر بکریوں پر مارے اور ان کو قلعہ کی طرف ہنکا دیا۔ بکریاں سیدی قلعہ میں چلی گئیں۔ پھر اسود اسی قلعہ پر مسلمانوں کے ساتھ جہاد میں شریک ہوئے اور ایک پتھر قلعہ پر سے اسود کے سر پر ایسا لگا کہ اُس کے صدر سے شہید ہو گئے۔ لوگ ان کی لاش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور ایک کپڑا لاش پر اوڑھا دیا۔ آپ چند صحابہ کے ساتھ ان کی لاش پر آئے۔ پھر آپ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے اس کی طرف سے منہ کیوں پھیرا؟ فرمایا ایک خود جو ان کی بیوی ہے اُن کے پاس بیٹھی ہے۔

راوی کہتا ہے اسود نے ایک نماز بھی نہ پڑھی تھی۔

روایت ہے کہ جب شہید کرتا ہے خودوں میں سے اُس کی بیوی اُس کے چہرے سے خاک پونچھتی ہے اور کہتی ہے جس نے تجھ کو خاک آلود کیا ہے خدا اُس کو خاک آلود کرے اور جس نے تجھ کو قتل کیا ہے خدا اُس کو قتل کرے۔

حجاج بن علاط جب خیبر فتح ہو گیا تو حجاج بن علاط سلمیٰ ثم البہری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مکہ میں میرا بہت سامان ہے اور بہت مال میرا میری بیوی ام شیبہ بنت ابی طلحہ کے پاس ہے اور سودا گروں کے پاس بھی متفرق مال بہت ہے۔ آپ مجھ کو اجازت دیں تاکہ میں اپنا مال لے آؤں اور وقت کی مناسبت سے جیسا چاہوں کہوں۔ آپ نے اجازت دی اور حجاج مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب مقام ثینۃ البیضاء میں آئے تو دیکھا کہ قریش کے چند لوگ بیٹھے ہیں۔ یہ لوگ مکہ سے نکل کر راستہ میں آنے جانے والوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر پوچھا کرتے تھے اور ان کو معلوم ہوا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر پر لشکر کشی کی ہے جب انہوں نے حجاج کو آتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے حجاج بن علاط آ رہے ہیں۔ ان کو ضرور کچھ خبر ہوگی۔ اور حجاج کے مسلمان ہونے کی قریش کو بالکل خبر نہ تھی۔ اور قریش یہ بھی جانتے تھے کہ خیبر حجاز میں سب سے سرسبز اور آباد شہر ہے۔ اُس کا فتح ہونا محمد سے دشوار ہے۔ غرض حجاج سے ان لوگوں نے کہا کہ اے حجاج ہم نے سنا ہے کہ قاطع نے خیبر پر لشکر کشی کی ہے

وہ یہودیوں کا نہایت آباد علاقہ ہے۔ حجاج نے کہا ہاں میں نے بھی یہ خبر سنی ہے اور میرے پاس ایک ایسی خبر ہے جس سے تم بہت خوش ہو گے۔ حجاج کہتے ہیں میرے پاس کہنے سے سب لوگوں نے چاروں طرف سے میرے آؤنٹ کو گھیر لیا اور کہا اسے حجاج جلد اس خبر کو بیان کرو۔ میں نے کہا محمدؐ کو ایسی شکست ہوئی کہ کبھی تم نے سنی نہ ہوگی۔ اُن کے تمام اصحاب قتل ہوئے اور وہ خود قید ہو گئے اور یہودیوں نے کہا کہ ہم محمدؐ کو قریش کے پاس مکہ میں بھیجیں گے تاکہ قریش اپنے لوگوں کے معاوضہ میں محمدؐ کو قتل کریں۔

حجاج کہتے ہیں یہ بات مستلزم ہی وہ لوگ مکہ میں شور و غل مچاتے ہوئے داخل ہوئے اور کہتے تھے اب محمدؐ تمہارے پاس آتے ہیں تم ان کو قتل کرنا۔ حجاج کہتے ہیں میں نے کہا اسے قریش تم میرا مال جمع کرادو میں بہت جلد خیبر کو جانے والا ہوں تاکہ سودا گروں کے ہنچنے سے پہلے سستی قیمت پر محمدؐ کا مال جو یہودیوں کے ہاتھ آیا ہے خرید لوں۔ چنانچہ قریش نے ایک دم میرا سارا مال جمع کر دیا اور میں نے اپنی بیوی سے بھی یہی کہا کہ میں خیبر میں جا کر مال خریدوں تو سب مال مجھ کو دیدے۔ اُس نے بھی سب مال دیدیا۔ پھر یہ خبر حضرت عباسؓ کو ہوئی۔ وہ میرے پاس میرے خیمہ میں جوتا جراحہ وضع کا تھا آکر کھڑے ہوئے اور مجھ سے کہا اے حجاج یہ تونے کیا خبر بیان کی ہے۔ میں نے کہا اس وقت تو تم مجھ کو مال اکٹھا کرنے دو جس وقت میں چلنے لگوں گا اُس وقت غلوت میں مجھ سے ملنا۔ چنانچہ جب میں رخصت ہونے لگا تو عباسؓ میرے پاس آئے۔ میں نے کہا اے عباسؓ جو بات میں تم سے کہوں تین دن تک تم اُس کو ہرگز کسی سے ظاہر نہ کرنا اور اس کے بعد تم کو اختیار ہے کہ شوق سے کہہ دینا میں تمہارے بھتیجے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خیبر کے بادشاہ کی بیٹی صفیہ سے شادی کرتے ہوئے چھوڑ کر آیا ہوں۔ تمام خیبر انہوں نے فتح کر لیا۔

عباسؓ نے کہا اے حجاج یہ تو کیا کہہ رہا ہے؟ میں نے کہا واللہ! میں سچ کہہ رہا ہوں اور میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ یہ حیلہ میں نے فقط اپنا مال جلد وصول کرنے کے لئے کیا تھا۔ تم ہرگز تین دن کے اندر اس بات کو ظاہر نہ کرنا۔ ورنہ قریش کے لوگ میرا پیچھا کریں گے اور تین دن کے بعد میں دور نکل جاؤں گا پھر تم شوق سے کہہ دینا۔

راوی کہتا ہے جب حجاج کو مکہ سے گئے ہوئے تین روز گزر گئے۔ حضرت عباسؓ نے

اپنا محلہ پہنا اور عصاء ہاتھ میں لے کر کعبہ میں آئے اور طواف کرنے لگے۔ قریش نے جو اس شان سے ان کو دیکھا تو کہا اسے ابو الفضل (حضرت عباس کی کنیت ہے) یہ تو جنگ کا سامان ہے۔ حضرت عباس نے فرمایا اُس خدا کی قسم ہے جس کی تم قسم کھاتے ہو کہ محمدؐ نے خیبر کو فتح کر لیا اور وہاں کے تمام مال و اسباب پر قابض ہو گئے اور خیبر کے بادشاہ کی بیٹی کو اپنے تصرف میں لائے۔ اسی خوشی میں میں نے آج یہ لباس پہنا ہے۔

قریش نے کہا یہ خبر تم کو کس نے دی؟ حضرت عباسؓ نے کہا اُسی شخص نے جس نے تم سے وہ خبر بیان کی تھی۔ وہ مسلمان ہو گیا ہے اور اس جلد سے وہ تم سے اپنا مال لینے آیا تھا اعدا اب وہ محمدؐ سے جا ملا ہے۔

قریش یہ بات سُن کر بہت خفا ہوئے اور حجاج کے بارے میں کہنے لگے کہ دشمن خدا اس طرح ہمارے پاس سے بھاگ گیا۔ اگر ہم کو اُس وقت خبر ہوتی تو ہم اُس کو ضرور اچھی طرح سے مزہ چکھاتے۔ پھر اس کے بعد اور لوگوں سے بھی قریش کو خیبر کے فتح ہونے کی خبر معلوم ہوئی۔



غیر کے مال غنیمت کی تقسیم

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مال غنیمت میں سے خمس خدا و رسول اور ذوی القربیٰ اور یتیموں اور مسکینوں کے حصہ کا نکالا اور اسی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کا خرچ تھا اور ان لوگوں کو بھی آپ نے اس میں سے عنایت فرمایا جنہوں نے اہل فیک سے گھنچ کرائی تھی اور انہی لوگوں میں سے ایک محیصہ بن مسعود تھے ان کو آپ نے تین سو سق کھجوریں عنایت فرمائیں اور باقی مال غنیمت ان مسلمانوں پر تقسیم فرمایا جو حدیبیہ کے واقعہ میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ چنانچہ سب لوگ جو حدیبیہ میں تھے غیر کی جنگ میں بھی تھے سوائے ایک جابر بن عبد اللہ کے کہ یہ غیر کی جنگ میں شریک نہ تھے مگر آپ نے ان کا بھی حصہ لگایا۔

حقہ داروں کی تعداد | اس لئے رسول کریم نے کل مال کے اٹھارہ سو حصے کئے چودہ سو حصے آدمیوں کے اور چار سو حصے دو سو گھوڑوں کے اور سو سو آدمیوں کا ایک حصہ قرآنہ دے کر اٹھارہ حصے کل مال کے کر دیئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں غیر کی جنگ میں عربی گھوڑے کو آنحضرتؐ نے عربی اور اٹھارہ مجموعے | بہمن گھوڑے کو بہمن ٹٹھرایا تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت علیؑ اور زبیرؓ بن عوام اور طلحہؓ بن عبید اللہ اور عمرؓ بن خطابؓ

لے دو سو ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع ساڑھے تین سیر کا۔ ۱۲

لے بہمن وہ گھوڑا ہے جو عمدہ نسل کا نہ ہو۔

عبدالرحمن بن عوف اور عاصم بن عدی اور اسید بن حضیر ایک ایک حصہ میں شریک تھے۔
 اور ایک حصہ بنی حریث بن خزرج کا اور ایک حصہ ناعم کا ایک حصہ بنی ثیاضہ کا اور ایک حصہ
 بنی عبیدہ کا اور ایک حصہ بنی قرام کا جو بنی سلمہ میں سے تھے اور ایک حصہ عبیدہ بن اوس اوسی
 کا۔ انہوں نے یہ حصہ خرید لیا تھا۔ اور ایک حصہ بنی ساعدہ کا اور ایک حصہ بنی غفار اور سلم کا
 اور ایک حصہ بنی نجار کا اور ایک حصہ بنی حارثہ کا اور ایک حصہ اوس کا تھا۔ چنانچہ سب
 پہلے جو حصہ خیبر سے نکالا گیا وہ خیبر وادی خاص سے نہیر بن عوام کا حصہ تھا اور اسی
 وادی کو نطاة بھی کہتے ہیں۔ اس میں کل پانچ حصے تھے اور اس کے پاس دوسرا وادی سریر نام
 تھا اور اس کو شق بھی کہتے ہیں اُس کے تیرہ حصے تھے کل اٹھارہ ہوئے اور ہر حصہ میں سوا
 آدمی شریک تھے۔ چنانچہ نطاة میں سے نہیر کا حصہ نکال کر دوسرا حصہ بنی بیاضہ کا اور تیسرا
 بنی اسید کا اور چوتھا بنی حریث بن خزرج کا اور پانچواں ناعم بن عوف بن خزرج اور
 مزینہ وغیرہ کا نکالا گیا۔

شق کی تقسیم | پھر شق میں سے پہلا حصہ عاصم بن عدی کا نکالا اور انہی کے ساتھ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی حصہ تھا۔ پھر عبدالرحمن بن عوف کا۔ پھر بنی ساعدہ کا
 پھر بنی نجار کا پھر حضرت علیؓ کا پھر طلحہ بن عبید اللہ کا۔ پھر بنی غفار اور اسلم کا۔ پھر حضرت عمرؓ
 بن خطاب کا۔ پھر بنی عبیدہ کا پھر بنی حرام کا پھر بنی حارثہ کا پھر عبیدہ کا۔ پھر اوس کا پھر نصیف کا حصہ
 نکالا۔ اس میں جہینہ اور مختلف قبائل عرب کے لوگ تھے۔

کتیبہ کی تقسیم | پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتیبہ کو جو وادی خاص تھا اپنی
 ازواج اور اقرباء کے درمیان تقسیم فرمایا اور بعض مسلمانوں کو بھی اُس
 میں سے عنایت کیا۔ چنانچہ اپنی صاحب زادی حضرت فاطمہؓ کو دو سو وسق دیئے اور حضرت
 علیؓ کو ایک سو وسق اور آسامہ بن زید کو دو سو وسق اور پچاس وسق کھجوریں اور حضرت
 ام المومنین عائشہؓ کو دو سو وسق اور حضرت ابوبکرؓ کو سو وسق اور عقیل بن ابی طالب کو ایک سو
 چالیس وسق اور اولاد جعفر بن ابی طالب کو پچاس وسق اور ربیعہ بن حریث کو سو وسق اور
 صلت بن مخرمہ کو معہ اُن کے دونوں بیٹوں کے سو وسق اس طرح کہ صلت کے چالیس اور ابی
 بنقہ کے پچاس اور قیس بن مخرمہ کے تیس وسق اور زکانه بن عبد یزید کو پچاس وسق اور عبیدہ
 بن حریث کی بیٹیوں اور اُن کے بیٹے حصین بن حریث کو سو وسق اور بنی عبیدہ بن عبد یزید کو ساٹھ وسق

اور اوس بن مخزوم کے بیٹے کوتیس وسق اور مسطح بن اثاثہ اور الیاس کے بیٹے کو پچاس وسق اور اُم ریشہ کو چالیس وسق اور نعیم بن منذ کو تیس وسق اور بحیثہ بنت حرث کو تیس وسق اور عجم بن عبد یزید کو تیس وسق اور اُم حکم کو تیس وسق اور حبانہ بنت ابی طالب کو تیس وسق اور ابن ارقم کو پچاس وسق اور عبد الرحمن بن ابی بکر کو چالیس وسق اور حمزہ بنت حشب کو تیس وسق اور زبیر کی والدہ کو چالیس وسق اور ابن ابی غنیس کو تیس وسق اور اُم طالب کو چالیس وسق اور ابی نصرہ کو بیس وسق اور سلمہ کلبی کو پچاس وسق اور عبد اللہ بن وہب کو مئیس وسق اور مکرز بن عبدہ کو تیس وسق اور اپنی کل ازواج کو نو سو وسق عنایت فرمائے۔

ابن ہشام کہتے ہیں یہ وسق گہوں اور جو اور کھجور وغیرہ کے تھے جو ہر شخص کو اُس کی ضرورت کے مطابق ان اجناس سے دیئے گئے اور چونکہ بنی عبد المطلب زیادہ ضرورت مند تھے اس سبب آپ نے اُن کو زیادہ مرحمت فرمایا۔ بنی عبد المطلب کو ایک سو اسی وسق دیئے اور حضرت فاطمہؓ کو پچاسی وسق اور اسامہ بن زید کو چالیس وسق اور مقداد بن اسود کو پندرہ وسق اور اُم ریشہ کو پانچ وسق عنایت کئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت چوباقوں کی وصیت فرمائی تھی۔ قبیلہ ہادہ (ہمن) کو خیر سے سو وسق دیئے جائیں اور الدار بن ہامی کو تلو وسق اور سبائین کو سو وسق دیئے جائیں اور اشعریوں کو سو وسق دیئے جائیں اور اسامہ بن زید کا لشکر بھیجا جائے اور ملک عرب میں دو دین نہ چھوڑے جائیں۔

فدک کا معاملہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر کی جنگ سے فارغ ہوئے تو اہل فدک کے دل میں بھی خدا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رعب ڈال دیا۔ اور انہوں نے اپنا اپنی رسول کریم کی خدمت میں بھیجا تاکہ آپ نعت پیداوار پر اُن سے صلح کر لیں۔ آنحضرتؐ نے منظور فرمایا اور آپ اُس وقت خیر میں یا خیر اور مدینہ کے درمیان میں یا مدینہ میں واپس آگئے تھے۔ اور چونکہ فدک بغیر جنگ اور لشکر کشی کے فتح ہوا۔ اس سبب سے یہ خاص آپ کا مال تھا۔

بنو الدار کے نام و نسب یہ لوگ بنی دار بن ہانی بن حبیب بن نمارہ بن نخم کی اولاد سے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ملک شام

سے آئے تھے۔ تمیم بن اوس۔ نعیم بن اوس۔ یزید بن قیس۔ عرفہ بن مالک۔ ان کا نام رسول کریم نے عبدالرحمن رکھا تھا۔ مروان بن قاکہ عرفہ کے بھائی۔ قاکہ بن نعان۔ جبہ بن مالک۔ ابوہند بن بکر اور ان کے بھائی طیب بن بکر۔ ان کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ رکھا تھا۔

راوی کہتا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن رواحہ کو اہل خیبر کے پاس بھیجا اور انہوں نے کھیتوں اور بھلوں کا تخمینہ کیا۔ یہود نے کہا تم نے اندازہ میں ہم پر زیادتی کی ہے۔ عبداللہ نے کہا تم چاہو تو تم لے لو اور تم چاہو تو ہم کو دے دو۔ یہود نے کہا اسی بات سے زمین و آسمان قائم ہیں۔ عبداللہ بن رواحہ نے ایک ہی سال تخمینہ کیا تھا کہ پھر غزوہ موتہ میں شہید ہوئے۔

عبداللہ کے بعد جبار بن صخر بن امیتہ بن خنساء سلمیٰ ہر فصل پر خیبر میں جا کر **ابن سہل کا قتل** | تخمینہ کیا کرتے تھے۔ یہود اسی طرح ایک مدت عہد پر قائم رہے اور مسلمان ان کی طرف سے مطمئن ہو گئے۔ پھر انہوں نے نبی کریم ہی کے زمانہ میں عبداللہ بن سہل ساری کو شہید کر دیا اور مسلمانوں نے اس قتل کا ان پر دعویٰ کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں عبداللہ بن سہل اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ کھجوریں دیکھنے خیبر میں گئے تھے پھر ساتھیوں سے الگ ہو گئے اور ان کی لاش ایک نالہ میں سے پڑی ہوئی ملی۔ راوی کہتا ہے یہود نے ان کو شہید کر کے ان کی لاش کو غائب کر دیا تھا۔ پھر ان کے ساتھی آنحضرت کی خدمت میں آئے اور یہ واقعہ عرض کیا۔ یہ خبر سن کر عبدالرحمن بن سہل عبداللہ بن سہل کے بھائی اور ان کے چچا زاد دونوں بھائی حویصہ اور محیصہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

آنحضرت کا فیصلہ | عبدالرحمن سب میں نو عمر تھے اور خون کے حقدار بھی یہی تھے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنی چاہی۔ آپ نے فرمایا بڑے کو بڑے کو۔ تب محیصہ اور حویصہ نے گفتگو کی۔ آنحضرت نے فرمایا اگر تم اپنے قاتل کا نام بتلاؤ اور پھر اس پر پہچاس قسین کاؤ تو ہم اس کو تمہارے سپرد کر دیں گے۔ انہوں نے عرض کیا ہیں قاتل کی کیا خبر اور پھر ہم قسم کیا کھائیں۔ فرمایا۔ اچھا تم یہودیوں سے پہچاس قسین لے لو اور جب وہ قسم کھالیں گے کہ ہم نے قتل نہیں کیا ہے تب وہ بری ہو جائیں گے۔ حویصہ وغیرہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم کو ان کی قسموں کا کیا اعتبار یہ گھر کر رہے ہیں۔ پھر جموٹی قسم کے کھانے میں

ان کو کیا تا مل ہو گا۔

راوی کہتا ہے پھر رسول اقدس نے عبدالرحمن کو اس کے بھائی عبداللہ کا خون بہا یعنی سو ادھنٹ اپنے پاس سے عنایت فرمائے۔

سہل بن ابی حمزہ کہتے ہیں مجھ کو خوب یاد ہے کہ ان ادھنٹوں میں ایک سرنخ اونٹنی تھی۔ جب میں اس کو گھیر رہا تھا تو اس نے مجھ کو مارا تھا۔

محمد بن ابراہیم کہتے ہیں سہل بن ابی حمزہ کو اس واقعہ کا مجھ سے زیادہ علم نہیں **دیگر روایات** ہے مگر وہ اس وقت عمر میں مجھ سے بڑے تھے۔ آنحضرت نے عویصہ وغیرہ سے

قسم کھانے کو نہیں فرمایا تھا۔ کیونکہ حضور ایسے نہیں تھے کہ بغیر علم والے کو قسم دلو اتے بلکہ آپ نے خیبر میں یہودیوں کو لکھا تھا کہ تمہارے مکانوں کے درمیان میں ہمارا ایک آدمی مقتول پایا گیا ہے اس کا خون بہا تم ادا کرو۔ یہودیوں نے جواب میں قسم کھا کر لکھا کہ ہم کو نہیں معلوم کس نے اس شخص کو قتل کیا ہے تب آپ نے اپنے پاس سے خون بہا دیا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ رسول کریم نے یہودیوں کو یہ لکھا تھا کہ یا تو خون بہا ادا کرو ورنہ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔

ابن اسحاق کہتے ہیں میں نے ابن شہاب زہری سے دریافت کیا کہ آپ نے **یہود کی جلا وطنی** خیبر کے باغات اور کھجوریں کس شرط پر یہودیوں کو عنایت کی تھیں۔ زہری

نے کہا خیبر کو فتح کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا اور جو لوگ مال و اسباب چھوڑ کر جلا وطنی پر آمادہ ہوئے آپ نے ان سے فرمایا اگر تم کو ہم تمہارے باغوں اور مالوں پر قائم رکھیں اور پیداوار نصف تمہاری اور نصف ہماری ہو تو تمہیں منظور ہے یا نہیں؟

یہود نے عرض کیا ہمیں منظور ہے۔ آنحضرت نے یہ بھی شرط کر لی کہ جب ہمیں چاہیں گے تم کو یہاں سے نکال دیں گے یہود نے منظور کیا۔ تب آپ نے فصل پر عبداللہ بن رواحہ کو پھلوں کا تحفہ کرنے بھیجا اور جب وہ پھل وغیرہ حضور کی خدمت میں آئے آپ نے ان کو تقسیم فرمایا۔ پھر جب آپ کی وفات ہو گئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی یہود سے یہی معاملہ رکھا اور ابوبکر کے بعد عمر نے ابتدا خلافت میں یہی معاملہ رکھا۔ پھر ان کو معلوم ہوا کہ آنحضرت نے اپنے مرض وفات میں فرمایا تھا کہ دو دین ملک عرب میں نہ رہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کی تحقیق کی اور جب ان کو ثابت ہو گئی تب انہوں

نے خیبر کے یہود کو لکھا کہ خدا نے تم کو جلاوطن ہونے کا حکم دیا ہے۔ مجھ کو یہ حدیث پہنچی ہے کہ انھوں نے فرمایا تھا ملک عرب میں دودین نہ چھوڑے جائیں۔ اس لئے جس یہودی کے پاس آپ کا کوئی عہد ہو وہ اُس کو لے کر میرے پاس آئے اور جس کے پاس کوئی عہد نہ ہو وہ بہت جلد شہر بدر ہونے کا سامان کرے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے اُن سب یہودیوں کو جن کے پاس کوئی عہد نہ تھا خیبر سے نکال دیا۔

عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں۔ میں اور مقداد بن اسود اور زبیر ہم تینوں خیبر میں اپنا مال دیکھنے گئے اور ہم تینوں متفرق ہو گئے۔ رات کا وقت تھا اور میں اپنے بچھونے پر سو رہا تھا کہ ایک شخص نے مجھ پر حملہ کیا اور اس کی ضرب سے میرا ہاتھ کھنسی کے جوڑ پر سے اُتر گیا۔ جب صبح ہوئی تو میرے دونوں ساتھی میرے پاس آئے اور میرے ہاتھ کو دیکھ کر انہوں نے پوچھا کہ یہ کس نے تم کو مارا؟ میں نے کہا مجھے خیبر نہیں۔ اُن ساتھیوں نے میرا ہاتھ باندھ کر درست کیا۔ پھر ہم حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور سارا قصہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا یہ یہودیوں کی شرارت ہے۔ پھر انہوں نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا اور فرمایا اے لوگو! رسول اللہؐ نے یہودیوں کو اس شرط پر خیبر میں رکھا تھا کہ جب ہم چاہیں گے اُن کو نکال دیں گے۔ اب یہود نے عبداللہ بن عمرؓ پر زیادتی کی اور اُس کے ہاتھ کو زخمی کیا جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔ اور اس سے پہلے انصاری کو بھی انہوں نے ہی شہید کیا تھا۔ ہم کو اس میں کچھ شک نہیں رہا۔ لہذا اب میں اُن کو خیبر سے نکالنا چاہتا ہوں۔ تم میں سے جن جن لوگوں کا مال وہاں ہے اپنے اپنے مال کو جا کر سمیٹ لیں کیونکہ اب یہاں ہمارا بجز اُن یہود کے اور کوئی دشمن نہیں ہے۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں نکال دیا۔

وادی القریٰ کی تقسیم | ابن اسحاق کہتے ہیں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہود کو خیبر سے نکالا تو خود انصاری اور مہاجرین کو لے کر سوار ہوئے

اور جبار بن صخر اُمیہ جو خیبر کی پیدوار کا تخمینہ کرنے جایا کرتے تھے اور یزید بن ثابت کو بھی ساتھ لیا اور ان دونوں آدمیوں نے اُسی تقسیم کے مطابق جو پہلے سے تھی ہر ایک کا حقہ علیحدہ کر دیا۔

اور وادی قریٰ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس طرح تقسیم کیا کہ ایک حقہ حضرت عثمانؓ کا ایک حقہ عبدالرحمن بن عوفؓ کا۔ ایک حقہ عمر بن ابی سلمہؓ کا۔ ایک حقہ عامر بن ابی ربیعہؓ کا۔ ایک

حقہ عمرو بن سراقہ کا۔ ایک حقہ و شیم کا۔ ایک حقہ اولاد جعفر کا۔ ایک حقہ معیت کا۔ ایک حقہ عبداللہ بن الرقم کا۔ ایک حقہ عبداللہ کا۔ ایک حقہ عبید اللہ کا۔ ایک حقہ عبداللہ بن حبش کے بیٹے کا۔ ایک حقہ بکیر کے فرزند کا۔ ایک حقہ معتمر کا۔ ایک حقہ زید بن ثابت کو۔ ایک حقہ ابی بن کعب کا۔ ایک حقہ معاذ بن عفرہ کا۔ ایک حقہ ابولطیم اور حسن کا۔ ایک حقہ جبار بن صخر کا۔ ایک حقہ جابر بن عبداللہ بن ربیع کا۔ ایک حقہ مالک بن صعصعہ کا۔ ایک حقہ جابر بن عبداللہ بن عمرو کا۔ ایک حقہ ابن حصیر کا۔ ایک حقہ سعد بن معاذ کے بیٹے کا۔ ایک حقہ مسلمہ بن سلامہ کا۔ ایک حقہ عبدالرحمن بن ثابت اور ابی ثمریک کا۔ ایک حقہ ابی عیسیٰ بن جبر کا۔ ایک حقہ محمد بن مسلمہ کا اور ایک حقہ عبادہ بن طارق کا۔

اور بعض کہتے ہیں قتادہ کا اور آدھا حقہ جبر بن عتیک کا اور آدھا حقہ حرث بن قیس کے دونوں بیٹوں کا اور ایک حقہ ابن خزیمہ اور منہاک کا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں خیبر کی جنگ اور اُس کے مالِ غنیمت کی تقسیم کا یہی واقعہ ہم کو پہنچا تھا جو ہم نے بیان کیا۔



مہاجرینِ حبشہ کی واپسی

رسول اللہ کی مسرت | ابن ہشام کہتے ہیں جس دن خیبر کی فتح ہوئی ہے اُسی روز جعفر بن ابی طالب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھتے ہی گلے سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دے کر فرمایا میں نہیں جانتا کہ مجھ کو کس بابت کی زیادہ خوشی ہے آیا خیبر کے فتح ہونے کی یا جعفر کے آنے کی۔ ابن اسحاق کہتے ہیں جن صحابہ نے ملک حبش کی طرف ہجرت کی تھی اور وہاں مقیم تھے۔ آپ نے ان کے بلانے کے لئے عمرو بن أمیہ ضمری کو سبغاشی بادشاہ حبش کے پاس بھیجا اور سبغاشی نے ان مہاجرین کو دو جہازوں میں سوار کر کے آپ کی خدمت میں روانہ کیا اور یہ لوگ اُس روز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے جن روز آنحضرت خیبر کی فتح سے فارغ ہوئے تھے اور وہ یہ لوگ ہیں :-

مہاجرینِ حبشہ کے نام | بنی ہاشم بن عبد مناف سے جعفر بن ابی طالب ان کے ساتھ ان کی بیوی اسماء بنت عیسٰی خثعمیہ بھی تھیں اور ان کے فرزند عبد اللہ بن جعفر بھی تھے جو حبشہ ہی میں پیدا ہوئے تھے۔ حضرت جعفر جنگِ موتہ میں شہید ہوئے۔ شام میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر کے سردار ہو گئے اور وہیں شہید ہوئے۔ یہ ایک شخص تھے۔

اور بنی عبد شمس بن عبد مناف سے خالد بن سعید بن عاص بن أمیہ بن عبد شمس مع اپنی بیوی أمینہ بنت خلف بن اسد کے اور ان کے دونوں بیٹے سعید بن خالد اور امہ بنت خالد جو حبشہ ہی میں پیدا ہوئے تھے خالد مہاجر الصفر کی جنگ میں جو خلافتِ حدیق میں ملک شام میں ہوئی تھی شہید ہوئے اور خالد کے بھائی عمرو بن سعید بن عاص مع اپنی بیوی فاطمہ بنت صفوان بن أمیہ بن مخرث کنانی کے ان خاتون کا انتقال حبشہ میں ہوا۔ اور عمرو بن سعید حضرت

صلیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اجنادین کی جنگ میں جو شام کا ایک شہر ہے شہید ہوئے۔
اور معقیب بن ابی فاطمہ جن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں بیت المال کا
خزانی بنایا تھا اور ابو موسیٰ اشعری عبداللہ بن قیس آل عتبہ بن ربیعہ کے حلیف۔ یہ چار
شخص حبشہ سے آئے۔

اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی میں سے اسود بن نوفل بن خویلد ایک شخص۔
اور بنی عبدالدار بن قصی سے جہم بن قیس بن عبد شمس جیل مع اپنی اولاد عمرو بن جہم اور خزیمہ
بنت جہم اور اپنی بیوی حرمہ بنت عبدالاسود کے جن کا حبشہ ہی میں انتقال ہوا تھا۔ ایک شخص۔
اور بنی زہرہ بن کلاب سے عامر بن ابی وقاص اور ہذیل سے ان کے حلیف عتبہ بن مسعود
یہ دو شخص تھے۔

اور بنی تیم بن مرہ بن کعب بن حارث بن خالد بن صخر مع اپنی بیوی ریطہ بنت حارث بن جبیلہ
کے جن کا انتقال حبشہ ہی میں ہوا۔ ایک شخص
اور بنی جمح بن عمرو بن مصیص بن کعب عثمان بن ربیعہ بن احباب۔ ایک شخص
اور بنی سہم بن عمرو بن مصیص سے حمیرہ بن جزدان کے حلیف بنی زبید سے ان کو رسول کریم
نے مال غنیمت کے خمس کا محافظ مقرر کیا تھا۔ ایک شخص
اور بنی عدی بن کعب بن لوئی سے عمر بن عبداللہ بن نضله۔ ایک شخص
اور بنی عامر بن لوئی سے ابو حاطب بن عمرو بن عبد شمس اور مالک بن ربیعہ بن قیس بن
عبد شمس مع اپنی بیوی عمرہ بنت سعدی بن وقدان بن عبد شمس کے۔ دو شخص
اور بنی حارث بن فہر بن مالک سے حارث بن عبد قیس بن لقیط۔ ایک شخص
جن مہاجرین کا ملک حبش میں انتقال ہو گیا تھا ان کی عورتوں کو بھی بخاشی نے کشتیوں میں
سوار کر کے ان لوگوں کے ساتھ روانہ کیا تھا۔ چنانچہ یہ سب لوگ جو اس وقت حبش سے آپ
کی خدمت میں آئے سولہ آدمی تھے۔

راوی کہتا ہے اور جو مہاجرین بدر کی جنگ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
خدمت میں حبشہ سے آئے یا جنہوں نے حبشہ ہی میں انتقال کیا یا جو ان کشتیوں کے آنے کے
بعد آئے ان کے نام یہ ہیں :-

بنی امیہ بن عبد شمس سے عبید اللہ بن جحش بن رثابہ اسدی بنی خزیمہ میں سے بنی امیہ کے

حلیف مع اپنی بیوی اُم حبیبہ بنت ابی سفیان اور اپنی بیٹی حبیبہ بنت عبد اللہ کے حبشہ میں ہجرت کر کے گیا۔ اُم حبیبہ کا نام زملہ تھا۔ جب عبد اللہ حبش میں پہنچا تو اسلام کو چھوڑ کر نصرانی ہو گیا۔ اس کے بعد آنحضرت نے اس کی بیوی اُم حبیبہ سے نکاح فرمایا۔

عروہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن حبش مسلمانوں کے ساتھ مسلمان ہو کر حبشہ میں گیا تھا۔ جب وہاں جا کر نصرانی ہو گیا تو مسلمانوں سے کہا کہ تمنا تھا کہ ہم نے تو دیکھ لیا اور تم ابھی ڈھونڈتے پھرتے ہو یعنی تم دین کی تلاش میں ہو اور مجھ کو دین مل گیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور قیس بن عبد اللہ بن اسد بن خزیمہ میں سے ایک شخص تھا اور یہ اُمیہ بنت قیس کا باپ تھا اور اس کی بیٹی اُمیہ حضرت اُم حبیبہ کے ساتھ تھی اور قیس کی بیوی برکتہ بنت یسار ابو سفیان کی آزاد کی ہوئی لونڈی تھی۔ جب عبد اللہ اور قیس حبشہ کو گئے تو ان دونوں عورتوں یعنی اُم حبیبہ اور اُمیہ کو ساتھ لے گئے تھے۔

اور بنی اسد بن عبد العزیٰ سے یزید بن زمعہ بن اسود بن المطلب بن اسد بن حنین کی جنگ میں شہید ہوئے اور عمرو بن اُمیہ بن حرث بن اسد۔ ان کا ملک حبش میں انتقال ہوا۔ یہ دو شخص تھے۔

اور بنی عبد الدار بن قصی سے ابوالرؤم بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار۔ اور فراس بن نصر بن حرث بن کلاب بن علقمہ بن عبد مناف بن عبد الدار۔ دو شخص۔

اور بنی زہرہ بن کلاب بن مرہ سے مطلب بن الزہرہ بن عبد عوف بن عبد الحرث بن زہرہ مع اپنی بیوی زملہ بنت ابی عوف بن صبیہ بن سعید بن سعد بن ہم کے حبش گئے اور وہیں ان کا بیٹا عبد اللہ بن مطلب پیدا ہوا اور وہیں مطلب کا انتقال ہوا۔ کہتے ہیں اسلام میں سب سے پہلے عبد اللہ ہی اپنے باپ کا وارث ہوا ہے۔ ایک شخص۔

اور بنی تیم بن مرہ بن کعب بن لوئی سے عمرو بن عثمان بن عمر بن کعب بن سعد بن تیم۔ یہ قادیسیہ کی جنگ میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے لشکر کے ساتھ شہید ہوئے۔ ایک شخص۔

اور بنی مخزوم بن یقط بن مرہ بن کعب سے ہبار بن سفیان بن عبد الاسد۔ یہ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں اجنادین کی جنگ میں شہید ہوئے اور ان کے بھائی عبد اللہ بن سفیان، حضرت عمرؓ کی خلافت میں یرموک کی جنگ میں شہید ہوئے اور ان کی شہادت میں شک ہے کہ

قتل ہوئے یا نہیں؟ اور ہشام بن ابی حذیفہ بن مغیرہ تین شخص۔

آدہ بنی جمح بن عمرو بن مہصیص بن کعب سے عاتب بن حرث بن عمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح مع اپنے دونوں بیٹوں حرث اور محمد اور اپنی بیوی فاطمہ بنت مجمل کے حبشہ کو گئے۔ عاتب نے تو وہیں حبشہ میں انتقال کیا اور ان کی بیوی دونوں بیٹوں کو لے کر انہی کشتیوں میں سے ایک کشتی میں سوار ہو کر مدینہ واپس آئیں اور عاتب کے بھائی خطاب بن حرث بھی اپنی بیوی فکیہہ بنت یسار کو لے کر حبشہ گئے اور وہیں انتقال کیا اور ان کی بیوی فکیہہ بنت یسار کشتی میں سوار ہو کر آپ کے پاس آئیں اور سفیان بن عمر بن حبیب اور ان کے دونوں بیٹے جنادہ اور جابر اور ان کی بیویاں حسینہ اور حسنہ کے ماں شریک بھائی شرجیل بن حسنہ، یہ سب حبشہ گئے اور سفیان اور ان کے بیٹوں جنادہ اور جابر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں انتقال کیا۔ یہ چھ شخص تھے۔

اور بنی سہم بن عمرو بن مہصیص بن کعب سے عبداللہ بن حرث بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم شاعر۔ ان کا حبشہ میں انتقال ہوا اور قیس بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم۔ اور ابو قیس بن حرث بن قیس بن عدی۔ یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں پیامبر کی جنگ میں شہید ہوئے۔ اور عبداللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم ان ہی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بنا کر کسریٰ بادشاہ ایران کے پاس بھیجا تھا اور حرث بن حرث بن قیس بن عدی اور بشر بن قیس بن حرث بن عدی اور ان کے ماں شریک بھائی سعید بن عمرو جو اجدادین کی جنگ میں شہید ہوئے۔ اور سعد بن حرث بن قیس جو یرموک میں شہید ہوئے اور سائب بن حرث بن قیس جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ طائف کی جنگ میں زخمی ہوئے اور حضرت عمرؓ کی خلافت میں جنگِ فحل میں شہید ہوئے اور بعض کہتے ہیں خیبر میں شہید ہوئے۔ گیارہ شخص

اور بنی عدی بن کعب بن لوئی سے عروہ بن عبدالعزیٰ بن حنظل بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب حبشہ میں فوت ہوئے اور عدی بن نضہ بن عبدالعزیٰ بن حنظل حبشہ میں فوت ہوئے۔ دو شخص۔

عدی کے ساتھ ان کا بیٹا نعمان بن عدی بھی تھا جو اب مہاجرین کے ساتھ مدینہ میں آ گیا۔ اور حضرت عمرؓ نے اس کو علاقہ بصرہ میں شہر میسان کا حاکم بنایا تھا۔ یہ ایک شاعر شخص تھا اس نے

چند اشعار کہے اور ان میں شراب اور محبوب کی تعریف کی جیسے کہ شاعروں کا دستور ہے۔ وہ اشعار حضرت عمرؓ نے سنے تو فوراً اس کو معزول کر دیا۔ یہ حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے امیر المومنین میں ایک شاعر ہوں واللہ! میں ان افعال کا مرتکب نہیں ہوا ہوں جو اشعار میں بیان کئے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا خیر جو تو نے کہا سو کہا شراب تو جب تک زندہ ہے ہرگز میری طرف سے کہیں کا حاکم نہ بنے گا۔

اور بنی عامر بن لوئی بن غالب بن فہر سے سلیط بن عمرو بن عبد شمس بن عبد ود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر انہی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغمبر بنا کر ہودہ بن علی حنفی کے پاس یمامہ میں بھیجا تھا۔ ایک شخص

اور بنی حرث بن فہر بن مالک سے عثمان بن عبد غنم بن زہیر بن ابی شداد۔ اور سعد بن عبد قیس بن لقیط بن عامر بن اُمیہ بن قریب بن حرث بن فہر۔ اور عیاض بن زہیر بن ابی شداد۔ تین شخص

پناہ جو لوگ حبشہ کے مہاجرین میں سے بدر کی جنگ میں شریک نہ تھے اور نہ ہی مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آئے تھے اور جو لوگ اس کے بعد رسول کریم کی خدمت میں آئے اور جن کو بنی نضیر نے ان دونوں جہازوں میں سوار نہیں کیا تھا یہ سب چونتیس آدمی تھے اور جو لوگ یا ان کی اولاد حبشہ میں فوت ہوئے ان کے نام یہ ہیں :-

بنی عبد شمس بن عبد مناف سے عبد اللہ بن جحش بن ربیع بن نعرا بنی ہوکر حبشہ میں متوفی مہاجرین | امر گیا اور بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قسعی سے عمرو بن اُمیہ بن حرث بن اسد۔

اور بنی جمح سے عاتب بن حرث اور ان کے بھائی خطاب بن حرث۔ اور بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب سے عبد اللہ بن حرث بن قیس۔

اور بنی عدی بن کعب بن لوئی سے عروہ بن عبد العزیٰ بن حرثان بن عوف۔ اور عدی بن نضیر سات شخص۔ اور ان کی اولاد میں سے بنی تیم بن مرہ سے موسیٰ بن حرث بن خالد بن صخر بن عامر۔ ایک شخص۔

مہاجر خواتین | راوی کہتا ہے کل عورتیں جنہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی سولہ تھیں علاوہ ان لڑکیوں کے جو حبشہ میں پیدا ہوئیں۔ بنی ہاشم میں سے رسول اللہ کی صاحبزادی حضرت رقیہؓ۔

اور بنی اُمیہ سے اُم جیبہ بنت ابی سفیان اور ان کی بیٹی جیبہ بھی ان کے ساتھ تھیں اور ساتھ ہی اُمیں اور بنی مخزوم سے اُم سلمہ بنت ابی اُمیہ اپنی بیٹی زینب بنت ابی سلمہ کو لے کر حبشہ سے اُمیں یہ لڑکی حبشہ ہی میں پیدا ہوئی تھی۔

اور بنی تیم بن مکرہ سے رطلہ بنت حرث بن جبیلہ ان کا راستہ میں انتقال ہوا اور ان کے دو لڑکیاں حبشہ میں پیدا ہوئی تھیں۔ عائشہ بنت حرث اور زینب بنت حرث اور ان لڑکیوں کا بھائی موسیٰ بن حرث یہ سب راستہ میں ایک پانی کو پی کر ہلاک ہوئے اور رطلہ کی اولاد سے صرف ایک لڑکی فاطمہ نامی بچی تھی۔ وہ مدینہ میں آئی اور بنی سهم بن عمرو سے رطلہ بنت ابی عوف بن صبیحہ۔ اور بنی عدی بن کعب سے لیلیٰ بنت ابی جشمہ بن غانم۔

اور بنی عامر بن لوئی سے سودہ بنت زمرہ بن قیس اور سلمہ بنت سہیل بن عمرو۔ اور مجمل کی بیٹی۔ اور عمرہ بنت سعدی بن وقدان۔ اور اُم کلثوم بنت سہیل بن عمرو۔ اور مختلف قبائل عرب سے اسماء بنت عقیس بن نعمان خثعمیہ۔ اور فاطمہ بنت صفوان بن اُمیہ بن محرز کینانیہ۔ اور فکیہہ بنت یسار۔ حسنہ اور اُم شرجیل بنت حسنہ۔

مہاجرین کی اولاد | ابی حذیفہ۔ اور سعید بن خالد بن سعید اور ان کی بہن اُمیہ بنت خالد۔ اور بنی مخزوم سے زینب بنت ابی سلمہ بن عبدالاسدہ۔ اور بنی زہرہ سے عبداللہ بن مطلب بن زہرہ۔

اور بنی تیم سے موسیٰ بن حرث بن خالد اور ان کی بہنیں عائشہ بنت حرث اور فاطمہ بنت حرث اور زینب بنت حرث۔ یہ پانچ لڑکے اور پانچ لڑکیاں ہیں۔ لڑکے عبداللہ بن جعفر اور محمد بن ابی حذیفہ اور سعید بن خالد اور عبداللہ بن مطلب اور موسیٰ بن حرث۔ اور لڑکیاں اُمیہ بنت خالد اور زینب بنت ابی سلمہ اور عائشہ اور زینب اور فاطمہ حرث بن خالد بن صخر کی بیٹیاں۔



عمرۃ القضاء

عمرہ کی تیاری اور روانگی | ابن اسحاق کہتے ہیں خیبر سے فارغ ہو کر آپ مدینہ میں ربیع الاول ربیع الآخر جمادی الاول جمادی الآخر رجب، شعبان، رمضان اور شوال اٹھ مہینہ رہے اور ان مہینوں میں رسول کریمؐ نے جا بجا چھوٹے چھوٹے لشکر روانہ فرمائے۔ پھر ذی قعد کے مہینہ میں عمرۃ القضاء کی تیاری کی۔ یہ وہی مہینہ ہے جس میں پچھلے سال مشرکوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عمرہ نہ کرنے دیا تھا اور مقام حدیبیہ سے آپؐ واپس تشریف لے آئے تھے اب اُس عمرہ کی قضاء کے لئے تشریف لے گئے۔ اسی سبب سے اس عمرہ کا نام عمرۃ القضاء رکھا گیا ہے اور بعض اس کو عمرۃ القصاص کہتے ہیں کیونکہ مشرکوں نے حضورؐ کو سب سے مسجد حرام میں جانے سے روکا تھا۔ اس لئے اب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے قصاص میں تشریف لے گئے اور مسجد حرام میں ذی قعد کے مہینہ شعبہ میں داخل ہوئے۔

ابن عباس کہتے ہیں اسی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے :- وَالْحَجَّ مَاتَ قِصَاصًا اور مدینہ میں آپؐ نے عذیب بن اسبط و طلی کو حاکم مقرر کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اس عمرہ میں وہ سب مسلمان آپؐ کے ساتھ تھے جو اس سے پہلے حدیبیہ میں روکے گئے تھے اور یہ شعبہ کا واقعہ ہے جب اہل مکہ نے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی خبر سنی۔ مسجد حرام سے نکل کر سب دارالندوہ میں جمع ہوئے تاکہ آنحضرتؐ کے آنے کا منظر دیکھیں۔ اور آپس میں کہتے تھے کہ محمدؐ کے اصحاب نہایت تنگ حال اور بھوکے بے طاقت لوگ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی یہ سنا اور جب آپؐ مسجد حرام میں داخل ہوئے تو چادر میں سے داہنا شانہ باہر نکال لیا۔ جیسا کہ طواف میں قاعدہ مقرر ہے اور فرمایا خُذْ اَسْ ثَمَنُیْ پَرِ دھم فرمائے جو آج اپنی قوتِ اِنِ مشرکین کو دکھائے اور پھر مع اصحاب آپؐ نے

تیز رفتاری اختیار فرماتے ہوئے تین طواف کئے اور رکن یمانی اور حجر اسود کو بوسہ دیا۔
 ابن عباس کہتے ہیں۔ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ طواف میں دوڑنا اور شانہ کو کھلا رکھنا لازم
 نہیں ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فعل مشرکین کو دکھانے کے لئے کیا تھا۔
 مگر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں بھی ایسا ہی کیا تب یہ طریقہ جاری ہو گیا۔
 عبداللہ بن ابی بکر کہتے ہیں جب آپ مکہ میں داخل ہوئے تو عبداللہ بن رواحہ آپ کی اونٹنی کی
 مہار پکڑے ہوئے یہ اشعار پڑھ رہے تھے :-

اشعار :-

تَحَلُّوا بَنِي الْكَافِرِينَ سَبِيلَهُ خَلُّوا فُكْلَ الْخَيْرِ فِي رَسُولِهِ
 ترجمہ :- ہٹ جاؤ اے کفار کی اولاد اُس کے راستہ سے ہٹ جاؤ۔ تمام خیر و فلاح اُس کے
 رسول کے ساتھ ہے۔“

يَا مَرْيَمُ اِنِّي مُوَدِّعٌ بِقِيْلِهِ اَعْرِفْ حَقَّ اللّٰهِ فِي قَبُولِهِ
 اے رب میں رسول کی بات پر ایمان لایا ہوں اور میں نے اُس کو قبول کرنے میں اللہ کا
 حق پہچانا ہے۔“

لَمْ نَقْتُلْكَ كَمَا عَلَّمَا تَاوِيلُهُ كَمَا قَتَلْنَا كَبُرَ عَلَيَّ تَأْوِيلُهُ
 اے کفار ہم نے تم کو اس کی تاویل پر قتل کیا ہے جیسا کہ اُس کی تنزیل پر تم کو قتل کیا ہے۔
 ضَرْبُ بَائِزٍ بِلِيْ اِنْهَامٌ عَنْ مَقِيلِهِ وَيَزِيْلُ الْخَلِيلَ عَنْ خَلِيلِهِ
 ایسی ضرب لگائی ہے جو کھوپری کو اُس کی جگہ سے جدا کرتی ہے اور دوست کو دوست سے
 فراموش کر دیتی ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اسی سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 حضرت میمونہ سے نکاح

حضرت عباس نے کرایا تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں حضرت میمونہ نے اپنے نکاح کا اختیار اپنی بہن ام فضل کو جو حضرت
 عباس کی بیوی تھیں دیا تھا اور ام فضل نے وہ اختیار حضرت عباس کو دیا۔ حضرت عباس
 نے اُن کی شادی رسول مقبول سے کر دی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ کے مہر کے
 چار سو درہم عنایت فرمائے۔

حویطب کی گفتگو | راوی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں تین روز رہے جب تیسرا روز ہوا تو قریش نے حویطب بن عبد العزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن جسل کو چند قریش کے ساتھ آپ کی خدمت میں بھیجا کہ اب تمہاری مدتِ اقامت پوری ہو گئی۔ لہذا تم اب چلے جاؤ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا کچھ حرج نہیں ہے ہم یہاں نکاح کر کے کھانے پر لوگوں کو بلاتے اور تم بھی اس میں شریک ہوتے۔

قریش نے کہا ہمیں تمہاری دعوت نہیں چاہیے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود صحابہ کے روانہ ہو گئے اور ابورافع اپنے غلام کو حضرت میمونہ کے پاس چھوڑ دیا۔ چنانچہ ابورافع اُن کو لے کر مقام مرقہ میں رسول اکرم سے جا کر ملے اور وہیں آپ نے شادی کی تقریب فرمائی اور ذی الحجہ کے مہینہ میں واپس مدینہ تشریف لائے۔

آیات قرآنی | ابن ہشام کہتے ہیں اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے :-

لَقَدْ صَدَّقَ اللَّهُ رَسُولَهُ الْوُثَّيَا بِالْحَقِّ لَنَنصُرَنَّ الْأَنفِلَ الْأَحْرَامَ إِن شَاءَ اللَّهُ أَمِنِينَ مَخَيَّعِينَ دُورًا سَكَنًا وَمَقَصِّرِينَ لَا تَخَافُونَ قَعْلَهُمَا لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ
فَجَعَلَ مِنْ دُونِ ذَلِكَ فَتْحًا قَرِيبًا ۝ (۲۷: ۲۸)

ترجمہ :- بے شک خدا نے اپنے رسول کے خواب کو سچا کر دکھایا کہ انشاء اللہ ضرور تم مسجد حرام میں امن کے ساتھ سرمنڈائے اور بال کتر وائے بے خوف و خطر اس میں داخل ہو گے۔ پھر جانتا ہے خدا وہ بات جو تم نہیں جانتے ہو۔ پھر اس غم کے بدلہ جو تم کو اس سال بسبب عمرو نہ کرنے کے ہوا تھا۔ اُس نے فتحِ قریب (خیبر کی) تم کو عنایت کی۔



غزوہ موتہ

فوج کا انتظام | یہ غزوہ جمادی الاول ۳۸ھ میں ہوا اور حضرت جعفر اور زید اور عبد اللہ بن رواحہ اسی میں شہید ہوئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باقی مہینہ ذی الحجہ کا اور محرم اور صفر اور ربیع الاول اور ربیع الثانی کا مہینہ رہے۔ پھر جمادی الاول میں آپ کے مقام موتہ کی طرف جو مضافات ملک شام میں سے ہے اپنا لشکر روانہ فرمایا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اس لشکر کا آنحضرت نے زید بن حارثہ کو سردار کیا تھا اور فرمایا تھا اگر زید شہید ہوں تو پھر جعفر سردار ہوں گے اور اگر جعفر بھی شہید ہوں تب عبد اللہ بن رواحہ کو سردار بنانا۔

عبد اللہ بن رواحہ کی کیفیت | چنانچہ لوگ اس جہاد کے لئے تیار ہوئے اور تین ہزار آدمیوں کا لشکر تیار ہوا۔ جب یہ لشکر رخصت ہوا تو لوگ لشکر کے سرداروں کو رخصت کرنے آئے۔ جب سب رخصت ہو گئے تو عبد اللہ بن رواحہ رونے لگے۔ لوگوں نے پوچھا اے عبد اللہ تم کیوں روتے ہو؟ عبد اللہ نے کہا میں دنیا یا کسی چیز کی محبت سے نہیں روتا ہوں۔ بلکہ مجھے ایک آیت یاد رہی ہے جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے کہ:-

وَاتَّقِ تَبْلُغَ اِنَّكَ دَايِمٌ كَاَنَّ عَلَى رَيْبٍ حَتَّمًا مَّقْضِيًّا۔

یعنی تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو دوزخ پر وارد نہ ہو گا یہ خدا کا بڑا پکا وعدہ ہے۔ اس لئے میں اس خوف سے روتا ہوں کہ دوزخ پر وارد ہو کر وہاں سے کیونکر چھٹکارا ہو گا۔ مسلمانوں نے کہا اے عبد اللہ! اللہ تعالیٰ تم کو اپنی حفظ و حمایت میں رکھے اور دشمن کو مغلوب کر کے تم کو صحیح و سالم ہم سے ملائے۔ عبد اللہ بن رواحہ نے اُس وقت یہ اشعار کہے۔

۵۔ اَلَيْسَنِي اَسْأَلَ التَّوْحَمَن مَغْفِرَةً وَضَرْبَةً ذَاتَ فَرْخٍ تَقْدِرُ الزَّيْبَا
ترجمہ :- مگر میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگتا ہوں اور تلوار کا ایسا وسیع گھاؤ کھانے کی دعا کرتا ہوں جو خون کے جھاگ ڈال رہا ہو۔

۶۔ اَوْ طَعْنَةً بِيَدِي حَرَّانٍ مَجْهُورَةٍ بِحَرَابَةٍ تَنْفُذُ الْغَشَاءَ وَالْكَبَدَا
یا نیزے کی ضرب سامنے سے ایسی کہ جو انٹریوں اور جگر کے پار ہو جائے
حَتَّى يُقَالَ اِذَا مَرَوْا عَلَيَّ حَدِيٍّ اَوْ شِدَّةً كَلَّ اللَّهُ مِنْ غَايَةِ وَقَدْ رَسَدْنَا
تاکہ جب لوگ میری طرف سے گذریں تو کہیں اللہ تعالیٰ اس کو نیکی دے یہ وہی شخص ہے جس نے جہاد کیا اور ہدایت پائی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب لشکر جانے کے لئے تیار ہو گیا تو عبداللہ بن رواحہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رخصت ہونے کو حاضر ہوئے آپ نے ان کو رخصت کیا اور بطور مشایعت کے مدینہ کے باہر تک ان کے ساتھ تشریف لے گئے اور پھر رخصت فرما کر مدینہ میں تشریف لائے۔

رومیوں کی فوج | راوی کہتا ہے جب یہ لشکر چلتے چلتے مقام معان میں پہنچا جو زمین شام کا ایک مقام ہے تو ان کو خبر پہنچی کہ ہرقل بادشاہ روم و شام نے ایک لاکھ رومیوں کی فوج اور ایک لاکھ فوج قبائل لغم و جذام اور ہراء اور تہین اور بٹی سے جمع کی ہے اور شہر آب میں جو بقاء کا مقام ہے آکر ٹھہرا ہے اور قبائل کی فوج پر اس نے مالک بن زافلہ نامی ایک شخص کو سردار مقرر کیا ہے۔ مسلمان اس خبر کے سننے سے دو رات تک مقام معان میں متروک رہے کہ کیا کریں بعض نے کہا کہ حضور کو خط لکھیں کہ دشمن استعداد کثیر رکھتا ہے پھر یا تو رسول کریم ہماری مدد کو اور لشکر روانہ فرمائیں یا کوئی اور حکم فرمائیں گے اُس کے مطابق ہم عمل کریں گے۔

عبداللہ بن رواحہ نے لوگوں کے دل اپنی تقریر سے شجاعت پر آمادہ کئے اور کہا اے قوم تم تو شہادت کی تلاش میں آئے ہو پھر تم کو دشمن کی تعداد اور کثرت کا کیا اندیشہ ہے۔ تم لوگ تعداد اور شمار اور کثرت و قلت کے حساب سے جنگ نہیں کر سکتے تم تو دینِ حق کی اشاعت کے لئے نکلے ہو جس دین سے خدا نے تم کو بزرگی دی ہے اور شہادت تمہارا مقصود ہے۔ چنانچہ پیغمبر اللہ کر کے قدم بڑھاؤ۔ دونوں بھلائیوں میں سے ایک بھلائی تمہارے لئے ضرور ہے یا خدا تم کو غالب کرے گا یا تم شہید ہو گے۔ پس تمہارا مطلب کسی طرح فوت نہ ہو گا۔ تمام لشکر نے عبداللہ کی اس

تقریر کو سن کر کہا اے عبداللہ بیشک تم سچ کہتے ہو اور لشکر آگے روانہ ہوا۔

شوق شہادت | زید بن ارقم کہتے ہیں۔ میں عبداللہ بن رواحہ کے پاس رہتا تھا کیونکہ میں یتیم تھا یہ میری پرورش کرتے تھے اور اس سفر میں بھی مجھ کو اپنے ساتھ لے گئے اور

اپنے پیچھے اونٹ پر سوار کرتے تھے۔ ایک رات میں نے سنا کہ وہ شہادت کے اشتیاق میں اپنے اشعار پڑھ رہے تھے میں رونے لگا انہوں نے اپنا کونڈا اٹھا کر مجھے غصہ سے کہا کہ کیوں روتا ہے؟ خدا تم کو شہادت نصیب فرمائے گا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب مسلمان زمین بقاء میں پہنچے تو ہر قتل کا لشکر بھی آپہنچا جس میں روم اور عرب کی فوجیں تھیں مسلمانوں کا لشکر تو موتہ نامی ایک گاؤں کے پاس اتر اور دشمن کا لشکر مشارف نامی ایک گاؤں کے پاس تھا۔

جنگ اور حضرت زید کی شہادت | مسلمانوں نے اپنے لشکر کا اس طرح انتظام کیا کہ ہمنہ پر بنی عذہ کے ایک شخص قطبہ بن قتادہ کو مقرر کیا۔

اور میسرہ پر عباد بن مالک انصاری کو مقرر کیا۔ پھر جنگ شروع ہوئی تو زید بن عاص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نشان کے ساتھ خوب جنگ کی یہاں تک کہ جب یہ شہید ہو گئے تو حضرت جعفر نے نشان ہاتھ میں لیا اور خوب زور کے ساتھ جہاد کیا اور جب بہت گھمسان کی لڑائی ہوئی تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے گھوڑے سے اتر کر اُس کی کونچیں کاٹ دیں اور خود اس قدر جہاد کیا کہ آخر شہید ہوئے۔

حضرت جعفر کی شہادت | اہل علم کا بیان ہے کہ حضرت جعفر نے دائیں ہاتھ میں جھنڈا لیا تھا آپ کا وہ ہاتھ کٹ گیا تب آپ نے بائیں ہاتھ میں لیا جب وہ

بھی کٹ گیا تو نشان کو سینہ سے دبایا یہاں تک کہ شہید ہوئے اور حضرت جعفر کی عمر تینتیس سال تھی اللہ تعالیٰ نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو ہاتھوں کے معاوضہ میں دو پر عیایت کئے جن سے وہ جنت میں جہاں چاہتے ہیں اُڑ کر جاتے ہیں۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ ایک رومی نے حضرت جعفر کے ایسی تلوار ماری تھی کہ جس سے آپ کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ کی شہادت | حضرت جعفر کے بعد عبداللہ بن رواحہ نے نشان اپنے ہاتھ میں لیا اور یہ اُس وقت اپنے گھوڑے پر سوار

تھے اور کچھ متر دو تھے۔ پھر یہ گھوڑے سے نیچے اترے اور اُن کا ایک چپاڑا بجائی بٹھا ہوا گوشہ

کا ٹکڑا لے کر آیا اور کہا اس کو کھا کر ذرا اپنی کمر کو مضبوط کرو۔ کیونکہ تم مجھ کے ہو۔ عبد اللہ نے اس گوشت میں سے ذرا سا کھایا تھا کہ لشکر کے ایک طرف سے شور و غل کی آواز آئی۔ پس اُس گوشت کو چھینک کر لشکر کی طرف متوجہ ہوئے اور اس قدر لڑے کہ آخر شہید ہو گئے۔

خالد بن ولید کی سالاری | ان کے بعد بنی ہملان کے ایک شخص ثابت بن اقرم نے جھنڈا اپنے ہاتھ میں لیا اور کہا اے مسلمانو! اب تم ایک سردار مقرر کرو۔ مسلمانوں نے کہا کیا تم کو مقرر کریں؟ ثابت نے کہا میں سردار ہی نہیں کرتا۔ تب سب نے خالد بن ولید کو سردار مقرر کیا۔ خالد نے مسلمان فوج کو دشمن سے بچا کر یکجا کیا اور پھر لڑتے ہوئے انہیں لے کر واپس ہوئے اور اپنی قیام گاہ پر آئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب یہ لوگ اس جنگ میں شہید ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں فرمایا کہ زید بن حارثہ نے نشان اپنے ہاتھ میں لیا اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ پھر جعفر نے لیا اور وہ بھی لڑ کر شہید ہوئے۔ یہ کہہ کر آپ خاموش ہو گئے اور انعام سمجھ گئے اور ان کے چہرے متغیر ہوئے کہ ضرور عبد اللہ بن رواحہ بھی شہید ہوئے۔ چنانچہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عبد اللہ بن رواحہ نے پھر نشان لیا اور وہ بھی لڑے یہاں تک کہ شہید ہوئے۔ پھر فرمایا میں نے ان لوگوں کو خواب میں جنت کے اندر سونے کے تختوں پر بیٹھے ہوئے دیکھا ہے اور میں نے عبد اللہ بن رواحہ کے تخت میں بمقابلہ جعفر اور زید کے تخت کے ایک قسم کی کمی دیکھی۔ میں نے پوچھا یہ کس سبب سے ہے؟ کہا گیا کہ ان دونوں نے کچھ ترود نہیں کیا تھا اور عبد اللہ بن رواحہ نے تھوڑا ترود کیا تھا۔

رسول اللہ کا رنج و ملال | ابن اسحاق کہتے ہیں اسماء بنت عمیس کہتی ہیں جس روز جعفر اور ان کے ساتھی شہید ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے میں اُس وقت پکانے کا سامان کر رہی تھی آپ نے مجھ سے فرمایا جعفر کے بچوں کو میرے پاس لاؤ۔ میں ان کو رسول کریم کے پاس لائی۔ آپ نے ان کو پیار کیا اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا جعفر کے کچھ خبر آئی ہے؟ فرمایا ہاں آج ہی وہ شہید ہوئے ہیں۔ اسماء کہتی ہیں میں کھڑی ہو کر اس حد سے سے چیخنے اور رونے لگی۔ محلہ کی عورتیں میرے پاس جمع ہوئیں اور حضور میرے گھر سے نکل کر اپنے گھر میں تشریف لائے اور فرمایا جعفر کی بیوی اور بچوں کے لئے کھانا تیار کرو۔ کیونکہ ان کو رنج کے سبب پکانے کی فرصت نہ ہوگی۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جب جعفرؓ کے شہید ہونے کی خبر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی تو میں نے آپ کے چہرے پر رنج و ملال پایا۔ اسی حال میں ایک شخص نے آکر عرض کیا کہ حضور عود میں بہت دیر بیٹ رہی ہیں۔ آپ نے فرمایا ان کو منع کرو۔ وہ شخص پھر آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! وہ باز نہیں آئیں۔ فرمایا ان کو جا کر منع کر اور اگر باز نہ آئیں تو ان کے مونہوں میں خاک ڈال دے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے اپنے دل میں اس شخص کو کہا کہ خدا تجھ کو دودھ کرے تو نے اپنے آپ کو بھی نہیں چھوڑا اور جن کی تو شکایت کرنے آیا تھا اب خود رسول اللہ کی نافرمانی کر رہے گا۔ یعنی میں جانتی تھی کہ یہ عورتوں کے منہ میں خاک نہیں ڈال سکتا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں قطیبہ بن قبادہ عذری نے جو مسلمانوں کے لشکر کے مہینہ کے سردار تھے نیزہ کی مرتب مالک بن رافلہ کو جو ہر قتل کی طرف سے قبائل کی فوج کا سردار تھا قتل کیا۔

کاہنہ کا انتباہ ابن اسحاق کہتے ہیں بنی غنم میں ایک عورت کاہنہ تھی اس نے اپنی قوم سے رسول کریمؐ کے لشکر کی آمد کی خبر سن کر کہا کہ یہ ایسا تیز اور مستعد لشکر آرہا ہے جو بہت خون بہائے گا اور خوب قتل کرے گا۔ پس یہ لوگ اس کاہنہ کے کہنے سے صحابہ کے مقابل نہ آئے اور مقابلہ پر جو لوگ آئے وہ قبیلہ حدس کی شاخ بنی ثعلبہ تھے۔ جب خالد لشکر لے کر مقام موتہ سے واپس ہوئے تو ان کی طرف بھی آئے۔

لشکر کی واپسی راوی کہتا ہے جب یہ لشکر مدینہ کے قریب پہنچا تو مدینہ کے لوگ ان کے استقبال کو آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی سوار ہو کر تشریف لائے اور ان کے جو لشکر کے ساتھ تھے وہ دوڑ دوڑ کر آئے لگے۔ آپ نے فرمایا ان بچوں کو گود میں لے لو اور جعفرؓ کے بیٹے کو مجھے دو اور آپ نے عبداللہ بن جعفر کو اپنی گود میں بٹھالیا۔

راوی کہتا ہے مدینہ کے بعض لوگوں نے اس لشکر پر خاک ڈالنی شروع کی اور کہا تم لوگ راہ خدا سے بھاگ کر آئے ہو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ لوگ بھاگ کر نہیں آئے ہیں بلکہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ پھر دوبارہ جانے والے ہیں۔

ام سلمہؓ فرماتی ہیں میں نے سلمہ بن ہشام بن عاص بن مغیرہ کی بیوی سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ سلمہ کو غزا میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نہیں دیکھتی سلمہ کی بیوی نے کہا واللہ! وہ مجبور ہیں کیا کریں۔ جب گھر سے نکلے ہیں لوگ کہتے ہیں اے بھگوڑو! تم راہ خدا سے بھاگ کر آئے پس اس سبب سے وہ تنگ ہو کر گھر میں بیٹھ گئے ہیں۔

ابن ہشام کہتے ہیں موتہ کی جنگ میں جب مسلمانوں نے خالد بن ولید کو سردار بنایا تو مدینہ میں آنے تک یہی اس لشکر کے سردار رہے۔

شہداء موتہ | بنی ہاشم میں سے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور زید بن حارثہ۔ اور بنی عدی بن کعب میں سے مسعود بن اسود بن حارثہ بن نضله۔ اور بنی مالک بن جسل میں سے وہب بن سعد بن ابی سرح۔ اور انصار میں سے پھر بنی حرث بن خزرج سے عبداللہ بن رواحہ اور عباد بن قیس۔ اور بنی غنم بن مالک بن نجار سے حرث بن نعمان بن مناف بن نضله بن عبد بن عوف بن غنم۔ اور بنی مازن بن نجار سے سراقہ بن عمرو بن عطیہ بن خنساء۔

ابن ہشام کہتے ہیں بنی مازن بن نجار سے اس جنگ میں ابن شہاب نہ ہری نے ان لوگوں کو بھی شہید کیا ہے :-

ابو کلیب اور جابر عمرو بن زید بن عوف بن مبذول کے دونوں بیٹے۔ اور بنی مالک بن افضی سے عمرو اور عامر بن سعد بن حرث بن عباد بن سعد بن عامر بن ثعلبہ بن مالک بن افضی کے دونوں بیٹے۔ پس یہ لوگ اس جنگ میں شہید ہوئے۔

رضوان اللہ علیہم اجمعین



صلح حدیبیہ کی خلا و زری

بنو بکر اور بنو خزاعہ میں خونریزی | ابن اسحاق کہتے ہیں موتہ کی طرف لشکر روانہ کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں جمادی الآخر اور رجب کا مہینہ رہے اور اسی اثناء میں بنی بکر بن عبد مناة بن کنانہ نے بنی خزاعہ پر زیادتی کی جس کا سبب یہ تھا کہ ایک شخص مالک بن عباد حضرمی نامی بنی اسود بن رزن کا حلیف تھا اور سوداگری کے لئے نکلا تھا۔ جب یہ خزاعہ کے ملک میں پہنچا تو بنی خزاعہ نے اس کو قتل کر کے اس کا سارا مال لوٹ لیا۔ پھر بنی بکر نے خزاعہ کے ایک آدمی کو موقع پا کر قتل کر دیا۔ بنی خزاعہ نے اس کے بدلے میں مقام عرفہ کے اندر حرم کے پاس بنی اسود بن رزن میں سے تین شخصوں کو جو بنی کنانہ کے سرگروہ اور فخر تھے یعنی سلمیٰ اور کلثوم اور دو بیب ان کو قتل کر دیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں بنو اسود زمانہ جاہلیت میں اپنے مقتول کے دو خونہا لیتے تھے اور باقی سب لوگ ایک خونہا لیا کرتے تھے اور یہ ان کی فضیلت کی بات تھی۔

راوی کہتا ہے بنی خزاعہ اور بنی بکر آپس کے انہی جھگڑوں میں گرفتار تھے کہ اشاعت اسلام نے سب کو اپنی طرف متوجہ کیا اور قبائل کے باہمی فساد کم ہو گئے۔ جب حدیبیہ کی صلح ہوئی اور اس میں یہ بھی ایک شرط لکھی گئی کہ جس کا جی چاہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں داخل ہو اور جس کا جی چاہے وہ قریش کے عہد میں داخل ہو۔ چنانچہ بنی خزاعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں داخل ہوئے اور بنی بکر قریش کے عہد میں داخل ہوئے۔

بنو بکر کی زیادتی | ابن اسحاق کہتے ہیں بنی دیل نے جو بنو بکر کی ایک شاخ تھے اس صلح کو غنیمت سمجھ کر چاہا کہ بنی اسود کے ان لوگوں کا جو بنی خزاعہ نے قتل کئے تھے قصاص

لیں۔ چنانچہ نوفل بن معاویہ دلی جو بنی دیل کا سردار تھا اپنی قوم کو ساتھ لے کر بنی خزاعہ کے ایک چشمہ پر جس کو و تیر کہتے تھے پہنچا اور خزاعہ کے ایک شخص کو قتل کر دیا۔ بنی خزاعہ بھی ان سے لڑنے کو

تیار ہوئے اور دونوں قبیلوں میں خوب جنگ ہوئی۔ قریش نے ہتھیار وغیرہ سامان سے بنی بکر کو مدد پہنچائی اور سات کے وقت پوشیدہ ان کی طرف سے جنگ بھی کی۔ یہاں تک کہ خزاعہ پیچھے ہٹتے ہٹتے حرم کے پاس آ گئے۔ اُس وقت بنی بکر نے اپنے سردار نوفل سے کہا کہ اے نوفل! اب تو ہم حرم میں آ گئے جنگ موقوف کرنی چاہیے۔ خدا سے ڈر! خدا سے ڈر۔ نوفل نے اُس وقت ایک سخت کلمہ کہا یعنی کہا اے بنی بکر اس وقت خدا نہیں ہے تم اپنا بدلہ لے لو اور تمہارے لوگوں کو بھی تو انہوں نے حرم ہی میں قتل کیا تھا۔ پھر تم ان کو حرم میں کیوں نہیں قتل کرتے۔

راوی کہتا ہے جس شخص کو انہوں نے چشمہ پر قتل کیا تھا اُس کا نام منہ تھا اس لئے اپنے ساتھی تمیم بن اسد سے کہا کہ اے تمیم تو بھاگ جا میں اُن کے مقابل ہو کر مری جاؤں گا یا یہ مجھ کو چھوڑ دیں گے اور یہ شخص بڑا کمزور تھا۔ چنانچہ یہ تو مقابل ہوا اور مارا گیا اور تمیم وہاں سے بھاگ آیا۔ پھر جب خزاعہ مکہ میں داخل ہوئے تو بدیل بن ورقہ اور ایک اور شخص کے مکان میں جو ان کا حلیف تھا انہوں نے پناہ لی۔

رسول اللہ سے مدد کی درخواست | ابن اسحاق کہتے ہیں جب بنی بکر اور قریش نے

غارت کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد و پیمان کو توڑا۔ کیونکہ بنی خزاعہ رسول پاک کے عہد میں داخل تھے۔ تو عمرو بن سالم خزاعی مکہ سے روانہ ہو کر آنحضرت کی خدمت میں پہنچا۔ آپ اُس وقت مسجد میں صحابہ کے درمیان تشریف رکھتے تھے اس نے حاضر ہو کر تمام واقعہ عرض کیا۔ اور مدد کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا اے عمرو بن سالم تیری مدد کی گئی۔ پھر ایک بادل آپ کو آسمان پر دکھائی دیا۔ فرمایا یہ بادل بنی کعب یعنی خزاعہ کی مدد کے لئے آیا ہے۔ پھر اس کے بعد خزاعہ کے اور چند لوگ جن میں بدیل بن ورقہ بھی تھا آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قریش کے بنی بکر کی مدد کرنے اور خزاعہ پر ظلم و زیادتی کرنے کا سارا حال بیان کیا پھر مکہ واپس آ گئے۔

صلح کے لئے سلسلہ جنبانی | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا کہ ابوسفیان غریب

کی زیادتی کی درخواست کرے گا۔ چنانچہ بدیل بن ورقہ وغیرہ خزاعہ کے لوگ جب مکہ کو واپس جا رہے تھے تو ابوسفیان ان کو مقام عسفان میں آتا ہوا ملا۔ قریش نے اس کو مدینہ میں رسول اللہ کے پاس عہد کے استحکام اور جنگ موقوف ہونے کی مدت بڑھانے کے لئے بھیجا تھا جب ابوسفیان

نے بدیل بن ورقا کو دیکھا تو پوچھا کہ اے بدیل کہاں سے آ رہے ہو؟ اور ابوسفیان کو یہ یقین تھا کہ یہ ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے آیا ہے۔ بدیل نے کہا: میں کسی کام کو ساحل کی طرف گیا تھا ابوسفیان نے کہا محمدؐ کے پاس تو نہیں گئے۔ بدیل نے کہا نہیں۔ پھر بدیل تو آگے روانہ ہو گیا اور ابوسفیان نے کہا اگر مدینہ میں گیا ہے تو ضرور اس کے اونٹ نے کھجوریں کھائی ہوں گی۔ پھر اُس نے بدیل کے اونٹ کی جگہ کے پاس آکر اُس کی میٹھی کو توڑ کر دیکھا تو اُس میں سے گٹھلی نکلی۔ ابوسفیان کو یقین ہو گیا کہ ضرور یہ مدینہ گیا تھا۔ پھر ابوسفیان مدینہ میں آیا اور پہلے اپنی بیٹی اُمّ حبیبہؓ کے پاس گیا جو اُمّ المؤمنین تھیں۔ اور اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاص بچھونے پر بیٹھنا چاہا۔ اُمّ المؤمنین نے اُس بچھونے کو لپیٹ دیا۔ ابوسفیان نے کہا اے بیٹی کیا تم اس بچھونے کو بھی مجھ سے بہتر سمجھتی ہو۔ اُمّ حبیبہؓ نے فرمایا یہ بچھونا خاص رسول اقدس کا ہے اور میں مناسب نہیں سمجھتی کہ تم ایک مشرک اور ناپاک شخص ہو کر اس پر بیٹھو۔ ابوسفیان نے کہا اے بیٹی میرے پیچھے ٹوٹ کر میں مبتلا ہو گئی۔

ابوسفیان کی گفتگو | پھر ابوسفیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ سے گفتگو کی۔ آنحضرتؐ نے کچھ جواب نہ دیا۔ تب یہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آیا اور اُن سے کہا کہ تم چل کر رسول اللہؐ سے میرے لئے گفتگو کرو۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا میں یہ کام نہیں کر سکتا۔ پھر ابوسفیان حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور اُن سے کہا۔ انہوں نے جواب دیا کہ کیا میں تیری سفارش کروں۔ واللہ! اگر میرے پاس ایک تنکا بھی ہو گا تب بھی میں اُس کے ساتھ تم لوگوں سے جنگ کروں گا۔ تب ابوسفیان حضرت علیؓ کے پاس آیا۔ حضرت فاطمہؓ بھی وہیں تھیں اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اُن کی گود میں بیٹھے تھے۔ ابوسفیان نے کہا اے علیؓ! تم سب سے زیادہ رشتہ میں میرے قریبی ہو اور میں ایک حاجت مند ہو کہ تمہارے پاس آیا ہوں۔ اگر میں جیسا آیا ہوں ویسا ہی ناکامیاب چلا گیا تو بہت ذلیل ہوں گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابوسفیان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ایسا معاملہ درپیش ہے کہ ہم ہرگز آپؐ سے اُس کے متعلق کچھ کہہ نہیں سکتے۔ پھر ابوسفیان حضرت فاطمہؓ کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا اے محمدؐ کی صاحبزادی تم ایسا کر سکتی ہو کہ اپنے صاحبزادوں کو حکم دو کہ لوگوں میں پناہ پکار دیں۔ حضرت فاطمہؓ نے فرمایا میرے بچوں کو کیا لائق ہے کہ وہ پناہ پکاریں اور بھلا رسول اللہؐ کے سامنے کون پناہ پکار سکتا ہے۔

حضرت علیؓ کا مشورہ | ابوسفیان نے حضرت علیؓ سے کہا کہ اے ابوالحسن میں سخت مصیبت میں

اگر فائدہ ہو گیا ہوں تم مجھ کو کچھ نصیحت کرو۔ حضرت علیؓ نے فرمایا میں کوئی ایسی ترکیب نہیں جانتا جس سے تم کو فائدہ پہنچ سکے صرف یہ بات ہے کہ تم بنی کنانہ کے سردار ہو پس تم لوگوں میں کھڑے ہو کر معاہدہ کی تجدید کرو اور پھر اپنے گھر کو چلے جاؤ۔ ابوسفیان نے کہا کیا اس ترکیب مجھے فائدہ پہنچے گا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا یہ تو میں نہیں کہتا کہ فائدہ پہنچے گا یا نہیں؟ مگر اس کے سوا اور کوئی ترکیب نہیں ہے۔ ابوسفیان یہ سن کر مسجد میں آیا اور پکار کر کہا اے لوگو! میں نے سب کے درمیان پناہ قائم کر دی۔ اور پھر اپنے اونٹ پر سوار ہو کر مکہ کو روانہ ہوا۔

قریش کا خوف | ابوسفیان جب قریش کے پاس پہنچا۔ قریش نے کہا کہو کیا خبر لائے؟ ابوسفیان

نے کہا محمدؐ نے تو مجھ کو کچھ جواب نہیں دیا۔ پھر میں ابوبکرؓ کے پاس گیا اُس میں بھی میں نے کچھ بھلائی نہیں پائی۔ پھر میں عمرؓ کے پاس گیا اُس کو میں نے سب سے زیادہ دشمن پایا۔ پھر میں علیؓ کے پاس گیا اُن کو سب سے زیادہ نرم پایا اور انہوں نے ایک ترکیب مجھ کو بتائی جو کر کے آیا ہوں اور یہ میں نہیں جانتا کہ اُس سے مجھ کو کچھ فائدہ بھی پہنچا یا نہیں؟

قریش نے کہا علیؓ نے تجھ سے کیا کہا۔ ابوسفیان نے کہا کہ علیؓ نے مجھ سے یہ کہا کہ لوگوں میں پناہ پکارو۔ چنانچہ میں نے پکار دی۔ قریش نے کہا پھر محمدؐ نے بھی اُس کو جائز رکھا یا نہیں؟ ابوسفیان نے کہا نہیں۔ قریش نے کہا پھر تو علیؓ نے تجھ سے ایک کھیل کرایا اور کیا ہوا۔ ابوسفیان نے کہا خدا کی قسم اور کوئی بات اس کے سوا مجھے سمجھ ہی نہیں آئی۔

فتح مکہ کی تیاری | راوی کہتا ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو تیاری کا حکم دیا اور

رسول اکرمؐ کی ازواج بھی آپ کے سامان سفر کو درست کرنے لگیں۔ حضرت ابوبکرؓ حضرت عائشہؓ کے پاس آئے اور وہ آپ کا سامان درست کر رہی تھیں۔ ابوبکرؓ نے پوچھا اے بیٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کس طرف جانے کا قصد ہے؟ عائشہؓ نے کہا یہ تو آپ نے ظاہر نہیں کیا۔ پھر حضورؐ نے لوگوں کو خبر دی کہ آپ کا ارادہ فتح مکہ کا ہے اور بہت جلد تیار ہونے کا حکم دیا اور دعا کی کہ اے اللہ! مغیروں اور خبروں کو اہل مکہ سے روک دے تاکہ اُن کو ہمارے پہنچنے کی بالکل خبر نہ ہو اور ہم ایک دہان پر مہا پڑیں۔ چنانچہ لوگ نہایت جستی سے تیار ہوئے۔

حاطب بن ابی بلتعہ کا خط | راوی کہتا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر مکہ کی تیاری کی تو حاطب بن ابی بلتعہ نے ایک خط اہل مکہ کے نام آپ

کی تیاری اور لشکر کشی کے متعلق لکھ کر سادہ نامی ایک عورت کے ہاتھ کچھ مزدوری دے کر مکہ روانہ کیا۔ یہ عورت بنی عبدالمطلب میں سے کسی کی آزاد لونڈی تھی۔ جب یہ عورت روانہ ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی اس حال سے اطلاع ہوئی اور آپ نے حضرت علیؑ اور زبیرؓ کو اس عورت کی تلاش میں روانہ کیا اور فرمایا فلاں مقام پر وہ تم کو ملے گی۔ اُس کے پاس حاطب کا خط ہے وہ خط اُس سے لے آؤ۔ اس عورت نے حاطب کا خط اپنے بالوں میں رکھ کر اُوپر سے جوڑا باندھ لیا تھا حضرت علیؑ اور زبیرؓ نے اس کو مقام خلیفہ بنی احمد میں پایا اور تمام اسباب کی تلاش لی۔ مگر کہیں خط نہ پایا۔ تب حضرت علیؑ نے کہا واللہ! رسول اللہ نے غلط خبر نہیں دی۔ اسے عودت! یا تو خط ہم کو دیدے۔ ورنہ ہم تجھ کو برہنہ کرتے ہیں۔ عورت جب لاچار ہوئی تب اُس نے اپنے بالوں میں سے خط نکال کر حضرت علیؑ کو دیا اور وہ اُس کو لے کر آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے۔ تب آپؐ نے حاطب کو بلایا اور فرمایا۔ یہ حرکت تم نے کیوں کی۔

حاطب نے عرض کیا یا رسول اللہ! خدا کی قسم میں مسلمان ہوں ہرگز میں نے اپنے دین کو نہیں بدلا اور یہ کام میں نے اس لئے کیا تھا کہ تم میں میرا قوم قبیلہ کچھ نہیں ہے۔ اس کام سے مجھ کو امید تھی کہ قریش میرے بال بچوں کی نگہداشت کریں گے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو اجازت دیں کہ میں اس منافق کی گردن ماروں۔ آپؐ نے فرمایا اے عمرؓ تم نہیں جانتے ہو کہ حاطب اہل بدعت ہے اور اہل بدعت کی شان یہ ہے خدا نے فرمایا ہے کہ تم جو چاہو کرو خدا نے تم کو بخش دیا۔

راوی کہتا ہے پھر حاطب کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ (۶۰: ۶۱)

”یعنی اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ آخر آیت تک“



فتح مکہ (۱)

مکہ کے لئے روانگی | ابن اسحاق کہتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں ابودہم کلثوم بن حصین بن عتبہ بن خلت غفاری کو حاکم مقرر کر کے دسویں تاریخ ماہ رمضان کی مکہ کو روانہ ہوئے اور آنحضرتؐ معہ سب لوگوں کے روزہ دار تھے۔ یہاں تک کہ جب آپؐ مقام کدید میں پہنچے جو عسفان اور انج کے درمیان ہے تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روزہ افطار فرمایا۔

راوی کہتا ہے کہ آپؐ مقام مرظہران میں پہنچے تو آپؐ کے ساتھ دس ہزار کا لشکر تھا اور مہاجرین اور انصار میں سے کوئی شخص پیچھے نہ رہا تھا۔ سب اس جہاد میں شریک تھے۔ چنانچہ آپؐ جب مرظہران میں پہنچے تو قریش کو اس وقت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کوئی خبر نہیں پہنچی تھی اور ان کو کچھ خبر نہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کر رہے ہیں؟

راوی کہتا ہے حضرت عباسؓ اپنے اہل و عیال کو لے کر ہجرت کر کے مدینہ کو جا رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مقام جحفہ میں ان کی ملاقات ہوئی اور پہلے حضرت عباسؓ مکہ میں اپنے عہدہ سکایت پر قائم تھے اور آپؐ بھی ان سے راضی تھے۔

ابن حرث اور ابن ابی اُمیہ کا اسلام | انہی دنوں میں ایک روز ابوسفیان بن حرث اور حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء کسی خبر کی تلاش میں مکہ سے باہر نکلے اور مقام بنو عقاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر ابوسفیان اور عبداللہ بن ابی اُمیہ بن مغیرہ کو ملا۔ یہ مقام مکہ اور مدینہ کے درمیان میں ہے۔ انہوں نے آپؐ کے پاس جانا چاہا۔ اُم سلمہؓ نے آپؐ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپؐ کے چچا کا بیٹا اور چھوٹی کا بیٹا جو آپؐ کا داماد ہے آپؐ کے پاس آنا چاہتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا مجھ کو ان سے ملنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ میرے چچا کے بیٹے نے تو میری ہتک کی اور میرا چھوٹی کا بیٹا جو

داماد بھی ہے۔ اُس نے مکہ میں مجھ کو وہ وہ کچھ کہا ہے جو کہ بیان سے باہر ہے۔ جب یہ خبر ان دونوں کو پہنچی تو ابوسفیان بن حارث کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا اُس کا ہاتھ پکڑ کر اس نے کہا کہ اچھا ہم دونوں باپ بیٹے جنگل میں چلے جاتے ہیں اور مجھ کے پیاسے مرجائیں گے اگر آنحضرت ہم کو حاضر ہونے کی اجازت نہیں دیتے۔ جب آپ نے یہ سنا تو آپ چونکہ رحم اور خلق مجتہم تھے ان کے حالِ ناز پر مہربان ہوئے اور ان کو حاضری کی اجازت دی۔ چنانچہ یہ دونوں ابوسفیان اور عبداللہ بن ابی امیہ بن منیرہ حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے اور ابوسفیان بن حارث نے اپنی گزشتہ کارروائیوں کا جو اسلام اور مسلمانوں کی عداوت میں کی تھیں انہیں عذر کیا۔

ابوسفیان بن حارث | حضرت عباسؓ کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقامِ مرقہ ان میں قیام کیا تو میں نے اپنے دل میں کہا افسوس ہے کہ قریش کی ہلاکی اور نیست و نابود ہونے کا وقت آگیا۔ کاش کوئی آدمی ہو تو میں اُس کو آپ کی لشکر کشی کی خبر کروں اور وہ قریش سے کہے اور قریش مکہ پر آپ کے حملہ کرنے سے پہلے اگر اسن مانگ لیں۔ پھر میں اسی خیال میں آنحضرت کی سفید خچر پر سوار ہو کر میدانِ آراک میں آیا۔ تاکہ کوئی شخص لکڑیاں چٹھنے والا یا دودھ والا یا کوئی ضرورت والا ملے اور میں اُس کو خبر کر دوں۔ فرما ہاں کہ میں اسی فکر میں کسی آدمی کو ڈھونڈ رہا تھا کہ میں نے ابوسفیان اور بدیل بن ورقاء کی آواز سنی کہ یہ دونوں آپس میں کہہ رہے ہیں کہ جیسے آج کی رات ہم نے روشنی دیکھی ہے۔ ایسی کبھی نہیں دیکھی ضرور یہ کوئی زبردست لشکر ہے۔ بدیل نے کہا ضرور یہ خزاعہ کا لشکر معلوم ہوتا ہے جو جنگ کے لئے آئے ہیں۔

ابوسفیان نے کہا خزاعہ کے پاس یہ جمعیت کہاں ہے کہ اُن کے لشکر کی اس قدر روشنی ہوتی۔ حضرت عباسؓ کہتے ہیں میں نے ابوسفیان کی آواز پہچانی لی اور اُس کو پکار کر کہا اے ابوسفیان اُس نے بھی میری آواز پہچانی اور کہا ابوالفضل ہیں (حضرت عباسؓ کی کنیت ہے) میں نے کہا ہاں کہنے لگا میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں تم یہاں کہاں۔ میں نے کہا اے ابوسفیان تجھ کو خرابی ہو تو نہیں جانتا کہ یہ رسول اللہ کا لشکر ہے۔ قریش کی ہلاکی کا وقت قریب آگیا۔ ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں مجھ کو تو کوئی ترکیب نجات کی بتاؤ۔ میں نے کہا میں کیا بتاؤں اگر تو مسلمانوں کے ہاتھ لگ گیا تو فوراً تیری گردن مار دیں گے خیر تو میرے پیچھے خچر پر سوار ہو جائیں تجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے چلتا ہوں اور تیرے لئے

امن کی درخواست کروں گا۔

لشکر گاہ میں سے گزر | حضرت عباسؓ فرماتے ہیں ابوسفیان میرے پیچھے سواہ ہو گیا اور اُس کے دونوں ساتھی اُلٹے پھر گئے اور میں اُس کو لے کر لشکر میں آیا۔ جس خیمہ کے پاس سے گزرتا تھا۔ لوگ پوچھتے تھے کہ یہ کون ہے۔ پھر مجھ کو دیکھ کر کہتے تھے کہ رسول اللہ کے چچا رسول اللہ کی خچر پر سواہ ہیں۔ یہاں تک کہ میں حضرت عمرؓ بن خطاب کے خیمہ کے پاس سے گزرا تو عمرؓ کھڑے ہو گئے اور ابوسفیان کو میرے پیچھے سواہ دیکھ کر کہنے لگے یہ ابوسفیان خدا کا دشمن ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ خدا نے مجھ کو اس پر قابو دیا اور کوئی عہد و پیمان بھی اس کی جان کے بچنے کے لئے نہیں ہے اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دوڑے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں | حضرت عباسؓ کہتے ہیں میں نے بھی خچر کو دڑایا جاؤں۔ اور ابوسفیان کے لئے امن اور پناہ آپؐ سے لے لوں۔ چنانچہ میں عمرؓ سے پہلے رسول اللہ کی خدمت میں پہنچ گیا اور عمرؓ بھی اُسی وقت اُگئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! ابوسفیان پر خدا نے مجھ کو بغیر کسی عہد و پیمان کے قابو دیدیا ہے۔ لہذا مجھ کو اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن مار دوں۔ عباسؓ کہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے ابوسفیان کو پناہ دے دی ہے۔ اور واللہ آج کی رات میں اس کو اپنے پاس رکھوں گا۔ پھر جب عمر رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کے قتل میں بہت اصرار کیا۔ تو میں نے کہا اے عمر اگر بنی عدی بن کعب میں سے یہ شخص ہوتا تو میں ہرگز اس کی سفارش نہ کرتا۔ مگر چونکہ یہ بنی عبد مناف سے ہے۔ اس سبب سے میں نے اس کی سفارش کی ہے۔ عمرؓ نے کہا اے عباسؓ سنو! واللہ جس روز تم مسلمان ہوئے اُس روز میں اس قدر خوش ہوا ہوں کہ اپنے باپ خطاب کے اسلام سے بھی اتنا خوش نہ ہوتا۔ اگر وہ اسلام کو قبول کرتا اور یہی میں رسول خدا کو بھی خیال کرتا ہوں کہ جس قدر خوشی اُن کو تمہارے اسلام سے ہوئی ہے میرے باپ کے اسلام سے نہ ہوتی۔ آپؐ نے فرمایا اے عباسؓ اب تو تم اس کو لے جاؤ اور صبح کو میرے پاس لے آنا۔

ابوسفیان کا قبول اسلام | حضرت عباسؓ کہتے ہیں۔ رات کو ابوسفیان میرے ہی پاس رہا۔ اور صبح کو میں اُس کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

میں حاضر ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کو دیکھتے ہی فرمایا کہ اے ابوسفیان تجھ کو خرابی ہو گیا ابھی وہ وقت نہیں آیا ہے کہ تو خدا کی وحدانیت کو جانے ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ کس قدر حکیم و کریم اور رشتہ کے ملانے والے ہیں۔ بے شک میں اس بات پر یقین رکھتا ہوں کہ اگر خدا کے ساتھ کوئی اور معبود ہوتا تو ضرور مجھ کو کچھ نفع پہنچاتا کیونکہ میں اس کی پوجا کرتا تھا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افسوس ہے تجھ پر اے ابوسفیان کہ کیا تیرے لئے ابھی وہ وقت نہیں آیا۔ کہ تو میری رسالت کا اقرار کرے۔ ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کس قدر حکیم و کریم اور رشتہ کا خیال اور پاس کرنے والے ہیں۔ واللہ! اس بات سے اس وقت تک دل میں کچھ ہے۔ حضرت عباسؓ نے کہا تجھ کو خرابی ہو گردن کے مارے جانے سے پہلے اسلام قبول کر لے اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دے۔ چنانچہ ابوسفیان نے گواہی دی اور اسلام قبول کیا۔

ابوسفیان کا گھر پناہ گاہ | حضرت عباسؓ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ابوسفیان فخر کو محبوب رکھتا ہے اس کے لئے کوئی ایسی بات کر دیجئے جس میں اس کو فخر ہو۔ رسول اللہ نے فرمایا ہے جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگا اُس کو امن ہے اور جو اپنا دروازہ بند کر لے گا اس کو امن ہے اور جو مسجد حرام میں داخل ہوگا اس کو امن ہے۔

رسول اللہ کے لشکر کے مناظر | حضرت عباسؓ کہتے ہیں جب ابوسفیان رخصت ہو کر چلنے لگا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عباس اس کو راستہ کے ایک ٹیلہ پر کھڑا کر کے لشکر اسلام کے گزرنے کے مناظر دکھاؤ۔ عباسؓ کہتے ہیں میں ابوسفیان کو لے کر ٹیلہ پر کھڑا ہو گیا۔ جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو کھڑا ہونے کا حکم دیا تھا۔ اور قبائل کی فوجیں گزرنی شروع ہوئیں اور جو قبیلہ گزرتا ابوسفیان پوچھتا کہ یہ کونسا قبیلہ ہے۔ میں بتلاتا کہ یہ سلیم ہے اور یہ مزینہ ہے اور یہ فلاں ہے اور یہ وہ ہے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبز لشکر کے ساتھ گزرے اور سبز اس لشکر کو اس سبب سے کہا گیا کہ اس کے تمام لوگ لوہے میں غرق تھے یعنی زہرہ اور خود وغیرہ سامانِ حرب سے اس قدر مسک اور مکمل تھے کہ صرف ان کی آنکھیں دکھائی دیتی تھیں اور کچھ نہ معلوم ہوتا تھا۔ جب یہ لوگ گزرے تو ابوسفیان نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ میں نے کہا یہ مہاجرین اور انصار ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

انہی کے ساتھ ہیں۔ ابوسفیان نے کہا سبحان اللہ اے عباس! بھلا ان لوگوں سے مقابلہ کرنے کی کس میں تاب و طاقت ہے۔ خدا کی قسم! اے ابوالفضل تمہارے بھتیجے کی سلطنت اب بڑی زبردست ہو گئی ہے۔ حضرت عباسؓ نے کہا یہ سلطنت میں ہے بلکہ یہ نبوت ہے۔ ابوسفیان نے کہا ہاں بے شک نبوت ہے۔

ابوسفیان کی مکہ واپسی | حضرت عباسؓ کہتے ہیں میں نے ابوسفیان سے کہا کہ اب دوڑ میں جا کر اور پکار کر کہا کہ اے قریش محمدؐ آگئے اور ایسا لشکر ان کے ساتھ ہے جس کے مقابلہ کی تم ہرگز طاقت نہیں رکھتے لہذا جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو گا وہ امن والا ہے۔

راوی کہتا ہے ہندہ بنت عتبہ نے ابوسفیان کا یہ کلام سُن کر اُس کی ٹخنہ پکڑ لی اور قریش سے کہا کہ اس مضبوط موٹے فرہ پہلوان کو قتل کرو کہ ایک ذرا سے لشکر کو دیکھ کر اس قدر حواس باختہ ہو گیا ہے۔ ابوسفیان نے کہا اے قریش تم اس کے بہکانے میں آ کر اپنی جان نہ کھو نا۔ محمدؐ تم پر آ گئے۔ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو گا اُس کو امن ہے۔ قریش نے کہا تجھ کو خرابی ہو تیرے گھر میں ایسے کس قدر لوگ داخل ہوں گے؟ ابوسفیان نے کہا جو اپنا دوازدہ بند کر لے گا اُس کو بھی امن ہے اور جو مسجد حرام میں داخل ہو گا اُس کو بھی امن ہے۔ یہ سنتے ہی بہت سے لوگ اپنے گھروں کو اور بہت سے مسجد حرام کو بھاگ گئے۔

رسول اللہ کا عجز و انکسار | راوی کہتا ہے جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام ذی طوی میں پہنچے تو آپؐ اپنی سواری پر ٹھہرے اور آپؐ اس وقت صُرخ رنگ کی مینی چادر سر پر اوڑھے ہوئے تھے اور اللہ تعالیٰ کی اس عنایت اور فتح کو دیکھ کر اپنا سر تواضع سے خدا کے سامنے جھکاتے تھے۔ یہاں تک کہ آپؐ کی ٹھوڑی اونٹ کی کاٹھی سے لگنے سے قریب ہو جاتی تھی۔

ابو قحافہ کا قبول اسلام | ابن اسحاق کہتے ہیں جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذی طوی میں پہنچے ہوئے تھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے والد قحافہ نے اپنی سب سے چھوٹی بیٹی سے کہا کہ اے بیٹی! تو مجھ کو ابوبکرؓ کا بیٹا بننے پر آمادہ ہو جاؤ اور ابو قحافہ کے آنکھیں جاتی رہی تھیں۔ چنانچہ یہ لڑکی ان کو لے کر پہاڑ پر آئی اور انہوں نے پوچھا اے لڑکی! تجھے کیا دکھائی دے رہا ہے؟ لڑکی نے کہا بہت سے سوار اور لشکر ہے اور ایک شخص اُن کے درمیان میں آ جا رہا ہے۔ ابو قحافہ نے کہا۔

اسے لڑکی یہ وہ شخص ہے جو سواروں کو مرتب کرتا ہے۔ پھر لڑکی نے کہا بخدا اب لشکر چلنا شروع ہو گیا۔ ابو قحافہ نے کہا۔ اب یہ لشکر یہاں آ جائے گا۔ بس بیٹی تو جلدی سے مجھ کو گھر لے چل۔ لڑکی ان کو لے کر نیچے اتری ہی تھی کہ سواروں نے آیا۔ اس لڑکی کے گلے میں ایک چاندی کی منسلی تھی وہ کسی سوار نے اُس کے گلے سے اتار لی۔ پھر جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو ابو بکرؓ اپنے باپ کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا اے ابو بکرؓ! تم نے بڑے میاں کو ناحق ہی تکلیف دی میں خود آج سے ملنے کو ان کے گھر جاتا۔ ابو بکرؓ نے عرض کیا آپ کے تشریف لے جانے سے مجھ کو آپ کی خدمت میں حاضر ہونا بہتر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے سامنے بٹھایا اور ان کے سینہ پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا اسلام لے آؤ۔ پھر انہوں نے اسلام قبول کیا۔ جب ابو بکرؓ اپنے والد کو لائے تو ان کا سر بالکل سفید ہو رہا تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے بالوں میں خضاب لگایا کرو۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن کا ہاتھ پکڑ کر کہا میں خدا کی اور اسلام کی قسم دیتا ہوں میری اس بہن کا جس نے طوق یا ہو وہ دے دے۔ مگر کسی نے جواب نہ دیا۔ تب حضرت ابو بکرؓ نے اپنی بہن سے کہا۔ اے بہن! تو اپنی منسلی پر صبر کر۔ اس زمانے میں امانت لوگوں میں بہت کم ہے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام ذی طوی سے لشکر مسلمانوں کا مکہ میں داخلہ | کو روانہ کیا تو زبیر بن عوام کو میسرہ لشکر کے ساتھ مقام کداء کی طرف سے داخل ہونے کا حکم دیا اور سعد بن عبادہ کو بھی کچھ لشکر کے ساتھ اُسی طرف روانہ کیا۔ سعد بن عبادہ جس وقت مکہ میں داخل ہونے کے لئے تیار ہوئے تو انہوں نے یہ کہا کہ آج جنگ کا روز ہے اور آج کے دن محرم حلال کی جائے گی۔ حضرت عمرؓ کو سعد کے اس کلام سے اندیشہ ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم کو سعد بن عبادہ کے کلام سے غلطو سمجھ کہیں وہ قریش پر سخت حملہ نہ کریں۔ رسول کریمؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ تم جا کر سعد سے نشان لے لو اور مکہ میں داخل ہو۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میمنہ لشکر کا سردار مقرر کیا جس میں اسلم اور سلیم اور غفار اور مزینہ اور جہینہ وغیرہ قبائل عرب کی فوج تھی اور خالد رضی اللہ عنہ ان کو لے کر مکہ میں نیچے کی جانب سے داخل ہوئے۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ مسلمانوں کا لشکر لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے اور آخر کی طرف سے مکہ کی بلندی پر آئے اور وہیں رسول کریم کے لئے ایک غیمہ کھڑا کیا گیا۔

بعض مشرکین سے جنگ راوی کہتا ہے صفوان بن امیہ اور عکرمہ بن ابی جہل اور سہیل بن عمرو چند لوگوں کو ساتھ لے کر جنگ کے ارادہ سے مقام خندمہ پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے مقابل آئے اور بنی بکر میں سے ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکہ کی طرف متوجہ ہونے سے پہلے اپنے ہتھیاروں کو تیز اور درست کیا کرتا تھا۔ اس کی بیوی نے اس سے پوچھا تو کس لئے یہ ہتھیار تیز کرتا ہے؟ اُس نے کہا محمد اور اُن کے اصحاب کی جنگ کے لئے۔

حورث نے کہا میرے نزدیک تو محمد کے سامنے ان میں سے کوئی چیز بھی نہیں ٹھہر سکتی۔ حماس نے کہا خدا کی قسم! مجھ کو امید ہے کہ میں مسلمانوں میں سے کسی کو پکڑ کر تیری خدمت کے لئے لاؤں گا۔ پھر یہ حماس بھی خندمہ کی لڑائی میں صفوان اور عکرمہ بن ابی جہل کے ساتھ شریک ہوا۔

راوی کہتا ہے مجاہد بن فہر اور خنیس بن خالد بن ربیعہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے لشکر سے الگ ہو کر جا رہے تھے کہ مشرکین نے اُن کو شہید کر دیا اور گرز بن جابر بھی اُن کے ساتھ تھے۔ جب اُنہوں نے خنیس کو شہید دیکھا تو ان کی لاش سے آگے بڑھ کر قاتل کیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

اور قبیلہ جہینہ میں سے سلمہ بن میلہ شہید ہوئے اور مشرکین میں سے بارہ آدمیوں کے قریب قتل ہوئے۔ پھر مشرکین بھاگ گئے اور حماس بھی بھاگ کر اپنے گھریں آچھا اور اپنی بیوی سے کہا کہ گھر کا دروازہ بند کر دے۔ بیوی نے کہا تو اُس دن تو کیا کہہ رہا تھا اور اب ایسا نامرد ہو گیا حماس نے جواب دیا ۵

اشعار :

إِنَّكَ لَوْ شِهِدْتَهُ يَوْمَ الْحَنْدَمَةِ إِذْ قَتَرَ صَفْوَانٌ وَقَتَرَ عِكْرَمَةَ

ترجمہ : اگر تو خندمہ کی جنگ میں موجود ہوتی جبکہ صفوان اور عکرمہ بھاگ گئے تھے۔

وَابْوَيْدَ قَائِمٌ كَالْمُؤْتَمِرِ وَاسْتَقْبَلَتْهُمْ بِالسُّيُوفِ الْمُسَلَّمَةِ

ترجمہ: اور ابویزید بھی حیران و پریشان کھڑا تھا اور میں تیز تلواروں کے ساتھ اُن سے آگے بڑھا۔

يَقْقَمْنَ كُلُّ سَاعِدٍ وَجْمَ حُبْلَةٍ صَرًّا بِأَفْلَةٍ يَسْمَعُ الْإِغْغَمَةَ

جو کلائی اور کھوپڑی کو کاٹ کر ڈال دیتی تھیں اور ایسی افراتفری تھی کہ بجز جیغ و ہار

کے کچھ سنائی نہ دیتا تھا۔

كُهُم تَهَيَّتْ خَلْفَنَا وَهَمَّ هَمَّهُ لَمْ تَنْطَبِقْ فِي اللَّوْثِ أَذْنِي كَلِمَةٍ

اور ہمارے پیچھے دشمنوں کا شور و غل تھا۔ پس اگر تو اس موقع کو دیکھتی تو ایک لفظ ملامت

کا میرے بارے میں نہ کہتی۔

مسلمانوں کا شعار | راوی کہتا ہے فتح مکہ اور حنین اور طائف میں مہاجرین کا
شعار یا بنتی عید المرحلن تھا اور انصار کا شعار

یا بنتی عید اللہ تھا۔



فتح مکہ (۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے امراء لشکر سے عہد لے لیا تھا کہ جو شخص تم سے لڑے اُس سے تم بھی لڑنا اور کسی کو قتل نہ کرنا اور چند لوگوں کے نام لے کر فرمایا تھا کہ ان کو جہاں پاؤ وہیں قتل کرنا۔ اگرچہ یہ کعبہ کے پردہ کے اندر گھسے ہوئے ہوں وہاں بھی نہ چھوڑنا۔

ان ہی لوگوں میں سے ایک شخص عبداللہ بن سعد عامری تھا۔ اس کے قتل کرنے کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وجہ سے دیا تھا کہ یہ پہلے مسلمان ہوا تھا اور وحی کو آپ کے پاس لکھا کرتا تھا۔ پھر یہ مرتد ہو کر قریش سے آگلا اور اب اس جنگ میں یہ حضرت عثمانؓ کے پاس جا چھپا۔ کیونکہ ان کا رضاعی بھائی تھا یہاں تک کہ جب مکہ میں اطمینان ہو گیا تو حضرت عثمانؓ اس کو لے کر رسول کریمؐ کی خدمت میں امن دلانے کے لئے آئے۔ رسول اکرمؐ بہت دیر تک خاموش رہے۔ جب حضرت عثمانؓ نے اصرار کیا تو آپؐ نے فرمایا ہاں۔ جب حضرت عثمانؓ اس کو لے کر چلے گئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ میں اتنی دیر تک خاموش رہا تم میں سے کسی نے کھڑے ہو کر اس کو قتل نہ کر دیا انصار میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! آنکھ سے مجھ کو اشارہ فرما دیتے۔ فرمایا نبی اشارہ سے قتل نہیں کرتے۔

ابن ہشام کہتے ہیں۔ عبداللہ بن سعد پھر مسلمان ہو گیا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو کسی جگہ کا حاکم بھی بنایا تھا اور حضرت عمرؓ کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اس کو حاکم بنایا تھا۔

عبداللہ بن نضل اور ایک شخص عبداللہ بن نضل کے قتل کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا اور اس کا سبب یہ تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی طرف اس کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے روانہ کیا اور ایک انصاری کو بھی اس کے ساتھ کیا تھا اور اس کا ایک غلام

مسلمان بھی اس کے ساتھ تھا۔ جب یہ کسی منزل میں اُترتا تو اس نے اپنے غلام سے کہا کہ ایک بکرا ذبح کر کے پکالے۔ غلام بے چارہ سو گیا اور اُس نے کھانا نہ پکایا۔ اُس نے اس غلام کو شہید کیا اور مرتد ہو کر قریش سے اُٹھا اور اپنی لونڈیوں سے رسول اللہ کی بجو کے اشعار گویا کرتا تھا۔ آنحضرتؐ نے اس کے اور دونوں لونڈیوں کے قتل کا حکم فرمایا۔

اور ایک خویرث بن نقید کے قتل کا حکم دیا کیونکہ یہ مکہ میں رسول اللہؐ کو ستایا کرتا تھا۔ جب حضرت عباسؓ، حضرت فاطمہؓ اور ام کلثومؓ حضورؐ کی صاحبزادیوں کو مکہ سے لے کر مدینہ میں پہنچانے چلے تو اسی خویرث بن نقید نے ان دونوں کو اونٹ پر سے زمین پر گرا دیا تھا۔

اور مقیس بن صبابہ کے قتل کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سبب سے حکم دیا کہ یہ انصاری کو شہید کر کے جنہوں نے اس کے بھائی کو خط سے قتل کیا تھا مکہ میں مرتد ہو کر بھاگ آیا تھا۔ اور سارہ کے قتل کا حکم دیا جو بنی عبد المطلب میں سے کسی کی لونڈی تھی اور رسول کریمؐ کو مکہ میں بہت بُرا بھلا کہا کرتی تھی۔

اور عکرمہ بن ابی جہل کے قتل کا بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا مگر یہ مین کی طرف بھاگ گیا اور اس کی بیوی ام حکیم بن حریث بن ہشام مسلمان ہوئی اور اُس نے آنحضرتؐ سے اس کے لئے امن لیا رسول اللہؐ نے امن دیدیا۔ تب وہ مین میں اس کو تلاش کرنے لگی اور پھر آپؐ کی خدمت میں لے کر آئی اور عکرمہ مسلمان ہوا۔

بعض مجرموں کا قتل | عبداللہ بن خطل کو تو سعید بن حریث مخزومی اور ابوہریرہ سلمیٰ دونوں نے قتل کر دیا اور مقیس بن صبابہ کو اسی کی قوم کے ایک شخص نے قتل کیا۔ عبداللہ بن خطل کی دونوں لونڈیوں نے قتل کیا اور خویرث بن نقید کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔ عبداللہ بن خطل کی دونوں لونڈیوں میں سے ایک لونڈی قتل ہوئی اور دوسری بھاگ گئی۔ اس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے امن لیا گیا تو آپؐ نے امن دیدیا اور سارہ کے لئے بھی امن مان لیا اُس کو بھی آپؐ نے امن دیدیا۔ پھر حضرت عمرؓ کے زمانہ میں سارہ ایک گھوڑی کی زد میں آکر مقام ابلج میں ہلاک ہوئی۔

حضرت علیؓ کی بہن ام ہانی بنت ابی طالب کہتی ہیں کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی بلند جانب میں رونق افروز تھے حریث بن ہشام اور زبیر بن ابی امیہ بن میسرہ بھاگ کر میرے گھر میں آئے اور میں نے اُن کو کوٹھڑی میں بند کر دیا اور اُن کے پیچھے ہی میرے بھائی علیؓ بن ابی طالب تلوار لئے ہوئے آئے اور کہا میں ان کو ضرور قتل کروں گا۔ ام ہانی کہتی ہیں یہ دونوں شخص میرے خائف

ہمیرہ بن ابی دہب کے رشتہ دار تھے میں ان کو بند کر کے نبی کریم کے پاس آئی۔ آپ اس وقت ایک برتن سے جس میں کچھ آٹا بھی لگا ہوا تھا پانی لے کر غسل فرما رہے تھے اور آپ کی صاحبزادی چادر سے پردہ کئے ہوئے تھیں۔ جب آپ غسل سے فارغ ہوئے تو چادر لپیٹ کر آپ نے چاشت کی نماز کی آمیز رکعتیں ادا کیں۔ پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا آؤ اسے ام ہانی خوش آمدید کیونکر آنا ہوا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے خاوند کے دورشتہ دار میرے گھر میں پناہ گزیں ہیں اور میرے بھائی علی ان کے قتل کرنے پر اصرار کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو تم نے امن دیا اس کو ہم نے امن دیا اور جس کو تم نے پناہ دی اس کو ہم نے پناہ دی۔ جاؤ علی ان کو قتل نہ کریں گے۔

بیت اللہ کا طواف | صفیہ بنت شیبہ کہتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں آکر اترے اور لوگوں میں امن ہو گیا تو رسول پاک نے کعبہ کے سات طواف کئے اور اس وقت آپ اپنی اوثنی پر سوار تھے اور ایک چٹری سے جو آپ کے ہاتھ میں تھی حجر اسود کو ٹھجو کر سلام کرتے تھے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن طلحہ کو بلا کر کعبہ کی گنجی اس سے لی اور کعبہ کے اندر داخل ہوئے۔ وہاں لکڑی کا ایک کبوتر بنا ہوا کھا دیکھا تو اس کو توڑ کر چھینک دیا اور پھر کعبہ کے دروازے پر آکر کھڑے ہوئے اور مسلمان تمام مسجد میں ٹھہرے ہوئے تھے۔

خطبہ مبارکہ | ابن اسحاق کہتے ہیں اہل علم کا بیان ہے کہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہو کر فرمایا :-

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ صَدَقَ وَعْدُهُ وَنَصَرَ حَبْدَهُ وَحَدَّمَ

www.KitaboSunnat.com

الْحَزَابَ وَحْدَهُ -

ترجمہ :- خدا وحدہ لا شریک کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اپنے وعدہ کو اس نے سچا کیا اور اپنے بندہ کی مدد فرمائی اور تمہارا تمام کفار کے لشکروں کو اس نے ہزیمت دی ۔

اسے لوگو! جس باپ دادا کے فخر یا خون یا مال کا دعویٰ کیا جائے تو وہ میرے ان دونوں قدموں کے نیچے ہے۔ مگر خانہ کعبہ کی کلید برداری اور زمزم سے پانی پلانے کی خدمت، اسے لوگو! خطائے شخص مارا جائے یعنی لکڑی یا کوڑے وغیرہ سے تو اس میں پورا خونہا یعنی ستوا اونٹ لازم ہیں۔ اسے قریش

سہ غوثیہا کے احکام کی تفصیل گنتب فقہ میں مذکور ہے ۔

خداوند تعالیٰ نے تم سے زمانہ جاہلیت کے نخوت اور فخر کو دور کر دیا جو باپ دادا پر کیا جاتا تھا۔ بس لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم کی پیدائش مٹی سے ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی :-

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۚ

ترجمہ :- اے لوگو! ہم نے تم کو خرد اور مادہ سے پیدا کیا ہے اور تمہارے اندر شاخیں اور قبیلے بنائے ہیں تاکہ تم آپس میں ایک دوسرے کو شناخت کرو (اور) بیشک اللہ کے نزدیک تم میں بلند مرتبہ وہ ہے جو زیادہ متقی ہے۔“

پھر فرمایا اے قریش! تم کیا خیال کرتے ہو کہ میں تم سے کیسا سلوک کروں گا؟ قریش نے کہا آپ جو کچھ کریں گے بہتر کریں گے۔ آپ ہمارے شریف بھائی ہیں شریف کے بیٹے ہیں۔ فرمایا اچھا اب جاؤ تم سب آزاد ہو۔

بیت اللہ کی کلید برداری | خود آنحضرت مسعود میں تشریف فرما ہوئے اور حضرت علیؓ خانہ کعبہ کی گنجی ہاتھ میں لے کر سامنے آئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ! حجابت بھی سقايت کے ساتھ ہم کو عنایت فرمائیے۔ آنحضرت نے فرمایا عثمان بن ابی طلحہ کہاں ہے؟ عثمان حاضر ہوا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عثمان! اپنی گنجی بنجھال آج کا دن نیکی اور وفا کا ہے اور حضرت علیؓ سے فرمایا کہ ہم تم کو ایسی چیز عنایت کریں گے جس سے تم مشقت میں نہ پڑو گے۔

بیت اللہ کے اندر تصاویر | بعض اہل علم کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کے روز کعبہ میں داخل ہوئے تو اس کے اندر آپ نے فرشتوں کی تصویریں دیکھیں اور ایک تصویر حضرت ابراہیمؑ کی دیکھی کہ اذلام کے ساتھ قرعہ ڈال رہے ہیں۔ اس کو دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ ان کو خدا غارت کرے ہمارے بزرگ کی کس طرح سے تصویر بنا دی ہے۔ بھلا حضرت ابراہیمؑ کو اس قرعہ بازی سے کیا تعلق۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ابراہیمؑ نہ یہودی تھے نہ نصرانی تھے وہ تو میکہ ہونے والے مسلمان تھے اور ہرگز وہ مشرکوں میں سے نہ تھے۔ پھر آپ نے ان تصویروں کے مٹانے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ اسی وقت وہ مٹا دی گئیں۔

بیت اللہ میں نماز | جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے اندر داخل ہوئے تو بلال بھی آپ کے ساتھ تھے۔ جب آنحضرت باہر نکل آئے تو حضرت بلال پیچھے رہ گئے۔ عبد اللہ بن عمر نے بلال سے پوچھا کہ آنحضرت نے کس جگہ نماز پڑھی ہے اور یہ نہ پوچھا کہ کس قدر پڑھی ہے؟ پھر ابن عمر جب کعبہ میں داخل ہوتے تھے تو سیدھے اندر جا کر دروازہ کی طرف پشت کر کے تین ہاتھ دیوانہ سے ورنے کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ یہی جگہ آنحضرت کی نماز کی بلال نے اُن کو بتائی ہے۔

عتاب اور حارث کا قبول اسلام | جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں داخل ہوئے تو عرب اور عتاب بن اُسید اور ہشام بن حرث کعبہ کے محن میں بیٹھے ہوئے تھے۔ عتاب بن اُسید نے کہا کہ اُسید کو اللہ تعالیٰ نے بڑی بزدلی دی کہ اُس نے یہ بات نہیں سنی ورنہ وہ ضرور ایسی بات کہتا جس سے ان کو یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آتا۔

حرث نے کہا اگر تم مجھ کو معلوم ہو جائے کہ یہ حق پر ہیں تو میں اُن کا اتباع کر لوں۔ ابوسفیان نے کہا میں تو کچھ نہیں بولتا۔ اگر میں ایک حرف بھی کہوں گا تو یہ کنکر یاں میری بات اُن سے کہہ دیں گی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ سے باہر آکر ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا تم نے جو کچھ بتایا کی ہیں مجھے سب معلوم ہیں اور سب ان سے بیان کر دیں۔ عتاب اور حرث نے کہا بیشک ہم کو اُسی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ کیونکہ اس وقت ہماری گفتگو میں کوئی شخص نہ تھا جس کو ہم کہہ سکتے کہ اُس نے آپ سے کہا ہوگا۔

قتل کا ایک واقعہ | ابن اسحاق کہتے ہیں بنی سالم میں احمر نامی ایک شخص بڑا بہادر تھا۔ جب یہ سوتا تھا تو بڑے زور سے خراٹے لیا کرتا تھا اور اسی وجہ سے اُنک سو یا کرتا تھا۔ جب لوگ اس کو پکارتے تو شیر کی طرح اُٹھ کر آتا تھا اور کسی سے خوف نہ کرتا تھا۔

راوی کہتا ہے ایک مرتبہ بنی ہزمل کے چند لوگ مقام حاضره کو جا رہے تھے۔ جب یہ حاضره کے قریب پہنچے تو اُن میں ایک شخص ابن اثوع ہذلی نے کہا کہ تم لوگ جلدی نہ کرو۔ میں جا کر دیکھ آؤں کہ یہاں احمر بھی ہے یا نہیں؟ اگر وہ ہوگا تو اُس کے خراٹے کی آواز ضرور آئے گی اور یہ رات کا وقت تھا۔ پھر ابن اثوع نے احمر کے خراٹے کی آواز سنی اور اُس کے سینے پر تلوار رکھ کر زور لگایا اور

اُس کو مار ڈالا۔ پھر حاضرہ کے لوگوں کو لوٹ لیا۔ انہوں نے احمر امر کہہ کے پکارا۔ مگر احمر بچا رہا کہاں تھا جو اُن کی مدد کو جاتا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کو فتح کیا تو فتح کے دوسرے روز ابن اثوٰع مکہ میں لوگوں کا حال دریافت کرنے آیا اور اس وقت تک یہ مشرک ہی تھا۔ بنی خزاعہ نے اس کو پہچان کر چاروں طرف سے اس کو گھیر لیا اور کہا احمر کا قاتل تو ہی ہے اس نے کہا ہاں میں احمر کا قاتل ہوں۔ پھر اتنے میں خراش بن اُمیہ تلوار لئے ہوئے آئے اور اس کو قتل کر دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو فرمایا اے خزاعہ اب تم قتل سے اپنے ہاتھ روک لو کیونکہ بہت لوگ قتل ہو چکے ہیں۔ یہ تم نے ایسے شخص کو قتل کیا ہے جس کا مجھ کو خون بہا دینا پڑے گا۔

حرمتِ کعبہ اور رسول اللہ کا خطبہ ابو ثمریح خزاعی کہتے ہیں جب عمرو بن زبیر مکہ میں اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر سے لڑنے کو آئے تو میں اُن کے پاس گیا۔

اور میں نے کہا اے شخص ہم فتح مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ جب فتح کا دوسرا دن ہوا تو خزاعہ نے ایک مشرک کو قتل کر دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! جس دن سے اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے مکہ حرم ہے اور قیامت تک حرم رہے گا۔ کسی مسلمان کو جائز نہیں ہے کہ اس میں خون بہائے یا اُس کا درخت کاٹے۔ مجھ سے پہلے کسی کے لئے یہ حلال نہیں کیا گیا اور نہ میرے بعد کسی کے لئے یہ حلال ہوگا صرف میرے لئے ایک ساعت کے لئے حلال ہوا تھا اب پھر اُس کی حرمت ویسی ہی ہو گئی ہے جیسی کہ تھی۔ جو لوگ تم میں سے موجود ہیں اُن کو لازم ہے کہ جو لوگ غائب ہیں اُن کو یہ حکم پہنچا دیں۔ اور اگر کوئی یہ کہے کہ رسول اللہ نے اس میں قتل و قتال کیا ہے تو اس سے کہہ دو کہ رسول خدا کو خدا نے صرف ایک ساعت کے لئے یہاں کے لوگوں کی سرکشی کے سبب سے اجازت دی تھی اور اُسے خزاعہ تمہارے لئے خدا نے اس کو حلال نہیں کیا ہے تم قتل سے اپنے ہاتھ اٹھا لو بہت قتل و قتال ہو چکا ہے۔ تم نے ایسے شخص کو قتل کیا ہے جس کا خون بہا مجھ کو دینا پڑیگا اور اب سے جو شخص قتل ہو گا تو اُس کے وارثوں کو اختیار ہے کہ چاہے قصاص لیں اور چاہے خون بہا پر راضی ہو جائیں۔

عمرو بن زبیر نے ابو ثمریح سے گفتگو سن کر کہا آپ تشریف لے جائیے میں آپ سے زیادہ کعبہ کی حرمت کو جانتا ہوں۔ کعبہ کی حرمت قاتل اور باغی کو پناہ نہیں دیتی ہے۔ ابو ثمریح نے کہا جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں موجود تھا اور تو موجود نہ تھا۔ لہذا میں نے تجھ کو یہ حکم

پہنچا دیا۔ اب تو جانے اور تیرا کام جانے۔

ابن ہشام کہتے ہیں فتح مکہ کے مقتولوں میں سے پہلے جس مقتول کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوبہا دیا وہ جنید بن اکوع تھا۔ بنی کعب نے اس کو قتل کیا اور رسول پاکؐ نے اس کے خوبہا میں سواونٹ عنایت کئے۔

انصار کی پریشانی | جب مکہ فتح ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفاء پہاڑ پر دعا و مناجات میں مشغول ہوئے اور انصار نے آپؐ میں کہا کہ اب تو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کا شہر فتح کر دیا ہے۔ شاید آپؐ میں رہنا اختیار کریں۔ جب آنحضرتؐ دعا سے فارغ ہوئے تو دریافت فرمایا کہ تم کیا کہہ رہے تھے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا زندگی بھی ہمادے ساتھ ہے اور موت ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں فتح مکہ کے دن جب رسول پاکؐ نے اوشنی پر سوار ہو کر کعبہ کے گرد طواف کیا تو کعبہ کے گرد بت سیر سے جڑے ہوئے نصب تھے۔ آپؐ نے چٹری سے جو آپؐ کے ہاتھ میں تھی اُن بتوں کی طرف اشارہ کرنا شروع کیا۔ جس بت کے چہرہ کی طرف آپؐ اشارہ فرماتے وہ منہ کے بل اور اللہ کی پشت کی طرف اشارہ فرماتے وہ پشت کے بل گر پڑتا یہاں تک کہ اسی طرح سب بت گر پڑے۔

فضالہ کا قبول اسلام | ابن ہشام کہتے ہیں فضالہ بن عمر بن ملح لیثی نے ارادہ کیا کہ آنحضرتؐ کو شہید کر دیں۔ جب آپؐ کے قریب پہنچے اور آپؐ اس وقت کعبہ کا طواف فرما رہے تھے تو آپؐ نے فرمایا فضالہ ہو؟ عرض کیا حضورؐ میں ہوں۔ فرمایا تم کس ارادے سے آئے ہو؟ عرض کیا کچھ نہیں خدا کو یاد کر رہا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا خدا سے مغفرت مانگو اور پھر آپؐ نے اپنا ہاتھ فضالہ کے سینہ پر رکھا جس سے ان کے دل کو تسکین ہوئی۔

فضالہ کہتے ہیں خدا کی قسم آپؐ نے دستِ مہر کے سینے سے اٹھایا، ہی تھا کہ اللہ کی ساری مخلوق میں ان سے زیادہ میرے لئے کوئی محبوب نہ تھا۔

صفوان بن امیہ | ابن اسحاق کہتے ہیں صفوان بن امیہ مکہ سے بھاگ کر جدہ میں آیا تاکہ جہان

سے عرصہ کیا کہ یا نبی اللہ صفوان بن امیہ اپنی قوم کا سردار ہے۔ آپؐ اس کو امن عنایت کریں۔ رسول کریمؐ نے امن دیدیا۔ عمیر نے کہا اس کی کچھ نشانی بھی مجھ کو مرحمت ہو۔ آپؐ نے اپنا وہ عمامہ جس کو باندھے ہوئے آپؐ مکہ میں داخل ہوئے تھے دیدیا۔ عمیر عمامہ کو لے کر جدہ میں صفوان کے پاس

آٹے اور کہا آپ نے تم کو امن دیا ہے۔ اب تم کیوں اپنے آپ کو ہلاک کرتے ہو۔ یہ عمامہ بھی رسول کریم کا میں نشانی کے لئے لایا ہوں۔ صفوان نے کہا اے عمیر تو میرے سامنے سے چلا جا اور مجھ سے بات نہ کر۔ عمیر نے کہا اے صفوان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیرے بھائی اور نہایت حلیم اور کریم اور رحیم ہیں تو ان کے پاس چل۔ ان کی عزت تیری عزت ہے اور ان کی سلطنت تیری سلطنت ہے۔ صفوان نے کہا مجھ کو اپنی جان کا خوف ہے۔ عمیر نے کہا انہوں نے مجھ کو امن دیدیا ہے۔ پھر صفوان عمیر کے ساتھ رسول اکرم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یہ عمیر کہتا ہے کہ آپ نے مجھ کو امن دیا ہے۔ رسول اقدسؐ نے فرمایا ہاں یہ سچ کہتا ہے۔ صفوان نے عرض کیا تو پھر آپ مجھ کو دو مہینے تک اختیار دیں۔ آپؐ نے فرمایا تم کو چار مہینے تک اختیار ہے۔

لہری کہتے ہیں کہ ام حکیم بنت حرث عکرمہ بن ابی جہل کی بیوی تھیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عکرمہ کے لئے امن لے کر مین کو گئی اور وہاں سے اس کو لائی اور فاختہ بنت ولید صفوان کی بیوی تھی۔ یہ دونوں عورتیں اپنے خاوندوں سے پہلے اسلام لائی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اسی پہلے نکاح پر قائم رکھا تھا۔

فتح مکہ پر مسلمانوں کی تعداد ابن اسحاق کہتے ہیں مکہ کی فتح میں لشکر اسلام کی تعداد دس ہزار تھی۔ بنی سلیم میں سے سات سو اور بعض کہتے ہیں ایک ہزار تھی اور بنی غفار میں سے چار سو اور بنی اسلم میں سے چار سو اور بنی مزینہ میں سے ایک ہزار اور باقی مہاجرین اور انصار اور ان کے حلفاء اور مختلف قبائل عرب مثل بنی تمیم و بنی قیس و بنی اسد وغیرہ میں سے تھے۔



بنی جذیمہ اور خالد بن ولیدؓ

عباس بن مرواس کا اسلام | عباس کا باپ مرواس ایک پتھر کے بت کی جس کا نام اُس نے
ضمار رکھا تھا پرستش کیا کرتا تھا جب مرواس مرنے لگا تو
اُس نے اپنے بیٹے عباس سے کہا کہ اے فرزند تم اسی بت کی پرستش کرنا یہی تمہارے نفع اور
نفعان کا مالک ہے۔ چنانچہ عباس اس بت کی پرستش کیا کرتا تھا۔ ایک روز اُس نے بت کے اندر
سے یہ اشعار سُننے سے

قل للقبائل من سلیہ کلہم اودی ضمار و عاشق اهل المسجد

اِنَّ الَّذِیْ وراثۃ النبوتۃ وَاَلْهَدٰی بعدا بن مرواس من قریش مہندی

اودی ضمار وکان یعبد کمرۃ قبل الکتاب الی التبی مریحۃ

جب مرواس نے یہ اشعار سُنے اُسی وقت اُس بت کو آگ میں جلا دیا اور آپ کی خدمت میں
حاضر ہو کر اسلام سے مشرف ہوا۔

بنی جذیمہ اور حضرت خالد بن ولیدؓ | ابن اسحاق کہتے ہیں فتح مکہ کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
نے خالد بن ولید کو سلیم بن منصور اور مدلج بن مرقہ کے

قبائل کی فوج کے ساتھ دعوت اسلام کے لئے قبائل عرب کی طرف روانہ فرمایا اور قتل و قتال کا حکم نہیں
دیا تھا۔ جب خالد فوج لے کر بنی جذیمہ بن عامر بن عبدمنہ بن کنانہ کے پاس پہنچے تو اُن لوگوں نے
اُن کو دیکھ کر ہتھیار اٹھائے۔ انہوں نے اُن کو مکم دیا کہ اپنے سب ہتھیار ڈال دو۔ کیونکہ لوگ
مسلمان ہو گئے ہیں۔

بنی جذیمہ کے ایک شخص کہتے ہیں کہ جب خالد نے ہم کو ہتھیار ڈالنے کا حکم دیا تو ہم میں سے
ایک شخص جدم نے کہا کہ اے بنی جذیمہ اگر تم نے ہتھیار ڈال دیئے تو خالد تم کو قید کر کے قتل کر دیگے۔
میں تو اپنے ہتھیار نہ ڈالوں گا۔ بنی جذیمہ نے کہا اے جدم تو ہم سب کا خون کرنا چاہتا ہے۔

سب لوگ مسلمان ہو گئے ہیں اور سب نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں اور امن قائم ہو گیا ہے۔ پھر ان سب لوگوں نے حضرت خالدؓ کے کہنے سے ہتھیار ڈال دیئے۔ جب یہ لوگ ہتھیار ڈال چکے تب حضرت خالدؓ نے ان کی مشکلیں باندھ کر ان میں سے چند لوگوں کو قتل کر دیا۔ جب یہ خبر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپؐ نے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے دعا کی کہ اسے پروردگار! میں خالد کی کارروائی سے بری ہوں۔

رسول اللہ کا رؤیا | ابن ہشام کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز فرمایا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں نے ایک نوالہ کھایا اور اُس کا مزہ مجھ کو اچھا معلوم ہوا۔ پھر وہ نوالہ میرے حلق میں اٹک گیا۔ تب علیؓ نے اپنا ہاتھ ڈال کر اُس کو میرے حلق سے نکالا۔ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کی تعبیر یہ ہے کہ اپنے لشکروں میں سے ایک لشکر آپؐ روانہ فرمائیں گے پھر اُس کی کچھ کارروائی سے آپؐ خوش ہوں گے اور کچھ کارروائی اُس کی قابلِ اعتراض ہوگی جو آپؐ کو ناگوار گزرے گی۔

رسول اللہ کا اظہارِ بریت | ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا ماجرا عرض کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں میں سے کسی نے خالدؓ کی رائے کی مخالفت بھی کی یا نہیں۔ اُس نے عرض کیا کہ ایک سفید رنگ میانہ قد شخص نے خالدؓ کو منع کیا خالدؓ نے اُس کو جھڑک دیا۔ چنانچہ وہ خاموش ہو گیا اور ایک دراز قد شخص نے خالدؓ کی ٹہلے ذور سے مخالفت کی اور بہت دیر تک اُن میں گفتگو ہوتی رہی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ پہلا شخص تو میرا بیٹا عبداللہ ہے اور دوسرا شخص ابو جریفہ کا آزاد غلام سالم ہے۔

راوی کہتا ہے پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو بلا کر فرمایا کہ علیؓ تم جا کر اس قوم کے معاملے میں نظر کرو اور جاہلیت کے زمانہ کی باتوں کو اپنے پیروں کے نیچے کہ دینا یعنی اُن باتوں کو اب کچھ خیال نہ کرنا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بہت سا مال رسول کریمؐ کے پاس سے لیکر اس قوم کے پاس آئے اور جس قدر لوگ اس قوم کے خالدؓ نے قتل کئے تھے۔ اُن سب کا خونہا دیا اور تمام مال جو خالدؓ نے لے لیا تھا سب اُن کو واپس کر دیا۔ کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ چیز بھی باقی نہیں رہی۔ جب سب ادا کر چکے تب بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ مال بچ گیا تو حضرت علیؓ نے اس قوم سے فرمایا کہ اگر تمہارا کوئی اور خونہا مال باقی ہو تو اُس کے بدلہ میں یہ مال

لے لو۔ قوم نے کہا۔ ہمارا اب کچھ باقی نہیں ہے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا۔ مگر یہ مال میں تم ہی لوگوں کو دیئے دیتا ہوں۔ شاید تمہارا ایسا غنہ یا مال رہ گیا ہو جس کی نہ تم کو خبر ہو نہ ہم کو۔ پس یہ اُس کے معاوضہ میں سمجھو اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی کارروائی عرض کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے بہت اچھا اور درست کیا۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبلہ دو کھڑے ہوئے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کر کے دعا کی کہ اے خدا میں خالک کی کارروائیوں سے تیری بارگاہ میں اپنی بریت ظاہر کرتا ہوں تین بار یہی فرمایا۔

خالک کا عذر | بعض لوگوں کا بیان ہے جو خالک کو اس قتل کرنے سے معذور ٹھہراتے ہیں کہ عبداللہ بن حذیفہ مسمی نے خالک سے کہا تھا کہ رسول مقبولؐ نے تم کو ان لوگوں کے قتل کرنے کا حکم دیا اگر یہ اسلام سے باز رہیں۔

راوی کہتا ہے جب خالک اس قوم کے پاس آئے تو ان لوگوں نے کہنا شروع کیا صَبَا نَا صَبَا نَا یعنی ہم لوگ بے دین ہو گئے اور ہم نے اپنا دین چھوڑ دیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب خالکؑ نے ان لوگوں کو قتل کرنا شروع کیا تو حجد م نے کہا اے قوم! تم ہتھیار ڈال کر اسی بات میں مبتلا ہو گئے جس سے میں تم کو ڈرا تھا تھا۔ مگر تم نے میرا کہا نہ مانا۔

راوی کہتا ہے اس قتل کے متعلق عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اور خالک بن ولید رضی اللہ عنہ میں بڑی بحث ہوئی۔ عبدالرحمنؑ نے خالکؑ سے کہا کہ یہ تم نے زمانہ جاہلیت کی کارروائی کی ہے خالکؑ نے کہا میں نے ان سے تمہارے باپ کا قصاص لیا ہے۔ عبدالرحمنؑ نے کہا تم جھوٹے ہو میں اپنے باپ کے قاتل کو قتل کر چکا ہوں بلکہ تم نے اپنے چچا فاکہ بن مغیرہ کا قصاص لیا ہے۔ آخر یہاں تک یہ گفتگو ان میں بڑھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک اس کی خبر پہنچی۔ رسول اقدسؐ نے فرمایا اے خالک تم میرے صحابہ کو مجھ پر چھوڑ دو۔ اگر تم اُحد پہاڑ کے برابر سونا بھی راہِ خلا میں خرچ کرو گے تب بھی تم ان میں سے کسی ایک کے ایک دن یا ایک رات کے عمل کے برابر ثواب نہ پاؤ گے۔

قریش اور بنو جذیمہ کے سابقہ معاملات | فاکہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم اور عوف بن عبدعوف بن عبدالمحرث بن

زہرہ اور عفان بن ابی العاص بن اُمیہ بن عبدس بن مین کی طرف مالِ بتاریت لے کر گئے تھے اور عفان کے ساتھ اُن کے بیٹے عثمان اور عوف کے ساتھ ان کے بیٹے عبدالرحمن بھی تھے جب یہ لوگ مین سے واپس ہوئے تو بنی جذیمہ میں سے ایک شخص کا مال بھی ان کے ساتھ تھا جو مین میں مر گیا تھا۔ پھر بنی جذیمہ میں سے ایک شخص خالد بن ہشام نے راستہ ہی میں اُن سے اُس شخص کے مال کا مطالبہ کیا۔ حالانکہ یہ ابھی اُس شخص کے وارثوں کے پاس بھی نہ پہنچے تھے۔ اس سبب سے انہوں نے خالد سے انکار کیا۔ خالد اپنی قوم کے ساتھ ان سے جنگ پر آمادہ ہوا۔ چنانچہ عوف بن عبدعوف اور فاکہ بن مغیرہ مارے گئے اور عفان بن ابی العاص مع اپنے فرزند عثمان کے بچ گئے اور فاکہ بن مغیرہ کا مال بھی اُن کے پاس رہا۔ عبدالرحمن بن عوف نے اپنے باپ کے قاتل خالد بن ہشام کو قتل کیا۔

پھر قریش نے بنی جذیمہ پر لشکر کشی کا ارادہ کیا۔ بنی جذیمہ نے کہا تم ناحق ہم پر لشکر کشی کرنے ہو۔ ہمارے قوم میں سے چند لوگ بسبب جہالت کے تمہارے آدمیوں پر جا پڑے اور اُن کو قتل کر دیا۔ ہم اُن کا خون بہا دیئے دیتے ہیں۔ قریش بھی راضی ہو گئے اور جنگ موقوف ہو گئی۔

ایک نوجوان کا واقعہ | ابو داؤد کہتے ہیں بنی جذیمہ کی جنگ میں میں خالد بن ولید کے ساتھ تھا۔ بنی جذیمہ کے قیدیوں میں سے ایک شخص نے جو نوجوان تھا اور اُس کے ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے تھے مجھ سے کہا کہ اے شخص تو میرا ایک کام کر سکتا ہے؟ میں نے کہا کیا چاہتے ہو؟ اُس نے کہا تو مجھ کو ذرا عورتوں کے گروہ کے پاس لے چل، جو اُس سے تھوڑے فاصلہ پر کھڑی تھیں، میں ایک بات اُن سے کہہ لوں۔ پھر تو مجھ کو یہیں لے آنا۔ میں نے کہا یہ کیا مشکل ہے؟ میں اُس کو لے کر عورتوں کے قریب آیا۔ اس نوجوان نے ایک عورت سے مخاطب ہو کر چند عاشقانہ اشعار پڑھے۔

ابو داؤد کہتے ہیں پھر میں اس جوان کو اُسی جگہ لے آیا جہاں یہ پہلے کھڑا تھا۔ پھر اس کی گردن مار دی گئی۔ اس کے مرنے کے بعد وہ عورت اس کی لاش کے پاس آئی اور لپٹ کر اُس کے بوسے لیتے لیتے خود بھی جان دیدی۔

عُزَی کی بربادی | پھر خالد بن ولید کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عزری کو ڈھانے کے لئے روانہ فرمایا۔ یہ مقام نخلہ میں ایک مکان تھا اور قریش اور کنانہ اور مضر وغیرہ سب قبائل اس کی تعظیم کرتے تھے۔ بنی سلیم کی شاخ بنی شیبان جو بنی ہاشم کے حلیف تھے اس مکان کے خادم تھے جب ان کو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے اس طرف آنے کی خبر ہوئی تو اس بُت خانہ کے خدام کے سردار نے اس کے دروازہ میں اپنی تلوار لٹکادی اور کہا اے عزری اس تلوار سے خالد اور اس کے لشکر کو اس قدر قتل کیجو کہ اُن میں سے ایک بھی باقی نہ رہے۔ اور پھر خود پہاڑ پر بھاگ گیا۔ خالدؓ نے یہاں پہنچ کر اس مکان کو مسمار کر دیا اور اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں واپس چلے گئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ مکہ کی فتح کے بعد رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں پندرہ لائیں رہے اور نمازِ قصر ادا کی۔



غزوہ حنین

قبیلہ ہوازن کا اجتماع | یہ غزوہ فتح مکہ کے بعد سترہ ہجری میں واقع ہوا۔
ابن اسحاق کہتے ہیں جب ہوازن کو مکہ کے فتح ہونے کی
خبر ہوئی تو ان کے سردار مالک بن عوف نصری نے قبائل عرب کو اپنے پاس جمع کرنا شروع
کیا۔ چنانچہ اُس کے پاس ہوازن کے ساتھ تمام بنی ثقیف، بنی نصر، بنی جشم، بنی سعد بن بکر
اور چند لوگ بنی ہلال کے جمع ہوئے جو بہت ہی قلیل تھے اور بنی قیس اور بنی کعب اور بنی کلاب
میں سے ایک بھی شخص اس کے ساتھ نہ ہوا۔

بنی جشم میں ایک بہت بوڑھا شخص ورید بن صمد تھا اس کو بھی یہ سبب اُس کی تجربہ کاری
اور بزرگی کے انہوں نے اپنے ساتھ لیا۔

اور بنی ثقیف میں دو سردار تھے ایک قارب بن اسود بن مسعود بن معتب اور ایک ذوالخمار
سایع بن حرث بن مالک اور ایک اُس کا بھائی احمر بن حرث اور اس تمام لشکر کا سردار مالک بن
عوف نصری مقرر کیا گیا تھا۔

ورید بن صمد | اداوی کہتا ہے جب یہ لشکر روانہ ہو کر رسول اللہ سے جنگ کے لئے مقام
اوطاس میں پہنچا تو وہ بوڑھا شخص یعنی ورید بن صمد بھی ایک اونٹ پر ہودج
میں سوار تھا۔ جب یہاں لشکر اُترا تو ورید نے پوچھا یہ کیا مقام ہے؟ لوگوں نے کہا اوطاس
ہے۔ ورید نے کہا جنگ کے لئے یہ بہت اچھی جگہ ہے یہاں کی زمین نہ بہت سخت ہے جس پر
سے پیر پھسلیں نہ بہت نرم ہے جس میں پیر وھنسیں۔ پھر کہا۔ یہ بات ہے کہ مجھ کو اونٹ اور
گدھوں اور بکریوں اور بچوں کے رونے کی آوازیں آ رہی ہیں۔ لوگوں نے کہا مالک بن عوف
لوگوں کے سب مال و اسباب اور بیوی بچوں کو ساتھ لایا ہے۔ ورید نے کہا اچھا مالک کو بلاؤ۔
مالک کو بلا یا گیا۔ جب وہ آگیا تو ورید نے کہا اے مالک کیا وجہ ہے کہ مجھ کو اونٹوں اور گدھوں

اور بکریوں اور بچوں کی آوازیں آرہی ہیں اور ٹوسارے لشکر کا سردار بنا ہے اور جانتا ہے کہ اس دن کے بعد اور دن ہونے والا ہے اس کا سبب مجھ کو بتا۔ مالک نے کہا میں سب لوگوں کے مال و اسباب اور آل و اولاد کو اس سبب سے ساتھ لایا ہوں تاکہ ہر شخص اس کے خیال سے خوب جان توڑ کر کوشش کرے۔ ورید نے کہا یہ تو نے بڑی غلطی کی۔ شکست خوردہ کو کسی بات سے نفع نہیں پہنچتا۔ اگر تیری فتح ہوئی تو صرف تلوار اور نیزے سے تجھ کو نفع پہنچے گا۔ اور اگر تیری شکست ہوئی تو پھر تو نے خود اپنا مال و اولاد دشمنوں کے حوالہ کیا۔ پھر ورید نے پوچھا کہ بنی کعب اور کلاب کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا وہ نہیں آئے۔ ورید نے کہا معلوم ہوا کہ اگر یہ جنگ رخصت اور بلندی کی ہوتی تو ضرور کعب اور کلاب شریک ہوتے اور میں چاہتا ہوں کہ کاش تم لوگ بھی ایسا ہی کرتے جیسا کہ کعب اور کلاب نے کیا۔ پھر پوچھا کہ تمہارے ساتھ کون کون لوگ ہیں؟ لوگوں نے کہا عمرو بن عامر اور عوف بن عامر ہیں۔ ورید نے کہا۔ یہ دونوں ایسے ہیں کہ کچھ نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

پھر ورید نے مالک سے کہا کہ اے مالک یہ حرکت تو نے بالکل غلط کی ہے۔ میرے نزدیک بہتر یہی ہے کہ تو اپنی قوم کو لے کر محفوظ مقامات میں چلا جا اور وہاں ان کے مال و اولاد کو چھوڑ کر پھر جنگ میں مشغول ہوتا کہ اگر تیری فتح ہوگی تب تو بہت ہی بہتر ہوگا اور اگر تیری شکست ہوگی تب تیری آل و اولاد تو محفوظ رہے گی۔ مالک نے کہا خدا کی قسم! میں ہرگز ایسا نہ کروں گا اے بوڑھے! بڑھاپے میں تیری عقل جاتی رہی ہے۔ پھر ہوازن سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ اے ہوازن! یا تو میری تم اطاعت کرو ورنہ میں اپنی تلوار اپنے پیٹ میں مار لیتا ہوں۔ اور یہ مالک نے اس لئے کہا تاکہ کوئی شخص ورید کی بات نہ مانے۔ ہوازن نے کہا اے مالک ہم ہر طرح تمہارے تابع رہیں۔ مالک نے کہا۔ جب تم مسلمانوں کو دیکھو تو اپنی تلواروں کے میان توڑ کر پھینک دو اور ننگی تلواں لے کر ایک دم اس طرح سے جا پڑو جیسے ایک آدمی جا پڑتا ہے۔

منجروں کی خبر | راوی کہتا ہے مالک بن عوف نے مسلمانوں کا حال دریافت کرنے کیلئے چند منجبر تھے۔ اس نے پوچھا تم کو غرابی ہوا ایسے حواس باختہ کیوں ہو رہے ہو؟ انہوں نے کہا ہم نے سفید لوگ ابلق گھوڑوں پر سوار دیکھے ہیں۔ پس ان کو دیکھ کر ہمارے ہوش و حواس سب گم ہو گئے۔ راوی

کہتا ہے اس بات کو سن کر بھی مالک بن عوف کچھ متاثر نہ ہوا بلکہ اور آگے کوچ کیا۔
جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قوم ہوازن کے آنے کی خبر ہوئی تو آپ نے عبداللہ بن ابی
حداد سلمیٰ کو حکم دیا کہ تم ہوازن میں جا کر خبر لاؤ۔ چنانچہ عبداللہ ہوازن کے لشکر میں گئے اور ان کے
سب حالات معلوم کر کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ساری خبر بیان
کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن خطاب کو بلا کر ان سے سارا حال بیان کیا۔ عمرؓ نے کہا
عبداللہ جھوٹ بولتا ہے۔ عبداللہ نے کہا اے عمر! اگر تم نے مجھ کو جھٹلایا تو حق بات کو جھٹلایا۔ اے
عمر! اگر تم نے مجھ کو جھوٹا کہا تو بے شک ان کو جھوٹا کہا جو مجھ سے بہتر ہیں۔ عمرؓ نے عرض کیا۔ یا
رسول اللہ! آپ سُننے ہیں کہ عبداللہ کیا کہتا ہے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا اے عمر! تم پہلے گمراہ تھے اب
خدا نے تم کو ہدایت کر دی ہے ایسی بدگمانی نہ کیا کرو۔

راوی کہتا ہے جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوازن کے مقابلہ پر جانے کی تیاری کی تو
کسی نے عرض کیا کہ صفوان بن امیہ کے پاس زدہ اور ہتھیار بہت ہیں۔ رسول کریمؐ نے صفوان کے
پاس جو ہنوز مشرک تھے آدمی بھیجا کہ بطور عاریت تم اپنی زہریں اور ہتھیار ہمیں دیدو کہ ہم ان کیساتھ
اپنے دشمن سے جنگ کریں۔ صفوان نے کہا کیا آپ میرا مال غصب کرنے کے لئے لینا چاہتے ہیں۔
رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہم غصب نہیں کرتے بلکہ بطور امانت کے مانگتے
ہیں۔ جنگ سے فارغ ہو کر ہجرت کو بخنسہ واپس دے دیں گے تب صفوان نے ایک سو زہریں معان کے
ہتھیاروں کے آپ کی خدمت میں بھیج دیں۔

راوی کہتا ہے چنانچہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دس ہزار لشکر پہلا
لشکر کی تعداد جو فتح مکہ کے لئے آپ کے ساتھ آیا تھا اور دو ہزار لشکر اہل مکہ کا کل بارہ ہزار
لشکر ساتھ لے کر ہوازن کی مہم پر روانہ ہوئے اور مکہ میں آپ نے عتاب بن اسید بن ابی العیص
بن امیہ بن عبد شمس کو ان لوگوں پر حاکم مقرر کیا جو یہاں رہ گئے تھے اور رسول پاکؐ کے ساتھ
نہ گئے تھے۔

ذات انواط نامی درخت | حرث بن مالک کہتے ہیں کہ ہم لوگ اُس وقت نو مسلم تھے
جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہوازن کے مقابل مقام
حنین میں گئے۔ کہتے ہیں ذات انواط نامی ایک درخت تھا قریش اور تمام عرب سال بھر میں ایک
روز اس درخت کی زیارت کو آیا کرتے تھے اور یہاں قربانیاں کر کے اپنے ہتھیار اس درخت

میں لٹکاتے تھے اور ایک دن حاضر رہتے تھے۔ اس سفر میں جب ہم آپ کے ساتھ جا رہے تھے تو ہم نے بیری کا ایک درخت بہت بڑا اور سرسبز دیکھا۔ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! جیسے مشرکوں کا ذات انفاط ہے ہمارے لئے بھی ایک ذات انفاط مقرر فرمائیے۔ آنحضرت نے فرمایا یہ تم نے بڑی سخت بات کہی۔ ایسی ہی بات موسیٰؑ کی قوم نے موسیٰؑ سے کہی تھی کہ اے موسیٰ جیسے بت پرستوں کے معبود بت ہیں تم بھی ہمارے لئے ایسے ہی معبود مقرر کرو۔ موسیٰؑ نے کہا تم لوگ بڑے جاہل ہو۔

مسلمانوں کی ابتدائی ہنرمیت | جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں جب مسلمان حنین کی وادی میں پہنچے تو یہ وادی بہت نشیب میں تھی۔ اس میں لوگ اترنے لگے اور صحیح صادق کا وقت تھا اور دشمن ہم سے پہلے وہاں پہنچ کر ٹیلوں اور گڑھوں میں چھپ گئے تھے مسلمانوں کو اس کی خبر نہ تھی۔ اب جو مسلمان بے دھڑک اُس وادی میں اترے تو یکبارہ گی ہوا زن نے چادروں طرف سے اُن پر حملہ کر دیا مسلمان وہاں سے اُلٹے پھرے۔ آنحضرت لشکر کے دائیں طرف تھے۔ آپ نے مسلمانوں کو آواز دینی شروع کی کہ اے لوگو! میری طرف چلے آؤ میں اللہ کا رسول یہاں موجود ہوں۔ مہاجرین اور انصار اور اہل بیت کے لوگ آپ کے ساتھ تھے۔ یعنی ابوبکرؓ اور عمرؓ اور علیؓ اور عباسؓ اور ابوسفیان بن حارث اور ان کا بیٹا اور فضل بن عباس اور ربیعہ بن حارث اور اسامہ بن زید اور امین بن امیہ بن عبیدہ جو اسی جنگ میں شہید ہوئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں ابوسفیان بن حارث کا نام مغیرہ اور ان کے بیٹے کا نام جعفر تھا۔ اور بعض لوگ قثم بن عباس کو جعفر بن ابی سفیان کے بدلہ شمار کرتے ہیں۔ جابر کہتے ہیں ہوا زن میں ایک شخص سرخ اونٹ پر سوار تھا اور اس کے ہاتھ میں سیاہ نشان لمبے نیزہ میں لگا ہوا تھا۔ جب کوئی شخص اُس کی زد میں آتا تو یہ نیزہ سے اس کو قتل کرتا اور پھر نشان کو اُوپا کرتا تو اس کی قوم کے سب لوگ اِس کے گرد آ جاتے۔

ہوا زن کے علم بردار کا قتل | راوی کہتا ہے حضرت علی بن ابی طالب اور ایک شخص انصار میں سے یہ دونوں اس کی طرف چلے اور حضرت علیؓ نے پیچھے سے جا کر اونٹ کے اسی تلوار ماری کہ اونٹ گر پڑا اور انصار میں سے اُس کافر کے ایسی تلوار لگائی کہ اُس کا ایک پیر مع پٹلی کے کٹ گیا اور وہ کجاوہ پر سے نیچے گر کر مر گیا۔

دشمنی کا ظہور

راوی کہتا ہے جس وقت مسلمان بھاگے ہیں تو مکہ کے بعض منافق جو ساتھ بھنے ان کو اپنے نفاق اور حسد کے ظاہر کرنے کا موقع ملا۔ چنانچہ ابوسفیان بن حرب کہنے لگا کہ اب یہ لوگ جو بھاگے ہیں تو سمندر کے کنارہ تک کہیں دم نہ لیں گے اور اس کے ترکش مع قرعہ اندازی کے تیر یعنی الزام تھے جن کو یہ اپنے ساتھ لایا تھا۔ جبکہ بن حبیل نے پکار کر آواز دی کہ آج سحر یا طل ہو گیا۔ یہ جبکہ صفوان بن اُمیہ کا بھائی تھا۔ صفوان نے جو ہنوز مشرک تھا اس سے کہا خدا تیرے منہ کو خراب کرے واللہ اگر قریش کا کوئی شخص میرا سردار بنے تو یہ مجھ کو منظور ہے مگر ہوازن میں سے کسی کی سرداری مجھ کو منظور نہیں ہے۔ شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ کہتا ہے میرے دل میں خیال آیا کہ آج موقع ہے میں محمد کو قتل کر کے اپنے باپ کا قصاص لوں۔ کیونکہ میرا باپ اُحد کی جنگ میں مارا گیا تھا۔ پھر میں اس ارادہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آیا اور اسی تاک میں آپ کے گرد پھرنے لگا کہ یکایک ایک ایسا غوث میرے دل پر طاری ہوا کہ میں آنحضرت کو قتل نہ کر سکا اور میں نے جان لیا کہ میں ہرگز یہ کام نہیں کر سکتا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے حنین کی طرف چلے اور اپنے لشکر کو ملاحظہ کیا تو فرمایا تھا کہ ہم مغلوب نہ ہوں گے۔ اور بعض کہتے ہیں یہ بات بنی بکر میں سے ایک شخص نے کہی تھی۔

رسول اکرم کا استقلال

حضرت عباس بن عبدالمطلب کہتے ہیں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سفید خچر کو بکڑے ہوئے کھڑا تھا اور میں ایک جیم بلند آواز شخص تھا جب آپ نے لوگوں کو شکست کی حالت میں دیکھا تو آواز دی کہ اے لوگو! کہاں جلتے ہو؟ عباس کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز نہیں سنی۔ تب آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اے عباس! تم لوگوں کو آواز دو کہ اے انصاری کہاں جاتے ہو۔ پس میں نے آواز دی اور انصاری بلیک بلیک کہہ کر آنے شروع ہوئے۔ کہتے ہیں اور لوگوں کی بدحواسی کی ایسی حالت تھی کہ اونٹ پر چڑھنا چاہتے تھے اور چڑھ نہ سکتے تھے۔ کوئی اونٹ کی گردن پر اپنی ذرہ پھینک دیتا تھا اور کوئی تلوار اور ڈھال کو پھینک دیتا تھا۔ کوئی اونٹ کو چھوڑ دیتا تھا۔ یہاں تک کہ آپ کے پاس تنہا آدمی جمع ہو گئے۔ پھر وہ دشمن پر ہلے اور سخت لڑائی لڑے۔ پھر خراج کو آواز دی۔ یہ لوگ جنگ میں بڑے صبر کرنے والے تھے۔ پھر آپ جنگ کو ملاحظہ کرنے ایک بلندی پر چڑھے اور صحابہ اس وقت خوب گرم گرمی سے جنگ کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا اب لڑائی گرم ہوئی ہے۔ اور باقی لوگ جو شکست کھا کر بھاگے تھے وہ جس وقت واپس آئے تو انہوں نے دیکھا کہ قیدی

مگر رفتہ و بختہ رسول اللہ کے سامنے کھڑے تھے۔

راوی کہتا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو منظر کر دیکھا تو ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب کو اپنے پاس پایا۔ یہ اُن لوگوں میں سے تھے جنہوں نے آپ کے ساتھ جنگ میں صبر کیا تھا اور ان کا اسلام بہت اچھا تھا۔ آنحضرت کی منجھ کو پکڑے ہوئے تھے۔ آپ نے ان کو دیکھ کر فرمایا کون ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ! میں ہوں آپ کی ماں کا بیٹا۔

اُمّ سلیم | رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسی وقت اُمّ سلیم بنت مہمان کو دیکھا کہ اُدھڑ پر سوار ہیں اور انہوں نے اپنی کمر باندھ رکھی تھی۔ کیونکہ عبداللہ بن ابی طلحہ اُس وقت اُن کے حمل میں تھے اور یہ اپنے خاوند ابی طلحہ کے ساتھ اس جنگ میں آئیں اور اُدھڑ کے ثمرات کے خوف سے اُس کی تکمیل بہت قریب سے انہوں نے اپنے ہاتھ میں پکڑ رکھی تھی۔ حضور نے ان کو دیکھ کر فرمایا کیا ام سلیم ہیں؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ہاں میں ہوں۔ یا رسول اللہ! آپ ان لوگوں کو بھی قتل کریں جو بھاگے ہیں جیسے کہ آپ دشمنوں کو قتل کرتے ہیں کیونکہ یہ بھگڑے اسی لائق ہیں۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اُمّ سلیم! کیا اللہ کافی نہیں ہے۔

راوی کہتا ہے اُمّ سلیم کے پاس ایک عنجر تھا ان کے خاوند ابو طلحہ نے اُس کو دیکھ کر پوچھا کہ اے اُمّ سلیم یہ عنجر تمہارے پاس کیسا ہے؟ اُمّ سلیم نے کہا یہ عنجر میں نے اس لئے لیا کہ اگر کوئی مشرک میرے قریب آئے گا تو اس عنجر سے میں اُس کا پیٹ پھاڑ دوں گی۔ ابو طلحہ نے کہا کیا یا رسول اللہ! آپ سننے ہیں کہ اُمّ سلیم بہادر کیا کہہ رہی ہے۔



غزوہ حنین (۲)

ابوتقادہ کا واقعہ | ابوتقادہ کہتے ہیں حنین کی جنگ میں میں نے دیکھا کہ ایک مسلمان اور ایک مشرک مدد کو آ رہا ہے۔ میں اُس کے مقابل گیا اور میں نے ایسی تلوار اُس کے لٹکانی کہ اُس کا ایک ہاتھ کٹ گیا۔ دوسرے ہاتھ سے وہ مجھ کو آ کر چمپٹ گیا یہاں تک کہ مجھ کو اُس میں سے موت کی بو آئی اور وہ گر پڑا۔ پھر میں نے اس کو قتل کیا ورنہ قریب تھا کہ وہ مجھ کو قتل کر دے۔ اور اُس شخص پر سامان بہت تھا۔ مگر میں اُس کو چھوڑ کر جنگ میں مشغول ہو گیا اور مکہ کے ایک شخص نے اُس کا سارا مال اور کپڑے اور ہتھیار وغیرہ لے لئے۔ جب لڑائی ختم ہو گئی تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے جس کو قتل کیا ہو اُس کا مال اُس کا ہے۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے ایک شخص کو قتل کیا تھا۔ پھر میں تو جنگ میں مشغول ہو گیا اب مجھے نہیں معلوم کہ اُس کا اسباب کس نے لیا۔ مکہ کا وہ شخص کھڑا ہوا اور اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ سچ کہتا ہے اُس کا اسباب میرے پاس ہے آپ اس کو مجھ سے راضی کر دیجئے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم! یہ ہرگز تجھ سے راضی نہ ہوں گے۔ اللہ کے شیر تو اللہ کے دین کے لئے لڑیں اور تو اُن کا مال لیتا پھرے۔ جا سب مال لا کر اُن کو دے۔ رسول پاکؐ نے بھی فرمایا کہ یہ سچ کہتے ہیں سب مال تو واپس کر۔ چنانچہ سب مال اُس نے ابوتقادہ کو دے دیا۔ ابوتقادہ کہتے ہیں اُس مال کو میں نے فروخت کر کے اُس کی قیمت سے ایک باغ خریدا۔ اور یہ پہلا مال مجھ کو حاصل ہوا تھا۔

انس بن مالک کہتے ہیں اس جنگ میں ابولطلحہ نے تنہا بیس آدمیوں کا اسباب لیا۔ کیونکہ انہوں نے ان کو قتل کیا تھا۔

فرشتوں کی مدد | جبیر بن مطعم کہتے ہیں کفار کی شکست سے پہلے جبکہ خوب گھمسان کی لڑائی

ہو رہی تھی میں نے آسمان سے ایک سیاہ چیز دیکھی۔ پھر وہ ہمارے اور مشرکوں کے درمیان میں پھیل گئی۔ وہ سیاہ چوٹیاں تھیں جو اس تمام جنگل میں پھیل گئی تھیں۔ اسی وقت مسلمانوں کی فتح اور مشرکوں کی ہزیمت ہوئی۔ مجھ کو اس میں کچھ شبہ نہیں ہے کہ بیشک وہ فرشتے تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جس وقت خداوند تعالیٰ نے اپنے رسول اور مسلمانوں کو مشرکوں پر غالب کیا۔ مسلمانوں میں سے ایک عورت نے یہ شعر کہا۔

قَدْ خَلَبَتْ خَيْلُ اللَّهِ خَيْلَ الْكَافِرِ وَخَيْلُهُ أَحَقُّ بِالْشَّيْءِ
یعنی بے شک خدا کا لشکر کافروں کے لشکر یعنی بت پرستوں پر غالب ہو گیا اور اسی کا لشکر زیادہ جلد

ہے قائم رہنے کا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب ہوازن کو شکست فاش ہوئی تو ان کے قبیلہ بنی مالک میں مقتولین کفار

سے ستر آدمی قتل ہوئے اور اس قوم کا سردار ذی الحمار تھا۔ جب وہ قتل ہو گیا تو ان کا نشان عثمان بن عبداللہ بن عبداللہ حرث بن حبیب نے اپنے ہاتھ میں لیا اور پھر یہ بھی قتل ہوا۔ جب اس کے قتل کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو فرمایا خدا اس کو اپنی رحمت سے دور کرے۔ یہ قریش کا بڑا دشمن تھا۔

راوی کہتا ہے عثمان بن عبداللہ کے ساتھ اس کا ایک نصرانی غلام بھی قتل ہوا تھا۔ لڑائی کے بعد مسلمان مشرکین کا اسباب لینے لگے۔ انصار میں سے ایک شخص نے اس غلام کو دیکھا تو یہ بغیر خنہ کے ہوئے تھا۔ انصار نے پکار کر کہا۔ اے گروہ عرب ثقیف میں بغیر خنہ کے ہوئے آدمی ہے۔ مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں میں نے ان انصار کے ہاتھ پکڑ کر کہا کہ ایسی بات نہ کہو۔ میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔ یہ غلام نصرانی تھا اور پھر میں نے بنی ثقیف کے اور مقتولوں کو دکھایا کہ دیکھو یہ تو خنہ کے ہوئے ہیں یا نہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں ہوازن میں سے احلاف کا نشان قارب بن اسود کے پاس تھا۔ یہ اپنے نشان اور قوم کو لے کر بھاگ گیا اور اس قوم میں سے صرف دو آدمی قتل ہوئے ایک بنی غبرہ میں سے جس کو وہب کہتے تھے اور دوسرا بنی کعبہ میں سے جس کا نام حلاج تھا۔ جب آپ کو اس کے قتل کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ آج بنی ثقیف کے جوانوں کا سردار قتل ہوا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب ہوازن کو شکست ہوئی تو بعض لوگ بھاگ کر طائف میں نذیر بن صمہ

آئے اور ان کا سردار مالک بن عوف تھا اور بعض اداس کو چلے گئے اور بعض

مقام نخلہ کی طرف بھاگے۔ اور یہ لوگ ثقیف میں سے بنی غبرہ تھے اور انہی کے تعاقب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر بھی آیا۔ اور ربیعہ بن رقیع بن اہیمان بن ثعلبہ بن ربیعہ بن یزید بن سہل بن عوف بن اسریٰ القیس نے جن کو ابن دغنے بھی کہتے تھے اور دغنے ان کی ماں تھی۔ ورید بن صمہ کو ایک اونٹ پر جاتے دیکھا۔ ربیعہ بن رقیع یہ سمجھے کہ یہ کوئی عورت ہے کیونکہ ورید بن صمہ ہودج میں سوار تھا۔ جب ربیعہ نے اونٹ کو پکڑ کر بٹھایا تو دیکھا کہ اُس میں ایک بوڑھا آدمی سوار ہے۔ ربیعہ نے اُس کو نہ پہچانا۔ ورید نے ربیعہ سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ اور مجھ سے کیا چاہتا ہے۔ ربیعہ نے کہا میں ربیعہ بن رقیع ہوں اور تجھ کو قتل کرنا چاہتا ہوں۔ پھر ربیعہ نے ایک تلوار اُس کے ماری جو کچھ کا گرنہ ہوئی۔ ورید نے کہا تیری ماں نے تجھ کو کچھ فن سپاہ گری کی تعلیم نہیں دلائی۔ دیکھ یہ میری تلوار لے اور کجاوے کے پیچھے سے میرے اوپر ضرب لگا اور ہڈیوں کی طرف سے داخل کر کے دماغ کی طرف ٹھکرا۔ میں اسی طرح سے لوگوں کو قتل کیا کرتا تھا اور جب تو اپنی ماں کے پاس جاتے تو اُس سے کہہ دیجو کہ تو نے ورید بن صمہ کو قتل کیا ہے (یعنی یہ میرا نام ہے) اور تیری ماں مجھ کو جانتی ہے۔ کیونکہ خدا کی قسم! کتنی ہی مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ میں نے تیری عورتوں کی حفاظت کی ہے۔

ربیعہ کہتے ہیں جب میں نے اُس کو قتل کر دیا تو اُس کی رانوں اور گولہوں کی کھال کو نیچے کی طرف سے دیکھا کہ گھوڑے پر کثرت سے سوار ہونے کے سبب سے کاغذ کی طرح مٹی، پھر جب ربیعہ اپنی ماں کے پاس آئے اور یہ واقعہ بیان کیا تو ان کی ماں نے کہا کہ واللہ اُس نے تیری تین ماؤں کو آنا دیا تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں ورید بن صمہ کو جس شخص نے قتل کیا ہے اُس کا نام عبداللہ بن قنیع بن اہیمان بن ثعلبہ بن ربیعہ تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور جو لوگ اداس کی طرف بھاگے تھے ابو عامر اشعری کی شہادت | اُن کے تعاقب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

ابو عامر اشعری کو قتل کر دیا اور ابو عامر نے اُن میں سے کچھ لوگوں کو جالیا۔ مگر ابو عامر کے ایک تیرا ایسا لگا جس سے وہ شہید ہو گئے۔ پھر ان کے بعد ابو موسیٰ اشعری نے جو اُن کے چلاؤ بھاٹی تھے نشان اپنے ہاتھ میں لیا اور اُن کے ہاتھ پر خدائے اس جنگ کو فتح کیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں جس نے ابو عامر کے تیر مارا تھا وہ ورید بن صمہ کا بیٹا سلمہ بن ورید تھا۔

بنو رثابہ کے لئے رسول اللہ کی دعا | راوی کہتا ہے ہوازن کے لشکر بنی نصر کی شاخ بنی رثابہ میں سے جب بہت لوگ غازیان اسلام نے تہ تیغ

کئے تو عبداللہ بن قیس رثابی نے جن کو ابن الحوراء بھی کہتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ بنی رثابہ ہلاک ہو گئے۔ آنحضرت نے فرمایا اے خدا ان کی معصیت کا ان کو اچھا معاوضہ دے۔

ذہیر بن عوام اور ہوازن | جب ہوازن کو شکست ہوئی تو مالک بن عوف اپنی قوم کے چند سواروں کے ساتھ بھاگ کر راستہ کے ایک ٹیلہ پر کھڑا ہوا۔ اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہاں ٹھہر جاؤ تاکہ اور جو لوگ بھاگے ہوئے آئیں۔ تو وہ بھی تم سے مل جائیں۔ چنانچہ چند لوگ اور آکر ان کے ساتھ شامل ہوئے۔ پھر ان کو ایک لشکر آتا ہوا دکھائی دیا۔ مالک نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا ایسے لوگ آتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں جنہوں نے اپنے نیزوں کو اپنے گھوڑوں کے دونوں کانوں کے بیچ میں لمبا رکھ چھوڑا ہے۔ مالک نے کہا یہ لوگ بنی سلیم ہیں تم ان سے کچھ خوف نہ کرو۔ چنانچہ بنی سلیم سیدھے نکلے چلے گئے۔ پھر ایک اور گروہ آتا معلوم ہوا۔ مالک نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ ساتھیوں نے کہا یہ لوگ نیزے تانے ہوئے چلے آتے ہیں اور گھوڑوں پر سوار ہیں۔ مالک نے کہا یہ اوس اور خزرج ہیں ان سے بھی کچھ خوف نہ کرو۔ چنانچہ یہ لوگ بھی بنی سلیم کے پیچھے نکلے چلے گئے۔ پھر ایک سوار آتا دکھائی دیا۔ مالک نے پوچھا اب کون آ رہا ہے؟ ساتھیوں نے کہا ایک سوار شانے پر نیزہ رکھے اور سرخ عمامہ باندھے چلا آتا ہے۔ مالک نے کہا قسم ہے لات کی یہ ذہیر بن عوام ہے اور یہ ضرورتاً تم سے متعرض ہو گا تم اس کے مقابلہ کو تیار ہو جاؤ۔ چنانچہ جب ذہیر اس ٹیلہ کے پاس پہنچے اور ان لوگوں کو انہوں نے دیکھا تو فوراً ان پر حملہ کیا اور اس قدر نیزہ بازی کی کہ ان کو وہاں سے بھگادیا۔

ابو عامر کی شان اسلام | ابن ہشام کہتے ہیں ابو عامر کی اوٹاس کی جنگ میں مشرکین میں سے دس بھائیوں سے مقابلہ ہوا۔ ابو عامر نے یکے بعد دیگرے ان میں سے نو کو قتل کیا اور جب ابو عامر حملہ کرتے تھے تو پہلے دعوت اسلام دے کر کہتے تھے کہ اے خدا! اس پر گواہ ہو جا۔ پھر اس شخص کو قتل کرتے تھے۔ جب دسویں بھائی کی باری آئی تو اس کو بھی دعوت اسلام دیکر انہوں نے کہا کہ اے خدا اس پر گواہ ہو جا اور پھر انہوں نے اس پر حملہ کرنا چاہا۔ اس شخص نے کہا

اے خدا مجھ پر گواہ نہ رہنا۔ اس بات کو سن کر ابو عامر نے اپنا حملہ روک لیا۔ یہ شخص بھاگ گیا۔ پھر یہ مسلمان ہوا اور اُس کا اسلام بہت اچھا ہوا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کو دیکھتے تھے تو فرماتے تھے یہ عامر کا بھگایا ہوا ہے۔

پھر اسی اوٹاس کی جنگ میں دو بھائیوں علاء اور اونی نے جو حرث کے بیٹے اور بنی جشم بن معلویہ کے قبیلہ سے تھے۔ ایک ساتھ دونوں نے ابو عامر کے تیر مار دیے۔ ایک کا تیر ابو عامر کے دل میں اور دوسرے کا گھٹنے میں لگا۔ ابو عامر شہید ہوئے۔ ان کے بعد ابو موسیٰ اشعری نے لشکر کا نشان سنبھالا اور ان دونوں بھائیوں کو مع باقی دشمنوں کے قتل کیا۔

کمزوروں کے قتل کی ممانعت | ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک عورت کی لاش کے پاس سے گزرے جس کو خالد بن ولید نے قتل کیا تھا۔ بہت سے لوگ اُس لاش کے گرد جمع تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کیا ہے؟ کسی نے عرض کیا اس عورت کو خالد بن ولید نے قتل کیا ہے۔ آپ نے ایک شخص سے فرمایا کہ تم خالد کے پاس جا کر کہہ دو کہ رسول اللہ تم کو عورت، بچے اور بوڑھے آدمی کے قتل کرنے سے منع فرماتے ہیں۔

آنحضرت کی رضاعی بہن شیماء | ابن اسحاق کہتے ہیں اُسی روز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لشکر کے افسران سے فرمایا کہ اگر بنی سعد میں سے بھجادی تمہارے ہاتھ آجائے تو اُس کو ہرگز نہ چھوڑنا۔ اس شخص نے بڑی گمراہی پھیلادی تھی۔ صحابہ کرام نے اس کو گرفتار کیا اور مع اس کے اہل و عیال کے لے کر رسول پاکؐ کی خدمت میں روانہ ہوئے اور اُسی کے ساتھ شیماء بنت حرث بن عبد العزیٰ آنحضرتؐ کی رضاعی بہن بھی تھیں راستہ میں ان لوگوں کو صحابہؓ نے جلد چلنے کی تکلیف دی۔ شیماء نے کہا اے لوگو! تم جانتے بھی ہو کہ میں تمہارے رسولؐ کی دودھ شریک بہن ہوں۔ تم کو میری حرمت و عزت کرنی چاہیئے۔ صحابہ نے اس کے قول کی تصدیق نہ کی یہاں تک کہ جب یہ قافلہ رسول کریمؐ کی خدمت میں پہنچا تو شیماء نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں آپؐ کی رضاعی بہن ہوں۔ رسول مقبولؐ نے فرمایا اس کی کوئی نشانی بھی تمہارے پاس ہے؟ شیماء نے کہا ہاں ایک دفعہ آپؐ نے میری پشت میں کاٹا تھا اُس کا نشان اب تک موجود ہے۔ آنحضرتؐ کو بھی یاد آیا اور آپؐ نے اپنی چادر بچھا کر اُس پر شیماء کو بٹھایا اور فرمایا اگر تم چاہو تو عزت کے ساتھ میرے پاس رہو۔ اور اگر تم چاہو تو اپنی قوم میں چلی جاؤ۔ میں تم کو

رخصت کر دوں۔

شیہاد نے عرض کیا میں اپنی قوم ہی میں رہنا چاہتی ہوں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بہت سامان و اسباب دے کر رخصت کیا۔ بنی سعد کے لوگ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شیہاد کو مکحول نامی ایک غلام اور ایک لونڈی بھی دی تھی اور آپس میں ان دونوں کی شادی کرادی تھی۔ ان کی نسل اب تک باقی ہے۔

غزوہ حنین اور آیات قرآنی | ابن ہشام کہتے ہیں جنگ حنین کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے :-

لَقَدْ لَعَنَّكَ اللَّهُ فِيَوْمَ طَافَ لَيْلِيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكَ كُنُوزُهُمْ - (الاحزاب)

”وہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہاری بہت سے مواقع میں طرد کی اور خاص حنین کی جنگ کے روز جبکہ تم اپنی کثرت فوج سے خوش تھے“

شہداء حنین کے نام | قریش کی شاخ بنی ہاشم میں سے امین بن عبیدہ اور بنی اسد بن عبد العزیٰ میں سے یزید بن زمعہ بن امود بن مطلب بن اسد۔ ان کے گھوڑے نے جس کا نام جناح نقابے قابو ہو کر ان کو شہید کیا اور انصار میں سے سراقہ بن حمر بن عدی اور بنی اشعر میں سے ابو عامر اشعری شہید ہوئے۔

راوی کہتا ہے اے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کے تمام مال غنیمت اور قیدیوں کو جمع کر کے مسعود بن عمرو غفاری کو حکم دیا کہ ان کو مقام جبرائیل میں لے جا کر مقید رکھو۔

بحیرہ کے اشعار | بحیرہ بن زہیر بن ابی سلمیٰ نے حنین کی جنگ میں ایک قصیدہ کہا ہے جس کے چند شعر یہ ہیں :-

قَاتِلُهُ أَكْرَمَنَا وَأَهْلَهُ دِينَنَا
وَأَعَزَّ نَا بِعِبَادَةِ الرَّحْمَنِ
ترجمہ: چنانچہ خدا نے ہمیں عزت دی اور ہمارے دین کو ظاہر کیا اور خدا نے رحمن (یعنی اپنی عبادت کے ساتھ ہم کو عزت دی)

وَاللَّهُ أَهْلَكَهُمْ وَفَرَّقَ جَمْعَهُمْ
اور اللہ نے ان کو ہلاک کیا اور ان کی جماعت کو پریشان کیا۔ اور شیطان کی عبادت کرنے سے ان کو ذلیل و رسوا کیا۔

اِذْ قَامَ عَنْ نَبِيِّكُمْ وَ قَرِيبُهُ يَدْعُونَ يٰ اَلْكَلْبِيبَةِ اَلَا يُعَانِ

ترجمہ :- جبکہ تمہارے نبی کے چچا اور ان کے ولی کھڑے ہوئے اور آواز دی کہ اے ایمان کے لشکر و کہاں جاتے ہو؟

اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ اَحْبَاؤُاۤنَہُمْ يَوْمَ الْعُرَیْنِ وِیَعْلَمُ الرَّضَوَانُ

اور کہاں ہیں وہ لوگ جنہوں نے اپنے رب کے احکام قبول کئے تھے عریض اور ریحۃ الرضوان کے دن

ہوازن کے ایک شخص کے اشعار | ابن اسحاق کہتے ہیں ہوازن کے مالک بن عوف کے ساتھ ہول اکرم پر لشکر کشی کرنے کے واقعہ کے بارے

میں ایک شخص نے مالک کے مسلمان ہونے کے بعد یہ شعر کہے :-

اَذْکُرُّمِ سِیْرَہُمْ لِلنَّاسِ اِذْ جَمَعُوْا وَمَالِکُ فَوْقَ السَّرَاۤیَا تَخْتَفِقُ

ترجمہ :- جنگ کے لئے لوگوں کے سفر کرنے کو یاد کرو جبکہ وہ جمع ہوئے اور ہوازن کے سردار مالک کے سر پر نشان بل رہے تھے -

وَمَا لَکَ مَا لَکَ مَا فَوْقَہُ اَحَدٌ یَوْمَ حُتَیْنِ عَلَیْہِ النَّاۡجِ یٰ قَلِیْقُ

اور مالک اور پر کوئی مردار حُتَیْن کی جنگ میں نہ تھا اُس کے سر پر تاج چمک رہا تھا -

حَتّٰی لَقَوْا الْبَاسَ حِیۡثَ الْبَاسِ یَقْلُہُمۡ عَلَیْہِمُ الْبَیْعُ وَالَّذِیۡنَ وَالِدُہُمۡ

یہاں تک کہ وہ جنگ کے وقت خوب لڑے اُن پر زبر ہیں اور خود اور ڈھالیں تھیں -

فَضَادَہُ النَّاسَ حَتّٰی لَمَّا یَزُوْا هٰذَا حَوَّلَ النَّبِیُّ وَحَتّٰی جَنَّتْہُ الْعَسَیُّ

چنانچہ ہوازن نے مسلمانوں کو اس قدر مارا کہ رسول کے گرد ایک ہی آدمی دکھائی نہ دیا یہاں تک کہ

اندھیرے نے اُن کو ڈھانک لیا یعنی شام ہو گئی -

تَمَّتْ نَزْلُ جَبْرِیۡلُ یَنْصُرُہِمۡ مِنَ السَّمَآءِ فَمَهْزُوْمٌ وَمُعْتَقُ

تب جبریل مسلمانوں کی مدد کو آسمان سے نازل ہوئے - تو ہوازن میں سے بعض بھاگ

گئے اور بعض گرفتار ہوئے -

مِنَّا وَلَوْ غَیْرُ جَبْرِیۡلُ یَقَاتِلُنَا لَمَنَعْتُنَا اِذَا سَیَاقُنَا لَعَتَقُ

اور اگر جبریل کے سوا کوئی اور ہم سے لڑتا تب ہماری تیز تلواریں اُس کو غالب نہ

ہونے دیتیں "

غزوہ طائف

(یہ غزوہ حنین کے بعد ہی مسیحی میں واقع ہوا)

طائف کی قلعہ بندی | جب قبیلہ ثقیف کے لوگ بھاگ کر طائف میں پہنچے تو انہوں نے اُس کے اندر داخل ہو کر دروازوں کو بند کر لیا اور بیرونِ قلعہ کی خوب مضبوطی کر کے جنگ کے لئے تیار ہوئے۔

راوی کہتا ہے غزوہ بنی مسعود اور غیلان بن سلمہ حنین اور طائف کے محاصرہ کی جنگ میں موجود نہ تھے۔ کیونکہ یہ دونوں مقام جرش میں منجلیق وغیرہ آلاتِ حرب کے بنانے کی ترکیب سیکھنے کے لئے گئے ہوئے تھے۔

طائف کے راستے کے واقعات | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حنین کی جنگ سے فارغ ہوئے تو آپ نے طائف کو فتح کرنے کا قصد کیا۔ اور مع لشکر کے کوچ فرما کر مقام نخله میانہ سے قرن اور قرن سے طبع اور یہاں سے بحرۃ الرغاء میں پہنچے۔ یہاں آپ کے لئے ایک مسجد بنائی گئی اور اُس میں آپ نے نماز ادا کی اور یہیں ایک مسلمان نے ایک مسلمان کو قتل کیا اور اُس کے قصاص میں قاتل قتل کیا گیا۔ یہ پہلا قصاص تھا جو اسلام میں لیا گیا ہے اور یہیں رسول پاکؐ نے مالک بن عوف کے قلعہ کے منہدم کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ مسافر کیا گیا۔ پھر آنحضرتؐ ایک راستے سے جس کا نام ضتیقہ تھا تشریف لے چلے اور دریافت فرمایا کہ اس راستے کا کیا نام ہے؟ لوگوں نے عرض کیا اس کو ضتیقہ کہتے ہیں۔ فرمایا نہیں بلکہ یہ یسریٰ ہے۔

پھر یہاں سے آپ مقام نخب میں ایک بیری کے درخت کے نیچے تشریف فرما ہوئے۔ اس درخت کا نام صادرہ تھا اور یہاں ہی ثقیف میں سے ایک شخص کا باغ تھا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو اُس شخص کے بلانے کے لئے بھیجا اُس نے عاصری سے انکار کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ

یا تو حاضر ہو ورنہ ہم اس باغ کو آجا دیں گے۔ جب بھی وہ حاضر نہ ہوا تو آپؐ نے باغ کے برباد کرنے کا حکم دیا اور اسی وقت وہ باغ مسما کر دیا گیا۔

طائف کا محاصرہ | اس کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مع لشکر کے طائف کا محاصرہ کیا اور چونکہ صحابہ فہمیل کے قریب پہنچ گئے تھے اس سبب سے کئی آدمی تیروں سے شہید اور زخمی ہوئے اور دروازہ بند ہونے کی وجہ سے اندر داخل نہیں ہو سکتے تھے۔ جب یہ لوگ شہید ہوئے تب مسلمانوں نے اپنا لشکر اس مقام پر ڈالا جہاں اب آپؐ کی مسجد طائف میں بنی ہوئی ہے۔

راوی کہتا ہے آنحضرتؐ نے طائف کا کچھ اوپر ہیں راتیں محاصرہ رکھا اور بعض کہتے ہیں سترہ رات محاصرہ رکھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اس سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپؐ کی دو بیبیاں تھیں جن میں سے ایک اُم سلمہؓ اور دوسری کوئی اور تھیں اور ان دونوں کے خیمے پاس پاس استاد تھے اور رسول مقبولؐ ان دونوں خیموں کے درمیان میں نماز پڑھتے تھے۔ جب بنی ثقیف یعنی اہل طائف نے اسلام قبول کر لیا تب عمرو بن اُمیہ بن وہب بن معتب بن مالک نے آنحضرتؐ کے مصلیٰ کی جگہ مسجد تعمیر کی۔

لوگ کہتے ہیں کہ اسی مسجد میں ایک ستون تھا جب دھوپ اُس پر پڑتی تھی تو اُس میں سے آواز سنائی دیتی تھی۔

اسلام کی پہلی منجلیق | راوی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طائف کا محاصرہ کیا اور خوب جنگ ہوئی۔ تیر اندازوں نے اپنے ہتھیار ظاہر کئے اور آنحضرتؐ نے منجلیق لگا کر اہل طائف پر سنگباری شروع کی۔ اسلام میں سب سے پہلے منجلیق اہل طائف ہی پر استعمال کی گئی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں آخر ایک روز طائف کی فہمیل میں ایک سوراخ ہوا۔ چند مسلمان اُس میں سے شہر کے اندر داخل ہوئے اور سوراخ کو انہوں نے بڑھانا چاہا تا کہ اور لشکر بھی شہر کے اندر داخل ہو جائے۔ طائف والوں نے ان مسلمانوں پر گرم کئے ہوئے لوہے کے ٹکڑے مارنے شروع کئے۔ بالآخر انہیں باہر نکلنا پڑا۔ پھر طائف والوں نے اُن پر تیر بر ماٹے اور کئی مسلمان شہید ہو گئے۔

اہل طائف سے گفت و شنید | راوی کہتا ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طائف والوں کے انگور کی بیلوں اور باغوں کے کاٹ

دینے کا حکم دیا۔ لشکر نے اُن کو کاٹنا شروع کیا اور ابوسفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ اہل طائف کے پاس گئے اور اُن سے کہا اگر تم ہم کو امن دو تو ہم تم سے ایک بات کہیں۔ طائف والوں نے ان کو امن دیا۔ پھر ان دونوں نے قریش اور بنی کنانہ کی عورتوں کو اپنے پاس بلایا۔ اور یہ اُن کے قید ہو جانے سے خوف زدہ تھے کیونکہ یہ عورتیں بنی ثقیف کے پاس تھیں۔ اور اُن میں سے ایک ابوسفیان کی بیٹی آمنہ عروہ بن مسعود کی بیوی تھیں اور عروہ سے اُن کے ہاں داؤد پیدا ہوا تھا۔ اور بعض کہتے ہیں عروہ کی بیوی میمونہ بنت ابی سفیان تھیں۔

اور ایک فراسیہ بنت سدید بن عمرو بن ثعلبہ تھیں جن کے بیٹے عبدالرحمن بن قارب تھے اور ایک امیرہ بنت ناشی امیہ بن قلع کی بیوی تھیں جب ان عورتوں کو ابوسفیان اور مغیرہ نے بلایا تو انہوں نے ان کے ساتھ آنے سے انکار کیا۔ ابن اسود بن مسعود نے ان سے کہا کہ اے ابوسفیان اور اے مغیرہ جو بات تم چاہتے ہو اُس سے بہتر بات میں تم کو بتاتا ہوں ہمارے باغات جس جگہ ہیں تم جانتے ہو۔ جن سے بہتر باغ طائف میں کہیں نہیں ہیں اور اگر وہ اُڑھ گئے تو پھر تیار نہیں ہو سکتے۔ تم محمدؐ سے جا کر اُن باغات کے لئے گفتگو کرو کہ وہ اُن کو مسار نہ کریں یا تو اپنے لئے رہنے دیں یا خدا کے اور رشتہ کے واسطے سے ہم کو عنایت کر دیں۔ کیونکہ ہمارا جو اُن سے رشتہ ہے وہ پوشیدہ نہیں ہے۔

راوی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لشکر کو لئے ہوئے وادی عقیق میں فروکش تھے جو طائف اور ان باغوں کے درمیان میں تھا اور ان باغوں کو آپؐ نے ان کی درخواست سے ان کے لئے چھوڑ دیا تھا۔

رسول اللہ کا رُخ دیا | راوی کہتا ہے جب حضرت ابو بکرؓ طائف کا محاصرہ کئے ہوئے تھے تو رسول کریمؐ نے اُن سے فرمایا کہ اے ابو بکرؓ میں نے آج خواب میں دیکھا ہے کہ ایک برتن میں مسکا بھرا ہوا میرے پاس تحفہ میں آیا ہے۔ پھر ایک مرغ نے چونچ مار کر اس برتن کو گرا دیا۔ ابو بکرؓ نے عرض کیا میرا خیال تو یہ ہے کہ اس مرتبہ آپؐ ثقیف سے جو چاہتے ہیں وہ حاصل نہ کر سکیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرا خیال بھی یہی ہے۔

مسلمانوں کی روانگی | خویلہ بنت حکیم بن امیہ بن حارثہ بن اوقص سلمیہ جو عثمان بن مظعون کی بیوی تھیں انہوں نے رسول اقدس کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اگر آپ کی فتح ہو تو بادیہ بنت غیلان بن سلمہ یا فارغہ بنت عقیل کا زیور مجھ کو عنایت فرمائیے گا۔ کیونکہ تمام ثقیف میں ان عورتوں کے برابر کسی عورت کے پاس قیمتی زیور نہ تھا۔ رسول کریمؐ نے فرمایا اسے خویلہ جب تک مجھ کو ثقیف کے متعلق حکم نہ ہو نہیں کیسے دے سکتا ہوں۔ خویلہ نے یہ بات حضرت عمرؓ سے کہی۔ حضرت عمرؓ حضورؐ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! خویلہ سے جو بات میں نے سنی ہے کیا واقعی آپؐ نے فرمائی ہے؟ فرمایا ہاں میں نے کہی ہے۔ عمرؓ نے عرض کیا۔ تو پھر جب آپؐ کو بنی ثقیف کے متعلق حکم نہیں ہوا ہے تو میں لشکر میں یہاں سے کوچ کا اعلان کر دوں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہاں حضرت عمرؓ نے کوچ کا اعلان کر دیا۔

عیینہ بن حصن کا ارادہ | جب لوگ تیار ہوئے تو سعید بن جبیر بن اسید بن ابی عمرو بن حلاج نے آواز دی کہ ایک قبیلہ کے لوگ ٹھہرے ہوئے ہیں۔ عیینہ بن حصن نے کہا ہاں بے شک خدا کی قسم بڑی عزت اور بزرگی کے ساتھ ہیں۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے عیینہ سے کہا خدا شجہ کو غارت کرے تو مشرکین کی تعریف کرتا ہے۔ حالانکہ تو آنحضرتؐ کی امداد کے لئے آیا تھا۔ عیینہ نے کہا میں اس لئے نہیں آیا تھا کہ تمہارے ساتھ ہو کر ثقیف سے لڑوں۔ میں تو فقط اس لئے آیا تھا کہ اگر محمدؐ نے طائف کو فتح کیا تو ایک عورت میں بھی لوں گا۔ شاید اس عورت سے میرے ہاں اولاد ہو۔ کیونکہ ثقیف نے اس عورت کے مجھ کو دینے سے انکار کر دیا تھا۔

اہل طائف کے غلام | راوی کہتا ہے طائف کے محاصرہ کے دنوں میں اہل طائف کے چند غلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اسلام قبول کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آزاد کر دیا۔ جب اہل طائف بھی مسلمان ہوئے تو انہوں نے آپؐ سے ان غلاموں کے بارے میں گفتگو کی۔ آپؐ نے فرمایا یہ لوگ خدا کے آزاد کئے ہوئے ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں بنی ثقیف نے مروان بن قیس دوسی کے اہل و عیال کو گرفتار کر لیا تھا اور مروان مسلمان ہو کر رسول اللہ کی مدد کو آئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے

فرمایا اسے مروان تم کو جو شخص ملے تم بھی اُس کو اپنے اہل و عیال کے بدلہ میں پکڑ لاؤ۔ چنانچہ مروان ابی بن مالک قشیری کو پکڑ لاٹے۔ صخاک بن سفیان کلابی نے اس مقدمہ میں ثقیف سے گفتگو کی اور ثقیف نے مروان کے اہل و عیال کو چھوڑ دیا۔ مروان نے بھی ابی بن مالک قشیری کو چھوڑ دیا۔

شہدائے طائف کے نام | بنی اُمیہ بن عبد شمس میں سے سعید بن سعید بن عاص بن اُمیہ اور عرفطہ بن خطاب بنی اسد بن غوث سے ان کے حلیف۔

اور بنی تیم بن مرہ سے عبداللہ بن ابی بکر صدیق ایک تیر کے لگنے سے مدینہ میں آکر آنحضرت کی وفات کے بعد شہید ہوئے۔

اور بنی مخزوم میں سے عبداللہ بن ابی اُمیہ بن مغیرہ۔ یہ بھی ایک تیر سے شہید ہوئے اور بنی عدی بن کعب سے عبداللہ بن عامر بن ربیعہ ان کے حلیف۔

اور بنی سہم بن عمرو سے سائب بن حرث بن قلیس بن عدی اور ان کے بھائی عبداللہ بن حرث۔ اور بنی سعد بن لیث سے جلیبہ بن عبداللہ شہید ہوئے۔

اور انصار میں سے بنی سلمہ سے ثابت بن جذع۔

اور بنی مازن بن نجار سے حرث بن سہل بن ابی صعصعہ۔

اور بنی ساعدہ میں سے منذر بن عبداللہ۔

اور بنی ادس میں سے رقیم بن ثابت بن ثعلبہ بن زید بن لوزان بن معاویہ۔

یہ سب بارہ آدمی تھے۔ چنانچہ صحابہ کرام میں سے کل بارہ اشخاص طائف کی جنگ میں شہید ہوئے جن میں سے سات قریش سے اور چار انصار سے اور ایک بنی لیث سے تھے۔

طائف سے واپس ہو کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام جبرانہ بدو دعا کے بجائے دعا میں تشریف لائے اور ہوا زن کے بہت سے قیدی آپ کے ساتھ تھے۔

داوی کہتا ہے طائف کی جنگ میں ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ ثقیف پر بدو دعا فرمائیے۔ رسول کریم نے دعا کی کہ اے خدا ثقیف کو ہدایت کر کے میرے پاس بھیج۔

ہوازن پر احسان

مقام جعرانہ ہی میں ہوازن کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضرتؐ کے پاس چھ ہزار عورتیں اور بچے ہوازن کے قیدی تھے اور اونٹ اور بکری وغیرہ کا تو کچھ حساب ہی نہ تھا۔ جب یہ وفد ہوازن آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو یہ لوگ مسلمان ہو کر آئے تھے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم لوگ شریف خاندان ہیں اور ہم جس بلا و مصیبت میں مبتلا ہیں وہ آپؐ پر پوشیدہ نہیں ہے۔ آپؐ ہم پر احسان فرمائیں خدا آپؐ پر احسان کرے گا۔ ہوازن کی شاخ بنی سعد بن بکر میں سے ایک شخص نے میرے جس کی گنیت ابوصروتھی عرض کیا یا رسول اللہ! ان قیدیوں میں آپؐ کی پھوپھیاں اور خالائیں اور وہ عورتیں ہیں جنہوں نے آپؐ کو پرورش کیا ہے۔ اگر ہم مرث بن ابی شمر یا نعمان بن منذر والی حیرہ کو دودھ پلاتے اور پھر اس سے ہم اسی طرح مغلوب ہوتے جیسے کہ اب آپؐ سے ہوئے تو اس سے بھی ہم یہ امید رکھ سکتے تھے جو آپؐ سے رکھتے ہیں اور پھر آپؐ تو صلب سے زیادہ مہربان ہیں۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں کو اپنی عورتیں اور اولاد زیادہ پیاری ہیں یا مال و اسباب؟

ان لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ جب آپؐ نے ہم کو مال اور اولاد میں سے ایک چیز کے اختیار کرنے کو فرمایا ہے تو بس ہماری عورتیں اور اولاد ہم کو عنایت کر دیجئے۔ کیونکہ یہی ہم کو زیادہ پیاری ہیں۔ آپؐ نے فرمایا میرے اور بنی عبدالمطلب کے حقہ میں جو تمہارے قیدی آئے ہیں وہ میں نے تم کو دیئے اور جس وقت میں ظہر کی نماز لوگوں کے ساتھ پڑھ چکوں اُس وقت تم کھڑے ہو کر کہنا کہ ہم رسول خدا کو شفیع گردان کر مسلمانوں سے اور مسلمانوں کو شفیع گردان کر رسول اللہ سے عرض کرتے ہیں کہ ہماری اولاد اور عورتیں ہم کو واپس مل جائیں۔ اُس وقت میں تم کو دیدوں گا۔ چنانچہ جب آنحضرتؐ نے ظہر کی نماز جماعت سے ادا کی ان لوگوں نے رسول اکرمؐ کے مشورہ کے مطابق وہ بات کہی۔ آپؐ نے فرمایا میں نے اپنا اور بنی عبدالمطلب کا حقہ تم کو دیا۔ مہاجرین اور انصار نے کہا کہ ہم نے بھی اپنا حقہ رسول اللہ کی نذر کیا۔ اقرع بن حابس نے کہا میں اپنا اور بنی تمیم کا حقہ نہیں دیتا اور عیینہ بن حصن نے کہا میں اپنا اور بنی خزاعہ کا حقہ نہیں دوں گا اور عباس بن مرداس نے کہا میں بھی اپنا اور بنی سلیم کا حقہ نہیں دوں گا۔ بنی سلیم نے عباس کا یہ قول سن کر

کہا نہیں ہم اپنا حقہ آنحضرت کی نذر کرتے ہیں۔ عباس نے ان سے کہا تم نے مجھ کو اس وقت خفیہ کر دیا۔

قیدیوں کی واپسی | پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! تم میں سے جو شخص ان قیدیوں میں سے اپنے حقہ کے قیدی لے گا اُس پر چھ باتیں فرض ہوں گی۔ یہ سن کر

سب لوگوں نے اپنے قیدی واپس کر دیئے۔ ان قیدیوں میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو ایک لونڈی ریط بنت ہلال بن حیان بن غمیرہ بن ہلال بن ناصربن قصبہ بن نصر بن سعد بن بکر عنایت کی تھی۔ اور ایک لونڈی حضرت عثمانؓ کو دی تھی جس کا نام زینب بنت حیان بن عمرو بن حیان تھا۔ اور ایک لونڈی عمرؓ بن خطاب کو دی تھی جو انہوں نے اپنے بیٹے عبداللہ کو بخش دی تھی۔ عبداللہ کہتے ہیں میں نے اس لونڈی کو اپنے ماموں کے پاس بھیجا تھا جو بنی جمح میں تھے، تاکہ میں کعبہ کا طواف کر کے اُن کے پاس پہنچ جاؤں۔ پھر جس وقت میں طواف کر کے مسجد حرام سے نکلا تو میں نے دیکھا کہ لوگ دوڑے چلے جا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری عورتیں اور اولاد ہم کو واپس عنایت کر دی۔ میں نے کہا تمہاری ایک عورت بنی جمح میں ہے اُس کو بھی لیتے جاؤ۔ چنانچہ وہ لوگ اُس لڑکی کو لے گئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں عیینہ بن حصن نے ہوازن کے قیدیوں میں سے ایک بڑھیا لی۔ اور کہتا تھا مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بڑھیا کسی امیر گھرانے کی ہے اس کے فدیہ میں بہت سادہ و پیم میرے ہاتھ آئیگا۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوازن کو قیدی واپس کئے تو عیینہ نے اُس بڑھیا کے دینے سے انکار کیا۔ نہ ہیر ابو صر نے اس سے کہا اے عیینہ یہ بڑھیا تیرے کس کام کی ہے۔ تو بھی اس کو واپس کر دے۔



غنیمتِ حنین اور اُس کی تقسیم

مالک بن عوف کا اسلام | راوی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہوازن کے وفد سے مالک بن عوف کو دریافت کیا۔ انہوں نے کہا وہ طائف میں ثقیف کے پاس ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اگر وہ مسلمان ہو کر میرے پاس آئے تو میں اس کے اہل و عیال کو بھی اُسے واپس کر دوں اور سو اونٹ بطور انعام کے اور قدوں۔ جب مالک بن عوف کو یہ خبر ہوئی تو اُس نے خیال کیا کہ اگر ثقیف کو میرے، آنحضرتؐ کے پاس جانے کی خبر ہوگی تو ضرور یہ مجھ کو روکیں گے۔ پس اس خیال سے اُس نے اپنی اونٹنی کو طائف سے کچھ فاصلہ پر تیار کھڑا کر دیا اور پھر رات کو گھوڑے پر سوار ہو کر طائف سے نکل کر اونٹنی پر سوار ہوا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جعرانہ یا مکہ میں پہنچ گیا اور اسلام سے مشرف ہوا۔ اور بہت اچھا اسلام لایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسب وعدہ اس کے اہل و عیال کو مع سو اونٹوں کے اس کے ساتھ روانہ فرمایا۔

پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مالک بن عوف کو اُن قبائل کا سراغ کر دیا جو ان کی قوم سے مسلمان ہوئے تھے اور یہ قبائل شمال اور سلمہ اور فہم تھے۔ مالک ان کو لے کر بنی ثقیف پر حملے کیا کرتے تھے یہاں تک کہ ان کو تنگ کر دیا۔

مالِ غنیمت | ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوازن کے قیدیوں کے واپس کرنے سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے آپؐ سے کہنا شروع کیا کہ یا رسول اللہ! اونٹ اور بکری وغیرہ جو کچھ مال ہے اُس کو تو آپؐ ہم میں تقسیم فرمادیں۔ یہاں تک کہ درخت کے سایہ میں آپؐ سے اس بات پر بہت مصر ہوئے اور رسول پاکؐ کی چادر اس درخت سے الجھ کر گر پڑی۔ فرمایا اے لوگو! میری چادر تو مجھ کو دو۔ اگر تمہارے درختوں کی گنتی کے برابر

بھی مال ہوتا تو میں اس کو تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا اور تم ہرگز مجھ کو بخیل نہ پاتے اور نہ جھوٹا دیکھتے۔ پھر آپ ایک اونٹ کے پہلو میں کھڑے ہوئے۔ اونٹ بیٹھا ہوا تھا آپ نے اُس کے کوہان کے چند بال اپنی دو انگلیوں میں پکڑ کر فرمایا۔

”اے لوگو میرے لئے تمہارے مالِ غنیمت اور ان بالوں میں سے سو انیس کے اور کچھ نہیں ہے اور یہ انیس بھی پھر تم ہی پر واپس ہو جاتا ہے۔ لہذا اب تم سوئی اور تاکا یا جو جو ادنیٰ چیز بھی مالِ غنیمت کی کسی کے پاس ہو سب کو ادا کرو اور پہنچا دو۔ کیونکہ غنیمت خائن کے لئے قیامت کے روز عار اور نادر اور شتار ہے۔“ یعنی شرم۔ دوزخ کی

اگ اور ذلت ہے۔

ماوی کہتا ہے رسولِ اقدس کے اس فرمان کو سن کر انصار میں سے ایک شخص اُن کے دھاگوں کا ایک گچھا اٹھا لایا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے ان دھاگوں کو اپنے اونٹ کا پالان درست کرنے کے لئے رکھ لیا تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس میں جس قدر میرا حصہ ہے وہ میں نے تجھ کو دیا۔ اُس شخص نے کہا جب یہ بات ہے تو میں اس کو نہیں لیتا اور اُس نے اُس کو ڈال دیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول کریم نے اس مالِ غنیمت میں مؤلفۃ القلوب کے لئے عطیات سے مؤلفۃ القلوب کو جو اثرات لوگ تھے اُن کے

دل مائل کرنے کے لئے مہمت سامال اُن کو عنایت کیا۔ چنانچہ سو اونٹ ابوسفیان بن حرب کو اور ستواونٹ اس کے بیٹے معاویہ کو دیئے اور سو اونٹ حکیم بن حزام اور سو اونٹ حرث بن حرب بن کلاہ کو دیئے اور ستواونٹ سہیل بن عمرو کو اور سو اونٹ حویطب بن عبد العزیٰ بن ابی قیس کو اور ستواونٹ علاء بن جعفر ثقفی کو اور ستواونٹ عبید بن حصن بن حذیفہ بن بدر کو اور ستواونٹ اقرع بن حابس تمیمی کو۔ اور ستواونٹ مالک بن عوف نضری کو اور ستواونٹ صفوان بن اُمیہ کو عنایت کئے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ستواونٹ عنایت کئے اور باقی قریش میں سے لوگوں کو ستواونٹ سے کم اونٹ عنایت کئے جن میں سے بعض لوگ یہ ہیں۔ مخزومہ بن نوفل زہری اور عمیر بن وہب مجھی اور ہشام بن عمرو عامری وغیرہم۔ یہ مجھ کو یاد نہیں کہ

آپ نے ان کو کیا کیا عنایت کیا۔ مگر یہ ضرور ہے کہ تھو سے کم کم دیئے تھے۔

سعید بن یربوع بن عنکبشہ بن عامر بن مخزوم اور سہمی کو پچاس پچاس اونٹ دیئے۔ ابن ہشام کہتے ہیں سہمی کا نام عدی بن قیس ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور عباس بن مرواس کو آنحضرتؐ نے چند اونٹ عنایت کئے۔ اس نے چند اشعار کہے جن میں انعام کے قلیل ہونے کا بیان کیا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا اس کو لے جا کر میری طرف سے اس کی زبان کاٹ دو۔ چنانچہ صحابہؓ نے لیجا کر اس کو اتنا مال دیا کہ وہ خوش ہو گیا اور سہمی اس کی زبان کا کٹنا تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں عباس بن مرواس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا اے عباس تو نے یہ شعر کہا ہے۔

قَاتِلْتُمُوهُمْ نَهَبْتُمُوهُمْ لَهَبُ الْعَيْنِ
بَيْتُ الْوَقْرِ وَالْعَيْنِ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ بتیۃ العینۃ والوقر ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ایک ہی بات ہے۔ یوں کہو چاہے یوں کہو۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا بے شک میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ایسے ہی ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی شان میں فرمایا ہے۔ وَمَا عَلَّمْنَاكَ الشَّعْصَا وَمَا يَنْبَغِي لَكَ، یعنی نہ ہم نے ان اپنے رسول کو شعر کہنا سکھایا ہے نہ یہ ان کی شان کے لائق ہے۔

ابن ہشام اہل علم سے روایت کرتے ہیں کہ قریش وغیرہ قبائل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقام جعرانہ میں بیعت لی اور حنین کے مال غنیمت میں سے ان کو بہت کچھ عنایت کیا۔

قبائل وارقسیم | بنی امیہ بن عبد شمس میں سے ابوسفیان بن حرب بن امیہ اور طلحہ بن سفیان بن امیہ اور خالد بن اسید بن ابی العیص بن امیہ کو دیا۔

اور بنی عبدالدار بن قسطنطین میں سے شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار اور ابوالسبل بن بعلک بن حرث بن عمیلہ بن سباق بن عبدالدار۔ اور عکرمہ بن عامر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار۔

بنی مخزوم میں سے نہ ہیر بن ابی امیہ بن مغیرہ۔ اور حرث بن ہشام بن مغیرہ اور خالد بن ہشام بن مغیرہ اور سفیان بن عبدالاسد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔ اور سائب بن

ابی سائب بن عائد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔

بنی عدی بن کعب مطیع بن اسود بن حارث بن فضلہ اور ابو جہم حذیفہ بن غانم۔

بنی جمح بن عمرو سے صفوان بن امیہ بن خلف اور اقصیہ بن امیہ بن خلف اور عمیر بن وہب

بن خلف۔

بنی سہم میں سے عدی بن قیس بن حذافہ۔

بنی عامر بن لوی سے حویطب بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبیدود۔ اور ہشام بن عمرو

بن ربیعہ بن حرث بن حبیب۔

آورد دیگر قبائل عرب میں سے بنی بکر بن عبدمنات بن کنانہ سے نوئل بن معاویہ بن عروہ بن

مخزوم بن ذن بن بصر بن نفاثہ بن عدی بن الدیل۔

بنی کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ سے علقمہ بن علاقہ بن عوف بن احوص بن جعفر بن

کلاب اور لبید بن ربیعہ بن مالک بن جعفر بن کلاب۔

بنی عامر بن ربیعہ سے خالد بن ہوزہ بن ربیعہ بن عمرو بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ

اور حرطہ بن ہوزہ بن ربیعہ بن عمرو۔

بنی نصر بن معاویہ سے مالک بن عوف بن سعید بن یربوع۔

بنی سلیم بن منصور سے عباس بن مرداس بن ابی عامر۔

بنی غطفان کی شاخ بنی فزارہ سے عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر۔ اور بنی تمیم کی شاخ

بنی حنظلہ سے اقرع بن حابس بن عقال۔

ان سب لوگوں کو رسول اللہ نے اس مال سے عنایت کیا۔

جعیل بن سراقہ کی فضیلت ابن اسحاق کہتے ہیں کسی صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے اقرع بن حابس اور

عیینہ بن حصن کو تو اس مال میں سے تھوڑا اونٹ عنایت فرمائے اور جعیل بن سراقہ صغریٰ کو

چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا جعیل تمام روئے زمین کے لوگوں سے بہتر ہیں۔ دنیا کا ہر آدمی عیینہ اور

اقرع بن حابس جیسا ہے ان دونوں کو میں نے ان کی تابعیت قلوب کے لئے دیا ہے جعیل

کو اس کے اسلام کے سپرد کیا ہے۔

ذوالخویصرہ کا اعتراض | ہشتم ابوالقاسم کہتے ہیں میں اور تلید بن کلاب لیشی ہم دونوں

عبداللہ بن عمرو بن عاص کے پاس آئے اور وہ ہاتھوں میں جوتا لٹکائے ہوئے کعبہ کا طواف کر رہے تھے۔ ہم نے اُن سے کہا کہ کیا آپ اس وقت موجود تھے جب مخنین کے دن تمیمی شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گفتگو کی۔ عبداللہ نے کہا ہاں۔ میں موجود تھا کہ ایک تمیمی شخص جس کو ذوالخویرہ کہتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کھڑا ہوا اور آپ اُس وقت لوگوں کو مال تقسیم کر رہے تھے۔ اُس نے کہا اے محمدؐ میں نے خوب دیکھا جیسا تم آج کر رہے ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں تو نے کیا دیکھا؟ اُس نے کہا تم نے مال کے تقسیم کرنے میں انصاف نہیں کیا۔ آپؐ نے فرمایا تجھ کو خرابی ہو جب میرے پاس انصاف نہ ہوگا تو پھر کس کے پاس انصاف ہوگا اور آنحضرتؐ کو اُس کے اس کہنے سے بہت غصہ آیا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ مجھ کو اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن مار دوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمرؓ اس کو چھوڑ دے۔ عنقریب اس کے ساتھی ایسے لوگ ہوں گے جو دین کی باتوں میں بہت غلو کریں گے حالانکہ دین سے بالکل نکل جائیں گے۔ جیسے شکار سے تیر نکل جاتا ہے اور شکار کے خون وغیرہ کا کوئی نشان اُس کے پیکان یا پھل یا پروں پر دکھائی نہیں دیتا۔

انصار سے رسول اللہ کی گفتگو | ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بخششیں قریش اور دیگر قبائل عرب پر کیں اور انصار کو کچھ عنایت نہ کیا تو انصار کے دلوں میں طرح طرح کے خیال پیدا ہوئے۔ یہاں تک کہ ان میں اس بات کی چہ پیگوٹیاں ہونے لگیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اقرباء کو اس قدر مال عنایت کیا اور ہم کو کچھ نہ دیا۔ جب بہت قیل و قال ہوئی تو سعد بن عبادہ نے نبی اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہؐ انصار ایسا ایسا کہہ رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اے سعدؓ کیا تم بھی اُن کے ساتھ ہو؟ سعدؓ نے کہا یا رسول اللہؐ میں تو اس بات میں اُن کا شریک نہیں ہوں مگر میری قوم کی یہی گفتگو ہے۔

رسول پاکؐ نے فرمایا تم جا کر سب انصار کو ایک احاطے میں جمع کرو۔ سعد بن عبادہ نے جا کر سب انصار کو ایک احاطہ میں جمع کیا اور آنحضرتؐ کو خبر کی۔ آپؐ تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد آپؐ نے فرمایا :-

”اے انصار مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ تم لوگوں کے دل میں میری طرف سے خیالات پیدا

ہوئے ہیں کیا میں تمہارے پاس ایسے وقت میں نہیں آیا جبکہ تم گمراہ تھے۔ پھر خدا نے تم کو ہدایت کی اور تم فقیر تھے۔ خدا نے تم کو غنی کیا اور تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے خدا نے تم کو دوست بنادیا۔“

انصار نے کہا بے شک خدا اور رسول نے ہم پر بڑا احسان اور فضل کیا۔ پھر آپ نے فرمایا اے انصار مجھ کو جواب کیوں نہیں دیتے۔ انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کو کیا جواب دیں۔ آپ کا ہم پر بڑا احسان اور فضل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم مجھ کو یہ جواب دو تو دے سکتے ہو۔ اور اس میں تم سچے ہو اور تمہاری سچائی کو مانا بھی جائے گا۔ تم مجھ کو یہ جواب دے سکتے ہو کہ جب تم ہمارے پاس آئے تو لوگ تم کو جھٹلاتے تھے۔ ہم نے تمہاری تصدیق کی اور سب سے تمہیں بے یار و مددگار چھوڑ دیا تھا ہم نے تمہاری مدد کی اور لوگوں نے تم کو نکال دیا۔ ہم نے تم کو جبکہ دینی اور تم دل شکستہ تھے۔ ہم نے تمہاری دلجوئی کی۔ اے انصار! کیا تم دنیا کی حقیر شے کے لئے رنجیدہ و غمگین ہو گئے۔ یہ میں نے اُن لوگوں کو دیا ہے جن کو میں اسلام کی طرف راغب کرنا چاہتا ہوں اور تم کو میں نے تمہارے اسلام کے شہر دیا ہے۔ اے انصار کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ کوئی آدمی لے کر جائے اور کوئی بکری کو لیکر جائے اور تم رسول اللہ کو اپنے ساتھ لے کر جاؤ۔ پس قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے۔ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار ہی میں سے ایک شخص ہوتا۔ اگر تمام لوگ ایک راستے پر چلیں اور انصار دوسرے راستے پر چلیں تو میں انصار ہی کا راستہ اختیار کروں گا۔ اے خدا انصار پر رحم فرما اور انصار کے بیٹوں اور بیٹیوں کے بیٹوں پر رحم فرما۔

راوی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو سن کر انصار اتنا روئے کہ اُن کی ڈاڑھیاں تھرہ گئیں اور سب نے بالاتفاق کہا ہم رسول خدا کی بخشش اور تقسیم سے بد دل و جان راضی ہیں۔ پھر رسول اللہ بھی تشریف لے آئے اور انصار بھی چلے گئے۔



رسول اللہ کا عمرہ اور کعب بن زہیر کا اسلام

عمرے کی ادائیگی | ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باقی مال غنیمت کو مقام مجنہ میں جو مرطہ ان کے قریب ہے لے جانے کا حکم دیا۔ خود عمرہ کے لئے مکہ میں تشریف لائے اور عمرہ سے فارغ ہو کر عتاب بن اسید کو مکہ کا حاکم مقرر کر کے مدینہ کو روانہ ہوئے۔ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو بھی لوگوں کی تعلیم و تلقین کے لئے مکہ میں چھوڑ گئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عتاب کو مکہ کا حاکم مقرر کیا تو ایک درہم روزانہ ان کی تنخواہ مقرر کی تھی۔ عتاب نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ پڑھا اور بیان کیا کہ اے لوگو! جس کو ایک درہم روزانہ ملے اور پھر وہ تجھ کو اس کا بھی ساتھ نہ بھرے۔ آپ نے میرا ایک درہم روز مقرر کیا ہے اب مجھ کو کسی سے کچھ لینے کی ضرورت نہیں ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول پاکؐ کا یہ عمرہ ذی قعدہ میں ہوا۔ اور آخر ذی قعدہ یا شروع ذی الحجہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں واپس پہنچے۔ اور باقی مال غنیمت بھی رسول مقبولؐ کے ساتھ تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں تشریف فرما ہوئے تو چھ راتیں ذی قعدہ کی باقی تھیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ اس سال عرب نے جس طرح کہ حج کرتے تھے اسی طرح حج کیا اور عتاب نے بھی مسلمانوں کے ساتھ حج کیا اور طائف کے لوگ اسی طرح اپنے ٹبرک پر رمضانؐ تک قائم رہے۔

کعب بن زہیر کا اسلام | راوی کہتا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے واپس ہوئے تو یحییٰ بن زہیر بن ابی سلمیٰ نے اپنے بھائی کعبؓ

نہ ہیر کو لکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ میں اُن شاعروں کو قتل کر دیا ہے جو آپ کی ہجو کیا کرتے تھے اور آپ کو ایذا دیتے تھے اور قریش کے شعراء میں سے ابن زبیری اور ہبیرہ بن وہب بھاگ گئے ہیں اُن کا کہیں پتہ نہیں ہے۔ اس لئے اگر تمہارا دل چاہے تو آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام اختیار کرو۔ کیونکہ آپ اُس شخص کو قتل نہیں کیے جو آپ کے پاس تائب ہو کر آتا ہے۔ اور اگر یہ بات تمہارا دل قبول نہ کرے تو اپنی بخت کی کوئی جگہ تلاش کر لو۔

جب کعب کے پاس یہ خط پہنچا تو نہایت حیران ہوئے کہ کیا کروں؟ جو لوگ اُن کے دشمن وہاں موجود تھے انہوں نے بھی ان کو ڈرایا کہ تم ضرور وہاں جلتے ہی قتل کئے جاؤ گے۔ آخر لاچار ہو کر کعب نے وہ قصیدہ کہا جس میں رسول اکرم کی تعریف کی ہے اور اپنے خوف اور پریشانی اور دشمنوں کی بدگوئی سے ڈرنے کا حال اشعار میں بیان کیا ہے۔

باد گاہِ نبوت میں حاضری | پھر یہ مدینہ میں آ کر بچھیند میں سے ایک شخص کے پاس جس سے اُن کی جان بچان تھے ٹھہرے۔ وہ شخص صبح کے وقت ان کو لے کر مسجد میں حاضر ہوا اور جب رسول اکرم نماز سے فارغ ہوئے تو اُس شخص نے انکو اشارے سے بتلایا کہ آنحضرت وہ تشریف رکھتے ہیں تم جا کر آپ سے اپنے لئے امان مانگ لو۔ کعب بن نہیر آنحضرت کے پاس آئے اور آپ کے قریب بیٹھ کر اپنا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں رکھ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو پہچانتے نہ تھے۔ پھر انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر کعب بن نہیر توبہ کر کے اور مسلمان ہو کر آپ کے پاس آئے تو آپ اُس کی توبہ کو قبول فرمائیں گے؟ اگر میں اُس کو آپ کی خدمت میں حاضر کروں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں میں اُس کی توبہ قبول کروں گا۔ کعب نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ہی کعب بن نہیر ہوں۔ انصار میں سے ایک شخص اس بات کو سن کر کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھ کو اجازت دیجئے کہ میں اس دشمن خدا کی گردن مار دوں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں اس کو چھوڑ دو یہ توبہ کر کے آیا ہے۔

قصیدہ بابتِ سعادت | راوی کہتا ہے اسی سبب سے کعب بن نہیر کے دل میں انصار کی طرف سے بُرائی پیدا ہو گئی تھی۔ کیونکہ مہاجرین میں سے کسی نے کعب کے حق میں سبز بھلائی کے کوئی بات نہیں کہی اور اسی سبب سے کعب نے اپنے اُس قصیدہ میں جو آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہونے کے وقت پڑھا مہاجرین کی تعریف کی ہے اور انصار کی ہجو

کی طرف اشارہ کیا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب انصار نے کعب کے قصیدہ کا یہ شعر سنا اذاعہ السوداء التناہیل تو کہا اس شعر سے بے شک کعب نے ہمارے بھوکے ہے۔ کیونکہ ہم میں سے ایک شخص نے اُس روز رسول اللہ کے سامنے اس کے حق میں اس کے خلاف کہا تھا اور انصار کعب پر بہت خفا ہوئے کعب کو جب یہ خبر ہوئی تب انہوں نے انصار کی تعریف میں یہ اشعار کہے۔

مَنْ سَتَرَكَ كَوْنَهُ الْخِيَاةَ فَلَا يَزَلْ فِي مَقْتَلٍ تَنْ مَالِجٍ اِنَّ اَنْصَارَ
ترجمہ: جس شخص کو عہدہ زندگی گزارنی مقصود ہو اُس کو لازم ہے کہ ہمیشہ انصار کے نیک لوگوں کی جماعت میں شامل رہے۔

وَرَبُّوْا الْحَكَامِمْ كَاِبْرَءَانَ كَاِبْرٍ اِنَّ الْخِيَارَ هُوَ بَنُو الْاَنْخِيَاةِ
برہمگیوں کو انہوں نے باپ دادا سے پایا ہے۔ بے شک یہ لوگ نیک اور نیکوں کی اولاد ہیں۔

ابن ہشام کہتے ہیں جب کعب نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں اپنا قصیدہ پڑھتے سنا تو آنحضرتؐ نے فرمایا اسے کعب بن زہیرؓ نے انصار کا بھلائی کے ساتھ ذکر کیوں نہ کیا۔ یہ لوگ اس لائق ہیں کہ ان کا بھلائی کے ساتھ ذکر کیا جائے۔ تب کعب بن زہیر نے انصار کی تعریف میں وہ اشعار کہے اور یہ اشعار کعب کے قصیدہ کے ہیں۔



غزوہ تبوک (۱)

جہاد کی تیاری | ابن اسحاق کہتے ہیں ذی قعد سے لے کر حجب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف فرما رہے۔ پھر حجب میں آپؐ نے مسلمانوں کو رومیوں پر جہاد کرنے کی تیاری کا حکم دیا۔ یہ ایسا وقت تھا کہ گرمی کی بہت شدت تھی اور لوگوں کے باغات وغیرہ میں پھل تیار نہ ہوئے تھے۔ اس سبب سے لوگ اپنے اپنے گھروں میں رہنا چاہتے تھے۔ راوی کہتا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ کا ارادہ کرتے تھے تو لوگوں سے اُس کے خلاف فرمایا کرتے تھے تاکہ دشمن کو غیر نہ ہو۔ یعنی اگر مشرق پر جہاد کا ارادہ ہوتا تو مغرب کو ظاہر کرتے۔ مگر اس غزوہ تبوک کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہ سبب مشقت اور تکلیف کے جو اس سفر میں پیش آنی متوقع تھی ظاہر فرما دیا اور دشمن کی تعداد بھی کثیر تھی اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو ظاہر کر دیا تاکہ لوگ کثرت کے ساتھ جمع ہوں اور اچھی طرح سے ساز و سامان دست کر لیں۔ اور لوگوں سے صاف طور پر فرما دیا کہ ہمارا ارادہ رومیوں پر جہاد کرنے کا ہے۔

جذبِ قلیں | راوی کہتا ہے انہی تیاری کے دنوں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جذبِ قلیں قیس سے جو بنی سلمہ میں سے ایک شخص تھا فرمایا اے جذب کیا تو بھی رومیوں کے جہاد میں چلے گا۔ اُس نے کہا یا رسول اللہ مجھ کو تو معافی دیجئے اور فتنہ میں نہ ڈالئے۔ خدا کی قسم! میری قوم خوب جانتی ہے کہ مجھ سے زیادہ کوئی شخص عورتوں کا چاہنے والا نہیں ہے اور مجھ کو یہی ڈر ہے کہ اگر میں نے رومیوں کی عورتوں کو دیکھا تو پھر اپنے قابو سے باہر ہو جاؤں گا اور ہرگز صبر نہ کر سکوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا یہ جواب سن کر اُس کی طرف سے اپنا منہ پھیر لیا۔

آیات قرآنی | راوی کہتا ہے جذبِ قلیں ہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے:-

وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ ائْذَنْ لِيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ اِنَّكَ فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا وَاِنَّ
جَهَنَّمَ كَمُجِيطَةٍۢ بِاَنْكَافٍ رَّيِيْنٍ ط

یعنی منافقوں میں سے ایک وہ شخص ہے جو کہتا ہے کہ مجھ کو معافی دیجئے اور فتنہ میں نہ ڈالئے
خبردار یہ لوگ فتنہ میں گرے پڑے ہیں (یعنی جو یہ آدمیوں کی عورتوں پر فریفتہ ہوتے کے فتنہ سے
ڈرتا ہے اُس سے بڑھ کر فتنہ میں یہ گر پڑا یعنی رسول اللہ کے ساتھ جہاد میں شریک ہونے سے بچے
رہ گیا) اور بیشک جہنم کا فروں کو گھیرے ہوئے ہے۔

اور جب بعض منافقوں نے کہا کہ تم کیوں گرمی کے موسم میں سفر کر کے حیران و پریشان ہوتے
ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی :-

وَقَالُوا لَا تَنْفِرْ فَاِذَا فِي الْاُخْرِ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ط لَوْ كَانَتْ يَفْقَهُوْنَ ط
فَلَيْفَضَّلُوْا قَلِيْلًا وَّلَا يَكْتُمُوْا كَثِيْرًا ط خَبْرًا ط بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ط

ترجمہ :- اور منافقوں نے (کہا کہ اس گرمی کے موسم میں جہاد کو نہ جاؤ۔ کہہ دو آتش و دوزخ کی
گرمی بڑی سخت ہے۔ اگر وہ سمجھتے ہوں تو لازم ہے کہ وہ نہیں سمجھتے اور روئیں بہت
اس کہ قوت کے بدلے میں جو وہ کرتے ہیں :-

خدا کی راہ میں خرچ ابن ہشام کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس غزوہ کی
تیاری کا بہت تاکید سے حکم دیا اور تو نگر لوگوں کو مال کے خرچ کرنے
اور راہِ خدا میں غریب لوگوں کو سواہیاں دینے کی ترغیب دی۔ چنانچہ بہت لوگوں نے اپنے مال
راہِ خدا میں خرچ کئے اور بہت لوگوں نے نہ کئے اور حضرت عثمانؓ نے اس غزوہ میں اس قدر مال
خرچ کیا کہ کسی نے نہ کیا تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ کو روایت پہنچی ہے کہ حضرت عثمانؓ نے حبش عسرت یعنی غزوہ
تبوک میں ایک ہزار دینار لے کر خرچ کئے تھے اور آنحضرتؐ نے دعا کی تھی کہ اے اللہ! میں عثمانؓ
سے راضی ہوں تو بھی راضی ہو۔

چند مسلمانوں کی بے چارگی ابن اسحاق کہتے ہیں پھر سات آدمی انصار وغیرہ قبائل سے
اروتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں

آئے ان کے نام یہ ہیں۔ بنی عمرو بن عوف سے سالم بن عمیر اور بنی حارثہ سے علیہ بن زید اور
بنی مازن بن نجار سے ابولیلی عبدالرحمن بن کعب اور بنی سلمہ سے عمرو بن حمام بن جبروع اور

عبداللہ بن مغفل منزل اور بعض کہتے ہیں عبداللہ بن عمرو مزی اور ہرمی بن عبداللہ واقعی اور عرباض بن ساریہ فزادی۔ ان لوگوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سواریاں طلب کیں۔ آپ نے فرمایا میرے پاس سواری نہیں ہے جس پر میں تم کو سوار کروں۔ چنانچہ یہ لوگ اپنی مفلسی سے روٹے ہوئے آپ کے پاس سے رخصت ہوئے۔

ابن یامین بن عیس بن کعب نعزی نے ابولیلی عبدالرحمن بن کعب اور عبداللہ بن مغفل کو روٹے ہوئے دیکھ کر پوچھا کہ کیوں روٹے ہو؟ انہوں نے کہا ہم آپ کے پاس سواری طلب کرنے گئے تھے۔ آپ نے فرمایا میرے پاس سواری نہیں ہے جو میں تم کو دوں۔ ابن یامین نے اپنے پاس سے ایک اونٹ دے دیا اور یہ دونوں اس پر سوار ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ گئے۔

اعراب کا عذر ابن اسحاق کہتے ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کچھ عربی لوگ جہاد کی شرکت سے معذوری ظاہر کرنے آئے کہ ہم بسبب عذر کے شریک نہیں ہو سکتے۔ جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں کیا ہے۔ مجھ سے کسی شخص نے بیان کیا ہے کہ یہ لوگ بنی غنارہ میں سے تھے۔

راوی کہتا ہے اور بعض سچے مسلمان بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس جہاد میں شریک ہونے سے رہ گئے تھے جن میں سے بعض لوگ یہ ہیں۔ کعب بن مالک بن ابی کعب سلمیٰ اور مرارہ بن ربیع اور بلال بن امیہ، واقعی اور ابو حشیمہ سالمی۔ یہ لوگ سچے مسلمان تھے نفاق وغیرہ سے متہم نہ کئے جاتے تھے۔

پھر جب رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوری تیاری کر کے سفر شروع کیا تو پہلے اپنے لشکر کو آپ نے مقام ثنیۃ الوداع میں ٹھہرایا اور مدینہ پر محمد بن مسلمہ انصاری کو اور بعض کہتے ہیں سباع بن عرفطہ کو حاکم مقرر کیا۔

حضرت علی ابن ابی طالب ابن اسحاق کہتے ہیں عبداللہ بن ابی نے اپنا لشکر علیہ السلام اپنے لشکر کے لشکر سے کچھ فاصلہ پر کھڑا کیا۔ تمام منافقین اور اہل شک و ریب اس کے ساتھ تھے۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے روانہ ہوئے تو عبداللہ بن ابی منافقوں کے ساتھ پیچھے رہ گیا اور آپ کے ساتھ نہ گیا۔ آنحضرت نے حضرت علی بن ابی طالب کو اپنے گھر کی حفاظت کے لئے مدینہ میں چھوڑ دیا تھا۔ منافقوں نے یہ کہنا

شروع کیا کہ علیؑ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوجھ ہلکا کرنے کے لئے چھوڑ گئے ہیں۔ کیونکہ علیؑ کے ساتھ جانے سے آنحضرتؐ پر بڑا بار ہوتا۔ حضرت علیؑ اس بات کو سن کر بہت ناراض ہوئے اور اپنے ہتھیار پہن کر مقام جروت میں رسول اکرمؐ کے پاس پہنچے اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے بوجھ سمجھ کر چھوڑ آئے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ وہ لوگ جنہوں نے تم سے یہ بات کہی ہے جھوٹ بولتے ہیں۔ میں نے تم کو فقط اپنے اہل و عیال کی حفاظت کے لئے چھوڑا ہے تم جاؤ اور وہیں رہو۔ اے علیؑ کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ مجھ سے بمنزلہ ہارون کے موسیٰؑ سے ہو مگر یہ بات ہے کہ میرے بعد نبی نہیں ہے (اور ہارون نبی تھے) پھر حضرت علیؑؓ تو مدینہ کو چلے آئے اور آنحضرتؐ آگے روانہ ہوئے۔

ابو خثیمہ کی پشیمانی | ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ سے گئے ہوئے کئی روز گزر گئے تو ابو خثیمہ ایک دن اپنے گھر میں آئے اور وہ وقت سخت گرمی کا تھا دیکھا کہ اُن کی دونوں بیویوں نے ان کے لئے پانی خوب ٹھنڈا کر رکھا ہے اور کھانا بھی تیار ہے۔ ابو خثیمہ نے اس سامان کو دیکھ کر کہا۔ افسوس ہے کہ رسول خدا تو اس گرمی اور لو کے سفر میں ہوں اور ابو خثیمہ یہ ٹھنڈا پانی اور عمدہ کھانا خوب صورت عودت کے پاس بیٹھ کر کھائے یہ ہرگز انصاف نہیں ہے۔

پھر اُسی وقت ابو خثیمہ نے اپنی بیویوں سے کہا کہ جلد سامان سفر میرے لئے تیار کرو تاکہ میں آپؐ کے پاس پہنچوں۔ بیویوں نے سامان درست کیا اور ابو خثیمہ اونٹ پر سوار ہو کر آپؐ کی تلاش میں روانہ ہوئے۔ راستہ میں ان کو عمیر بن وہب جمعی بھی مل گئے۔ یہ بھی آنحضرتؐ کی تلاش میں جا رہے تھے یہاں تک کہ تبوک میں یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا ملے۔ جب مسلمانوں نے دُور سے اُن کو آتے دیکھا تو کہنے لگے کہ راستہ میں ایک سوار آ رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابو خثیمہ! تم نے کہا کہ یہ ایک گناہ کیا ہے تم میرے ساتھ ہی آنحضرتؐ کی خدمت میں چلنا مجھ سے الگ نہ ہو جانا۔ چنانچہ جب یہ رسول کریمؐ کی خدمت میں آئے اور سلام کیا تو آپؐ نے فرمایا اے ابو خثیمہ! تم پر افسوس ہے۔ تب ابو خثیمہ نے اپنا سارا قصہ بیان کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور اُن کے حق میں دُعا کی۔

عذاب شدہ بستیایں | راوی کہتا ہے اس سفر میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام حجر میں پہنچے تو یہاں ٹھہرے۔ لوگوں نے یہاں کے کنوئیں سے پانی جبراً آپؐ نے فرمایا یہاں کا پانی کوئی نہ پینا اور نہ نماز کے لئے اس پانی سے وضو کرنا اور جو آٹا تم نے گوندھا ہو اس کو بھی آؤٹھوں کو کھلا دینا خود نہ کھانا اور رات کو جو شخص تم میں سے لشکر کے باہر جائے وہ تنہا نہ جائے بلکہ کسی دوسرے کو ساتھ لے کر جائے۔

راوی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے موافق سب لوگوں نے عمل کیا۔ مگر بنی ساعدہ کے دو شخص قبول کئے اور ان میں سے ایک قنعد ماجت کے لئے رات کو تنہا گیا راستہ میں اُس کو خناق کا عارضہ ہو گیا۔ اور دوسرا اپنا آؤٹ تلاش کرنے گیا تھا اُس کو آندھی نے بنی طے کے پہاڑوں کے درمیان میں جو یہاں سے ایک مدت کے راستہ پر دور تھے پھینک دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر ہوئی فرمایا اسی لئے میں نے تم کو پہلے ہی منع کیا تھا کہ تنہا کوئی شخص باہر نہ نکلے۔ پھر آنحضرتؐ نے اُس شخص کے لئے دعا کی جس کو خناق ہو گیا تھا۔ خدا نے اُس کو شفا دی اور دوسرا شخص جس کو آندھی نے بنی طے کے پہاڑوں میں پھینک دیا تھا جب قبیلہ طے کے لوگ مدینہ میں آپؐ کی خدمت میں آئے تو اُس کو اپنے ساتھ لیتے آئے اور رسول کریمؐ کی خدمت میں پیش کر دیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں ان دونوں آدمیوں کا قصہ مجھ سے عبد اللہ بن ابی بکر نے اور ان سے عباس بن سعد ساعدی نے بیان کیا تھا۔ اور عبد اللہ کہتے تھے کہ عباس نے مجھ کو ان دونوں آدمیوں کے نام بھی بتائے ہیں مگر اس بات کا عندیہ لیا ہے کہ کسی اور کو ان کے نام نہ بتانے ابن اسحاق کہتے ہیں اسی سبب سے عبد اللہ نے مجھ کو ان کے نام نہیں بتائے۔

ابن ہشام کہتے ہیں جب رسول اکرمؐ مقام حجر سے گزرے ہیں تو کپڑے سے اپنا چہرہ آپؐ نے ڈھانپ لیا تھا اور صحابہ سے فرماتے تھے کہ ظالموں کے مکانوں سے روٹے ہوئے گزرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم بھی اُس بلا میں گرفتار ہو جاؤ جس میں وہ گرفتار ہوئے۔

رسول اللہ کی دعا اور بارش | ابن اسحاق کہتے ہیں جب صبح ہوئی تو لوگوں نے رسول مقبولؐ سے پانی نہ ہونے کی شکایت کی۔ آپؐ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اُسی وقت ایک ابر بھیجا اور اس قدر بارش ہوئی کہ لوگ سیراب ہو گئے اور پانی سے مشکیں بھر لیں۔

بنی عبدالاشہل میں سے ایک شخص کہتے ہیں میں نے محمود سے پوچھا کہ کیا نفاق لوگوں میں ظاہر معلوم

ہوتا تھا۔ محمود نے کہا ہاں خدا کی قسم! ہر شخص اپنے بھائی اور باپ اور رشتہ دار کے نفاق کو جانتا تھا۔ مگر پھر وہ مشتبہ ہو جاتا تھا۔ پھر محمود نے کہا۔ میری قوم کے ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ غزوہ تبوک میں ایک منافق جس کا نفاق ظاہر تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا جب آپ کی دعا سے یہ بادل آیا اور بارش برسی اور لوگ میرا بھٹے ہوئے تو بعض مسلمانوں نے اس منافق سے کہا کہ اب ایسا معجزہ دیکھ کر بھی تجھ کو کچھ شبہ ہے۔ اُس نے کہا معجزہ کیسا۔ ایک چلتا ہوا بادل تھا برس گیا۔

ابن لصیت کی منافقت | ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی سفر میں ایک جگہ اترے تھے اور آپ کی سواری کی سانڈنی گم ہو گئی تھی۔ لوگ اُس

کو تلاش کرنے لگے تھے اور آپ کے صحابی عمارہ بن حزم جو بیعت عقبہ اور جنگ بدر میں شریک تھے۔ اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر تھے اور عمارہ کے خیمہ میں ایک شخص زید بن لصیت نامی منافق تھا۔ اس نے اپنے پاس کے لوگوں سے کہا کہ کیا محمدؐ یہ نہیں کہتے کہ میں نبی ہوں اور میرے پاس آسمان سے خبر آتی ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اُن کی سانڈنی گم ہو گئی اور اُس کی خبر اُن کو نہیں کہ وہ کہاں ہے۔ اُس شخص نے یہاں یہ بات کہی اور وہاں رسول اکرمؐ نے عمارہ بن حزم سے فرمایا کہ اس وقت ایک شخص کہہ رہا ہے کہ محمدؐ کہتے ہیں میں نبی ہوں اور میرے پاس آسمان سے خبر آتی ہے حالانکہ وہ یہ نہیں جانتے کہ اُن کی اونٹنی کہاں ہے؟ خدا کی قسم مجھ کو اسی بات کا علم ہوتا ہے جو خدا مجھ کو بتلاتا ہے جاؤ تم جنگ کی فلاں گھاٹی میں دیکھو اونٹنی کی مہار ایک درخت میں الجھ گئی ہے اور وہ وہاں کھڑی ہوئی ہے تم اُس کو لے آؤ۔ صحابہ گئے اور اُس سانڈنی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے آئے۔ اس کے بعد عمارہ بن حزم اپنے خیمہ میں آئے اور کہا اس وقت ہم سے رسول کریمؐ نے ایک عجیب بات بیان کی جس کی خبر خدا نے آپ کو دی کہ ایک شخص ایسا اور ایسا کہہ رہا ہے جو لوگ اُس وقت خیمہ میں موجود تھے انہوں نے کہا واقعی یہ بات زید بن لصیت نے ابھی کہی تھی۔ عمارہ بن حزم نے یہ سننے ہی زید بن لصیت کی گردن پکڑ کر کہا اے دشمن خدا میرے خیمہ سے باہر نکل۔ مجھے خبر نہ تھی کہ یہ خبیث میرے ہی خیمہ میں ہے۔ خبردار اب جو تو میرے پاس آیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں بعض لوگوں کا بیان ہے کہ زید بن لصیت نے اس واقعہ کے بعد توبہ کر لی تھی اور بعض کہتے ہیں آخر دم تک وہ ایسی ہی باتیں کرتا رہا۔



غزوہ تبوک (۲)

حضرت ابوذر غفاری راوی کہتا ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس منزل سے کوچ فرمایا اور لوگوں کا یہ حال تھا کہ ایک ایک دو دو ہر منزل میں پیچھے رہتے جاتے تھے۔ صحابہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتے کہ یا رسول اللہ آج فلاں شخص پیچھے رہ گیا۔ آپ فرماتے تم بھی اُس کو چھوڑ دو اگر اُس میں کچھ بھلائی ہوگی خدا تم کو اُس کو ملا دے گا۔ چنانچہ ایک منزل میں ابوذر پیچھے رہ گئے۔ یہ اتفاق کی وجہ سے پیچھے نہ رہے تھے بلکہ ان کا اونٹ تھک گیا تھا اور چلتا نہ تھا۔ آخر جب یہ لاچار ہو گئے تب اسباب انہوں نے اپنے کندھے پر رکھا اور پیدل روانہ ہوئے۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر سے قریب پہنچے تو صحابہ نے آنحضرت سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایک آدمی پیدل چلا آ رہا ہے۔ رسول اقدس نے فرمایا ابوذر ہو گئے۔ جب یہ نزدیک آئے تو اُس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! خدا کی قسم وہ ابوذر ہی ہیں۔ آپ نے فرمایا ابوذر پر خدا رحم کرے تنہا پیدل چلتا ہے اور تنہا ہی مرے گا اور تنہا ہی قبر سے اٹھے گا۔

حضرت ابوذر غفاری کی وفات ابن اسحاق کہتے ہیں یسب حضرت عثمان نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو مقام لبذہ کی طرف شہر بدر کیا اور وہاں یہ بیمار ہوئے تو ان کے پاس اُس وقت صرف ان کی بیوی اور ایک غلام تھا۔ انہوں نے اُس وقت وصیت کی کہ جب میں مَر جاؤں تم مجھ کو نہلا کر کفن دینا اور پھر میرا جنازہ راستہ کے نیچے میں رکھ دینا۔ اور جو شخص پہلے راستہ سے گزرتا ہوا ملے اُس سے کہنا کہ یہ ابوذر صحابی رسول کا جنازہ ہے اسے شخص تم ہماری اس کے دفن کرانے میں مدد کرو۔ چنانچہ جب ان کا انتقال ہو گیا تو بیوی اور غلام نے ایسا ہی کیا کہ نہلانے اور کفن دینے کے بعد ان کا جنازہ راستہ پر رکھ دیا اور کسی آنے والے کے منتظر رہے کہ اتنے میں عبد اللہ بن مسعود چند اہل عراق کے ساتھ اس طرف سے گزرے اور قریب تھا کہ ان کے اونٹ ابوذر کے جنازہ کو روند ڈالیں کہ غلام نے کھڑے

ہو کر کہا۔ یہ جنازہ رسول اللہ کے صحابی ابوذر کا ہے۔ اسے جلانے والے تم ان کے دفن کرنے میں ہمارے مدد کرو۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا لا الہ الا اللہ اور بہت روئے اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا تھا کہ ابوذر تنہا پیدل چلتا ہے تنہا ہی مرے گا اور تنہا ہی قبر سے اٹھے گا۔ اور پھر عبداللہ بن مسعود نے غزوہ تبوک میں ابوذر کا قصہ بیان کیا۔ اور ابوذر کو دفن کر کے چلے گئے۔

منافقین کی باتیں | ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کو جا رہے تھے تو چند منافق آپ کی طرف اشارہ کر کے کہہ رہے تھے کہ کیا تم زوسیوں کی جنگ کو بھی عرب کی جنگ کی طرح سمجھے ہو کہ ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ سے لڑتا ہے۔ خدا کی قسم! ہم کل ہی تم کو ریتوں میں مشکیں بندھی ہوئی دکھا دیں گے۔ ان باتوں سے منافقوں کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو خوف زدہ کریں۔ ان منافقوں میں سے بعض لوگوں کے نام یہ ہیں ودیعہ بن ثابت بنی عمرو بن عوف میں سے اور مخشن بن حمیرا شجع میں سے تھے۔

اس گفتگو میں مخشن بن حمیرا نے کہا میں اس بات کو بہتر سمجھتا ہوں کہ تمہارے اس کہنے کے بدلے میں توستو کوڑے ہم میں سے ہر ایک شخص کے لگیں۔ مگر قرآن ہمارے اس گفتگو کے بارے میں نازل نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمار بن یاسر کو حکم فرمایا کہ تم ان لوگوں سے جا کر دریافت کرو کہ کیا باتیں کر رہے تھے؟ اور اگر وہ انکار کریں تو تم کہنا کہ کیا تم ایسا ایسا نہیں کہہ رہے تھے؟

عمار ان لوگوں کے پاس آئے اور ان سے دریافت کیا۔ انہوں نے صاف انکار کیا اور رسول پاک کی خدمت میں حاضر ہو کر عذر کرنے لگے اور ودیعہ بن ثابت نے عرض کیا اور آپ اُس وقت اپنی ساندنی پر سوار تھے کہ یا رسول اللہ! ہم تو ہنسی مذاق کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی :-

وَلَيِّنَنَّ سَانَكُمۡ كَيَقُولُوا۟ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَ نَلْعَبُ ۔

اور مخشن بن حمیرا نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا اور میرے باپ کا نام اچھا نہیں ہے اس کی یہ سخت جھجھک ہے اور مخشن ہی کو اس آیت میں معافی دی گئی ہے۔ پھر مخشن نے اپنا نام عبدالرحمن لکھا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ میں اس طرح شہید ہوں کہ کسی کو میری خبر نہ ہو۔ چنانچہ پیامہ کی جنگ میں یہ شہید ہوئے اور کسی کو ان کا پتہ نہ معلوم ہوا۔

والی ایلہ سے صلح اور عہد نامہ | راوی کہتا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک
 میں پہنچے تو ملک ایلہ کا بادشاہ یمنہ بن دوبر آپ کی
 خدمت میں حاضر ہوا اور جزیہ دینا قبول کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس سے صلح
 کر لی اور اہل حبر باد اور اذرح نے بھی جزیہ دینا قبول کیا۔ رسول کریم نے ان سب کو اس مضمون
 کا ایک عہد نامہ لکھ دیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ امن ہے خدا اور محمد نبی رسول اللہ کی طرف سے یمنہ بن دوبر اور اہل ایلہ کے
 لئے کہ اُن کی کشتیاں اور اُن کے مسافر خشکی اور تری کے سفر میں خدا اور محمد نبی کی
 ذمہ داری میں ہیں اور شام اور یمن کے سمندر کے جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ بھی اس
 امن میں شریک ہیں اور جو شخص اُن میں سے کوئی خلافت کا رد وائی کرے گا اُس کا مال
 اور خون حلال ہوگا اور لوگوں میں سے جو شخص اُس کو لے لے گا وہ اُس کے لئے
 حلال ہوگا اور یہ لوگ کسی چشمہ پر اترنے یا خشکی و تری میں گزرنے سے روکے
 نہ جائیں گے۔“

اکیدر دومہ الجندل کی گرفتاری | پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبوک ہی میں
 خالد بن ولید کو بلا کر لشکر اُن کے ساتھ کر کے الکیدر
 بادشاہ بنی کننہ کی طرف روانہ کیا۔ اور فرمایا تم کو وہ گائے کا شکار کہتا ہوا ملے گا۔ یہ بادشاہ
 نصرانی تھا۔ خالد اس کی طرف روانہ ہوا اور جب اس کے قلعہ کے اس قدر قریب پہنچے کہ وہ
 سامنے دکھائی دینے لگا تو یہاں یہ واقعہ ہوا کہ اس کے قلعہ کے دیوانہ میں ایک جنگلی گائے
 نے آکر ٹکریں مارتی شروع کیں۔ اکیدر کی بیوی نے اُس سے کہا کہ تم نے کبھی ایسا واقعہ دیکھا ہے
 کہ جنگل سے گائے اس طرح آکر محل کے دیوانہ سے پر ٹکرتا رہے۔ اکیدر نے کہا میں نے کبھی ایسا
 موقع نہیں دیکھا اور اب میں اُس کو کب چھوڑتا ہوں ابھی شکار کر کے لاتا ہوں۔ پھر اکیدر اور
 اس کا ایک بھائی حسان اور چند لوگ سواہر ہو کر اور ہتھیار لے کر اُس جنگلی گائے کا شکار کرنے
 روانہ ہوئے لات خوب چاندنی تھی۔ جو غصی نکلے ان کی مڑھ بھیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
 سواروں سے ہوئی اور ان شکار یوں کو شکار کر لیا گیا۔ حسان مارا گیا اس کے سر پر دیباچ کی
 جباتی جس میں بہت سا سونا لگا ہوا تھا۔ خالد نے اُس قبا کو اُسی وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی خدمت میں روانہ کیا اور پھر خود اُکید رکولے کو روانہ ہوئے۔

نادوی کہتا ہے جب یہ قبائِل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچی تو صحابہ اُس کو ہاتھ لگا کر دیکھتے تھے اور تعجب کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم اس کو دیکھ کر کیا تعجب کرتے ہو۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے بہتر ہیں۔

پھر جب خالد اُکید رکولے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے اُکید سے جزیہ قبول کر کے صلح کر لی اور اُس کو چھوڑ دیا اور خود تبوک میں کچھ اُپر دس راتیں ٹھہر کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔

نادوی کہتا ہے لاسٹہ میں ایک چشمہ تھا جس میں بہت چشمہ کے کم پانی کا زیادہ ہو جانا | یہ تھوڑا پانی تھا کہ فقط ایک یا دو آدمی پی سکیں۔ رسول پاک نے حکم دیا کہ جو لوگ ہمارے لشکر کے پہلے چشمہ پر پہنچیں وہ ہمارے پہنچنے تک پانی کو کام میں نہ لائیں۔

یہ حکم سن کر چند منافقین پہلے سے اُس چشمہ پر پہنچے اور پانی کو کام میں لے آئے۔ جب آنحضرت وہاں پہنچے اور چشمہ کو دیکھا تو اُس میں ایک قطرہ بھی پانی کا نہ تھا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ پانی کس نے خرچ کیا۔ عرض کیا گیا کہ فلاں فلاں لوگ پہلے آئے تھے اور انہوں نے خرچ کیا ہے۔ فرمایا کیا میں نے منع نہیں کر دیا تھا؟ کہ میرے پہنچنے تک خرچ نہ کرنا۔ پھر آپ نے اُن لوگوں پر لعنت کی اور اُن کے حق میں بددعا فرمائی اور اُس چشمہ پر آکر اپنا ہاتھ آپ نے اُس کے اندر رکھا۔ پانی آپ کے ہاتھ میں سے ٹپکنے لگا اور آپ دعا فرماتے رہے یہاں تک کہ تھوڑے ہی عرصہ میں کڑک اور گرج کی سی آواز آئی اور پانی نہر کی طرح چشمہ سے جاری ہوا۔ رسول کریم نے فرمایا اگر تم لوگ زندہ رہے یا جحتم میں سے زندہ رہے گا وہ اس جنگل کو تمام جنگلوں سے زیادہ سرسبز اور پیداوار والا دیکھے گا۔

ذوالبجادیں کی وفات | حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں میں غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا ایک دفعہ رات کو جو میں اٹھا تو میں نے لشکر میں ایک طرف روشنی دیکھی۔ میں اُس کے قریب گیا تو میں نے دیکھا کہ آنحضرت اور ابو بکرؓ اور عمرؓ ہیں۔ اور ذوالبجادیں منزلی کا انتقال ہو گیا ہے اُن کے لئے قبر کھدوا رہے ہیں۔

پھر رسول اکرمؐ قبر کے اندر آئے اور ابو بکرؓ اور عمرؓ نے آپؐ کی طرف اشارہ کیا۔ اور آپؐ نے قبر کے اندر لٹایا اور دعا کی کہ اے اللہ! میں اس سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے اس وقت تمنا کی کہ کاش میں یہ قبر والا میں ہوتا۔

www.KitaboSunnat.com

ذوالبجادیں کی وجہ تسمیہ | ابن ہشام کہتے ہیں عبد اللہؓ مزیٰ کا لقب ذوالبجادیں اس سبب ہو گیا تھا کہ جب یہ مسلمان ہوئے تھے تو ان کی قوم نے ان کو قید کر دیا تھا اور صرف ایک بجا یعنی چادر ان کے پاس رکھی تھی اور سب کپڑے چھین لئے تھے۔ آخر ایک روز موقعہ پا کر قوم میں سے بھاگ نکلے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچے تو اس چادر کو بھاڑ کر دو حصے کیا۔ ایک حصہ کا تہ بند باندھا اور ایک حصہ کو اوڑھ لیا۔ اس روز سے ذوالبجادیں ان کا لقب ہوا یعنی دو چادروں والے۔

پینچہ رہ جانیاں والوں کے بارے میں استفسار | ابوہریرہؓ کلثوم بن حصین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور بیعت الرضوان

میں شریک تھے کہتے ہیں میں غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور رات کو ہم چل رہے تھے اور میرا اونٹ آنحضرتؐ کی سانڈنی کے قریب تھا اور مجھ کو نیند آ رہی تھی۔ مجھ میں اس خیال سے ہوشیار ہو جانا تھا کہ کہیں میرا کجاوہ آپؐ کے پیروں تک جائے۔ آخر مجھے اونگھ آگئی اور میرا کجاوہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروں تک گیا۔ آپؐ نے میرے اونٹ کو ہٹایا۔ اس ہٹانے سے میری آنکھ کھلی اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے لئے مغفرت مانگئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ ڈر نہیں آگے چلو اور پھر آپؐ نے لوگوں کے بارے میں مجھ سے دریافت کیا کہنا شروع کیا جو بنی غفار میں سے اس غزوہ میں نہیں آئے تھے۔ چنانچہ آپؐ نے فرمایا کہ وہ لوگ کہاں ہیں جن کے رنگ سرخ قد راز اور بال سیدھے ہیں؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ لوگ رہ گئے اور اس جہاد میں شریک نہیں ہوئے۔ پھر فرمایا اور وہ لوگ کہاں ہیں جن کے قد چھوٹے اور رنگ سیاہ اور بال گونگرا لے ہیں؟ میں نے ان لوگوں کو نہ پہچانا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ لوگ بھی کیا ہم ہی ہیں؟ میں نے فرمایا ہاں! تب مجھ کو یاد آیا اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ لوگ قبیلہ اسلم کے ہیں اور ہمارے حلیف ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کیا کسی نے ان کو اس بات سے بھی منع کیا تھا

کہ جب وہ خود اس غزوہ میں شریک نہ ہوئے تھے تو اونٹ پر کسی جہاد کے شائق شخص کو بٹاکر روانہ کرتے اور فرمایا مجھ کو اس بات کا زیادہ خیال ہوتا ہے کہ میرے لوگوں میں سے جو قریش میں سے ہاجرین اور انصار اور بنی غفار اور بنی اسلم ہیں۔ ان میں سے کوئی شخص جہاد میں میرے ساتھ شریک نہ ہو اور پیچھے رہ جائے۔

مسجد ضراب اور اس کے بنانے والے | ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپس آتے ہوئے مقام ذی آوان

میں پہنچے جہاں سے مدینہ ایک گھنٹہ کا راستہ تھا۔

راوی کہتا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک پر جانے کی تیاری کر رہے تھے تو مسجد ضراب کے بانی آپ کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ! میں نے مسافروں اور اندھیری اور جاڑے کی رات کے چلتے والوں کے آرام کے لئے ایک مسجد بنائی ہے۔ آپ اس میں تشریف لاکر ایک دفعہ نماز پڑھائیے۔ رسول اقدس نے فرمایا۔ اب تو میں سفر کی تیاری میں مشغول ہوں۔ ہاں جب انشاء اللہ تعالیٰ واپس آؤں گا تو وہاں نماز پڑھوں گا۔ جب رسول اکرم تبوک سے واپس آتے ہوئے مقام ذی آوان میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے اس مسجد کے حال سے آپ کو مطلع کیا۔ اور آپ نے مالک بن دغشم اور معن بن عدی یا ان کے بھائی عاصم بن عدی ان دو آدمیوں کو حکم دیا کہ تم جا کر ان ظالموں کی مسجد کو جلا دو اور سارے کر دو۔ یہ دونوں شخص فوراً روانہ ہوئے اور مالک نے معن بن عدی سے کہا کہ تم ذرا ٹھہرو میں اپنے گھر سے آگ لے آؤں اور کھجور کی شاخوں کا ایک ٹمٹھا اپنے گھر سے جلا کر لاؤں۔ پھر دونوں نے مل کر اس مسجد میں آگ لگائی اور اس کو بالکل گرا دیا۔ جو لوگ اس وقت مسجد میں تھے سب بھاگ گئے۔

قرآن شریف کی اس آیت میں اس مسجد کا بیان ہے: **الَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا هَيْرًا**
ذَكَرًا وَ تَفْهِيمًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ هَ أَهْلًا۔

راوی کہتا ہے جن لوگوں نے یہ مسجد بنائی تھی بارہ شخص تھے جن کے نام یہ ہیں :-
۱۔ خدام بن خالد بن عمرو بن عوف سے اور اسی نے اپنے گھر میں سے جگہ نکال کر مسجد شقاق بنائی تھی۔

۲۔ ثعلبہ بن حاطب بن امیہ بن زید

۳۔ اور معتب بن قشیر بنی ضبیعہ بن زید سے ۔

- ۴ - اور ابو جلیبہ بن الہعریہ بنی ضبیعہ سے تھا۔
 ۵ - اور عباد بن حنیف کاجائی بنی عمرو بن عوف سے۔
 ۶ - اور جادہ بن عامر اور اس کے دونوں بیٹے :
 ۷ - مجح بن جاریہ اور
 ۸ - زید بن جاریہ
 ۹ - اور نسل بن حرث بن ضبیعہ سے۔
 ۱۰ - اور بخرج بنی ضبیعہ سے۔
 ۱۱ - اور بجاد بن عثمان بن ضبیعہ سے اور
 ۱۲ - ودیعہ بن ثابت بنی اُمیہ سے۔

مدینہ سے تبوک تک مساجد | راوی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجدیں
 خاص تبوک میں تھیں۔ ایک مسجد شنیثہ مدائن میں۔ ایک مسجد ذات الذراب میں۔ ایک مسجد مقام انضر
 میں۔ ایک مسجد ذات النظمی میں۔ ایک مسجد مقام الا میں۔ ایک مسجد ثراء میں۔ ایک مسجد شق نادر
 میں۔ ایک مسجد ذی الجیفہ میں۔ ایک مسجد صدر حوضی میں۔ ایک مسجد حجر میں۔ ایک مسجد صعید میں۔
 ایک مسجد وادی القراء میں۔ ایک مسجد مقام ثقیہ میں جو شقہ بنی عذرہ کے قریب ہے۔ ایک مسجد
 ذی مروہ میں۔ ایک مسجد قیفاء میں اور ایک مسجد ذی خشب میں تھی۔



کعب بن مالک، مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ

پیچھے رہنے والے چند مخلص مسلمان | مسلمانوں میں سے یہ تین شخص تبوک کے غزوہ میں نہ گئے تھے۔ کعب بن مالک، مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ۔ اور یہ لوگ منافق یا دین میں شک رکھنے والے نہ تھے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں رونق افروز ہوئے تو آپ نے صحابہ کو حکم فرمایا کہ تم ان تینوں آدمیوں سے بات نہ کرنا۔ چنانچہ صحابہ میں سے کسی نے ان لوگوں سے بات نہ کی اور منافق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر قسمیں کھا کھا کر اپنے عقد بیان کرنے لگے۔ مگر آنحضرتؐ نے ان کی طرف کچھ توجہ نہ فرمائی اور نہ کوئی عذر ان کا خدا و رسولؐ کے پاس مقبول ہوا۔ اگرچہ بظاہر رسول اکرمؐ نے ان کو کچھ تنبیہ نہ فرمائی نہ مسلمانوں کو ان کی بات چیت سے منع کیا بلکہ ان کے لئے دعا و مغفرت کی مگر ان کے باطن کو خدا کے سپرد کیا۔

کعب بن مالک کا بیان | کعب بن مالک تبوک کے غزوہ سے اپنے اور اپنے دونوں ساتھیوں مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ کے رہ جانے کا واقعہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کسی غزوہ میں شریک ہونے سے پیچھے نہ رہا تھا سوا ایک بدر اور تبوک کے اور بدر کا غزوہ ایسا تھا کہ اس میں جو لوگ شریک نہ ہوئے تھے ان پر خدا کے رسولؐ نے کچھ ملامت نہیں فرمائی۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف قریش کے قافلے کے ارادہ سے تشریف لے گئے تھے وہاں قریش سے مقابلہ کا موقع ہو گیا اور میں نے مقام عقبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی جو مجھ کو بدد کی شرکت سے زیادہ

بہتر معلوم ہوتی ہے۔ اگرچہ بدر کا واقعہ لوگوں میں زیادہ مشہور ہے۔

تساہل اور سستی اور اب جو نہیں تبوک کے غزوہ سے رہ گیا حالانکہ سب سامان میرے پاس تیار تھا اور جانے میں مجھ کو کچھ وقت نہ تھی۔ یعنی کسی غزوہ میں جانے کے وقت دو اونٹ میرے پاس نہ تھے اور اس وقت موجود تھے مگر پھر بھی میں نہ گیا اور رسول مقبولؐ جب کسی جہاد کا ارادہ فرماتے تھے لوگوں کو تیاری کا حکم دیتے تھے۔ مگر یہ ظاہر نہ فرماتے تھے کہ کدھر کا قصد ہے۔ جب آپؐ نے تبوک کا قصد کیا تو اس کو ظاہر فرما دیا۔ کیونکہ موسم نہایت گرمی کا اور سفر دور دراز کا تھا اور زبردست دشمن کا مقابلہ تھا۔ اور لوگ اُن دنوں میں سایہ میں رہنا پسند کرتے تھے۔ اس سبب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس ارادہ کو ظاہر فرما دیا تاکہ مسلمان کثرت سے جمع ہوں اور خوب تیاری کر لیں۔ اور بفضل الہی سے مسلمانوں کی تعداد اُس وقت اس قدر ہو گئی تھی جن کی فہرست تیار نہیں کی جاسکتی۔

کعب کہتے ہیں اس کثرت کے سبب سے بعض لوگ خیال کرتے تھے کہ اگر ہم نہ گئے تو کسی کو ہمارے نہ جانے کی خبر نہ ہوگی۔ بشرطیکہ قرآن کی آیت ہمارے متعلق نازل نہ ہو۔ چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس غزوہ کی تیاری کی۔ میں بھی روز ارادہ کرتا تھا کہ تیاری کروں مگر کچھ نہ کرتا تھا۔ یہاں تک کہ آپؐ مسلمانوں کے ساتھ روانہ بھی ہو گئے اور میں یونہی رہ گیا۔ کہ آج تیاری کرتا ہوں اور کل کرتا ہوں اور رسول اکرمؐ کے جانے کے بعد بھی یہ خیال کرتا رہا کہ بس اب میں بھی روانہ ہو کر آپؐ سے جا ملوں گا۔ یہاں تک کہ آنحضرتؐ تبوک میں پہنچ بھی گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانے کے بعد جو میں مدینہ میں پھرتا تو ایسے ہی باقی ماندہ لوگ مجھ کو دکھائی دیتے جو منافق تھے یا جانے سے معذور تھے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک میں پہنچے تو صحابہؓ سے آپؐ نے فرمایا کہ کعب بن مالک کہاں ہے؟ بنی سلمہ میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! عیش و آدم نے اُس کو آنے سے روک دیا۔ معاذ بن جبلؓ نے اس شخص کو حجاب دیا کہ تم نے درست نہیں کہا۔ ہم نے کعب میں بھجڑ بھلائی اور خیر کے کچھ بُرائی نہیں دیکھی۔ آپؐ خاموش ہو گئے۔

صاف گوئی اور راست بازی کعب بن مالک کہتے ہیں جب مجھ کو خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک سے واپس تشریف لائے ہیں۔ تو میں فکر مند ہوا کہ رسول اکرمؐ سے کیا عذر کروں گا اور کچھ جھوٹی باتیں بنانے کے لئے

سوچنے لگا اور اپنے گھر کے لوگوں سے بھی اس بات میں مشورہ کرتا تھا۔ یہاں تک کہ جب مجھ کو خبر پہنچی کہ آنحضرت تشریف لے آئے سارا جھوٹ خدا نے مجھ سے دور کر دیا اور میں نے جان لیا کہ سچ بولنے میں نجات ہے میں سچ ہی آپ سے عرض کروں گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت مدینہ میں تشریف لائے اور آپ کا قاعدہ تھا کہ جب تشریف لاتے تھے تو پہلے مسجد میں دو رکعتیں پڑھتے تھے پھر لوگوں سے ملنے کے لئے تشریف رکھتے۔ پھر گھر میں جاتے تھے۔ چنانچہ آپ بھی جب سفر سے آپ تشریف لائے تو دو رکعتیں پڑھ کر مسجد میں بیٹھے اور منافق جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نہیں گئے تھے حاضر ہوئے اور تمہیں کھا کر اپنے عذر بیان کرنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے دعا مغفرت کرتے تھے اور ان کے باطن کو خدا کے سپرد فرماتے تھے یہاں تک کہ میں بھی حاضر ہوا اور میں نے سلام کیا۔ آپ نے تبسم فرمایا جیسے غصہ میں آدمی تبسم کرتا ہے اور مجھ سے فرمایا آؤ۔ میں حاضر ہوا اور آپ کے سامنے جا کر بیٹھ گیا۔ فرمایا تم کیوں جہاد سے رہ گئے؟ کیا تم نے اونٹ نہیں خریدا تھا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وائے خدا اگر میں کسی دنیا دار کے پاس بیٹھا ہوتا تو یہ خیال کر سکتا تھا کہ کچھ عذر کر کے اس کے غصہ سے بچ جاؤں گا۔ اور اگر آپ کی خدمت میں بھی کچھ جھوٹ بولوں تو شاید آپ راضی ہو جائیں۔ مگر پھر خدا آپ کو میرے حال سے مطلع کر کے مجھ پر خفا کر دے گا۔ اس سبب سے میں تو سچ ہی عرض کرتا ہوں اور سچ ہی بولنے سے اُمید رکھتا ہوں کہ خدا میری عیبی کو پاک کرے گا۔ اور نجات دے گا۔ خدا کی قسم مجھے کچھ عذر نہ تھا۔ بلکہ اس وقت میرے لئے بڑی آسانی اور سہولت تھی جو اور کسی وقت متیر نہیں ہوئی۔ پھر بھی میں آپ کے ساتھ نہ جاسکا۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ ہاں تم نے سچ کہا۔ اچھا تم جاؤ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے معاملہ میں فیصلہ فرمائے۔

دیگر دو افراد کعب کہتے ہیں میں کھڑا ہوا اور بنی سلمہ کے چند آدمی بھی میرے ساتھ تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ تم نے اس سے پہلے بھی کوئی گناہ کیا ہو گا۔ کیا تم اس بات سے عاجز تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی عذر بیان کر دیتے اور آنحضرت تمہارے لئے مغفرت کی دعا کرتے جیسے کہ اور لوگوں کے لئے کی ہے اور وہی دعا تمہارے گناہ کے لئے کافی ہو جاتی۔

کعب کہتے ہیں۔ ان لوگوں نے مجھ سے یہ بات اس امر سے کہی کہ آخر میں نے قصد کیا کہ میں پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جا کر کچھ عذر کروں اور دعا کراؤں۔ پھر میں نے

ان لوگوں سے دریافت کیا کہ کوئی اور شخص بھی ایسا ہی ہے جس نے یہی بات کہی ہو جو میں نے آنحضرتؐ سے عرض کی ہے۔ ان لوگوں نے کہا ہاں دو آدمی اور ہیں انہوں نے بھی آپؐ سے یہی کہا ہے جو تم نے کہا۔ اور آنحضرتؐ نے بھی ان سے وہی فرمایا ہے جو تم سے فرمایا۔ میں نے پوچھا وہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا ایک مرارہ بن ربیع عمری اور دوسرے ہلال بن امیہ واقفی۔ میں نے خیال کیا کہ یہ دونوں آدمی بھی نیک ہیں۔ پھر میں خاموش ہو رہا اور رسول اللہؐ سے کچھ عرض نہ کیا۔

مسلمانوں کا قطع تعلق | کعب کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو ہم تینوں آدمیوں سے کلام کرنے سے منع فرمادیا تھا۔ چنانچہ لوگ ہم سے پرہیز کرتے تھے اور میں ایسا دل تنگ تھا کہ اپنے لئے کہیں ٹھکانا نہ پاتا تھا اور میرے دونوں ساتھی تو اپنے گھروں میں بیٹھ رہے تھے مگر میں نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوتا تھا اور بازاروں میں بھی پھرتا تھا اور کوئی مجھ سے بات نہ کرتا تھا۔ جب میں آپؐ کی خدمت میں آتا اور سلام کرتا تو دیکھتا تھا کہ نبی کریمؐ نے بھی جواب کے لئے ہونٹ ہلائے ہیں یا نہیں؟ اور میں آپؐ کے ساتھ ہی نماز پڑھتا تھا اور نظر چرا کر دیکھتا تھا کہ آنحضرتؐ میری طرف دیکھتے ہیں یا نہیں؟ پس جب میں نماز میں ہوتا تو آپؐ میری طرف دیکھتے اور جب میں آپؐ کی طرف دیکھتا تو آپؐ منہ پھیر لیتے۔

جب اسی طرح بہت روز گزر گئے اور مسلمانوں نے مجھ سے بات نہ کی تو میں بہت پریشان ہوا اور ابو قتادہؓ کے پاس گیا جو میرے چچا زاد بھائی تھے اور سب سے زیادہ مجھ کو اُن سے محبت تھی۔ میں نے اُن کو سلام کیا انہوں نے جواب نہ دیا۔ میں نے کہا اے ابو قتادہؓ میں تم کو اللہ کی قسم دلاتا ہوں کیا تم اس بات کو نہیں جانتے کہ میں خدا و رسولؐ سے محبت رکھتا ہوں۔ ابو قتادہؓ کے کچھ جواب نہ دیا۔ میں نے دوبارہ کہا۔ جب بھی وہ خاموش رہے میں نے سہ بارہ کہا۔ تب انہوں نے کہا کہ خدا اور رسولؐ کو خبر ہے۔ اُس وقت میں رونے لگا۔

غسان کے حاکم کا خط | پھر میں صبح کو بازار میں آیا۔ میں نے دیکھا کہ شام کا رہنے والا ایک بنی نضیل شخص لوگوں سے مجھ کو دریافت کر رہا تھا۔ یہ شخص مدینہ میں تجارت کے لئے آیا تھا۔ جب میں وہاں پہنچا تو لوگوں نے اشارہ سے اُس شخص کو مجھے بتلا دیا۔ وہ شخص میرے پاس آیا اور بادشاہ غسان کا خط جو حریر پر لکھا ہوا تھا مجھ کو دیا۔ میں نے اُس

کو پڑھا تو اس میں لکھا تھا کہ ہم نے سنا ہے تمہارے سردار نے تم پر بہت ظلم کیا ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ تم ہمارے پاس چلے آؤ۔ ہم تمہارے ساتھ بہت اچھا سلوک کریں گے۔ کعب کہتے ہیں اس خط کو پڑھ کر میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ بھی میرے لئے ایک فتنہ ہے مجھ کو کیا ضرورت ہے کہ میں ایک مشرک کے پاس جا کر پناہ گزین ہوں۔ پھر میں نے اس خط کو ایک بھرٹکتے ہوئے تنور میں ڈال دیا۔

اہلیہ سے علیحدگی کا حکم | کعب کہتے ہیں اسی حالت میں جب چالیس راتیں ہم پر گزریں تو ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم کو حکم فرماتے ہیں کہ اپنی بیوی سے الگ رہنا اختیار کرو اور اپنے دونوں ساتھیوں سے بھی یہی کہہ دو میں نے اس شخص سے کہا کہ کیا میں اپنی بیوی کو طلاق دے دوں؟ اس شخص نے کہا نہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا ہے فقط تم اپنی بیوی سے الگ رہنا اختیار کرو۔ چنانچہ میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم اپنے میکے چلی جاؤ اور جب تک خدا ہمارے مقدمہ کو فیصلہ نہ کرے تم وہیں رہو۔

کعب کہتے ہیں ہلال بن امیہ کی بیوی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! ہلال بن امیہ بہت بوڑھے ہیں اور کوئی ان کی خدمت کرنے والا نہیں ہے۔ اگر آپ مجھ کو اجازت دیں تو میں ان کی خدمت کر دیا کروں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم اس سے قربت نہ کرنا۔ عورت نے کہا یا رسول اللہ! وہ بہت بوڑھے ہیں کچھ خس و خاشاک کی ان میں طاقت نہیں ہے اور جب سے یہ واقعہ ہوا ہے وہ ہر روز اس قدر روتے ہیں کہ مجھ کو ان کے نابینا ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت کو اجازت دے دی۔

کعب کہتے ہیں میرے بعض گھروالوں نے مجھ سے کہا کہ تم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی بیوی کے لئے اجازت لے لو۔ میں نے کہا میں ہرگز ایسی اجازت نہیں لے سکتا اور میں نہیں جانتا کہ رسول اکرم اس بات کا مجھ کو کیا جواب دیں؟ جس کو آپ نے اجازت دی ہے وہ بوڑھے ہیں اور میں جوان آدمی ہوں میں کیونکر اجازت لوں۔

توبہ کی قبولیت | کعب کہتے ہیں جب اسی طرح پچاس راتیں ہم پر پوری ہوئیں تو بچا سوس رات کی صبح کو میں اپنے گھر کی چٹ پر نماز پڑھ رہا تھا کہ مجھ کو ایک شخص کی

آواز آئی جس نے پکار کر کہا اے کعب تم کو مبارک ہو۔ یہ سنتے ہی میں سجدہ میں گر پڑا اور سمجھ گیا کہ اب میرے لئے کشا دگی ہو گئی۔

کعب کہتے ہیں اُس روز صبح کی نماز پڑھتے ہی آنحضرتؐ نے لوگوں کو ہمارے توبہ کی قبولیت سے مطلع کر دیا تھا۔ اور لوگ مجھ کو اور میرے ساتھیوں کو خوشخبری دینے آ رہے تھے۔ ایک شخص گھوڑے پر سوار ہو کر خوشخبری دینے میرے پاس آیا اور ایک نے پہاڑ پر چڑھ کر بلند آواز کے ساتھ مجھ کو مبارکباد دی اور اس کی آواز مجھ کو سوار کے آنے سے پہلے پہنچ گئی۔ اور جس شخص نے پہلے مجھ کو خوشخبری سنائی تھی اُس کو میں نے اپنے دونوں کپڑے جو پہنے ہوئے تھا بخش دیئے حالانکہ اُس وقت میرے پاس احد کپڑے بھی نہ تھے۔ ایک شخص سے عادیۃً مانگ کر اور کپڑے پہنے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ ہوا۔ جو لوگ ملتے تھے وہ مبارک باد دیتے تھے۔ یہاں تک کہ میں آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچا۔ آپ مسجد میں تشریف رکھتے تھے اور صحابہ آپ کے گرد اگر دبٹھے تھے۔ طلحہ بن عبد اللہ مجھ کو دیکھتے ہی کھڑے ہو گئے اور مبارک باد دینے لگے۔ اور خدا کی قسم مہاجرین میں سے اور کوئی شخص میری طرف طلحہ کے سوا کھڑا نہیں ہوا۔ کعب طلحہ کی اس محبت کا ہمیشہ ذکر کرتے اور کہیں اس کو نہیں بھولے تھے۔

رسول اللہ کی بارگاہ میں | کعب کہتے ہیں جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو آپؐ نے فرمایا خوش ہو جاؤ کہ ایسا خوشی کا دن جب

سے تم پیدا ہوئے تمہارے لئے نہ ہوا ہو گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک اُس وقت چود ہویں رات کے چاند کی طرح روشن و منور تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ خوشی میرے لئے آپ کی طرف سے ہے یا خدا کی طرف سے فرمایا خدا کی طرف سے۔

کہتے ہیں خوشی کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ اسی طرح روشن ہو جاتا تھا اور ہم سمجھ جاتے تھے کہ اس وقت آپؐ خوش ہیں۔ پھر جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! خدا نے میری توبہ قبول کی ہے میرا جی چاہتا ہے کہ میں اپنے مال میں سے کچھ صدقہ نکال کر خدا و رسولؐ کی خدمت میں پیش کروں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنا مال اپنے ہی پاس رکھنے دو یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! خیبر میں جو میرا حق ہے وہ میں اپنے دیتا ہوں۔ اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! خدا نے مجھ کو سچ بولنے کے سبب بخت دی ہے۔ اب میں عہد

کہتا ہوں کہ جب تک زندہ رہوں گا سچ ہی بولوں گا۔

کعب کہتے ہیں جس وقت سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سچ بولنے پر عہد کیا تھا۔ پھر کبھی جھوٹ بولنے کا قصد نہیں کیا۔ ہمیشہ وہ عہد مجھ کو یاد آ جاتا تھا۔

راوی کہتا ہے ان لوگوں کی توبہ قبول ہونے کے بارے میں خداوند تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :-

آیات قرآنی

لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوا
فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِن يَدِ اللَّهِ مَا كَادَ يَكْفِي قُلُوبَ قُرَيْشٍ مِّنْهُمُ لَقَدْ تَابَ
عَلَيْهِمْ إِنَّهُ سَرُوفٌ رَّحِيمٌ ۝ وَعَلَى الَّذِينَ هَلَكَوا الَّذِينَ خَلَفُوا ۝ أَخْرَجَ

”بے شک توبہ قبول کر لی خدا نے نبی کی کہ انہوں نے منافقوں کو پیچھے رہنے کا حکم دیدیا
تھا اور توبہ قبول کی مہاجرین اور انصار کی جنہوں نے رسول کی اطاعت کی سچی کئے وقت
میں بعد اس کے کہ قریب تھا کہ ان میں سے ایک گروہ کے دل جہاد سے پھر جائیں۔
پھر خدا نے ان کی توبہ قبول کی بے شک وہ ان کے ساتھ مہربان رحم والا ہے اور
ان تینوں آدمیوں کی بھی توبہ قبول کی جو پیچھے رہ گئے تھے“

کعب کہتے ہیں اسلام لانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس سے بڑھ کر اور کوئی نعمت مجھ پر
نہیں کی کہ اُس روز میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سچ بولا اور منافقوں کی طرح
سے جھوٹ نہ بولا ورنہ جیسے وہ ہلاک ہو گئے تھے میں بھی ہلاک ہو جاتا۔
منافقوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :-

سَيَخْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمُ إِخْرًا أَفَلَيْتُمُ الْيَهُودَ لِيُخْرِضُوا عَنْهُمْ حُرًّا
عَنْهُمْ إِنَّهُمْ رَجِسٌ وَمَارَآهُمْ جَهَنَّمَ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝
يَخْلِفُونَ لَكُمُ الْيَهُودَ عَنْهُمْ فَإِن تَوَضَّعُوا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضَى
عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ۝ (۹: ۹۶)

”اے مومنو! جب تم منافقوں کی طرف واپس جاؤ گے تو وہ تمہارے سامنے
خدا کی قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے روگردانی کرو۔ پس تم ان سے منہ
پھیر لو۔ بے شک وہ ناپاک ہیں اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ نہ ان اعمال
کی جو وہ کما تے اور کسب کرتے تھے۔ تمہارے سامنے اس لئے قسمیں کھاتے

ہیں تاکہ تم اُن سے راضی ہو۔ تو اگر تم اُن سے راضی بھی ہو جاؤ گے تو اللہ تعالیٰ
ایسے فاسق بدکاروں سے راضی نہیں ہوتا۔“
کعب کہتے ہیں ہم تینوں آدمی بجانب اللہ اس جہاد سے پیچھے رکھے گئے تھے کیونکہ
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :
وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الذِّمَّةُ الْيَوْمَ خِيفُوا -

اور اسی سبب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے متعلق حکیم الہی کا انتظار
کیا بخلاف منافقین کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کی قسموں اور عذروں کو سنکر
کچھ نہ فرمایا۔

پس اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیچھے رہنے کا ذکر نہیں کیا ہے بلکہ خود ہم کو پیچھے
رکھنے اور پھر ہماری توبہ قبول فرمانے کا ذکر کیا ہے۔



ثقیف کا وفد

حضرت عروہ بن مسعود | ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک سے واپس ہو کر رمضان کے مہینہ میں مدینہ میں رونق افروز ہوئے

اور اسی مہینہ میں بنی ثقیف کا وفد خدمت میں حاضر ہوا۔

اصل اس واقعہ کی اس طرح ہے کہ جب رسول پاک طائف سے واپس آئے تھے تو راستہ میں عروہ بن مسعود ثقیفی آپ کو ملے۔ یہ طائف کو جا رہے تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مل کر انہوں نے اسلام قبول کیا اور عرض کیا کہ اگر آپ مجھ کو اجازت دیں تو میں اپنی قوم بنی ثقیف کو اسلام کی دعوت کروں۔ رسول اکرم جو اس قوم کی سختی اور کفر پر مضبوطی ملاحظہ کر چکے تھے فرمانے لگے کہ وہ لوگ تم سے لڑیں گے۔ عروہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ان لوگوں کو ان کی آنکھوں سے زیادہ پیارا ہوں اور واقعی یہ اپنی قوم میں ہر دلعزیز تھے آنحضرت خاموش رہے اور عروہ نے اپنی قوم ثقیف میں پہنچ کر دعوت اسلام شروع کی اور اپنا مذہب بھی ظاہر کر دیا تو قوم نے چاندوں طرف سے ان پر تیر مارے۔ چنانچہ یہ شہید ہو گئے۔ بنی مالک یہ کہنے لگے کہ عروہ کو بنی سالم کے ایک شخص اوس بن عوف نے قتل کیا ہے اور احلاف یہ کہنے لگے کہ عروہ کو بنی عتاب بن مالک کے ایک شخص وہب بن جابر نے قتل کیا ہے۔ آخر عروہ سے کہ ابھی ان میں کچھ جان باقی تھے دریافت کیا۔ انہوں نے کہا جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ شہید ہوئے ہیں ایسا ہی مجھ کو بھی خیال کرو اور جہاں وہ لوگ دفن ہیں وہیں مجھ کو بھی دفن کر دینا۔ چنانچہ ان کی قوم نے ایسا ہی کیا۔

راوی کہتا ہے۔ رسول پاک نے جب عروہ کی شہادت کی خبر سنی فرمایا عروہ کی مثال اس شخص کی سی ہے جس کا ذکر قرآن شریف کی سورہ نیس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

عروہ کو شہید کرنے کے کئی مہینے بعد تک بنی ثقیف خاموش بیٹھے رہے۔ پھر انہوں نے باہم مشورہ کیا کہ

ہمارے چاروں طرف کے عرب مسلمان ہو گئے ہیں اور ہم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے کی طاقت نہیں ہے۔

عمر بن اُمیہ اور عبدیاللیل راوی کہتا ہے کہ عمرو بن اُمیہ حلاجی اور عبدیاللیل بن عمرو میں کسی رنج کے سبب سے ترک ملاقات تھی۔ پس ایک روز عمرو بن اُمیہ عبدیاللیل کے مکان پر گیا اور ایک شخص کو اُس کے بلانے کے لئے بھیجا۔ اُس شخص نے عبدیاللیل سے کہا کہ عمرو بن اُمیہ تم کو بلاتا ہے باہر آؤ۔ عبدیاللیل نے کہا کیا عمرو بن اُمیہ نے تجھ کو بھیجا ہے؟ اُس نے کہا ہاں! دیکھ یہ کھڑا ہوا ہے۔ عبدیاللیل نے کہا مجھ کو یہ خیال بھی نہ تھا کہ عمرو بن اُمیہ میرے گھر پر آئے گا۔ پھر جب یہ باہر نکلا تو عمرو بن اُمیہ سے اچھی طرح ملا اور مزاج پُرسی کی۔ عمرو نے کہا تم جانتے ہو کہ آج کل ہم سب جس شخص میں گرفتار ہیں۔ اس وقت ہم تم کو جبار ہونا مناسب نہیں ہے باہم مل کر کچھ مشورہ کرو کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ محمد کی طاقت دن بدن ترقی پر ہے۔ تمام عرب نے اسلام قبول کر لیا ہے اور ہم کو اُن کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے۔ عمرو کے اس کہنے سے بنی ثقیف مشورہ پر آمادہ ہوئے اور یہ صلاح قرار پائی کہ ایک شخص کو رسول اللہ کی خدمت میں روانہ کریں جیسے پہلے عروہ بن مسعود کو روانہ کیا تھا اور عبدیاللیل سے کہا کہ تم ہی جاؤ۔ عبدیاللیل عروہ کا واقعہ دیکھ چکے تھے اس لئے جانے سے انکار کرنے لگے کیونکہ جب یہ واپس آئے تو پھر ثقیف عروہ کی طرح ان کو بھی قتل کر دیتے۔

بارگاہِ نبوی میں وفد آخر یہ رائے قرار پائی کہ عبدیاللیل کے ساتھ دو آدمی احلاف سے اور تین بنی مالک سے، یہ سب چھ آدمی یہاں سے رسول اللہ کی

خدمت میں روانہ ہوں۔ چنانچہ عبدیاللیل کے ساتھ یہ لوگ روانہ ہوئے۔ حکم بن عمرو بن وہب بن معتب اور بنی مالک سے عثمان بن ابی العاص بن بشر بن عبد وہمان۔ اور اس بن عوف اور نمیر بن خرشہ بن ربیع۔ چنانچہ عبدیاللیل ان لوگوں کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے اور یہی اس وفد کے سردار تھے۔ اور ان لوگوں کو لے کر اسی سبب آئے تھے تاکہ عروہ کی طرح سے بنی ثقیف ان کے ساتھ بدسلوکی نہ کریں اور ان لوگوں کے ساتھ ہونے سے ہر قوم اپنے آدمی کی پاسداری کرے گی۔

مدینہ میں آمد جب یہ لوگ مدینہ سے قریب پہنچے تو مغیرہ بن شعبہ نے ان کو دیکھا۔ اور مغیرہ کا وہ دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اڈٹوں کے چرائے

کی باری کا تھا۔ کیونکہ صحابہ آنحضرت کے اونٹوں کو باری باری سے چرایا کرتے تھے۔ جب مغیرہ نے ان لوگوں کو دیکھا تو اونٹ ان کے پاس چھوڑ کر خود حضور کی خدمت میں ان کے آنے کی خبر کہنے کو روانہ ہوئے۔ راستہ میں حضرت ابو بکرؓ ملے ان سے ان لوگوں کے آنے کا حال بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں تم یہیں ٹھہر جاؤ۔ میں ان کے آنے کا حال تم سے پہلے جا کر نبی اکرمؐ سے عرض کر آؤں۔

مغیرہؓ ٹھہر گئے اور ابو بکرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر عرض کیا کہ بنی ثقیف کا وفد مسلمان ہو کر آیا ہے اور وہ کچھ شرائط بھی آپ سے اپنی قوم کے لئے منظور کرانی اور کھوانی چاہتے ہیں۔ مغیرہ بنی ثقیف کے پاس چلے آئے اور ان کو سکھایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جاؤ تو اسی طرح سے سلام کرنا اور اس طریقہ سے داخل ہونا اور گفتگو کرنا۔ مگر ان لوگوں کی سمجھ میں مغیرہ کی تعلیم نے کچھ اثر نہ کیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اسی جاہلیت کے طریقہ سے سلام ادا کیا۔

آنحضرت نے مسجد کے ایک گوشہ میں ان کے لئے جگہ عہد نامے کے لئے بات چیت مقرر فرمائی۔ خالد بن سعید بن عامر رسول اللہ کے اور ان کے درمیان گفتگو کرتے تھے یہاں تک کہ عہد نامہ تیار ہوا۔ خالد ہی نے اپنے ہاتھ سے اس کو لکھا اور اس عہد نامہ کے مکمل ہونے سے پہلے جو کھانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں سے ان کے لئے آتا تو یہ لوگ بغیر خالد کے کھلائے نہ کھاتے یہاں تک کہ عہد نامہ تیار ہو گیا اور ان لوگوں نے مسلمان ہو کر آپ کی بیعت کی۔

اس عہد نامہ کی شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی انہوں نے پیش کی **ثقیف کی شرائط** تھی کہ بڑا بت خانہ جس میں لات کا بت تھا اس کو تین سال تک منہدم نہ کیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شرط کے قبول کرنے سے انکار کیا۔ پھر انہوں نے ایک سال تک کہا۔ آنحضرت نے اس کو بھی منظور نہ فرمایا۔ یہاں تک کہ کم کرتے کرتے یہ ایک مہینہ پر آگئے۔ اس پر بھی آپ نے انکار فرمایا اور کسی مدت مقرر تک اس کے چھوڑنے کا اقرار نہ فرمایا۔

اس درخواست سے ان لوگوں کا منشاء یہ تھا کہ بت خانہ کے فوراً منہدم کرنے سے ان کی قوم کے جاہل لوگ اور عورتیں بگڑ جائیں گے اور اگر چند روز بعد اس کو منہدم کریں گے تو اس

عرصہ میں وہ لوگ کچھ کچھ اصلاح پر آجائیں گے مگر رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شرط کو بالکل منظور نہیں فرمایا۔ اور مغیرہ بن شعبہ اور ابوسفیان بن حرب کو ان لوگوں کے ساتھ جا کر اس بڑے غارت کے منہدم کرنے کا حکم دیا۔

اور ایک شرط ان لوگوں نے یہ بھی پیش کی تھی کہ نماز سے ہم کو معافی دی جائے اور ہم اپنے بتوں کو اپنے ہاتھ سے نہ توڑیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خیر بتوں کو نہیں اپنے ہاتھ سے توڑنے سے تو ہم معافی دیتے ہیں۔ مگر اس دین میں کچھ خیر نہیں ہے جس میں نماز نہ ہو اس سے ہم معافی نہیں دے سکتے۔

حضرت عثمان بن ابی العاص کی سرداری | ارادی کہتا ہے جب آنحضرتؐ نے عہد نامہ ان کو لکھ دیا اور یہ مسلمان ہو گئے تو عثمان بن ابی العاص کو رسول کریمؐ نے ان کا سردار مقرر فرمایا حالانکہ عثمان ان سب میں تو عمر تھے۔ مگر ان کو علم دین اور قرآن شریف کے حاصل کرنے کا بڑا شوق تھا اور حاصل کر بھی لیا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے آنحضرتؐ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس لڑکے کو میں علم دین کے حاصل کرنے اور قرآن کے سیکھنے میں بڑا حریص پاتا ہوں اسی سبب آپؐ نے ان کو سردار بنایا۔

ثقیف اور رمضان کے روزے | اسی وفد کے ایک شخص سے روایت ہے۔ کہتے ہیں جب ہم مسلمان ہو گئے تو رمضان کے باقی مہینہ کے ہم نے

بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روزے رکھے اور بلالؓ افطار اور سحری کے وقت ہمارے لئے رسول اللہ کے ہاں سے کھانا لاکر ہم کو کھلاتے تھے

پس بلالؓ افطار کے وقت آتے اور ہم سے کہتے کہ روزہ کھول لو۔ ہم کہتے کہ ابھی تو سورج اچھی طرح غروب نہیں ہوا۔ بلالؓ کہتے ہیں آنحضرتؐ کو روزہ افطار کرا کے آیا ہوں اور بلالؓ ایک نوالہ کھاتے لہذا ہم بھی افطار کرتے اور ایسے ہی سحری کے وقت جب حضرت بلالؓ آتے تو ہم کہتے کہ اب تو فجر طلوع ہو گئی۔

بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں کھاتے ہوئے چھوڑ کر آیا ہوں۔ پس ہم لوگ بھی اسی وقت سحری کھاتے۔ عثمان بن ابی العاص کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بنی ثقیف کا سردار بنا کر بھیجا تو فرمایا کہ اے عثمان نماز بہت مختصر پڑھایا کرتا۔ کیونکہ مقتدی بوڑھے اور بیمار اور کاروباری لوگ بھی ہوتے ہیں۔

للت کے بتکدے کا انہدام | ابن اسحاق کہتے ہیں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو واپس ان کے شہر کی طرف رخصت کیا۔ تو ابوسفیان بن

حرب اور مغیرہ بن شعبہ کو بھی بت خانہ کے منہدم کرنے کے لئے روانہ فرمایا۔ جب یہ لوگ طائف میں پہنچے تو مغیرہ نے ابوسفیان سے کہا کہ تم آگے چلو۔ ابوسفیان نے انکا کیا آخر مغیرہ کدال سے کمر بت خانہ پر چڑھے اور اُس کو ڈھانا شروع کیا اور مغیرہ کی قوم بنی نضیب ان کے گرد اکٹھے ہو گئے تاکہ عروہ کی طرح سے بنی نضیب ان کو تیر نہ ماریں۔ اور ابوسفیان ذی حرم میں جہاں ان کا مال تھا چلے گئے پھر اگر مغیرہ کے ساتھ بت خانہ کے منہدم کرنے میں شریک ہوئے بنی نضیب کی عورتیں بت خانہ کو منہدم ہوتے ہوئے دیکھ کر روتی اور چلاتی تھیں۔ مغیرہ نے تمام زور اور سونا جو اس بت خانہ میں تھا ابوسفیان کے پاس بھیج دیا۔

ابو ملیح اور قارب کا اسلام | جب عروہ کو بنی نضیب نے شہید کیا ہے تو ابو ملیح بن عروہ اور قارب بن اسود عروہ کے بھتیجے یہ دونوں نضیب

کے وفد کے آنے سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے تھے اور عرض کیا تھا کہ ہم اب نضیب سے کبھی نہ ملیں گے۔ آپ نے فرمایا تم جس سے چاہو محبت کرو۔ انہوں نے عرض کیا ہم تو خدا و رسول سے محبت کرتے ہیں اور انہی کو اپنا ولی بناتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ابوسفیان بھی تو تمہارے ماموں ہیں۔ انہوں نے عرض کیا۔ ہاں! ہمارے ماموں ہیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغیرہ اور ابوسفیان کو بت خانہ کے منہدم کرنے کے لئے روانہ کیا تو ابو ملیح بن عروہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے باپ عروہ کے ذمہ قرض ہے اگر آپ حکم دیں تو اس بت خانہ کے مال سے وہ قرضہ ادا کر دیا جائے؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھی بات ہے۔

قارب بن اسود نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ میرے باپ اسود کے قرض کو بھی ادا کر دیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تو مشرک مرا تھا۔ قارب نے عرض کیا یا رسول اللہ! مسلمانوں کے ساتھ سلوک کریں یعنی میرے ساتھ کیونکہ اب تو وہ قرض مجھ کو دینا ہے۔ اور میں ہی اُس کا دینا نہ ہوں۔ چنانچہ آنحضرت نے ابوسفیان کو حکم کیا کہ عروہ اور اسود کا قرض بت خانہ کے مال سے ادا کر دیا جائے۔ چنانچہ جب مغیرہ نے بت خانہ کا سب مال جمع کیا۔ تو ابوسفیان سے کہا آنحضرت نے تمہیں حکم فرمایا ہے کہ عروہ اور اسود کا قرض اس مال سے ادا

کر دو۔ ابوسفیان نے ان کے قرض ادا کر دیئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
ثقیف کے ساتھ عہد نامے کا مضمون | یہ عہد نامہ ہے محمد نبی رسول کا خدا کی طرف

سے مومنوں کے لئے۔ یہاں کی گھاس اور لکڑی نہ کاٹی جائے اور نہ یہاں کے جانوروں کا
 شکار کیا جائے۔ اور جو شخص ایسا کرتا ہو یا پالیا جائے گا اس کے کوڑے لگیں گے اور کپڑے
 اتار لئے جائیں گے اور اگر زیادہ زیادتی کرے گا تب وہ گرفتار کر کے محمد رسول اللہ
 کی خدمت میں بھیجا جائے گا۔

یہ حکم محمد نبی رسول خدا کا ہے اور انہی کے حکم سے اس فرمان کو خالد بن سعید
 نے لکھا ہے۔ اس لئے ہر شخص پر لازم ہے کہ اس فرمان کے خلاف نہ کرے۔ ورنہ وہ اپنے نفس
 پر ظلم کرے گا۔ یہ حکم محمد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔



تفسیر سورہ برأت اور اعلان برأت

(۱)

پہلا ج ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور شوال اور ذیقعد مدینہ میں تشریف فرما رہے۔ پھر آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ذیقعد میں مسلمانوں کا امیر بنا کر حج کے لئے روانہ فرمایا۔ اور اسی وقت سورہ برأت اُس عہد کے شکتہ کرنے کے لئے نازل ہوئی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکوں کے درمیان تھا کہ کوئی خانہ کعبہ میں آنے سے روکا نہ جائے اور نہ آشر حرم میں کوئی کسی سے خوف کرے۔ یہ عہد عام طور پر سب لوگوں سے تھا اور ہر قبیلہ سے اس عہد کی مدت مقرر تھی اور سورہ برأت میں اُن منافقوں کا بھی ذکر ہے جو غزوہ تبوک میں رسول اکرم کے ساتھ نہ گئے تھے۔ بعض کا ان میں سے نام بتایا گیا ہے اور بعض کا نام نہیں لیا گیا۔ چنانچہ فرمایا ہے :-

سورہ برأت اَبَدًا مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ اِلٰى الَّذِيْنَ تَخَافُوْنَ الْمَشْرِكِيْنَ ؕ فَيُخَوِّدُوْنَ فِي الْاَرْضِ اَدْبَعًا اَوْ مُهْمِبًا ؕ اَعْلَمُوْا اَنْكُم مِّنْ عِندِ مَّجِيْزِ اللّٰهِ ؕ وَاَنَّ اللّٰهَ مَخْزِي الْكَافِرِيْنَ ؕ وَاِذَا مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ اِذْ كُتِبَ عَلَیْكَ اللّٰهُ بُرْءٌ مِّنَ الْمَشْرِكِيْنَ وَرَسُوْلُهُ قَاَتٌ قَبْلَهُمْ فَمَوْخِيْذٌ لِّكُلِّ وَاِنْ كُوْنِيْتُمْ قَاَعْلَمُوْا اَنْكُم مِّنْ عِندِ مَّجِيْزِ اللّٰهِ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنَّ اَبَدًا لَّيْلِيْهِمْ (۴۱:۲۱)

”بیزاری ہے خدا اور رسول سے اُن مشرکوں کی طرف جن سے تم نے عہد کیا۔ اس لئے اے مشرکوں کو اجازت ہے کہ چاہے مہینہ تم زمین میں چلو پھرو اور تم جان لو کہ تم خدا کو عاجز نہیں کر سکتے اور اللہ بیشک کافروں کو ذلیل کرنے والا ہے اور خدا اور رسول کی طرف سے حج اکبر کے روز اعلان ہے کہ خدا اور اُس کے رسول مشرکوں سے بیزار ہیں۔ لہذا اے مشرکوں! اگر تم توبہ کر کے مسلمان ہو گے تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اور اگر تم دو گردانی کرو گے تو جان لو کہ تم اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے۔ اور اے رسول! تم کافروں کو دردناک عذاب کی خوشخبری دو“

إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوا شَيْئًا وَلَمْ يُظَاهِرُوا
عَلَيْكُمْ أَحَدًا فَأَتُوا إِلَيْهِمْ عَهْدًا غَلِيظًا مِمَّا تَبِعُوا إِنْ شَاءَ اللَّهُ يُحِبُّ
الْمُتَّقِينَ هَٰذَا الَّذِي أَسْلَخْنَا مِنْهُكُمْ الْحَرَمَ فَأَتُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ
وَوَدَّعْتُمْ وَخَذْتُمُوهُمْ وَأَخْتُمُوهُمْ وَأَقِمْ وَصَايَاكَ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ
تَابُوا وَآقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ إِنَّ اللَّهَ
لَخَبِيرٌ بِرَّيْضِهِ (۹: ۲۸-۸)

ترجمہ:- مگر جن مشرکوں سے تم نے عہد کیا اور پھر ان مشرکوں نے تمہارے عہد میں کچھ خالی نہیں
کی اور نہ تمہارے دشمنوں کی تمہارے مقابلہ میں امداد کی۔ تو تم بھی ان کے عہد کو
جس مدت تک بندھا ہوا ہے پورا کرو۔ بے شک خدا پر ہیزگاروں کو دوست
دکھتا ہے۔ پھر جب حرام مہینے گزر جائیں تو مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو اور ان
کو پکڑو اور قید کرو اور ہر ناکہ پر ان کی گھات میں بیٹھو۔ پھر اگر وہ توبہ کر کے
نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں تو قید سے ان کو چھوڑ دو۔ بے شک اللہ تعالیٰ
بخشنے والا مہربان ہے۔“

وَإِنْ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّى يَسْمَعَ كَافَّةً مِنَ اللَّهِ
ثُمَّ ابْلُغْهُ أَمَّا مَن ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْلَمُونَ هَٰذَا كَيْفَ يَكُونُ لِلْمُشْرِكِينَ
عَهْدٌ عِنْدَ اللَّهِ وَعِنْدَ رَسُولِهِ إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدُوا عِنْدَ الْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ فَمَا اسْتَقَامُوا لَهُمْ فَاسْتَقِمْمْوْا لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ
يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ (۱۰: ۲۸-۸)

ترجمہ:- اگر مشرکوں میں سے کوئی شخص تم سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دے دو تا کہ وہ
اللہ کا کلام سنے۔ پھر اس کو اس کی جائے امن میں پہنچا دو۔ یہ اس سبب سے کہ
وہ بے علم لوگ ہیں۔ مشرکوں کے لئے خدا و رسول کے پاس کیسے عہد ہو سکتا ہے
سوا ان مشرکوں کے جن سے تم نے مسجد حرام کے اندر عہد کیا۔ اس لئے جب
تک وہ تمہارے عہد پر قائم رہیں تم بھی قائم رہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ
پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے۔“

كَيْفَ تَرَىٰ يُطَهَّرُونَ عَلَيْكُمْ لَا يُؤْفِكُمْ إِلَّا وَلَا تَمَّ يُؤْمِنُكُمْ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا زِينَتَكُمْ لِكُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلِّ مَأْكَلٍ وَكُلِّ مَقَامٍ وَأَن تَذْكُرُوا بِيَوْمِ يُبْعَثُونَ ۚ
 قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُمْ بِبَيْتِي ۖ إِنَّمَا كُنْتُ لَكُمْ رَسُولًا لِّمَن يَخِفُّ ۚ
 فِي مَوَاقِعِ ۚ إِنَّكَ وَلَا ذِي مَنَّةٍ وَأُوْلَئِكَ هُمُ الْمُفْسِدُونَ ۚ فَإِن
 كُنْتُمْ لَا تَأْمَنُوا بِالْمَلَائِكَةِ وَاتُّوا بِالزَّكَاةِ فَإِنَّهُ لَفِي الدِّينِ مُنْقَلَبٌ
 لِّلطَّيَّاتِ لِيَعْلَمُونَ ۚ

ترجمہ:۔ مشرکوں کے لئے کیسے عہد ہو سکتا ہے۔ حالانکہ اگر وہ تم پر غالب ہوں تو تمہارے معاملے میں
 قرابت کو خیال رکھیں گے نہ وفاد عہد تم کو اپنی زبانی باتوں سے خوش کرتے ہیں۔ حالانکہ
 اُن کے دل اُن باتوں کے خلاف ہیں جو وہ تم سے بگتے ہیں اور زیادہ تر اُن میں سے فاسق
 ہیں۔ آیات خداوندی کو انہوں نے تھوڑی سی قیمت پر فروخت کر دیا ہے۔ پھر اُس کے راستے سے
 لوگوں کو روکے ہیں بُرے ہیں وہ اعمال جو یہ لوگ کرتے ہیں۔ مومنوں کے متعلق نہ یہ قرابت
 کا خیال کرتے ہیں نہ وقاعدہ کا اور یہی لوگ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں لیکن اگر یہ
 توبہ کر کے نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں تو تمہارے دینی بھائی ہیں۔ ہم آیتوں کو اہل علم کے لئے
 تفصیل وار بیان کرتے ہیں۔“

اعلانِ برأت اور حضرت علیؓ | حضرت امام باقرؑ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ کے
 حج کے لئے جانے کے بعد سورۃ برأت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 پر نازل ہوئی تو صحابہ نے عرض کیا کہ آپ ابوبکرؓ کو کھلا بھیجیں کہ وہ لوگوں میں حج کے روز اس کا
 اعلان کر دیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ کام میرے اہل بیت ہی میں سے ایک شخص کرے گا۔ پھر آپؐ
 نے حضرت علیؓ کو بلا کر فرمایا کہ تم جاؤ اور حج میں قربانی کے روز جس وقت سب لوگ منیٰ میں جمع
 ہوں سورۃ برأت کے شروع کی آیات سب کو پڑھ کر سُنا دو اور اعلان کر دو کہ جنت میں کافر
 داخل نہ ہوگا اور آئندہ سال سے مشرک حج کو نہ آئے۔ اور نہ کوئی شخص برہنہ ہو کر کعبہ کا طواف
 کرے اور جس شخص کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عہد کسی مدت مقررہ تک ہے وہ
 عہد اس مدت تک برقرار ہے۔

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سانڈنی پر جس کا نام عضباء
 تھا سوار ہو کر روانہ ہوئے اور راستہ ہی میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے جا ملے۔ جب
 حضرت ابوبکرؓ نے حضرت علیؓ کو دیکھا تو فرمایا کہ آپؐ امیر ہو کر آئے ہیں یا مامور ہو کر؟ حضرت علیؓ

نے فرمایا میں مامور ہوں۔ پھر دونوں روانہ ہوئے۔

حضرت ابوبکرؓ نے لوگوں کو حج کرایا اور تمام قبائل عرب اپنی اپنی جگہوں پر اترے ہوئے تھے جہاں جاہلیت کے زمانہ میں اترتے تھے۔ جب قربانی کا روز ہوا تو حضرت علیؓ نے لوگوں کو جمع کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا اعلان کیا اور فرمایا اے لوگو! جنت میں کافرنہ داخل ہوگا اور نہ اس سال کے بعد سے مشرک کعبہ کا حج کرنے پاسے گا نہ برہنہ ہو کر کوئی شخص کعبہ کا طواف کر سکے گا۔ اور جس شخص کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد کسی مقررہ مدت تک ہے وہ اُس مدت تک پورا کیا جائے گا۔ اور آج سے لوگوں کو چار مہینہ تک مہلت ہے تاکہ سب اپنے اپنے شہروں میں پہنچ جائیں۔ پھر کسی مشرک کے لئے عہد اور ذمہ داری نہیں ہے سوائے ان لوگوں کے جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدت معینہ تک عہد ہے تو وہ عہد اُسی مدت تک رہے گا۔ پس اس سال کے بعد سے کوئی مشرک حج کو نہ آئے اور نہ برہنہ ہو کر کعبہ کا طواف کرے۔ اس کے بعد حضرت علیؓ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس چلے گئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر خداوند تعالیٰ نے اپنے رسول کو چار مہینہ گزرنے کے بعد جو مشرکین کے اپنے گھروں میں پہنچنے اور ساز و سامان کے درست کرنے کے لئے مدت مقرر کی تھی۔ ان لوگوں پر جہاد کرنے کا حکم دیا۔ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص عہد کو توڑ دیا تھا یا جو عام عہد میں شامل تھے۔ چنانچہ فرمایا ہے :-

اَلَا تَتْلُوْنَ تَوْحٰنًا مِّنْکُمْ اَوْ اٰیٰمًا مِّنْہُمْ وَهَمَّوْا بِاَحْوَابِ الْوَسْیُوْلِ وَهَمَّ
بَدُوْکُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ اَتَخْشَوْنَہُمْ فَاِنَّہٗ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْا مِنْکُمْ مُّؤْمِنِیْنَ
فَاَتْلُوْہُمْ لَعَلَّہُمْ یٰذِکُمْ وَیَحْزَنَہُمْ وَیَنْصُرُکُمْ عَلَیْہُمْ وَیَشْفِیَ
خَدُوْکُمْ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ ؕ وَیَذْہِبْ غَیْظُ قُلُوْبِہُمْ وَیَتَّوْبَ اللّٰہُ عَلٰی
مَنْ یَّشَآءُ ۗ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَلِیْمٌ ط

ترجمہ :- اے مسلمانو! تم ان لوگوں کو کیوں نہیں قتل کرتے جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ دیا اور رسول کو شہر بد کر کے کا ارادہ کیا اور انہوں نے ہی تم سے جنگ کی ابتدا کی۔ کیا تم ان سے خوف کرتے ہو۔ پس اللہ اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ تم اس سے خوف کرو۔ اگر تم مومن ہو، ان مشرکوں کو قتل کرو۔ خدا تعالیٰ ان کو تمہارے ہاتھوں سے عذاب

کرے گا اور ذلیل کرے گا اور تم کو اُن پر غالب فرمائے گا اور مسلمانوں کے سینوں کو آرام دے گا اور اُن کے دلوں کے غصّوں کو دور فرمائے گا اور جس کو چاہے گا توبہ کی توفیق دے گا اور اللہ علم اور حکمت والا ہے“

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَّلَمْ يَكُنْ لَّكُمْ اِلٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ وَّلَمْ يَتَّخِذْ وَا مِنْ دُوْنِ اِلٰهِ رَسُوْلًا وَّلَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَاِنَّ اِلٰهَكُمْ خَلْقُكُمْ اَوْ اِلٰهٌ خَلْقُكُمْ لَا يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَاِنَّكُمْ لَعَمَلُوْنَ

ترجمہ: اے مسلمانو! کیا تم نے یہ سمجھا ہے کہ تم بڑی جھوڑے جاؤ گے حالانکہ نہیں جانا خدا نے تم میں سے جہاد کرنے والوں کو جنہوں نے سوا خدا اور رسول اور مومنوں کے کسی کو ولی اور دوست نہیں بتایا اور اللہ تمہارے اعمال سے خبردار ہے“

پھر اللہ تعالیٰ نے قریش کے اس قول کی بابت ذکر فرمایا ہے جو وہ اپنی تعریف میں کہتے تھے کہ ہم اہل حرم ہیں۔ ہم حاجیوں کو پانی نہ حرم کا پلاتے ہیں اور بیت اللہ کی تعمیر کرتے ہیں۔ پس ہم سے افضل کوئی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اَلَمْ يَعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ مِنْ اَمَنٍ بِاللّٰهِ وَاَلْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوٰةَ وَاَتٰى الزَّكٰوٰةَ وَاَكْمَلُوْا مَحْشَرَ اللّٰهِ مَا فَعَلُوْا اَوْ لَوْلَا اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُتَّقِيْنَ اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَمْنًا مِّنْ اَمِنٍ بِاللّٰهِ وَاَلْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تَكُوْنُوْنَ عِندَ اللّٰهِ

”بے شک خدا کی مسجدیں وہ شخص تعمیر کرتا ہے جو خدا پر اور آخرت کے دن پر ایمان لایا ہے اور نماز پڑھتا ہے اور زکوٰۃ دیتا ہے اور خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔ پس امید ہے کہ یہی لوگ ہدایت پانے والے ہوں گے۔ اے مشرکین کیا تم نے حاجیوں کے پانی پلانے اور مسجد حرام کے تعمیر کرنے کو اُس شخص کے برابر سمجھ لیا ہے جو خدا اور آخرت کے دن پر ایمان لایا ہے اور راہِ خدا میں اُس نے جہاد کیا ہے خدا کے نزدیک یہ برابر نہیں ہیں ایمان لانے والے کا بڑا مرتبہ ہے“

پھر اس کے آگے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے دشمنوں کا ذکر فرمایا ہے اور حنین کی جنگ میں مسلمانوں کے شکست کھانے اور پھر اپنی مدد اور نصرت کے نازل کرنے کا ذکر فرما کر فرمایا ہے :-

إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَاثِمِهِمْ
هَذَا وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيَكُمْ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ
إِنْ شَاءَ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ط

ترجمہ: بے شک مشرکین ناپاک ہیں۔ لہذا اس سال کے بعد مسجد حرام کے قریب نہ جانے پائیں اور اگر
تم بے مسلمانو! مشرکوں کی آمد بند ہونے سے فقر و فاقہ کا خوف کرو تو اللہ تعالیٰ
تم کو عنقریب اپنے فضل سے اگر چاہے گا تو نگر کر دے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ
علم و حکمت والا ہے۔

قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ
اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّى
يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ ط

ترجمہ: اے مسلمانو! ان لوگوں کو قتل کرو جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے
ہیں اور نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول نے حرام کی ہیں
اور نہ حق کا دین رکھتے ہیں اہل کتاب میں سے یہاں تک کہ یہ ذلیل ہو کر جزیہ
دینا قبول کریں۔



تفسیر سورہ برأت (۲)

پھر اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کے شر و فریب کا ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ فرمایا :-
 اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْ اَوْحٰدٍ وَّ اَزْوَاجٍ لَّمْ يَكُنْ لَّهُمْ اَمْوَالٌ النَّاصِبُ بِالْاَبْلٰغِ
 وَ يَحْسَبُوْنَ عَنّ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَ الَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ وَ
 لَا يُنفِقُوْا لَهَا فِى سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ

وہ یہودیوں کے بہت سے عالم اور زاہد لوگوں کے مال حرام طریقہ سے کھاتے ہیں اور دغریب
 جاہل لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستہ یعنی اسلام قبول کرنے سے روکتے ہیں اور جو لوگ
 سونے اور چاندی کو گاڑ کر رکھتے ہیں اور راہِ خدا میں خرچ نہیں کرتے ہیں اے رسول
 اُن کو حد و ناک عذاب کی خوشخبری دو۔

پھر نسی کا ذکر فرمایا ہے جو اہل عرب نے ایک بدعت ایجاد کی تھی یعنی جو مہینے اللہ نے حرام
 مقرر کئے ہیں اُن کو وہ حلال کر کے اُن کے بدلہ اور مہینوں کو حرام کر لیتے تھے۔

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اَثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِىْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ
 السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حَوْمٌ فَلَا تُطْلَمُ وَاَفِيْهِنَّ اَلْفُسْكَرَةُ
 بیشک مہینوں کی تعداد اللہ تعالیٰ کے نزدیک بارہ ہے۔ کتاب الہی میں جس دن سے کہ اُس نے
 آسمان و زمین کو پیدا کیا۔ چار مہینے ان بارہ میں سے حرام ہیں۔ یہاں ان حرام مہینوں میں تم
 اپنے نفسوں پر ظلم نہ کرنا یعنی مشرکین کی طرح سے تم بھی اُن کو حلال کر لو۔

اَلَمْ اَتَّبِعْكُمْ فِى الْكُفْرِ يَفْلَحُ بِهٖ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَيُخْلُوْا هٰمًا وَ
 يُخْرَجُوْنَ مَوْتًا هٰمًا يَلْمِزُوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ ذٰلِكَ
 لَكُمْ سُوْءٌ اَعْمَالٍ لَّهٗمَّ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكَافِرِيْنَ

ترجمہ: بیشک نسی کا فعل کفر میں زیادتی ہے گمراہ کئے جاتے ہیں اس کے ساتھ کافر کہیں

سال اس کو حرام کرتے ہیں اور ایک سال حلال کرتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کے حرام کئے ہوئے
مہینوں کا شمار توڑا کر دیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیز کو حلال کر لیں۔ ان کی بد اعمالیاں
انہیں آراستہ معلوم ہوتی ہیں اور اللہ کافروں کی قوم کو ہدایت نہیں کرتا ہے۔
پھر اللہ تعالیٰ نے غزوہ تبوک میں مسلمانوں کے شہسخت اور کاہل ہونے اور رؤیوں
کی جنگ کو بھادی سمجھنے اور منافقین کے نفاق کا بیان فرمایا ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اُن کو جہاد کی طرف بلایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا كُنْتُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمْ الْفِرُّ وَابْنِي سَبِيلِ اللَّهِ إِنَّمَا قُلْتُمْ إِلَى
الْوَهْلِ ط بے اس آیت تک میں قصہ بیان کیا ہے۔ اَلَا تَنْصَرُّوْهُ فَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ
كَافِيَةً اثنین اذھما فی الغار ط اے ایمان والو! تم کو کیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے
کہ راہِ خدا میں چلو تو تم بھادی ہو کر زمین سے لگے جاتے ہو۔ اگر تم رسول کی مدد نہ کرو گے تو بے شک اللہ
نے اُس کی مدد کی جبکہ وہ دو آدمی تھے کوہِ ثور کے غار میں۔

پھر منافقوں کا ذکر فرمایا ہے :-

لَوْ كَانَتْ عَرَفًا قَرِيْبًا وَسَفَرًا قَاصِدًا لَا تَبْعُوْكَ وَالَّذِيْنَ بَعْدَتْ عَلَيْهِمُ
الشَّقَّةُ وَسَيِّئُ الْقَوْلُ بِاللَّهِ لِيُوَاسِّطَعُنَا لَكُمْ جُنَا مَعْلَمٌ يَّهْدِيْكُمْ
اَنْفُسَهُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكَاْذِبُوْنَ ط عَقَّا اللّٰهُ عَنْكَ لَعَاْذِبْتَ
لَهُمْ حَتَّى يَتَّبِعِيْنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْكَاْذِبِيْنَ ط

ترجمہ :- اگر مال دنیا کا نزدیک اور سفر آسان تو ضرور منافق تمہارے ساتھ جاتے مگر روزِ ہوائی
اُن پر مشقتِ راہ کی اور عنقریب خدا کی قسمیں کھاویں گے کہ اگر ہم سے ہو سکتا تو ہم ضرور
تمہارے ساتھ چلتے۔ مگر کیا کریں ہم مجبور تھے یہ لوگ اپنے نفسوں کو چھوٹی قسمیں کھا کر ہلاک
کرتے ہیں اور خدا جانتا ہے کہ بیشک یہ جھوٹے ہیں۔ اے رسول اللہ نے تم کو معاف
کر دیا کہ تم نے ان کو بیٹھ رہنے کی اجازت دی اس بات سے پہلے کہ ان میں سے سچے
اور جھوٹے تم کو معلوم ہوتے۔

اور یہی منافقوں کا بیان اس آیت تک ہے :-

لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّارًا دُوْكُمْ حَبَاْرًا وَلَوْ وَضَعُوْا حِجْرًا لَّكُنْتُمْ يَّغُوْنُكُمْ
الْفِتْنَةُ وَفِيْكُمْ سَمَاعُوْنَ لَهُمْ وَاللَّهُ عَلِيْمٌ بِالظَّالِمِيْنَ ط

يَتَّبِعُوا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَهُمُ الْوَعْدُ الْحَقُّ وَظَهَرَ
أَمْرُ اللَّهِ وَهُوَ كَارِهٌ لَهُمْ وَ مِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ أَسْذَنُ لِي وَلَكَ لَفِيتِي
أَنْ فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا ۚ

ترجمہ :- اے مسلمانو! اگر یہ منافق تمہارے ساتھ جنگ میں جاتے بھی تو زیادہ نہ کہرتے تم کو گمراہی
اور مکر میں۔ اور دھڑکتے تمہارے درمیان چل غوری کے ساتھ اور ڈھونڈتے تمہارے
درمیان فتنہ اور فساد اور تم میں بہت سے لوگ اُن کے مخبر ہیں جو اُن کو خبریں پہنچاتے
ہیں اور خدا ظالموں کا علم رکھتا ہے ۛ

اس سے پہلے منافقوں نے (اُحد کی جنگ میں) فتنہ ڈھونڈا تھا اور تمہارے کاموں کو
پھیرنا چاہتا تھا یہاں تک کہ آگیا حق اور خدا کا حکم ظاہر ہوا۔ حالانکہ وہ اُس کے ظہور کو برا سمجھتے
ہیں اور اُن میں بعض وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم کو بیٹھ رہنے کی اجازت دو اور فتنہ میں نہ ڈالو۔
خبردار یہ لوگ فتنہ میں گر پڑے ہیں۔

پھر یہی قصہ اس آیت تک بیان فرمایا ہے۔

لَوْ يَجِدَ دَنًا مَلَجَاءً أَوْ مَخَارِجًا لَوَلَّوْا إِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُونَ
وَمِنْهُمْ مَنْ يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ فَإِنْ أُعْطُوا مِنْهَا رَضُوا وَإِنْ لَمْ
يُعْطُوا مِنْهَا إِذَا هُمْ يَلْسَنُحُطُونَ ۚ

”اِن لوگوں کو اگر کوئی جائے پناہ مل جاتی یا کوئی غار یا کوئی گس بیٹھنے کی ذرا جگہ مل جاتی تو
یہ ضرور منہ اٹھا کر چل دیتے اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو صدقات (تقسیم کرنے) کے
بارے میں آپ پر طعن کرتے ہیں۔ پھر اگر ان صدقات میں سے ان کی خواہش کے مطابق
انہیں مل جاتا ہے تو وہ راضی ہو جاتے ہیں اور اگر ان صدقات میں سے انہیں نہیں
ملتا تو وہ ناراض ہو جاتے ہیں“

پھر اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ صدقات کن لوگوں کے لئے ہیں :-

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَ الْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمَوْلَافَةِ
قُلُوبُهُمْ وَ فِي الرِّقَابِ وَ الْغَارِيهِينَ وَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَ ابْنِ السَّبِيلِ قَوْلُ اللَّهِ
مِنَ اللَّهِ وَ اللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۚ

ترجمہ :- بے شک صدقوں کا مال فقروں، مسکینوں اور اُن کے وصول کرنے والوں اور مؤلف قلوب

اور غلام کے آزاد کرنے اور قرضداروں اور راہ خدا میں جہاد کرنے والوں اور مسافروں کے لئے ہے، فرض ہے یہ خدا کا اور خدا علم والا حکمت والا ہے۔
پھر منافقوں کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا اور تکلیف پہنچانے کا بھی ذکر فرمایا ہے :-

وَمِنْهُمْ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ هُوَ ذُنَّ قُلْ أَذَنٌ خَيْرٌ لِّكَوَيُؤْمِنُ
بِاللَّهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ آمَنُوا مِنكَ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ
اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝

ترجمہ :- اور بعض منافق وہ ہیں جو نبی کو ایذا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ کان سننے والا ہے جو کچھ کہو سن لیتا ہے۔ کہہ دو کہ کان سننے والا بہتر ہے تمہارے لئے ایمان رکھتا ہے۔ اللہ کے ساتھ، اور سچ مانتا ہے مومنوں کی بات اور وہ نبی رحمت ہے ایمان والوں کے لئے تم میں سے اور جو لوگ رسول اللہ کو تکلیف پہنچاتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔
يَخْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُفًّا لِّيَؤْذَوْكَ وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ يُؤْذَوْكَ إِنَّا
سَاءُ لَوَا مُؤْمِنِينَ ۝

ترجمہ :- تمہارے سامنے خدا کی قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تم کو راضی کریں اور خدا اور رسول اس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ یہ لوگ ان کو راضی کریں اگر یہ مومن ہیں۔
وَلَمَّا سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخْوَفُ مِنْ قُلِّ آيَاتِهِ
وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۝
”اگر تم ان سے پوچھو تو یہ کہیں گے کہ ہم باتیں کرتے اور کھیلتے تھے کہہ دو کیا خدا اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول کے ساتھ تم ہنسی کرتے ہو۔“

یہ بات ودیعہ بن ثابت عوفی نے کسی تھی۔ پھر اس کے آگے فرمایا ہے :-
يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَمَا وَمَهُمْ جَهَنَّمُ
وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝

”اے نبی تم کفار اور منافقین پر جہاد کرو اور ان پر سختی کرو اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور برا ٹھکانا ہے۔“

جلاس بن سوید بن صامت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں بے ادبی کی تھی۔ عیمر بن

سعد نے اُس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچائی۔ حضور نے جلاس کو بلا کر دریافت کیا۔ جلاس نے صاف انکار کر دیا کہ میں نے کچھ نہیں کہا۔ تب یہ آیت نازل ہوئی۔ یَخْلِقُونَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوا الْاِجْلَاسَ لَمْ يَسْمَعُوا لَكَ وَكَانَ مَعَهُمْ رُؤُسُهُمْ سَاجِدَةً لِلّٰهِ لِيَسْمَعُوا كَلِمَ الْوَحْيِ الْاِجْلَاسَ لَمْ يَسْمَعُوا لَكَ وَكَانَ مَعَهُمْ رُؤُسُهُمْ سَاجِدَةً لِلّٰهِ لِيَسْمَعُوا كَلِمَ الْوَحْيِ

وَمِنْهُمْ مَنْ مَّآءِدَ اللّٰهِ لَئِنْ آتَانَا مِنْ فَضْلِهِ لَنَنفَعَهُ قَنًا وَلَنَسْكُوتَنَّ مِنْ الْبَخْسِ الْخَبِيرِ ۝

اور میں ان میں سے وہ شخص ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ اگر اللہ اپنے فضل سے ہم کو دے گا تو ہم صدقہ دیں گے اور نیکیوں میں سے ہو جائیں گے۔
یہ ثعلب بن عاصب اور معتب بن قشیر بن عمرو بن عوف سے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :-

الَّذِينَ يَكْمُرُونَ الصَّغُورَ عَيْنٍ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جَهْدَهُمْ فَيَسْتَفْزِعُونَ اللَّهَ مِنْهُمْ فَيَنْقُضُونَ عَهْدَهُمْ وَاللَّهُ يَفْضَحُ عَهْدَهُمْ وَأَلْبَسَهُ ۝

و وہ منافق جو عیب کرتے ہیں دل سے راہ خدا میں صدقہ دینے والے مومنوں (یعنی عبدالرحمن اور عامر) کو کہتے ہیں کہ انہوں نے مال برباد کر دیا اور عیب کرتے ہیں ان مومنوں کو جو نہیں پاتے ہیں گناہی مشقت کا پیدا کیا ہوا (جیسے ابو عقیل) پس استنزاء کرتے ہیں منافق ان سے استنزاء کرے گا خدا ان سے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

یہ واقعہ اس طرح ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منافقین کا استنزاء | غزوہ تبوک کے لئے لوگوں کو صدقہ دینے کی فرغیب دلائی۔ تو

عبدالرحمن بن عوف نے چار ہزار دھرم دیئے اور عامر بن عدی نے سو سو کھجوریں لاکر ڈھیر کر دیں۔ منافقوں نے ان کی اس فراخ دلی کو دیکھ کر کہا کہ یہ صدقہ ان لوگوں نے دیا اور مکہ کے لئے دیا ہے۔ اور ابو عقیل نے جو ایک غریب آدمی تھے ایک صاع کھجوریں لاکر اُس ڈھیر میں ڈال دیں۔ منافق اُس کو دیکھ کر بہت ہنسے اور کہنے لگے ایسی ذرا سی کھجوروں کی خدا کو کیا ضرورت ہے؟ اُسے ان کی کچھ پرواہ نہیں ہے اور ایک منافق نے دوسرے کی طرف آنکھ سے اشارہ کر کے مسخو کہ اڑا یا۔

پھر جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک کی طرف جانے کو تیار ہوئے تو مسلمانوں نے مسلمانوں کو بہکانا شروع کیا کہ اس گرمی کے موسم میں جا کر کیا کرو گے۔

وَقَالُوا لَا تَنْفِرُوا فِي الْحَرِّ قُلْ مَا زَجَّهْتُكُمْ أَشَدَّ حَرًّا لَوْ كُنْتُمْ أَتَقِفُونَ ۖ وَالْحَرُّ
یعنی منافق کہتے ہیں کہ گرمی میں نہ جاؤ اسے رسول کہہ دو کہ جہنم کی آگ بڑی سخت گرم ہے اگر وہ
سمجھ رکھتے ہیں ۔

عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ حضرت عمر بن خطاب سے روایت ہے کہتے ہیں جب
عبداللہ بن ابی بن سلول مرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو اُس کے جنازہ کی نماز پڑھانے بلایا گیا۔ آپ تشریف لے گئے اور جب آپ نماز کے لئے
کھڑے ہوئے تو میں آپ کے سامنے آکر کھڑا ہوا۔ اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ
اس دشمن خدا عبداللہ بن ابی بن سلول کی نماز پڑھا رہے ہیں۔ جس نے فلاں روز یہ کہا تھا اور
فلاں روز یہ کہا تھا سارے واقعات میں اُس کے بیان کرنے لگا اور حضور تیسرا فرما رہے تھے۔
آخر جب میں نے بہت کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے عمر تم ہٹ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ
نے (منافقوں کے لئے) مجھ کو اختیار دیا ہے۔ چنانچہ اُس نے فرمایا ہے اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ اَوْ
لَا تَسْتَغْفِرُ لَكُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرُ لَكُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ یعنی اسے رسول
تم چاہے منافقوں کے لئے مغفرت کی دعا کرو یا نہ کرو۔ اگر تم ان کے لئے ستر مرتبہ بھی مغفرت
کی دعا کرو گے پھر بھی ہرگز خدا ان کو نہ بخشے گا۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عمر! اگر مجھ کو معلوم ہو جائے کہ ستر مرتبہ
سے زیادہ دعائے مغفرت کرنے سے خدا ان کو بخش دے گا تو میں ستر مرتبہ سے بھی زیادہ
ان کے لئے مغفرت کی دعا کروں ۔

عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر رسول کریم نے اُس کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور قبر پر تشریف
لے گئے۔ اور مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی اُس تجارت اور دلیری کرنے سے
تعجب تھا۔ پھر مقوڈی ہی دیر گزری تھی کہ یہ دونوں آیتیں نازل ہوئیں :-

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلٰیٰ اٰحَدٍ مِّنْهُم مَّا مَاتَ اَيْلًا اَوْ لَا تَقُوْا عَلٰی قَبْرِ اٰلِهٖ
كُفْرًا وَاِذَا لِلّٰهِ وَقْدُ مَوْءِیْهِ وَاَمَّا تُوَاوِهٖمْ فَاصْبِرُوْنَ ۚ

”اے رسول! تم بن منافقوں میں سے کسی کے جنازہ کی نماز نہ پڑھاؤ۔ اُس کی قبر پر کھڑے
ہو بیک ان لوگوں نے خدا اور اُس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور فاسق مرے ہیں“
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی منافق کے جنازہ

پر تشریف نہیں لے گئے اور نہ کسی کے جنازہ کی ناز پڑھائی۔

اس کے اگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَإِذْ أَنْزَلْتُ سُورَةَ أَنَا يُحْيُوا بِاللَّهِ وَجَاهِدُوا مَعَ رَسُولِهِ اسْتَأْذَنَكَ
أُولُو الْعُلُولِ مِنْهُمْ ۖ

”اور جب کوئی سورت اس معنوں کی نازل کی جاتی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کیساتھ
ہمو کر جہاد کرو تو منافقوں میں سے مال و دولت والے تم سے بیٹھ رہنے کی اجازت
مانگتے ہیں“

لَكِنَّ الرَّسُولَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ جَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَأُولَئِكَ
لَهُمْ الْجَنَّةُ وَالْأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۖ أَفَعَدَّ اللَّهُ
لَهُمْ جَهَنَّمَ تَجَرُّعًا مِنْ تَحْتِهَا أَلَمْ تَنظُرْ إِلَى الْفُتُورِ الْعَظِيمِ ۖ

”لیکن رسول نے اور ان لوگوں نے جو ان کے ساتھ ایمان لائے ہیں۔ راہِ خدا میں اپنی
جانوں اور مالوں کے ساتھ جہاد کیا اور انہی لوگوں کے واسطے نیکیاں ہیں دونوں جہان
کی اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں خدا نے ان کے لئے جنتیں تیار کی ہیں جس کے
نیچے نہریں بہتی ہیں یہ لوگ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔“

وَجَاءَ الْمُعَذِّبُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِينَ
كَذَبُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۖ أَخْرِجَتْهُمْ

”اور آئے وہ لوگ جنہوں نے خدا اور رسول سے جھوٹ بولا تھا“

اور معذوروں بنی غفار میں سے چند لوگ تھے جن میں سے ایک خفان
مُخْلِصٌ مَعْدُورِينَ بن ایماہ بن رضمہ تھے۔ اس کے اگے ان لوگوں کا بیان فرمایا ہے جو
سواری نہ ملنے کے سبب سے جہاد میں نہ جاسکے تھے۔ جن کا قعہ اور بیان ہو چکا ہے :

وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا اتَّوَلَّكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ مَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا
وَأَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا أَلَّا يَجِدُوا مَا يُنْفِقُونَ ۖ إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ
يَنْتَازِمُونَ وَهُمْ غَنِيَاءُ رَضُوا بِأَنْ يَكُونُوا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ
لَا يَفْقَهُونَ ۖ

”اور نہیں ہے گناہ اُن لوگوں پر جو اے رسول! تمہارے پاس سواری مانگتے کو اُسے تم نے اُن سے کہا میرے پاس سواری نہیں ہے جس پر میں تم کو سوار کروں۔ وہ روتے ہوئے اس غم سے اُسے چلے گئے کہ خرچ کرنے کو کچھ نہ پاتے تھے۔ بیشک گناہ اُن لوگوں پر ہے جو تم سے بیٹھ رہنے کی اجازت مانگے ہیں حالانکہ وہ غنی ہیں راضی ہیں وہ اس بات سے کہ وہ عورتوں کی طرح ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔ لہذا وہ نہیں جانتے۔“

پھر ان منافقوں کے مسلمانوں کے سامنے قسین کھانے اور عذر پیش کرنے کا ذکر فرمایا ہے کہ تم ان کی طرف سے منہ پھیر لو۔ اور اگر تم ان سے راضی بھی ہو جاؤ گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ (ان) فاسقوں سے راضی نہ ہوگا۔

پھر دہقانی عربوں اور ان کے منافقوں کا ذکر فرمایا ہے :-
 وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَن يَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرًا وَيَتَوَقَّعُ بِلَعَالٍ دَارًا
 عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ
 ”عرب کے دہقانوں میں بعض وہ لوگ ہیں کہ جو کچھ وہ راہِ خدا میں خرچ کرتے ہیں اُس کو قرمن ٹھما کہتے ہیں اور تمہارے ساتھ زمانہ کی گردشوں کا انتظار کرتے ہیں اسی پر بُری گردش ہے اور اللہ سننے والا علم والا ہے۔“

پھر ان اعراب کا ذکر فرمایا ہے جو خالص اور پکے مسلمان تھے۔
 وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَن يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ
 قَرْبًا لِلَّهِ وَصَلَوَاتِ الرَّسُولِ أَلَا إِنَّهَا قَرِيبٌ لِّهَؤُلَاءِ
 ”وہ اور عرب کے دہقانوں میں سے بعض لوگ وہ ہیں جو خدا اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو خرچ کرتے ہیں اُس کو خدا کی نزدیکی اور رسول کی دعا کا سبب سمجھتے ہیں۔ خبروار بیشک یہ خرچ کرنا اُن کے لئے قربت کا باعث ہے۔“

پھر ان مہاجرین اور انصار کا ذکر فرمایا ہے جنہوں نے سب سے پہلے اسلام کے اختیار کرنے میں سبقت کی اور ان کی فضیلت اور ثواب کا ذکر فرمایا کہ ان کے تابعین کی فضیلت کا بھی ذکر کیا ہے۔ جنہوں نے احسان اور نیکی کے ساتھ ان کا اتباع کیا۔ چنانچہ فرمایا ہے کہ خدا اُن سے راضی ہوا۔ اور وہ خدا سے راضی ہوئے۔

پھر فرمایا ہے :-

وَمِمَّنْ خَوْفٌ لَّكُمْ مِّنَ الْأَعْرَابِ مُنَافِقُونَ ۖ وَهِيَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مَوَْدُّوا
تَحِلَّى الْفَقَاقِ ط

و یعنی تمہارے ارد گرد جو عرب رہتے ہیں ان میں سے بعض منافق ہیں اور بعض مدینہ کے
رہنے والوں میں سے بھی نفاق پھاڑے ہوئے ہیں :-

سَتُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ إِلَىٰ عَذَابِ عَظِيمٍ ۖ

”عنقریب ہم ان کو دو مرتبہ عذاب کریں گے۔ ایک عذاب یہ جس کے اندر دنیا میں گرفتار ہیں

یعنی اسلام کی ترقی کو دیکھ کر مرے جاتے ہیں اور دوسرا عذاب قبر کا ہے۔ پھر ان دونوں ہی
عذابوں کے بعد بڑے عظیم الشان عذاب میں جو دوزخ کا ہے یہ منافق گرفتار کئے جائیں گے۔

وَالْآخِرُونَ اعْتَدُوا لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِمٌ ۚ وَالْأَخْرَسُونَ
الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْهِمْ أَنْتُمْ عَقُّوهُمْ ۚ كَذٰلِكَ ۖ

(۹ : ۱۰۲)

”اور دوسرے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا اور اچھے اور
بُرائے دونوں طرح کے عمل کئے۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی توبہ قبول فرمائے۔ بیشک
خدا بخشنے والا مہربان ہے۔“

هٰذَا مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةٌ تُطَهِّرُهُمْ بِهَا وَتَذَكِّرُهُمْ وَصَلَّىٰ عَلَيْهِمْ
إِنَّا صَدَقْنَا تِلْكَ سَكُنْ لَّهُمْ ط

”اے رسول! تم ان کے مالوں میں سے صدقہ لے کر اُس کے ساتھ ان کو پاک اور پاکیزہ
کرو۔ بیشک تمہاری دعا اُن کے لئے سکون کا باعث ہے۔“

وَالْآخِرُونَ مَوْجُوْهُنَّ رَاٰ مُرَابِّهٖ ۙ مَا يَعْذِبُهُمْ وَاٰمَنَّا
بِتَوْبَتِ عَلَيْهِمْ ط

”اور دوسرے پیچھے رہنے والوں میں سے وہ لوگ ہیں جنہیں حکیم الہی کے صدور
کے لئے مہلت دی گئی ہے یا اُن کو عذاب کہے یا اُن کی توبہ قبول فرمائے۔“
پھر اس کے آگے مسجد مزار کا ذکر فرمایا ہے۔

پھر فرماتا ہے :-

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَمْسٍ لَهُمُ
الْجَنَّةُ يَلْقَاوْنَ فِي سَبِيلِهِ يَفْتَنُونَ وَيُقْتَلُونَ وَعَدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي
التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ فَاسْتَبَشِرُوا بِلَيْسِ عِلْمِ الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ
وَذَلِكَ هُوَ الْقَوْلُ الْعَظِيمُ ۝

”بے شک خدا نے مومنوں سے ان کے جان و مال کو خرید لیا ہے بالعمض اس کے کہ ان کے لئے جنت ہے راہِ خدا میں لڑتے ہیں۔ پس قتل کرتے ہیں اور قتل ہوتے ہیں۔ یہ وعدہ خدا پر پورا کرنا حق اور لازمی ہے۔ تورات اور انجیل اور قرآن میں، اس لئے اسے مسلمانوں! تم اپنی اس بیع کے ساتھ خوش ہو جو خدا نے تم سے کی ہے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔“
ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں سودہ برأت کو لوگ مبشرہ کہتے تھے۔ کیونکہ اس سودت نے لوگوں کے پوشیدہ حالات ظاہر کر دیئے تھے۔
راوی کہتا ہے غزوہ تبوک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری غزوہ تھا جس میں آپ بذاتِ خود تشریف لے گئے تھے۔



۹۔ اور اُس کے واقعات

سورہ فتح کا نزول ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ کی فتح اور تبوک کے غزوہ سے فارغ ہوئے اور بنی ثقیف نے بھی اسلام قبول کر لیا تو پھر چاروں طرف سے قبائل عرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت اور اسلام سے مشرف ہونے لگے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اصل میں تمام قبائل عرب اسلام لانے میں قریش کے منتظر تھے کہ دیکھیں قریش اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑائیوں کا کیا انجام ہوتا ہے۔ کیونکہ قریش تمام عرب کے ہادی اور پیشوا سمجھے جاتے تھے اور تمام عرب ان کی نسبت کے سبب سے بیت اللہ کی خدمت اور حضرت اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام کی اولاد ہونے کی نسبت سے اذہد تعظیم و تکریم کرتے تھے اور قریش کی رسول اللہ سے مخالفت کے سبب سے ہی تمام قبائل عرب قبول اسلام سے خاموش تھے۔ جب مکہ فتح ہو گیا اور قریش کا ذہد اور مخالفت اسلام نے توڑ دیا تو سب عرب سمجھ گئے کہ ہم کسی طرح رسول اللہ کی مخالفت نہیں کر سکتے۔ پس سب کے سب گروہ کے گروہ اور فوجیں کی فوجیں اللہ تعالیٰ کے دین میں داخل ہونے لگے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اللہ شاد فرماتا ہے :-

اَوَاٰجِبَاءَ نَفَرًا اللّٰهُ وَالْفَتْحُ وَرَأٰی بَیْتِ النَّاسِ یَذْهَبُوْنَ فِیْ وَیْنِ اللّٰهِ

اَفْوَاٰجًا فَسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّکُمْ وَاسْتَغْفِرُوْا لَہٗ ۚ کَانَ تَوَّابًا ۝

”جبکہ آگئی مدد اللہ کی طرف اور فتح اور دیکھا تم نے لوگوں کو کہ داخل ہوتے ہیں اللہ کے دین میں فوجیں

کی فوجیں میں اپنے رب کی حمد و تسبیح کرو اور اُس سے معاف ہو کر واپس آ جاؤ تو قبول کرنا والا ہے۔“

بنی تمیم کا وفد منجملہ اور وفدوں کے بنی تمیم کا وفد بھی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور اشراوت بنی تمیم سے یہ لوگ اس وفد میں تھے عطار و بنی حاجب بن زرارہ

بن مس تمیمی۔ یہ وہ شخص ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاویہ بن ابی سفیان کا بھائی بنایا تھا اور اسی طرح آپ نے اپنے اصحاب مہاجرین میں عقد اخوت قائم کیا تھا۔ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے درمیان اور حضرت عثمانؓ اور عبدالرحمن بن عوفؓ میں اور طلحہؓ بن عبید اللہ اور زبیرؓ بن عوامؓ میں اور ابوذر غفاریؓ اور مقداد بن عمروؓ بہرانیؓ میں اور معاویہ بن ابی سفیان اور حنات بن یزید مجاشعیؓ میں حنات بن یزید نے معاویہ کی خلافت کے زمانے میں ان کے پاس انتقال کیا۔ اور اس اخوت کے سبب سے معاویہ نے تمام مال حنات کا وارث ہونے کے سبب اپنے قبضہ میں لے لیا۔ اسی سبب سے فردوق شاعر نے اپنے ایک قصیدہ میں معاویہ کی بھوکی ہے۔

وفد کے ارکان | اور یہ لوگ بھی بنی تمیم کے وفد میں تھے۔ نعیم بن یزید اور قیس بن حرث اور قیس بن عاصم۔

ابن ہشام کہتے ہیں عطار بن حاجب بنی تمیم کی شاخ بنی دارم بن مالک بن حنظلہ بن مالک بن زید بن منات بن تمیم میں سے تھے اور اقرع بن حابس بنی مالک بن دارم بن مالک میں سے تھے اور حنات بن یزید بھی بنی دارم بن مالک میں سے تھے اور زہقان بن بدر بنی یزید بن عوف بن کعب بن سعد بن زید منات بن تمیم میں سے تھے۔ اور عمرو بن اہثم بنی منقر بن عبید بن حرث بن عمرو بن کعب بن سعد بن زید منات بن تمیم میں سے تھے۔ اور قیس بن عاصم بھی بنی منقر بن عبید میں سے تھے۔

انہی لوگوں کے ساتھ عیینہ بن حصن فرزدی بھی تھے اور عیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس فتح مکہ اور تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے۔

بنی تمیم کی مفاخرت | جب یہ لوگ مسجد میں داخل ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجرہ میں تشریف رکھتے تھے۔ ان لوگوں نے آوازیں دینی شروع کیں کہ اے محمدؐ باہر آؤ۔ ہم تم سے مفاخرت کرنے آئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے چیخنے اور آوازیں دینے سے تکلیف ہوئی۔ مگر اسی وقت باہر تشریف لائے۔ انہوں نے عرض کیا، ہمارے خطیب کو آپ حکم دیں کہ وہ ہمارے فخر کا خطبہ بیان کرے۔ آپ نے فرمایا میں نے اجازت دی۔ تمہارا خطیب کہے کیا کہتا ہے۔ چنانچہ عطار بن حاجب کھڑا ہوا اور نہایت فصاحت سے اُس نے یہ خطبہ پڑھا۔

عطار کی تقریر | اُس خدا کو تعریف ہے جس کا ہم پر بہت بڑا فضل و احسان ہے اور وہی

تعریف کے لائق ہے جس نے ہم کو بادشاہ بنایا اور بڑی مال و دولت عنایت کی۔ جس کو ہم نیک کاموں میں خرچ کرتے ہیں اور تمام مشرقی عرب میں ہم کو اُس نے سب سے زیادہ باعزت کیا ہے اور تعداد و شمار میں بھی ہم سے زیادہ ہیں۔ کل نوع انسان میں ایسا کون ہے جو ہماری ہم سہری کا دعویٰ کر سکے۔ کیا ہم سب کے سردار نہیں ہیں اور سب سے زیادہ فضیلت نہیں رکھتے ہیں۔ اگر کسی کو ہمارے سامنے اپنا فخر ظاہر کرنا ہے تو جیسے فضائل ہم نے اپنے بیان کئے ہیں وہ بھی ظاہر کرے اور ہم نے نہایت مختصر بیان کیا ہے۔ اگر ہم چاہیں تو بہت کچھ بیان کر سکتے ہیں۔ مگر ہم کو اپنے مناقب اور اپنی نعمتوں کے بیان کرنے سے جو اللہ تعالیٰ نے ہم کو دی ہیں شرم آتی ہے۔ لہذا ہم کہتے ہیں کہ جس کو دعویٰ ہو وہ بھی ہمارے سامنے اپنے بے مغاخر بیان کرے اور لازم ہے کہ جو فضائل وہ بیان کرے وہ ہمارے فضائل سے افضل ہوں۔

ثابت بن قیس کی جوابی تقریر | اداوی کہتا ہے بنی تمیم کے اس خطبہ کو سن کر رسول اللہ ﷺ علیہ وسلم نے ثابت بن قیس بن شہاس سے فرمایا کہ تم کھڑے ہو کر اس کے خطبہ کا جواب دو۔ ثابت کھڑے ہوئے اور یہ خطبہ پڑھا :-

اُس خدا کو حمد و ثناء و منزاوا ہے جس نے آسمان و زمین کو پیدا کر کے اپنا حکم اُن کے اندر جاری کیا اور اُس کا علم کل اشیاء کو احاطہ کئے ہوئے ہے اور ہر بات اُسی کے فضل پر موقوف ہے۔ پھر اُسی کی قدرت کا یہ کرشمہ ہے کہ اُس نے ہم کو زمین کا مالک اور بادشاہ بنایا اور اپنی کل مخلوق میں اپنے بنی کو برگزیدہ کیا جو تمام خلقت میں اندرون سے نسب بزرگ اور اندرون سے حسب افضل اور صدق گفتار اور حسین کردار سے آداستہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو تمام عالم میں سے مخصوص کر کے اپنی مخلوق پر امین کیا۔ پھر ان رسول نے لوگوں کو ایمان کی دعوت دی۔ مہاجرین جو رسول کے اقرباء اور ذی رحم اور حسب و نسب میں سب سے بہتر اور حسین صورت اور حسن سیرت سے آداستہ تھے۔ سب سے پہلے اس دعوت کے مطیع ہوئے اور خدا و رسول کے حکم کو قبول کیا۔ پھر ہم انصار نے اس دعوت کے قبول کرنے میں سبقت کی۔ لہذا ہم اللہ کے انصار اور اُس کے رسول کے وزیر ہیں۔ تمام کفار و مشرکین کو ہم قتل کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ خدا و رسول کے ساتھ ایمان لائیں۔ پس جو اُن میں سے ایمان لائے گا وہ ہم سے اپنے جان و مال کو محفوظ رکھنا

اور جو انکار کرے گا ہم ہمیشہ اُس پر جہاد کریں گے اور اُس کا قتل کرنا ہم پر بہت آسان ہوگا۔ اب میں اپنی گفتگو ختم کرتا ہوں اور اپنے اور تمہارے لئے اللہ سے بخشش کی دعا کرتا ہوں اور تمام مومن مردوں اور عورتوں کے لئے بھی، اور تم پر سلام ہو۔“

زہد برقان کے اشعار اور حسان کا جواب | راوی کہتا ہے اس کے بعد بنی تمیم کے وفد

اپنی قوم کی تعریف اور فخر میں ایک نظم پڑھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان بن ثابت کو جو اُس وقت وہاں موجود نہ تھے بلوایا۔ جب حسان آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس کے اشعار کا جواب دو۔ حسان نے فی البیہ اسلام اور مسلمانوں کے فخر اور تعریف میں بہت سے اشعار پڑھے۔ جس کو شن کرا قرع بن عابس تمیمی نے کہا کہ قسم ہے میرے باپ کی! ان کا خطیب میرے خطیب سے بڑھ کر اور ان کا شاعر ہمارے شاعر سے افضل و بہتر ہے۔ اور ان کی آوازیں ہماری آوازوں سے زیادہ شیریں ہیں۔

پھر اس مفاخرہ اور مشاعرہ کے بعد یہ سب لوگ مسلمان ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت کچھ انعام و اکرام سے ان کو سرفراز فرمایا۔ ان میں ایک لڑکا عمرو بن اہم نام تھا اُس کو یہ اپنے شکسانے میں چھوڑ آئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کو بھی وہی انعام دیا جو ان کو دیا تھا۔ بنی تمیم کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے :
 اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ قُرَاِیِ الْحَیْثَیَاتِ اَكْثَرُھُمْ كَاۡفِرُوْنَ یَعْقِلُوْنَ ۙ
 ”یعنی اے رسول! جو لوگ تم کو مجروں کے پیچھے سے پکارتے ہیں اکثر ان میں سے عقل نہیں رکھتے۔“

وفد بنی عامر | راوی کہتا ہے بنی عامر کے وفد میں یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عامر بن طفیل اور اہد بن قیس بن جہز بن خالد بن جعفر اور جبار بن سلمیٰ بن مالک بن جعفر یہ تینوں شخص بنی عامر کے سردار اور اول درجہ کے شیاطین تھے اور عامر بن طفیل اس وفد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیساتھ ہجرت کے بارے سے آیا تھا۔ لوگ اس سے کہتے تھے کہ اے عامر سب آدمی مسلمان ہو گئے ہیں تو بھی اسلام قبول کر لے۔ اُس نے کہا واللہ! میں نے قسم کھائی تھی کہ میں اس بات کی کوشش ہمیشہ کرتا رہوں گا کہ تمام عرب میرے مطیع ہوں۔ پھر اب میں اس شخص کا کیسے مطیع ہو سکتا ہوں۔ پھر عامر نے

اربد سے کہا کہ جب ہم محمد کے پاس پہنچیں گے تو میں اُن کو باتوں میں مشغول کر لوں گا۔ تو اُن پر تلوار کا وارہ کر دینا۔ پس جب یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے۔ عامر بن طفیل نے کہا اے محمد! مجھ سے غلوت میں کچھ باتیں کیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو پہلے خدا و رسول پر ایمان لا۔

پھر اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو باتوں میں لگایا اور اربد کی طرف دیکھنا شروع کیا تاکہ میں بات کا اُس کو حکم دیا تھا اُس کو وہ پورا کرے مگر اربد خاموش کھڑا رہا۔ جب عامر نے دیکھا کہ اربد کچھ نہیں کرتا تو غصہ میں وہاں سے کھڑا ہوا اور آنحضرتؐ سے کہنے لگا کہ قسم ہے خدا کی سواروں اور پیدلوں سے تمہارے مقابلہ پر نہ میں کو بھروں گا۔ آپؐ نے دعا کی اے خدا! تو میری طرف سے عامر بن طفیل کو کافی ہو۔ جب عامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے باہر نکلا تو اربد پر بہت غصا ہوا کہ تو نے محمدؐ کو قتل کیوں نہ کیا۔ اربد نے کہا تو ناحق ناراض ہو رہا ہے۔ جب میں نے یہ ارادہ کیا۔ بجز تیرے اور کوئی مجھ کو دکھائی نہ دیا تو پھر کیا میں تجھ کو قتل کرتا۔

عامر اور اربد کی ہلاکت | راوی کہتا ہے پھر یہ لوگ اپنے شہروں کو واپس ہوئے اور راستہ اسی میں عامر بن طفیل مرض طاعون میں گرفتار ہوا۔ اس کی گردن میں ایک گٹھلی پیدا ہوئی اور بنی سلول میں سے ایک عورت کے گھر میں مگر گیا۔ دونوں ساتھی اس کے اس کو دفن کر کے آگے روانہ ہوئے۔ جب اپنے شہر میں پہنچے تو قوم نے اربد سے پوچھا کہ کہو کیا خبر لائے؟ اربد نے کہا کچھ بھی نہیں۔ خدا کی قسم! ہم کو ایسی چیز کی عبادت کی طرف بلایا کہ اگر وہ میرے پاس اب ہوتا تو میں اُس کے تیرا دتا اور قتل کر دیتا۔ پھر اس کے ایک یا دو دن کے بعد اربد اپنے اوٹ کو لے کر کہیں جا رہا تھا کہ یکایک بجلی گری اور اُس نے اُس کو مع اوٹ کے جلادیا۔ یہ اربد بن قیس بعید بن رعیہ کا ماں شریک بھائی تھا۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں عامر بن طفیل اربد کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے:- **اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى سَعًى مَا كُفِّرَتْ مِنْ ذُنُوبِهَا مِنْ قَالٍ هٰكُنَّ اَمْسَ اَيَّتْ مِنْ مُتَحَبَّاتٍ سَعًى وَهَ فَرَشْتِ هِيَ جَوْحِيْمُ النَّبِیِّ سَعًى اَللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حفاظت کرتے ہیں۔** پھر اس آیت میں اربد کے ہلاک ہونے کا ذکر فرمایا ہے **وَيُؤَيِّلُ الْقَوَاعِقَ فَيُعْثِبُ بِهَا مَنْ يَشَاءُ** یعنی جس پر چاہتا ہے بجلی گراتا ہے۔ (جیسے اس وقت اربد پر گمائی)۔

بنی سعد بن بکر کا وفد | ابن اسحاق کہتے ہیں بنی سعد بن بکر نے اپنی قوم سے ایک شخص منام بن ثعلبہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں روانہ کیا۔

ابن عباس کہتے ہیں جب منام بن ثعلبہ مدینہ میں آئے تو اپنے اونٹ کو مسجد کے دروازہ پر بٹھا کر اندر داخل ہوئے اور آنحضرتؐ اُس وقت صحابہؓ کے ساتھ تشریف رکھتے تھے۔ منام نے اگرچہ چچا تم لوگوں میں عبدالمطلب کے فرزند کون صاحب ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں ہوں۔ منام نے کہا کیا آپ ہی محمدؐ ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں! منام نے کہا میں آپ سے چند سوال کرنا چاہتا ہوں اور وہ سوال بھی سخت ہیں۔ اگر آپ ناراض نہ ہوں تو میں دریافت کروں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں ناراض نہ ہوں گا۔ تم کو جو کچھ دریافت کرنا ہے کرو۔ منام نے کہا میں آپ کو آپ کے غذا کی اقسام لوگوں کی جو آپ سے پہلے تھے اور آپ کے بعد ہوں مجھے قسم دیتا ہوں اور سوال کرتا ہوں کہ کیا خدا نے آپ کو رسول بنا کر ہمدادی طرف بھیجا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں منام نے پھر اُسی طرح قسم دے کر سوال کیا کہ کیا خدا نے آپ کو حکم فرمایا ہے کہ ہم ان پانچوں نمازوں کو پڑھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔

غرضیکہ اسی طرح منام نے تمام احکام اسلام رکوع اور سج اور روزہ وغیرہ کی نسبت سوالات کئے اور ہر سوال کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی طرح قسم دیتے تھے جس طرح کہ پہلی مرتبہ دی تھی۔ یہاں تک کہ جب منام ان سب سوالوں سے قادر ہوئے تو کہا۔
 أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ۔

رجن فرائض کا آپؐ نے حکم فرمایا ہے ان کو میں ادا کروں گا اور جن باتوں سے آپؐ نے منع کیا ہے ان سے باز رہوں گا اور ان میں سے کچھ کم یا زیادہ نہ کروں گا۔ پھر یہ رسول اللہ کے پاس سے رخصت ہو کر اپنے اونٹ کی طرف آئے۔ منام کے بال بڑے بڑے تھے اور ان کی ہانہوں نے دو زلفیں بنا رکھی تھیں جب یہ رخصت ہوئے تو آپؐ نے فرمایا۔ اگر زلفوں والے نے یہ بات سچ کہی ہے تو جنت میں داخل ہوگا۔

راوی کہتا ہے منام اپنے اونٹ کی رستی کھول کر اُس پر سوار ہوئے اور اپنی قوم کے پاس آئے۔ ساری قوم ان کے پاس جمع ہوئی۔ پس پہلی بات جو انہوں نے کہی وہ یہ تھی کہ اے

قوم لات اور عثری باطل ہونگے۔

قوم نے کہا خبردار اے منام ایسی بات نہ کہہ تو نہیں ڈرتا کہیں تجھ کو برص یا جذام یا جنون نہ ہو جائے۔ منام نے کہا اے قوم! تجھ کو خرابی ہو۔ یہ بت خدا کی قسم کچھ نفع یا نقصان میں پہنچا سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا ایک رسول بھیجا ہے اور اُس پر اپنی کتاب نازل فرمائی ہے اور اُس کے ذریعے تم کو اس جہالت اور گمراہی سے پاک کیا ہے۔ پھر منام نے کلمہ پڑھا۔
 أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

اور اے قوم! میں اُن رسول سے تمہارے لئے سب باتیں دریافت کر آیا ہوں جن کو تمہارے لئے بجالانا چاہیئے وہ بھی اور جن سے تم کو پرہیز کرنا چاہیئے وہ بھی۔
 راوی کہتا ہے چنانچہ خدا کی قسم اسی روز شام سے پہلے تمام قوم مسلمان ہو گئی۔ کوئی مرد یا عورت باقی نہیں رہا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ہم نے منام سے بہتر کسی قوم کا وفد نہیں سنا۔



مختلف وفود (۱)

وفد بنی عبد القیس | ابن اسحاق کہتے ہیں بنی عبد القیس کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جارد بن عمرو بن نفیل حاضر ہوئے۔ ابن ہشام کہتے

ہیں جارد بن بشر بن معالی ہیں اور یہ نمرانی تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب جارد و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گفتگو کی تو آپ نے ان کو اسلام کی دعوت فرمائی۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں بھی ایک دین رکھتا ہوں۔ اگر میں اپنے دین کو آپ کے دین کی خاطر چھوڑ دوں تو کیا آپ میرے لئے ضامن ہوتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں میں ضامن ہوں اور کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تم کو اس سے بہتر دین کی ہدایت کرتا ہے۔ چنانچہ جارد و اور ان کے سب ساتھی مسلمان ہوئے اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انہوں نے سواری مانگی۔ آنحضرت نے فرمایا میرے پاس سواری نہیں ہے۔ پھر جارد و رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہو کر اپنی قوم میں آئے اور یہ بڑے پکے دیندار تھے۔

جب ان کی قوم غرور بن منذر بن نعمان بن منذر کے ساتھ مرتد ہوئی تو یہ اسلام پر قائم رہے تھے اور لوگوں کو اسلام کی طرف انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے بلایا تھا اور کہتے تھے کہ اے لوگو! میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد اس کے بندہ اور رسول ہیں اور جو شخص یہ گواہی نہیں دیتا ہے میں اُسے کافر سمجھتا ہوں۔

منذر بن ساوی کا قبول اسلام | ابن اسحاق کہتے ہیں فتح مکہ سے پہلے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علاء بن الحضرمی کو منذر بن ساوی عبیدی کے پاس

بحرین میں دعوت اسلام کرنے بھیجا تھا۔ منذر بن ساوی نے اسلام قبول کیا اور رسول کریم کے وصال کے بعد اہل بحرین کے مرتد ہونے سے پہلے انتقال کیا اور علاء بن حضرمی بحرین میں آنحضرت کی طرف سے

امیر ہو کر رہتے تھے۔

وفد بنی حنیفہ | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جب بنی حنیفہ کا وفد آیا تو مسیلہ بن حبیب حنفی کذاب بھی انہی میں تھا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں یہ لوگ بنی نجار میں سے ایک عورت کے مکان پر ٹھہرے تھے۔

جب بنی حنیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو مسیلہ کذاب کو انہوں نے کپڑا اوڑھا کر چھپا رکھا تھا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کے ساتھ مسجد میں رونق افروز تھے اور آپ کے ہاتھ میں اس وقت ایک کھجور کی چھڑی تھی۔ مسیلہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گفتگو کی اور کچھ مانگا۔ آپ نے فرمایا اگر تو مجھ سے یہ کھجور کی چھڑی بھی مانگے گا تو میں تجھ کو نہ دوں گا۔

ایک دوسری روایت اس طرح ہے کہ جب بنی حنیفہ حاضر ہوئے تو مسیلہ کو اپنی فرودگاہ میں چھوڑ آئے تھے۔ پھر جب یہ لوگ مسلمان ہوئے اور رسول کریم نے ان کو انعام و اکرام تقسیم کیا۔ تب انہوں نے عرض کیا کہ ایک شخص ہم اپنی فرودگاہ میں چھوڑ آئے ہیں اور وہ ہمارے اسباب کی حفاظت کر رہا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا وہ بھی تم سے کم مرتبہ کا نہیں ہے اور پھر اس کے لئے بھی آپ نے اسی قدر انعام کا حکم دیا جو ان میں سے ہر ایک کو دیا تھا۔ جب یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رخصت ہو کر مسیلہ کے پاس آئے تو جو اس کا حقہ آپ نے دیا تھا وہ اس کو دیا اور سارا واقعہ بیان کیا۔ پھر یہ لوگ اپنے شہر یمامہ میں چلے آئے اور دشمن خدا مسیلہ مرتد ہو کر نبوت کا دعوے کر بیٹھا اور کہنے لگا میں نبوت میں محمدؐ کا شریک ہوں اور ان لوگوں سے کہا جو اس کے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گئے تھے کہ دیکھو کیا تم سے محمدؐ نے میرے بارے میں نہیں کہا تھا کہ یہ تم میں کم مرتبہ کا نہیں ہے؟ محمدؐ نے یہ بات اسی سبب سے کہی تھی کہ وہ مجھ کو جانتے تھے کہ یہ نبوت میں میرا شریک ہو گا۔ پھر اس میلہ نے معنی جبار میں گھر گڑھ کر اپنی قوم کو سنائی شروع کیں اور کہا کہ میرے اوپر وحی آتی ہے جیسے محمدؐ پر قرآن نازل ہوتا ہے اور شراب اور زنا اس کے حلال کر دیا اور نماز بھی معاف کر دی اور باوجود ان باتوں کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا بھی اقرار کرتا تھا اور بنی حنیفہ اس کے مطیع ہو گئے تھے۔

وفد بنی طے اور ان کا اسلام | بنی طے کے سردار زید الخلیل اس وفد کے ساتھ تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور

اور گفتگو ہوئی تو آپ نے ابن پر اسلام پیش کیا۔ یہ سب لوگ اسلام لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عرب کے جس شخص کی فضیلت میرے سامنے بیان کی گئی اور پھر وہ شخص مجھ سے بلا تو اس فضیلت سے میں نے اس کو بہت کم پایا سوائے زید الخلیل کے کہ ان کی جس قدر تعریف میں نے سنی تھی اس سے بدرجہا بہتر پایا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جاگیر کا فرمان لکھ کر ان کو عنایت کیا اور ان کا نام زید الخیر رکھا جب یہ شخصت ہونے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر زید مدینہ کے بخار سے نجات پا جائیں تو..... ہے۔

داوی کہتا ہے جب زید بخد کے قریب ایک پانی کے چشمہ پر پہنچے جس کا نام قرہ ہے وہاں ان کو بچا ہوا اور وہیں ان کا انتقال ہو گیا۔ ان کی بیوی نے اس فرمان کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاگیر کا ان کو عنایت کیا تھا آگ میں جلا دیا۔

عدی بن حاتم | عدی بن حاتم کہتے ہیں عرب میں مجھ سے زیادہ کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نفرت کرنے والا نہ ہو گا۔ اور میں ایک شریف آدمی نصرانی تھا اور میں اپنی قوم کا بادشاہ تھا اور ان کے سارے انتظام میں ہی کرتا تھا۔ میرا ایک غلام عربی تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ تو میرے عمدہ عمدہ موٹے اور فربہ اونٹ جمع کر کے تیار رکھ اور جب تو محمد کے لشکر کے اس طرف آنے کی خبر سنے تو مجھ کو خبر کر دینا۔ غلام نے ایسا ہی کیا اور دوسرے روز مجھ سے کہا کہ اے عدی! مجھ کو جو کچھ کہنا ہے وہ اب کہہ لے۔ کیونکہ میں نے ایک لشکر کے نشان دیکھے اور وہ یافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ لشکر محمد کا ہے۔

عدی کہتے ہیں میں نے غلام سے کہا کہ تو جلد جا کر اونٹوں کو لے آ۔ غلام اونٹوں کو لے آیا اور میں اپنے اہل و عیال کو ان پر سوار کر کے ملک شام کو روانہ ہوا۔ فقط ایک میری بہن تھامی کی بیٹی رہ گئی اس کو میں اس جلدی میں اپنے ساتھ نہ لاسکا اور ملک شام میں میں نے سکونت اختیار کی۔ میرے جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر نے بی بی طے پر حملہ کیا اور قیدیوں کے ساتھ میری بہن بھی گرفتار ہوئی۔ اور میرے شام کی طرف بھاگنے کی خبر بھی رسول اکرم کو ہو گئی۔ اور ان سب قیدیوں کو ایک غیمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کے

اُسے دکھا گیا۔

رسول اللہ کا حسن سلوک

انہی میں میری بہن بھی تھی اور بڑی ہمت اور جرأت اور عقل والی عورت تھی۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اُس

کے غیمہ کے پاس سے گزرے اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ! والد ہلاک ہوا اور واقد غائب ہو گیا۔ اب آپ مجھ پر احسان فرمائیں۔ خدا آپ پر احسان کرے گا۔ حضور نے فرمایا تیرا واقد کون ہے؟ اس نے عرض کیا عدی بن حاتم طائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہی جو خدا و رسول سے بھاگ گیا ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے۔ دوسرے روز پھر آنحضرت کا ادھر سے گزر ہوا۔ یہ عورت کہتی ہیں میں نے وہی عرض کیا جو پہلے روز عرض کیا تھا۔ آپ نے وہی جواب دیا اور تشریف لے گئے۔ جب تیسرے روز پھر رسول کہیم تشریف لائے تو میں نا اُمید ہو گئی تھی۔ ایک شخص نے جو آپ کے پیچھے تھے میری طرف اشارہ کر کیا کہ کھڑے ہو کر حضور سے عرض کر۔ میں نے کھڑے ہو کر وہی عرض کیا۔ آنحضرت نے فرمایا میں نے تمہاری درخواست منظور کی۔ اب تم جانے میں جلدی نہ کرو۔ اور جب کوئی معتبر آدمی تمہاری طرف کا جانے والا آئے تو مجھ کو خبر کرنا میں اُس کے ساتھ تم کو روانہ کر دوں گا۔

کہتی ہیں میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون شخص تھے جنہوں نے مجھ کو اشارہ کیا تھا۔ لوگوں نے کہا یہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔ کہتی ہیں میں وہی تھی یہاں تک کہ بنی قنقہ کے چند لوگ آئے۔ یہ شام کو جا رہے تھے اور میں بھی اپنے بھائی عدی کے پاس شام میں جانا چاہتی تھی۔ میں آپ کے پاس گئی اور عرض کیا یا رسول اللہ میری قوم کے چند معتبر لوگ آئے ہیں جن پر مجھ کو بھروسہ ہے۔ آپ مجھ کو جانے کی اجازت دیں۔ رسول اللہ نے مجھ کو کھڑے اور کھانا اور خرچ سب عنایت کیا اور سواری کے لئے ایک اونٹ بھی عنایت کیا۔ میں اُن لوگوں کے ساتھ ملک شام کو روانہ ہوئی۔

عدی بن حاتم طائی نے ایک روز دیکھا کہ اونٹ پر ایک عورت سوار چلی آ رہی ہے۔ دل میں کہا کہ ہونہ ہو حاتم کی بیٹی ہو۔ جب وہ قریب آئی

تو دیکھا کہ وہی ہے جب وہ اونٹ پر سے اُتری تو کہنے لگی اے ظالم! اے قطع رحمی کرنے والے! تو اپنے بال بچوں کو تولے آیا اور مجھ کو وہاں چھوڑ آیا یہ تو نے کیا حرکت کی۔ عدی کہتے ہیں میں نے شرمندہ ہو کر کہا اے بہن! تم کو مجھے ایسا کہنا نہ چاہیئے میں اُس وقت بالکل

مجبور ہو گیا تھا۔ ورنہ تم کو اپنے ساتھ ضرور لاتا۔

پھر میں نے پوچھا کہ یہ تو بتاؤ تم محمد کے معاملہ میں کیا کہتی ہو۔ بہن نے کہا کہ میری تو رائے یہ ہے کہ تم ان سے جلد جا کر ملو۔ اگر وہ نبی ہیں تب تو تم کو سبقت کی فضیلت حاصل ہوگی۔ ادا اگر وہ بادشاہ ہیں تب تمہاری عزت میں فرق نہیں آئے گا۔ میں نے کہا بے شک تم نے یہ بہت اچھی رائے دی ہے۔ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ مدینہ میں پہنچا اور مسجد میں داخل ہو کر آپ سے ملاقات کی اور سلام کیا۔ آپ نے فرمایا کون ہو؟ میں نے عرض کیا میں عدی بن حاتم ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو گئے اور مجھ کو اپنے مکان میں لے جانے لگے کہ اتنے میں ایک ضعیف عورت آگئی اور اُس نے بڑی دیر تک آپ سے کچھ اپنی حاجت عرض کی۔ آنحضرت اُس کی خاطر سے کھڑے رہے۔ میں نے اپنے دل میں کہا یہ بادشاہ نہیں ہے۔ بادشاہوں کے ایسے اخلاق نہیں ہوتے۔ پھر رسول کریم مجھ کو لے کر اپنے مکان میں داخل ہوئے اور ایک موٹا گدا اٹھا کر میری طرف ڈال دیا اور فرمایا اس پر بیٹھو۔ میں نے عرض کیا آپ تشریف رکھیں۔ فرمایا۔ نہیں تم ہی بیٹھو۔ آخر میں اُس پر بیٹھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر بیٹھے۔ میں نے اپنے دل میں کہا یہ بات ہرگز بادشاہوں کی سی نہیں ہے۔

رسول اللہ کی پیش گوئیاں | پھر آپ نے فرمایا اے عدی بن حاتم کیا تم کو کسی نہیں تھے۔ میں نے عرض کیا ہاں۔ فرمایا اور پھر تم اپنی قوم سے ٹیکس وصول کرتے تھے۔ حالانکہ یہ تمہارے مذہب میں حرام تھا۔ میں نے عرض کیا بے شک اور میں نے جان لیا کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نبی مرسل ہیں جو ان باتوں کی آپ کو خبر ہے۔ پھر فرمایا اے عدی شاید تم اس خیال سے اسلام قبول کرنے میں تامل کرتے ہو کہ مسلمان غریب لوگ ہیں۔ خدا کی قسم! یہ اس قدر مال ہوں گے کہ ان میں کوئی ایسا شخص ڈھونڈے سے بھی نہ ملے گا جو کسی کا صدقہ وغیرہ قبول کرے۔ اور شاید تم اس وجہ سے دین قبول نہیں کرتے کہ مسلمان ٹھوڑے ہیں اور ان کے دشمن بہت ہیں۔ واللہ! عنقریب تمہا عودت قادسیہ سے سفر کر کے مکہ کی زیارت کو آئے گی اور راستہ میں اُس کو کسی کا خوف نہ ہو گا اور شاید تم اس وجہ سے تامل

کہتے ہو گے کہ مسلمانوں کے پاس ملک اور سلطنت نہیں ہے۔ واللہ! تم عنقریب سن لو گے کہ مسلمانوں نے بابل کے سفید محل فتح کر لئے۔

عدی بن حاتم کہتے ہیں پھر میں مسلمان ہو گیا اور عدی کہتے تھے دو باتیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانے کے مطابق دیکھ لیں۔ یعنی قادیسیہ مسافر عورت کو تنہا خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے بے خوف و خطر آتے ہوئے دیکھا اور بابل کے محل بھی مسلمانوں نے فتح کر لئے۔ اب فقط تیسری بات یعنی مال کی کثرت کے دیکھنے کا منتظر ہوں کہ یہ کب ظہور پذیر ہو گی۔

فروہ بن مسیک کی حاضری | ابن اسحاق کہتے ہیں فروہ بن مسیک مرادی شاہان بنی کنذہ سے جدا ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ظہور اسلام سے پہلے قبیلہ مراد اور ہمدان میں جنگ ہوئی عقی اور اس جنگ میں بنی ہمدان نے بنی مراد کو بہت قتل و غارت کیا تھا اور اس جنگ کے دن کا نام یوم الروم مشہور ہے۔ اسی جنگ میں بنی ہمدان کا سردار اجدع بن مالک تھا۔ اور ابن ہشام کہتے ہیں کہ مالک بن حریم ہمدانی سردار تھا۔ الغرض جب فروہ بن مسیک آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول کریم نے فرمایا اے فروہ تمہاری قوم بنی مراد کو جو صدمہ یوم الروم کی جنگ میں پہنچا تم کو بھی اُس سے کچھ رنج ہوا یا نہیں؟ فروہ نے کہا یا رسول اللہ! ایسا کون شخص ہو گا کہ جس کی قوم کو ایسا صدمہ پہنچے جو میری قوم کو پہنچا اور پھر اُسے رنج نہ ہو۔ آپ نے فرمایا مگر اُس صدمہ نے تمہاری قوم کو اسلام کے اندر خیر و خوبی میں زیادہ کیا۔

پھر آنحضرت نے فروہ بن مسیک کو بنی فراد اور بنی زبید اور قبیلہ مذحج کا حاکم بنا کر روانہ کیا۔ اور خالد بن سعید بن عامر کو بھی اُن کے ساتھ زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا۔ چنانچہ خالد آپ کی وفات تک وہیں رہے۔



مختلف وفود (۲)

بنی زبید کا وفد | بنی زبید کے چند لوگوں کے ساتھ عمرو بن معدی کرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور چلنے سے پہلے انہوں نے قیس بن کثوح مروی سے کہا کہ اے قیس تم اپنی قوم کے سرور ہو۔ ہم نے سنا ہے کہ قریش میں سے ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ لہذا تم بھی میرے ساتھ ان کے پاس چلو اور دیکھو کہ وہ نبی ہیں یا نہیں؟ اگر وہ نبی ہیں تو ان کی نبوت تم پر پوشیدہ نہ رہے گی اور ہم ان کا اتباع کریں گے۔ اگر وہ نبی نہیں ہیں تو ان کا حال ہم کو معلوم ہو جائے گا۔ قیس نے اس رائے سے انکار کیا اور عمرو بن معدی کرب کو جاہل بتلایا۔

عمرو بن معدی کرب خود بنی زبید کے ساتھ خدمت میں حاضر ہو کر اسلام سے مشرف ہوئے۔ جب یہ خبر قیس کو پہنچی تو اس نے عمرو بن معدی کرب کو دھمکایا اور کہا کہ تم نے میری رائے کے خلاف کیوں کیا۔ عمرو بن معدی بن کرب نے بھی اس کو ترکی جواب دیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں عمرو بن معدی کرب اپنی قوم بنی زبید میں رہتا تھا جس کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فردہ بن مسیک کو مقرر کیا تھا۔ پھر رسول مقبول کی وفات کے بعد عمرو بن معدی کرب مرتد ہو گیا۔

وفد بنی کندہ | ابن اسحاق کہتے ہیں اشعث بن قیس بنی کندہ کے آشی آدمیوں کو لے کر انحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان لوگوں نے ریشمی کپڑے پہن رکھے تھے جب یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ہوئے اور سلام کیا تو آپ نے فرمایا کیا تم لوگ مسلمان نہیں ہوئے۔ انہوں نے عرض کیا ہم تو مسلمان ہیں۔ فرمایا پھر یہ ریشمی کپڑے کیوں پہنے ہیں؟

انحضرت کے یہ فرماتے ہی ان لوگوں نے ان کپڑوں کو پھاڑ کر ڈال دیا۔ پھر اشعث بن

قیس نے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ ہم بھی آکل المرار کی اولاد ہیں اور آپ بھی آکل المرار کی اولاد ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلیم کیا اور فرمایا۔ یہ نسب تم عباس بن عبد المطلب اور ربیعہ بن حارث سے بیان کرو۔

راوی کہتا ہے اس کا سبب یہ تھا کہ عباس اور ربیعہ جب سفر کرتے ہوئے دور دراز کے ملکوں میں جاتے تھے تو جب کوئی اُن سے پوچھتا کہ تم کون لوگ ہو؟ یہ اپنی عزت اور فخر ظاہر کرنے کے لئے کہتے تھے کہ ہم آکل المرار کی اولاد ہیں۔ کیونکہ آکل المرار بنی کنندہ کے بلو شاہ کا نام تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشعث بن قیس کے جواب میں فرمایا کہ ہم نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں ہم کو اپنے باپ کا نسب بیان کرنا چاہیئے تم کو اپنے باپ کا۔

پھر اشعث بن قیس نے کہا اے عمرو و کنندہ آیا تم ابھی فادغ ہوئے یا نہیں؟ قسم ہے خدا کی اب جس شخص کو انہیں سنوں گا کہ وہ دوسرے کے نسب میں اپنے آپ کو داخل کرتا ہے اُس کو بھین اُتتی کوڑے ماروں گا۔

اشعث کی نسبت | ابن ہشام کہتے ہیں اشعث بن قیس کی ماں آکل المرار کی اولاد سے تھی اور آکل المرار حارث بن عمرو بن حجر بن عمرو بن معاویہ بن حارث بن

معاویہ بن ثور بن مرتع بن معاویہ کنذی کا لقب ہے اور اس لقب کی وجہ یہ ہوئی کہ حارث بن عمرو کہیں گیا ہوا تھا اس کے پیچھے عمرو بن ہیولہ غسانی نے اس کی قوم پر حملہ کیا اور اُن کو لوٹ کر اُس کی بیوی اُم اناس بنت عوف کو بھی اپنے ساتھ لے گیا۔ اُم اناس حارث کی بیوی نے دستہ میں عمرو بن ہیولہ سے کہا میں دیکھتی ہوں کہ کالے رنگ کے ایک آدمی کو دیکھتے ہیں جس کے ہونٹ ایسے ہیں جیسے اونٹ کے مراد کا کھانے والا اور وہ آکر تیری گردن پکڑے گا۔ یہ تعریف اُس عورت نے اپنے خاوند حارث کی بیان کی تھی۔ اُس دن سے حارث کا لقب آکل المرار ہو گیا اور حارث نے بنی بکر بن وائل میں جا کر عمرو بن ہیولہ کو قتل کیا اور اپنی بیوی کو چھڑا لیا جو عمرو سے اُس وقت تک محفوظ رہی تھی۔ یہ قصہ بہت طویل ہے میں نے بہت مختصر بیان کیا ہے۔

بعض کہتے ہیں آکل المرار حجر بن عمرو بن معاویہ کا لقب ہے اور اُسی کا یہ واقعہ ہے جو اوپر بیان ہوا ہے۔ اور یہ لقب اُس کا اس سبب سے ہوا تھا کہ کسی جنگ میں اُس نے اور اُس کے لشکر کے مراد کھایا تھا اور مراد ایک درخت کا نام ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں مرو بن عبد اللہ راوی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا اور ان کا اسلام بہت اچھا ہوا۔ قبیلہ ازد کے اور لوگ بھی ان کے ساتھ آئے تھے اور اسلام سے مشرف ہوئے تھے۔ آنحضرتؐ نے ان کو ان کی قوم کے مسلمانوں پر امیر بنایا اور حکم دیا کہ جو مشک تم سے قریب ہوں اُن پر جہاد کرو یعنی قبائل بن وغیرہ پر۔

اہل جرش سے جنگ چنانچہ مرو بن عبد اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق مسلمانوں کا لشکر لے کر شہر جرش پر حملہ آور ہوئے۔ اس شہر کی فصیل بہت مضبوط تھی اور لشکر اسلام کی آمد کی خبر سن کر قبیلہ خثعم کے لوگ اس میں داخل ہو کر قلعہ بند ہو گئے تھے۔ مرو بن عبد اللہ نے ایک ماہ کے قریب اس کا محاصرہ کیا اور جب محاصرے کا کچھ حاصل ہوتے نہ دیکھا تو ناچار تنگ ہو کر واپس ہوئے۔ جب یہ ایک پہاڑ کے پاس پہنچے جس کا نام شکر تھا جرش کے رہنے والوں نے خیال کیا کہ مرو بن عبد اللہ ہمارے مقابلہ کی تاب نہ لا کر بھاگا ہے ہم اُس کا تعاقب کر کے اُس کو قتل کریں۔ چنانچہ شکر پہاڑ کے نیچے دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا۔ مسلمانوں نے بہت سے مشرکین کو قتل کیا۔

اس واقعہ سے پہلے اہل جرش نے دو آدمیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ کیا تھا اور اُن کے آنے کے منتظر تھے۔ ایک وزیر یہ دونوں شخص نماز عصر کے بعد رسول کریم کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپؐ نے فرمایا شکر کس شہر میں ہے۔ جرش کے ان دونوں آدمیوں نے عرض کیا کہ حضور ہمارے شہر میں ایک پہاڑ کسر ہے اور جرش کے لوگ اُس کو کسر ہی کہتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں اُس کا نام کسر نہیں ہے بلکہ اُس کا نام شکر ہے۔ ان دونوں نے عرض کیا پھر اُس پہاڑ کا کیا حال ہے؟ فرمایا اُس کے پاس اس وقت خدا کے قربانی کے جانور ذبح ہو رہے ہیں۔

یہ دونوں اس بات کو سن کر بیٹھ گئے۔ حضرت ابو بکرؓ یا حضرت عثمانؓ نے ان سے کہا کہ آنحضرتؐ نے تمہاری قوم کی ہلاکت کی خبر دی ہے۔ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دعا کرو کہ یہ ہلاکت تمہاری قوم پر سے دفع ہو۔ یہ دونوں کھڑے ہوئے اور رسول اللہ سے عرض کیا۔ آنحضرتؐ نے دعا کی کہ اے خدا اس ہلاکت کو ان پر سے اٹھا دے۔

راوی کہتا ہے پھر یہ دونوں شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہو کر اپنی قوم کے پاس

پہنچے اور ان کو معلوم ہوا کہ اُسی وقت اور اُسی دن عمرو بن عبد اللہ نے ان کی قوم کو قتل کیا تھا۔ جس وقت حضورؐ نے مدینہ میں اُس کی خبر ان کے سامنے بیان کی تھی۔

پھر اہل جریش کا ایک گروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام سے مشرف ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے ان کے شہر کے گرد اگر دایک چراگاہ متعین حدود کے ساتھ مقرر کر دی اور دوسرے لوگوں کے لئے اس میں جانور چرنے سے ممانعت فرمائی۔

شاہان حمیر کے مکتوب | جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک سے واپس تشریف لائے تو اُسی وقت شاہان حمیر کا ایلیچی حاضر ہوا اور حرث بن عبد کلال اور نعیم بن عبد کلال اور نعمان ذور عین اور معافر اور ہمدان کے نامہ خدمت میں پیش کئے اور زیدہ و دیرین مالک بن مروہ ہادی کا نام بھی پیش ہوا جس میں انہوں نے اپنے اسلام قبول کرنے اور شرک اور اہل شرک سے جدائی اختیار کرنے کا حال مرقوم کیا تھا۔ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کے جواب میں یہ نامہ لکھا :-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکتوب نبوی

محمد رسول خدا نبی کی طرف سے حرث بن عبد کلال اور نعیم بن عبد کلال اور نعمان ذور عین اور معافر اور ہمدان (وغیرہ شاہان حمیر) کو معلوم ہو کہ میں اُس خدا کی حمد و ثنا کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ پھر اس کے بعد تم کو معلوم ہو کہ تمہارا ایلیچی ہمارے پاس اُس وقت پہنچا جب آدمیوں کے ساتھ جنگ سے واپس آئے اور مدینہ میں ہماری تمہارے ایلیچی سے ملاقات ہوئی اور تمہارے ناموں کو ہم نے ملاحظہ کیا اور تمہارے اسلام قبول کرنے اور مشرکین کو قتل کرنے کی خبر معلوم ہوئی۔ بہ شک اللہ تعالیٰ نے اپنی ہدایت تمہارے شامل حال فرمائی۔

اب تم کو لازم ہے کہ نیک کام اختیار کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں سرگرم رہو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور جو مال غنیمت تم کو حاصل ہو اُس میں سے پانچواں حصہ خدا و رسول کا ٹکالو اور نہری اور بارانی زمینوں میں سے عشر ادر چاہی میں سے نصف عشر ادا کرو۔ اور چالیس اونٹوں میں سے

ایک بنت لبون اور تینتیس میں سے ایک ابن لبون اور پھر ہر پانچ اونٹوں میں سے ایک بکری زکوٰۃ کی دیا کرو اور چالیس گائیکوں میں سے ایک گائے اور تین گائیکوں میں سے ایک جذعہ ادا کرو۔ اور چالیس بکریوں میں سے ایک بکری ادا کرو۔ بشرطیکہ یہ سب جانور جنگل میں چرتے ہوں یہ خدا کا فریضہ ہے جو اُس نے مسلمانوں پر قائم کیا ہے اور جو اس سے زیادہ دے گا وہ اُس کے لئے بہتر ہے اور جو فقط اسی کو ادا کرے گا اور اسلام پر قائم رہ کر مسلمانوں کی مشرکوں کے مقابلہ میں مدد کرے گا۔ اُس کے لئے وہی منافع ہیں جو مومنوں کے لئے ہیں اور وہی سزائیں ہیں جو اُن کے لئے ہیں اور خدا و رسول کی اُس کے لئے ذمہ داری ہے اور جو یہودی یا نصرانی مسلمان ہو گا اُس پر بھی وہی احکام جاری ہوں گے جو مسلمانوں پر جاری ہوتے ہیں اور جو یہودی یا نصرانی اپنے مذہب پر قائم ہے اُس پر جزیہ ہے ہر بالغ مرد و عورت اور آزاد و غلام پر ایک دینار پورا یا اُس کا قیمت کے کپڑے یا اور کوئی چیز پس جو یہ جزیہ رسول اللہ کی خدمت میں ادا کرے گا اُس کے لئے خدا و رسول کا ذمہ ہے اور جو نہ دے گا وہ خدا و رسول کا دشمن ہے۔“

اور زرعمہ و دیزن کو معلوم ہو کہ محمد رسول اللہ کے بھیجے ہوئے لوگ جب تمہارے پاس پہنچیں تو تم اُن کے ساتھ اچھا سلوک کرنا یہ لوگ معاذ بن جبل اور عبداللہ بن زید اور مالک بن عبادہ اور عقبہ بن نمر اور مالک بن مرہ اور ابن کے ساتھی ہیں اور ان سب کے امیر معاذ بن جبل ہیں جب یہ لوگ تمہارے پاس پہنچیں تم زکوٰۃ اور جزیہ اپنے مخالفین سے وصول کر کے ان لوگوں کے ہاتھ میرے پاس روانہ کرنا۔ اور ان لوگوں کو اپنے سے راضی رکھنا۔ اور مالک بن مرہ راہدی کو معلوم ہو کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ تم قوم حمیر میں سب سے پہلے مسلمان ہوئے اور مشرکین کو تم نے قتل کیا ہے۔ پس تم کو غیر و خوبی کی بشارت ہو اور تمہاری قوم حمیر کے

۱۔ بنت لبون :- وہ مادہ جو دو سال کی عمر پوری کر کے تیسرے سال میں داخل ہو چکی ہو کیونکہ اس کی ماں دودھ دینے لگتی ہے۔

۲۔ ابن لبون :- ایسے ہی نر کو کہتے ہیں۔

۳۔ جذعہ :- وہ گائے جس کی عمر چار سال ہو چکی ہو اور پانچواں شروع ہو گیا ہو۔ (مرتب)

متعلق ہیں میں تم کو بھلائی کرنے کا حکم کرتا ہوں اور تم آپس میں ایک دوسرے کی خیانت اور ترکِ مدد نہ کرنا اور اللہ کے رسول تمہارے غنی اور فقیر سب کے مولیٰ ہیں۔ اور یہ جان لو کہ زکوٰۃ محمد اور اہل بیت محمد کے لئے حلال نہیں ہے۔ یہ غریب مسلمانوں اور مسافروں کا حق ہے۔ اور میں نے یہ لوگ نہایت نیک اور دیندار اور اہل علم تمہارے پاس روانہ کئے ہیں۔ تم ان کے ساتھ بھلائی اور نیکی کرنا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت معاذ بن جبل کو وصیت | ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

معاذ بن جبل کو یمن کی طرف رخصت کیا ہے تو وصیت فرمائی مٹی کہ لوگوں کے ساتھ نرمی کرنا سختی نہ کرنا اور بشارت دینا، متنفر نہ کرنا۔ اور تم ایسے اہل کتاب کے پاس جاؤ گے جو تم سے پوچھیں گے کہ جنت کی کبھی کیا ہے تم جواب دینا کہ جنت کی کبھی صرف لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ کی گواہی ہے۔

راوی کہتا ہے جب معاذ یمن میں پہنچے تو جس طرح آنحضرت نے ان کو حکم فرمایا تھا اسی طرح کاربند رہے۔ ایک روز ایک عورت نے ان سے کہا اے رسول خدا کے صحابی یہ تو بتاؤ کہ عورت کے خاوند کا عورت پر کیا حق ہے؟ معاذ نے کہا خاوند کا اس قدر حق ہے کہ عورت اُس کو ادا نہیں کر سکتی ہے۔ پس جہاں تک تجھ سے ہو سکے اُس کے حق ادا کرنے میں کوشش کر عورت نے کہا اگر تم رسول اللہ کے صحابی ہو تے تو تم کو ضرور خبر ہوتی کہ خاوند کا عورت پر کیا حق ہے؟ معاذ نے کہا تجھ کو خرابی ہو۔ اگر تیرے خاوند کی ناک کی ریساروں سے پیپ اور خون جاری ہوا اور تُو اُس کو اپنے منہ سے چوس کر صحت کرے تب بھی تجھ سے اُس کا حق ادا نہ ہو۔

فردہ بن عمرو کا اسلام اور شہادت | ابن اسحاق کہتے ہیں فردہ بن عمرو جذامی بادشاہ روم و شام کی

طرف سے زمین معان میں اُن اہل عرب کے حکم تھے جو دیوبند کی رعایا میں شہادہ کئے جاتے تھے۔ اب فردہ بن عمرو نے اپنا ایلچی رسول کریم کی خدمت میں اپنے اسلام قبول کرنیکی خوشخبری پہنچانے کے لئے بھیجا اور ایک سفید خیمہ بھیج دیا۔ جب روم کے بادشاہ کو فردہ کے اسلام کی خبر ہوئی تو اُس نے ان کو طلب کر کے قید کیا اور پھر ملک فلسطین میں ایک حبشہ کے کنارہ پر جس کا نام غفری تھا فردہ بن عمرو بن نافرہ جذامی ثم النعانی کو ٹھیکہ کر کے سولی پر لٹکا دیا۔

بنو حریث کا قبولِ اسلام اور دیگر وفود

خالد بن ولید کی روانگی | پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماہِ ربیع الآخر یا جمادی الاولیٰ سنہ ۱ میں خالد بن ولید کو بنی حریث کی طرف بھجوانے کیا اور حکم دیا کہ لڑنے سے پہلے تین بار اُن کو دعوتِ اسلام دینا۔ اگر وہ قبول کریں تو بہتر ہے ورنہ پھر جنگ کرنا۔ چنانچہ خالدؓ نے ایسا ہی کیا اور یہ سب لوگ مسلمان ہو گئے۔ خالدؓ نے ان کو دین کی تعلیم کرنی شروع کی اور قرآن شریف سکھانے لگے اور یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالدؓ کو حکم دیا تھا اور خالد بن ولیدؓ نے اس مضمون کا عربینہ آنحضرتؐ کی خدمت میں روانہ کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت محمد نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خالد بن ولید کی طرف سے استسلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ہمیں آپؐ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ انا بعد یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ نے مجھ کو بنی حریث بن کعب کی طرف روانہ فرمایا تھا اور حکم دیا تھا میں تین روز تک ان کو دعوتِ اسلام کروں۔ پھر اگر وہ اسلام قبول کریں تو میں ان میں رہ کر ان کو احکامِ اسلام اور قرآن کی تعلیم کروں اور سنتِ رسولؐ ان کو سکھاؤں۔ اور اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو میں ان سے جنگ کروں۔ پس میں ان کے پاس آیا اور حسبِ الحکم تین روز تک ان کو دعوتِ اسلام کی اور سواروں کو ان کے پاس بھیجا کہ اسے بنی حریث اسلام قبول کر لو سلاطین ہو گئے۔ پس ان لوگوں نے اسلام قبول کیا اور جنگ سے باز رہے۔ اب میں ان میں مقیم ہوں اور دین کے دالروں کو ابھی اور احکامات ان کو بتا رہا ہوں آئندہ جو حکم آپؐ کی جناب سے صادر ہوگا اس کے مطابق عمل کروں گا۔ والسلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مکتوب نبویؐ | نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو یہ جواب روانہ فرمایا :-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمدؐ نبی رسول خدا کی طرف سے خالد بن ولید کو معلوم ہو سلام علیک میں اُس اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اما بعد تمہارا نامہ مع قاصد کے ہمارے پاس پہنچا۔ اور معلوم ہوا کہ بنی حرث بن کعب نے اسلام قبول کر لیا اور جنگ سے پہلے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دی اور یہ خدا کی ہدایت ہے جو اُس نے ان کے شامل حال فرمائی۔ پس تم ان کو ثواب الہی کی خوشخبری پہنچاؤ اور عذاب الہی سے خوف دلاؤ اور خود ان کے چند لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر ہماری خدمت میں حاضر ہو۔ والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بنی حرث کا وفد | چنانچہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ اس فرمان کو دیکھ کر بنی حرث کے ان لوگوں کو ساتھ لے کر خدمتِ عالی میں حاضر ہوئے۔

قیس بن حصین ذی غصہ، یزید بن عبد المذان، یزید بن المجل، عبد اللہ بن قراذیہ، شداد بن عبد اللہ قنانی اور عمرو بن عبد اللہ ضبائی۔ جب یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ نے ان کو دیکھ کر فرمایا یہ کون لوگ ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ ہندی ہیں عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ یہ لوگ بنی حرث بن کعب ہیں۔ ان لوگوں نے نبی کریمؐ کو سلام کیا اور کہا ہم گواہی دیتی ہیں کہ آپ خدا کے رسول ہیں اور خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک میں اس کا رسول ہوں۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم وہی لوگ ہو کہ جب کسی اپنے دشمن سے لڑتے ہو تو اُس کو بھگا دیتے ہو یہ لوگ غاموش ہو رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر یہی فرمایا۔ پھر بھی یہ غاموش رہے یہاں تک کہ رسول کریمؐ نے جو بھتی مرتبہ فرمایا کہ تم وہی لوگ ہو کہ جب کسی سے لڑتے ہو تو اُس کو بھگا دیتے ہو۔ اُس وقت یزید بن عبد المذان نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہاں ہم وہی لوگ ہیں کہ جب کسی سے لڑتے ہیں تو اُس کو بھگا دیتے ہیں اور چارہ دفعہ اس نے بھی یہی کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر خالد مجھ کو یہ نہ لکھتے کہ تم لوگوں نے اسلام قبول کر لیا ہے تو میں تمہارے پیروں کو تمہارے پیروں کے نیچے بچھا دیتا

یزید بن عبدالمدان نے عرض کیا کہ ہم آپ کے یا خالد کے شکر گزار نہیں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر کس کے شکر گزار ہو۔ عرض کیا ہم اللہ کے شکر گزار ہیں جس نے ہم کو آپ کے ساتھ یا رسول اللہ ہدایت کی۔ رسول اللہ نے فرمایا تم سچ کہتے ہو۔ پھر فرمایا یہ تو بتاؤ کہ تم لوگ کس سبب سے زمانہ جاہلیت میں اپنے مخالفوں پر غالب ہوتے تھے۔ انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ہم تو کسی پر غالب نہیں ہوتے تھے۔ فرمایا نہیں تم غالب ہوتے تھے۔ تب انہوں نے عرض کیا کہ رسول اللہ! ہم اکٹھے ہو کر دشمن سے لڑتے تھے اور کسی پر ظلم میں پیشدستی نہ کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم نے سچ کہا۔ پھر نبی اکرمؐ نے بنی حریث کا قیس بن حصین کو امیر مقرر کیا اور شوال کے آخر یا ذی قعد کے شروع میں ان لوگوں کو رخصت فرمایا اور ان لوگوں کے اپنی قوم میں پہنچنے کے چار مہینے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا۔

حضرت عمرو بن حزم | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے روانہ ہونے کے بعد عمرو بن حزم صحابی کو ان کے پاس روانہ فرمایا تھا تا کہ ان کو قرآن اور احکام اسلام کی تعلیم دیں اور زکوٰۃ وصول کر کے آپ کی خدمت میں روانہ کریں۔

نصیحتوں اور احکامات پر مشتمل رسول اللہ کی تحریر | ایک وصیت نامہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھ کر اُن کو

دیا تھا جس کا مضمون یہ ہے :-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ بیان ہے خدا اور اُس کے رسول کی طرف سے اے ایمان والو! اپنے عہدوں کو پورا کرو۔ یہ عہد نامہ ہے محمد نبی رسول خدا کی طرف سے عمرو بن حزم کے لئے جبکہ اُس کو عین کی طرف روانہ کیا۔ ہر کام میں اُس کو اللہ کا تقویٰ اور خوف لازم ہے۔ پس بے شک خدا اُن لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ کرتے ہیں اور جو احسان کرنے والے ہیں اور میں اس کو یہ حکم دیتا ہوں کہ لوگوں سے اسی قدر مال وصول کرے جس کا خدا نے حکم فرمایا ہے اور لوگوں کو بھلائی کی بشارت دے اور بھلائی کا حکم کرے اور قرآن اور احکام دین کی تعلیم کرے اور اس بات سے لوگوں کو منع کرے کہ قرآن کو ناپاک حالت میں کوئی ہاتھ

نہ لگائے اور لوگوں کے نفع اور نقصان کی سب باتیں اُن کو سمجھائے اور حق بات میں اُن کے ساتھ نرمی کرے اور ظلم کے وقت سختی کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ظلم مکروہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے اُس سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے کہ ظالموں پر خدا کی لعنت ہے اور لوگوں کو جنت کی بشارت دے اور اُس کے اعمال سکھائے اور لوگوں کو دین کا عالم بتا دے اور حج کے احکامات اور فرائض اور سنن سے اُن کو مطلع کر دے۔ حج اکبر حج ہے اور حج اصغر عمرہ ہے اور لوگوں کو منع کرے کہ کوئی ایک کپڑے میں جو چھوٹا سا ہونا نہ پڑھے اور اگر بڑا ہو جو اچھی طرح سے لپیٹ سکے اُس میں پڑھ لے اور ستر کھول کر بیٹھنے سے بھی لوگوں کو منع کرے اور گدھی پر مردوں کو بالوں کا جوڑا باندھنے سے بھی منع کرے۔

اور جب آپس میں جمالت کی جنگ ہو تو قبائل کو مدد پر بلانے سے لوگوں کو منع کرے اور چاہیے کہ اللہ کی طرف سے جہاد کے لئے قبائل کو بلایا جائے نہ کہ آپس کی جنگ کے لئے اور جو اس بات کو نہ مانے اُس سے لڑو یہاں تک کہ وہ حکیم الہی کو مان لے اور سب توحید خدا کے تابع ہو جائیں۔ اور چاہیے کہ لوگوں کو اچھی طرح سے دھوکے کا حکم کرے منہ کو دھوئیں اور ہاتھوں کو گھنٹیوں تک اور پیروں کو ٹخنوں تک اور سروں پر مسح کریں جیسا کہ اللہ نے حکم دیا ہے اور نماز کو وقت پر پورے رکوع و سجود اور شوع کے ساتھ ادا کریں۔ صبح کی نماز اول وقت اور ظہر کی نماز سورج ڈھلنے کے بعد اور عصر کی نماز جبکہ سورج مغرب کی طرف متوجہ ہو اور مغرب کی نماز غروب کے بعد ستاروں کے نکلنے سے پہلے اور عشاء کی نماز رات کے پہلے حقہ میں ادا کریں اور جب جمعہ کی اذان ہو تو نماز کے لئے تیار ہو کر آجائیں اور نماز میں جانے سے پہلے غسل کریں اور لوگوں کو حکم کرو کہ مالِ غنیمت میں سے خدا کا خمس جو اُس نے مسلمانوں پر مقرر کیا ہے نکالیں اور ساداتِ انبیاء اور نہری زمین میں سے عشر اور چاہی میں سے نصف العشر محصول وصول کریں اور دس اونٹوں کی نہ کلوۃ دو بکریاں اور بیس کی چار بکریاں وصول کریں اور چالیس گاٹیوں میں سے ایک گائے اور تیس میں سے ایک جڑہ نہ یا مادہ وصول کریں اور جنگل کی چرنے والی چالیس بکریوں میں سے ایک بکری وصول کریں یہ خدا کا فریضہ ہے جو زکوٰۃ میں اُس نے مومنوں پر مقرر کیا ہے اور جو اس سے

زیادہ دے گا۔ اُس کے لئے بہتر ہے اور جو یہودی یا نصرانی اپنے دین پر قائم رہے۔ پس اُن میں سے ہر بالغ مرد اور عورت اور آزاد اور غلام ہر ایک پورا دینار جزیہ کا لازم ہے یا اس کی قیمت کے موافق کپڑا یا اور کوئی چیز دے۔ پس اگر وہ اس جزیہ کو ادا کرے گا تو وہ خدا و رسول کی ذمہ داری میں ہے اور جو یہ جزیہ ادا نہ کرے گا تو وہ اللہ اور رسول اور سب مسلمانوں کا دشمن ہے۔

صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم ————— حمید و السلام علیہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

رفاعہ بن زید کی حاضری | خیبر کی جنگ سے پہلے حدیبیہ کی صلح میں رفاعہ بن زید جذامی اُثم غیلیبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا اور ایک غلام بھی رسول کریم کی نذر گزارا۔ رسول مقبولؐ نے ایک نامہ اُن کے لئے اُن کی قوم کو لکھ دیا جس کا مضمون یہ ہے :-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ نامہ محمد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے رفاعہ بن زید کے لئے ہے مشکل برائیں معنی کہ میں نے ان کو ان کی تمام قوم کی طرف بھیجا ہے تاکہ یہ اُن کو خدا و رسول کی طرف بلا میں پس جو ان کی دعوت کو قبول کر کے مسلمان ہو گا وہ خدا و رسول کے گروہ میں ہے اور جو انکار کرے گا اس کو دھینے کی مہلت ہے۔ پھر جب رفاعہ اپنی قوم میں پہنچے ان کی ساری قوم مسلمان ہو گئی اور سب نے مقام حرۃ الرجال میں اپنی بود و باش اختیار کی۔

وفد ہمدان کی حاضری | جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپس تشریف لائے تو ہمدان کا وفد خدمت میں حاضر ہوا۔ جس میں یہ لوگ رؤسائے قوم تھے۔

مالک بن نمرط اور ابو ثور یعنی ذوالمشار اور مالک بن ایفح بن مالک خاندانی وغیرہم۔ اور یہ لوگ مہری چادریں اور عدنی عمامے باندھے ہوئے بڑے ادب اور جوش سے چلتے آتے تھے۔ جب رسول پاکؐ کے سامنے آکر کھڑے ہوئے تو مالک بن ایفح نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہمدان کے لوگ خدمتِ عالی میں حاضر ہیں۔ اللہ کے معاملے میں کسی کی ملامت کا فکر نہیں کرتے۔ بڑے بہادری خدا و رسول کی دعوت کو انہوں نے قبول کیا ہے اور بت پرستی چھوڑ دی ہے۔ یہ لوگ عہد کے بڑے پتے ہیں کبھی ان کا پیمانہ شکستہ نہیں ہو سکتا۔ رسول اللہ نے یہ

عہد نامہ مکہ کہ ان کو عنایت کیا :-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسول اللہ کی تحریر

یہ عہد نامہ ہے محمد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مخالفت خرافت اور اہل جناب المصنوع اور حقائق الملک کے اور ذی المشاعر ان کے قافلہ سالار اور مالک بن نبط کے اور جن لوگوں نے ان کی قوم میں سے اسلام قبول کیا ہے ان کے لئے اس بات پر کہ یہ لوگ جس جگہ رہتے ہیں وہاں کی زمین ان کی ہے جب تک کہ یہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اس زمین کی پیداوار یہ کھائیں اور اپنے جانوروں کو چرائیں۔ ان کے لئے اس بات پر خدا کا عہد اور اس کے رسول کا ذمہ ہے اور مہاجرین اور انصار اس عہد نامہ کے گواہ ہیں۔

سلیمہ کذاب اور اسود غنسی | ابن اسحاق کہتے ہیں نبی کریم کے زمانہ میں دو آدمیوں نے نبوت بنی حنیفہ کے اندر اور دوسرے اسود بن کعب غنسی نے صنعاء میں۔

ابو سعید خدری کہتے ہیں میں نے ایک روز رسول اقدس سے منبر پر خطبہ پڑھتے ہوئے سنا کہ آپ نے فرمایا :-

”اے لوگو! میں نے شب قدر کو دیکھا اور پھر میں اس کو مقبول کیا اور میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن ہیں مجھ کو وہ بڑے معلوم ہوئے ہیں۔ میں نے ان پر چھونک ماری وہ اڑ گئے۔ پس میں نے اس کی تعبیر یہ لی ہے کہ اس سے یہ دونوں کذاب مراد ہیں ایک یمن والا اور دوسرا یمامہ والا۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تیس ڈجال پیدا ہوں گے اور ہر ایک ان میں سے نبوت کا دعویٰ کرے گا۔

عمال اور امراء کا تقرر | ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر ایک شہر مفتوحہ اسلام کی طرف ایک حاکم روانہ کیا۔ چنانچہ مہاجرین امیہ

بن مغیرہ کو شہر صنعاء میں بھیجا اور اسود غنسی نے ان پر خروج کیا اور زیاد بن لبیدہ بنی النضار کو شہر حضرموت کے صدقات کی تحصیل کے لئے روانہ کیا اور عدی بن حاتم طائی کو بنی غطف اور بنی اسد پر حاکم بنایا اور مالک بن نویرہ یروبعی کو بنی حنظلہ کی تحصیل پر بھیجا اور بنی سعد کی تحصیل

کے لئے وہ شخص روانہ کئے۔ ایک طرف زبیر بن بدو اور دوسری طرف قیس بن عامر اور علاء بن حفصہ کو رسول کریمؐ میں بھیج چکے تھے اور حضرت علیؓ بن ابی طالب کو اہل نجران کی زکوٰۃ اور جزیرہ وصول کرنے کے لئے بھیجا۔

مسئلہ کذاب کا خط | مسلمانوں نے اس معنوں کا خط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا۔
 ”یہ نام ہے مسئلہ رسول خدا کی طرف سے محمد رسول خدا کو !“

سلام علیک اما بعد! میں تمہارا نبوت میں شریک کیا گیا ہوں۔ لہذا نصف زمین ہماری ہے اور نصف قریش کی ہے مگر قریش حد سے بڑھتے ہیں۔“

یہ خط لے کر مسئلہ کے دو قاصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خط کو پڑھ کر فرمایا کہ تم دونوں کیا کہتے ہو۔ انہوں نے کہا ہم بھی یہی کہتے ہیں جو اس نے یعنی مسئلہ نے کہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اگر قاصد کے قتل کرنے کا قاصد ہوتا تو ضرور میں تم دونوں کو قتل کرتا۔ پھر مسئلہ کو یہ جواب لکھا :-

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

یہ نام ہے محمد رسول اللہ کی طرف سے مسئلہ کذاب کو سلام ہے اُس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی۔ اما بعد زمین اللہ تعالیٰ کی ہے جس کو وہ چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے عنایت کرتا ہے اور طاقت پر ہیزگاروں کے لئے ہے۔
 یہ واقعہ سلمہ کے آخر کا ہے۔



حجۃ الوداع

حج کی تیاری | ابن اسحاق کہتے ہیں جب ذیقعد کا مہینہ آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا ارادہ کیا اور لوگوں کو تیاری کے لئے حکم دیا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچیسویں ذی قعد کو حج کے لئے سفر کیا اور مدینہ میں بود باندھا اور بقول بعض سباح بن عرفطہ غفاری کو حاکم مقرر فرمایا۔

حضرت عائشہ اور مناسک حج | حضرت عائشہ فرماتی ہیں جب مقام شرف میں پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جس کے پاس قربانی نہ ہو وہ عمرہ کا احرام باندھ لے اور میں مجھ کو ایام آگئے۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور میں رو رہی تھی اور انہوں نے کہا اے عائشہ! کیا ہوا؟ تم کو ایام آگئے؟ میں نے کہا ہاں، فرماتی ہیں اُس وقت میں یہ کہہ رہی تھی کہ کاش اس سفر میں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ آتی۔ آنحضرت نے فرمایا۔ ایسا نہ کہو جو حاجی کرتے ہیں وہی تم بھی کرنا فقط بیت اللہ کا طواف نہ کرنا۔ کہتی ہیں جب لوگ مکہ میں آئے تو جنہوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا سب اہرام کھول دیئے اور نبی پاک کی عورتوں نے بھی عمرہ ہی کیا تھا۔

پھر جب قربانی کا دن ہوا تو گائے کا بہت سا گوشت میرے گھر میں آیا۔ میں نے دریافت کیا یہ کیسا ہے؟ لانے والے نے کہا آنحضرت نے اپنی ازواج کی طرف سے گائے ذبح کی ہے پھر جب لیلۃ الحصبہ ہوئی تو رسول اللہ نے میرے بھائی عبدالرحمن بن ابی بکر کو میرے پاس مقام تنعیم سے عمرہ کھانے کے لئے بھیجا۔ اُس عمرہ کے بدلہ میں جو مجھ سے فوت ہو گیا تھا۔

حضرت حفصہ بنت عمر بن خطاب کہتی ہیں نبی کریم نے اپنی عورتوں کو عمرہ کر کے اہرام کھولنے کا حکم دیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اہرام کھولنے میں آپ کو کیا چیز مانع ہے؟ فرمایا میں قربانی کے جانور اپنے ساتھ لایا ہوں اُن کو ذبح کر کے اہرام کھولوں گا۔

حضرت علیؓ کی مین سے واپسی | ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت علیؓ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علیؓ کی مین سے واپسی نے نجران کی طرف بھیجا تھا وہاں سے واپس آتے ہوئے حضرت علیؓ تکہ میں آئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حج کے لئے پہلے سے آئے ہوئے تھے۔ حضرت علیؓ اپنی زوجہ حضرت فاطمہؓ کے پاس گئے اُن کو دیکھا تو انہوں نے احرام کھول دیا تھا۔ حضرت علیؓ نے پوچھا اے رسول خدا کی صاحبزادی تم نے ابھی سے احرام کھول دیا۔ حضرت فاطمہؓ نے فرمایا ہاں آنحضرتؐ نے ہم کو عمرہ کا حکم دیا تھا۔ ہم نے عمرہ کر کے احرام کھول دیا پھر حضرت علیؓ حضورؐ کے پاس آئے اور جب اپنے سفر کے حالات بیان کرنے سے فارغ ہوئے تو رسول پاکؐ نے فرمایا تم جا کر طواف کرو اور جیبے اور لوگوں نے احرام کھول دیا ہے تم بھی کھول دو۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے یہ نیت کی تھی کہ اے اللہ! میں وہ احرام باندھتا ہوں جو تیرے نبی اور تیرے بندہ اور رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا تمہارے پاس قربانی بھی ہے حضرت علیؓ نے عرض کیا قربانی تو نہیں ہے۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی قربانی میں اُن کو شریک کیا اور یہ اسی احرام کے ساتھ رہے اور آنحضرتؐ کے ساتھ احرام کھولا۔ اور رسول اللہؐ نے ان کی اور اپنی دونوں کی طرف سے قربانی کی۔

حضرت علیؓ کے خلاف شکایت | یزید بن رکان کہتے ہیں جب حضرت علیؓ رسول اللہؐ سے ملنے کے لئے تکہ میں آئے تو لشکر کو پیچھے چھوڑ آئے تھے اور ایک شخص کو اُس پر حاکم مقرر کیا تھا۔ اُس شخص نے تورشہ خانہ میں سے ایک ایک نفیس نفیس کپڑا نکال کر سارے لشکر میں تقسیم کر دیا کہ اس کو اوڑھ لیا جائے۔ جب یہ لشکر اس صورت سے مکہ کے قریب پہنچا تو حضرت علیؓ ملنے کے لئے تشریف لائے اور ان کپڑوں کو دیکھ کر اُس شخص سے جس کو حاکم کیا تھا پوچھا کہ کیا بات ہے؟ اُس نے کہا میں نے یہ کپڑے اس لئے تقسیم کئے ہیں تاکہ یہ لشکر لوگوں میں اپنی عزت ظاہر کرے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا تجھ کو خرابی ہو یہ کپڑے ان لوگوں سے لے کر تورشہ میں آپ کے پاس پہنچنے سے پہلے داخل کر۔ چنانچہ وہ کپڑے سارے لشکر سے لے کر داخل کئے گئے۔ لشکر کے لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ کے اس برتاؤ کی شکایت کی۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے لوگو! علیؓ کی شکایت تم نہ کرو۔ علیؓ خدا کے معاملے میں بہت مضبوط ہے اُس کی شکایت کرنی لائق نہیں ہے۔

خطبہ حجۃ الوداع | ابن اسحاق کہتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا اور لوگوں کو نماز

اور بہت سے احکامات امت کے لئے بیان فرمائے۔ چنانچہ حمد و ثناء کے بعد فرمایا۔
 "و اے لوگو! میری بات غور سے سُنو شاید آئندہ میں تم سے اس جگہ کبھی ملاقات نہ کروں اے لوگو! تمہارا
 خون اور تمہارے مال آپس میں ایک کے دوسرے پر حرام ہیں یہاں تک کہ تم اپنے پروردگار سے
 براہِ واسطی طرح جیسے اس دن کی حرمت ہے اور اس مہینے کی حرمت ہے۔

اوسے شک تم اپنے پروردگار کے حضور میں حاضر ہونگے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کا سوال
 کرے گا اور میں سب باتیں تم کو بتا چکا ہوں۔ پس جس شخص کے پاس کسی کی امانت ہو وہ اس
 کی امانت ادا کر دے اور کوئی شخص اپنے قرضدار سے بجز اس المال کے سود نہ لے کیونکہ سود
 خارج کر دیا گیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کا فیصلہ فرمایا ہے اور عباس بن عبدالمطلب
 کا سود بھی خارج اور جس قدر خون زمانہ جاہلیت کے تھے سب ختم ہیں اور سب سے پہلے
 جو خون زمانہ جاہلیت کا نہیں ختم کرتا ہوں وہ خون ابن ربیعہ بن حریث بن عبدالمطلب کا ہے
 جس کو بنی ہذیل نے قتل کیا تھا۔ پس یہ جاہلیت کے خون معاف کرنے میں ہیں اب تدا
 کرتا ہوں۔

اور اے لوگو! اس تمہارے ملک میں شیطان اپنی پرستش کئے جانے سے ناامید ہو گیا ہے
 یعنی ملک عرب میں کبھی اس کی پرستش نہ ہوگی مگر ہاں اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر وہ راضی ہو گیا ہے
 جن کو تم بڑے گناہوں میں شمار نہ کرو گے۔ پس تم کو اپنے دین کی شیطان سے حفاظت
 لازم ہے۔

اے لوگو! نئی کی بدعت جو کفار نے ایجاد کی تھی یہ کفر کی زیادتی میں شمار ہے یعنی حرام
 مہینوں کو حلال مہینوں کے بدلہ میں حلال مہینوں کو حرام کر لینا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ سے بارہ
 مہینے رکھے ہیں جن میں سے چار حرام ہیں۔ تین پنے درپے یعنی ذی القعدہ ذی الحج اور محرم اور
 ایک رجب جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان میں ہے۔

اور اے لوگو! تمہارا تمہاری عورتوں پر حق ہے اور تمہاری عورتوں کا بھی تم پر
 حق ہے۔ تمہارا عورتوں پر یہ حق ہے کہ وہ تمہارا فرش کسی بھی ایسے شخص کے لئے نہ لگائیں
 جسے تم پسند نہیں کرتے اور کوئی شخص بات ظاہر نہ کریں۔ پس اگر وہ ایسا کریں تو اللہ تعالیٰ

نے تم کو حکم دیا ہے کہ تم اُن کو اپنے سے جدا سلاؤ اور اس طرح مارو جو زیادہ تکلیف دہ نہ ہو پھر اگر وہ اُن باتوں سے باز آجائیں تو اُن کا کھانا کپڑا حسبِ حیثیت تمہارے ذمہ ہے۔

اے لوگو! عورتوں کے ساتھ بھلائی کرو وہ تمہاری مددگار ہیں اور اپنے لئے کچھ اختیار نہیں رکھتیں اور تم نے اُن کو خدا کی امانت کے ساتھ لیا ہے اور خدا کے کلام کے ساتھ اُن کو حلال کیا پس اے لوگو! میرے ان احکام کو خوب سمجھو اور میں نے تم میں ایک ایسی چیز چھوڑ دی ہے کہ اگر اُس کو تم مضبوط پکڑے نہ ہو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے کتاب اللہ اور اُس کے نبی کی سنت۔

اے لوگو! میری ان باتوں کو سنو اور خوب سمجھ لو اور جان لو کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور سب مسلمان ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ پس مسلمان کے مال میں سے دوسرے مسلمان کو کوئی چیز لیتی حلال نہیں ہے سوا اُس چیز کے جو وہ اپنی خوشی سے بخش دے۔ پس تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرنا۔ پھر آپؐ نے فرمایا اے اللہ اکبر! میں نے تیرے احکامات بندوں کو پہنچا دیئے سب حاضرین نے عرض کیا ہاں بے شک آپؐ نے احکاماتِ الہی ہم کو پہنچا دیئے۔ آپؐ نے فرمایا اے اللہ تو گواہ ہو جا ۶۶

دیگر روایات ابن اسحاق کہتے ہیں مقامِ عرفات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے اور ربیعہ بن امیہ بن خلف آپؐ کے پاس کھڑے تھے آپؐ اُن سے فرما رہے تھے کہ تم لوگوں سے کہو کہ اے لوگو! رسول خدا فرماتے ہیں تم جانتے ہو کہ یہ کون سا مہینہ ہے؟ ربیعہ لوگوں سے کہتے، لوگ کہتے کہ یہ مہینہ حرام ہے۔ آنحضرتؐ ربیعہ سے فرماتے کہ ان سے کہہ دو کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے خون اور تمہارے مال تمہارے آپس میں حرام کر دیئے ہیں۔ جب تک کہ تم اپنے دہب سے طور اس مہینے کی حرمت کی طرح۔ پھر آپؐ ربیعہ سے فرماتے کہ لوگوں سے کہو اے لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تم جانتے ہو یہ کون سا شہر ہے؟ ربیعہؓ لوگوں میں آواز دیتے۔ لوگ کہتے یہ شہر بلد الحرام ہے۔ آنحضرتؐ ربیعہ سے فرماتے کہ ان سے کہہ دو خدا نے تمہارے خون اور تمہارے مال آپس میں حرام کئے ہیں یہاں تک کہ تم اپنے دہب سے طلاقات کرو۔ اس شہر کی حرمت کی طرح۔ پھر رسول کریمؐ ربیعہ سے فرماتے کہ کہہ دو اے لوگو! رسول اللہ فرماتے ہیں تم جانتے ہو کہ یہ کون سا دن ہے؟ ربیعہ لوگوں سے کہتے لوگ جواب دیتے کہ یہ حج اکبر کا دن ہے۔ آپؐ ربیعہ سے فرماتے کہ کہہ دو اے لوگو! خدا نے تمہارے مال اور خون تمہارے آپس میں حرام کئے ہیں یہاں تک کہ تم اپنے پروردگار سے طور اس دن کی حرمت کی طرح۔

عمر بن خطاب کی روایت | عمرو بن خطاب کہتے ہیں مجھ کو عتاب بن اسید نے کسی ضرورت کے لئے آنحضرت کی خدمت میں بھیجا تھا۔ میں جب آنحضرت

کے پاس آیا تو آپ مقام عرفات میں ساندنی پر سوار کھڑے تھے۔ میں عتاب کا پیغام پہنچا کر وہیں آپ کی ساندنی کے پاس کھڑا ہو گیا۔ اسی طرح کہ اُس کی مہار میرے سر کے اوپر تھی۔ پس میں نے سنا آپ فرما رہے تھے اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اُس کا حق پہنچا دیا لہذا وارث کے لئے وصیت جائز نہیں ہے اور زنا کی اولاد عورت کو ملے گی اور زانی کے لئے پتھر ہیں اور شخص دوسرے کے نسب میں ملے گا یا کسی کا آزاد غلام اپنے آقا کو چھوڑ کر دوسرے کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرے گا اُس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے اور اللہ تعالیٰ اُس کا کوئی نیک کام قبول نہ فرمائے گا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب عرفات کے پہاڑ پر آپ کھڑے ہوئے۔ فرمایا یہ سارا پہاڑ موقوف ہے اور پھر مزدلفہ میں پہنچ کر فرمایا سارا مزدلفہ موقوف ہے۔ پھر منیٰ میں قربانی کر کے فرمایا سارا منیٰ قربانی کی جگہ ہے اور اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے حج کے احکامات لوگوں کو بتلائے۔ مگر یوں کا ماننا اور کعبہ کا طواف کرنا اور حج میں جو باتیں جائز یا ناجائز ہیں سب بتائیں۔ اسی سبب سے اس حج کو حجة البلاء کہتے ہیں اور حجة الوداع اس سبب سے کہتے ہیں کہ آنحضرت نے پھر اس کے بعد حج نہیں کیا۔

لشکر اسامہ بن زید | ابن اسحاق کہتے ہیں اس حج سے واپس آ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر اسامہ بن زید اور معمر اور صخر مدینہ میں رہے۔ پھر آپ نے مسلمانوں کا ایک لشکر جمع کر کے اسامہ بن زید کو اُس کا سردار کیا اور فلسطین کے ملک سے شہر بلقاء کی طرف متوجہ ہونے کا حکم دیا۔ اس لشکر میں مہاجرین اولین کثرت سے تھے۔

حکمرانوں کی طرف ایچی | ابن اسحاق کہتے ہیں آنحضرت نے اپنے صحابہ کو نامے دے کر مختلف بادشاہوں کے پاس روانہ کیا تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ کو معتبر روایت پہنچی ہے کہ حدیبیہ کے سفر سے واپس آ کر ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا۔ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے مجھ کو تمام عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ پس تم میرے اوپر ایسا اختلاف نہ کرنا جیسا حواریوں نے عیسیٰ بن مریم پر اختلاف کیا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ حواریوں نے عیسیٰ علیہ السلام پر کیا اختلاف کیا تھا؟

فرمایا عیسیٰ علیہ السلام نے اُن کو اُسی بات کی طرف بلایا تھا جس کی طرف میں تم کو بلاتا ہوں یعنی بلوٹا ہوں
کی طرف ایلیچی بنا کر بھیجنے کے لئے۔ پس جن لوگوں کو عیسیٰ علیہ السلام نے قریب کے ملکوں میں بھیجا تھا
وہ تو خوشی خوشی چلے گئے۔ اور جن کو دور و دراز ملکوں میں بھیجا تھا وہ سست ہو گئے۔ اور وہاں
جانا اُن کو ناگوار گذرا۔ عیسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں کی اللہ تعالیٰ سے شکایت کی۔ اللہ تعالیٰ
نے ان کی زبانیں اُس ملک کی کر دیں جس کی طرف عیسیٰ علیہ السلام نے بھیجا تھا۔ اور اُسی زبان میں
یہ لوگ بولنے لگے۔

رسول اللہ کے قاصد | راوی کہتا ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکتوب لکھ کر
اپنے اصحاب کو عنایت کئے اور اُن کو بادشاہوں کے پاس روانہ
کیا۔ چنانچہ حمیر بن علفیہ کلبی کو قیصر بادشاہ روم کے پاس اور عبد اللہ بن حذافہ سہمی کو کسریٰ بادشاہ
فارس کے پاس روانہ کیا۔ اور عمرو بن أمیہ حمیری کو نجاشی بادشاہ حبش کی طرف اور حاطب بن ابی بلتعہ
کو مقوقش بادشاہ مصر کے پاس اور عمرو بن عاص سہمی کو جلدی کے دونوں بیٹوں جیفرا اور عیاذ
کی طرف بھیجا۔ یہ دونوں قوم اقدس سے عمان کے بادشاہ تھے اور سلیط بن عمرو عامری کو یمامہ
کے بادشاہوں ثمامہ بن اثال اور ہویہ بن علی کے پاس بھیجا اور علامہ بن حضرمی کو بادشاہ بحرین
منذر بن سادی عبدی کے پاس روانہ فرمایا اور شجاع بن وہب اسدی کو حرث بن ابی ثمر غسانی
بادشاہ سرحد شام کی طرف روانہ کیا۔

ابن ہشام کہتے ہیں شجاع بن وہب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبیلہ بن ایہم غسانی
کی طرف اور مہاجر بن أمیہ مخزومی کو حرث بن عبد کلال حمیری کی طرف روانہ فرمایا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں مجوسے یزید بن ابی جلیب مصری نے بیان کیا کہ اُن کو ایک
کتاب ملی جس میں رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بادشاہوں کی طرف ایلیچیوں
کے روانہ فرمانے کا ذکر تھا اور جس طرح کہ اوپر لکھا گیا ہے سب اُس کتاب میں
مندرج تھا۔

یزید کہتے ہیں وہ کتاب میں نے ابن شہاب زہری کو بھیج دی۔ انہوں نے اس کو
پڑھ کر سب حال معلوم کیا جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قاصد | ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے
اپنے حواریوں کو زمین کے مختلف ممالک میں

تبلیغ کرنے کے لئے بھیجا تھا اور ان حواریوں کے ساتھ اُن کے متبعین بھی تھے چنانچہ بطرس حواری کو جس کے ساتھ بولس بھی تھا ملک رومیہ اور اندرائس کی طرف روانہ کیا۔ بولس حواریوں میں سے نہیں تھا بلکہ یہ متبعین میں سے تھا۔

اور ملت حواری کو اُس ملک میں بھیجا جہاں کے لوگ آدمیوں کو کھا لیتے ہیں۔

اور توماس کو ملک بابل کی طرف بھیجا۔

اور قیسیس کو افریقیہ کے شہر قراطہ

اور بھٹس کو افسوس کی طرف جو اصحابِ کرم کا شہر ہے روانہ کیا۔

اور یعقوبیس کو اوروشلم کی طرف جو ملک ایلیاء کا ایک شہر بیت المقدس کے

پاس ہے روانہ کیا۔

اور ابن ثمالی کو ملک حجاز میں بھیجا۔

اور سمین کو بزمیر میں

اور یہودا کو یہ حواریوں میں سے نہ تھا یودس کی جگہ مقرر کر دیا گیا تھا۔



غزوات و سرایا (۱)

غزوات کا اجمالی ذکر | ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بذاتِ خود شائس غزوات میں تشریف لے گئے ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔ سب سے پہلے غزوہ ابواء پھر غزوہ بواط مقامِ ہنویٰ کی طرف۔ پھر غزوہ عثیرہ شمر بنیوہ کی طرف۔ پھر غزوہ بدر اولیٰ کرب بن جابر کی تلاش میں۔ پھر بدر کا وہ غزوہ جس میں اللہ تعالیٰ نے سردارانِ قریش کو قتل کر دیا۔ پھر غزوہ بنی سلیم جس میں آپ مقام کدہ تک تشریف لے گئے تھے۔ پھر غزوہ ہویق ابوسفیان کی تلاش میں۔ پھر غزوہ غطفان جس کو ذی امر کا غزوہ بھی کہتے ہیں۔ پھر غزوہ بحران خاص حجاز میں۔ پھر غزوہ أحد پھر غزوہ حمراء الاسد۔ پھر غزوہ بنی نضیر۔ پھر غزوہ ذات الرقاع مقامِ نخل میں۔ پھر غزوہ بدر الاخرت۔ پھر غزوہ دومتہ الجندل۔ پھر غزوہ خندق۔ پھر غزوہ بنی قریظہ۔ پھر غزوہ بنی لحيان ہندل سے۔ پھر غزوہ ذی قرد۔ پھر غزوہ بنی مصطلق خزاعہ سے۔ پھر غزوہ عہدہ حبشہ میں جنگ کا قصد نہیں تھا اور مشرکوں نے آپ کو عمرہ سے روک دیا تھا۔ پھر غزوہ عہدہ پھر عمرہ القضاء پھر غزوہ فتح مکہ۔ پھر غزوہ حنین۔ پھر غزوہ طائف۔ پھر غزوہ تبوک۔ ان سب غزوات میں سے کل نو غزوات میں جنگ ہوئی۔ بدر۔ أحد۔ خندق۔ قرظہ۔ مصطلق۔ خیبر۔ فتح۔ حنین اور طائف میں۔

سرایا کا اجمالی ذکر | سب چھوٹے اور بڑے اڈتیں لشکر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف اطراف میں روانہ فرمائے جن کی تفصیل یہ ہے:-

- ۱۔ عبیدہ بن حریث کا لشکر حنیہ ذی الروہ کی طرف۔
- ۲۔ اور حضرت حمزہؓ کا لشکر ساحلِ بحر کی طرف۔ اور بعض لوگ حضرت حمزہؓ کے لشکر کی روانگی عبیدہ کے لشکر سے پہلے بیان کرتے ہیں۔
- ۳۔ پھر سعد بن ابی وقاص کا غزوہ مقامِ خراء میں۔

- ۴۔ آور عبداللہ بن حبش کا غزوہ نخلہ میں۔
- ۵۔ اور زید بن حارثہ کا غزوہ مقام قزوہ میں۔
- ۶۔ اور محمد بن مسلمہ کا غزوہ کعب بن اشرف یہودی سے۔
- ۷۔ اور مرثد بن ابی مرثد غنوی کا غزوہ ربيع میں۔
- ۸۔ اور منذر بن عمرو کا غزوہ بیر معونہ میں۔
- ۹۔ اور ابو عبیدہ بن جراح کا غزوہ عراق کے راستہ میں۔
- ۱۰۔ اور عمر بن خطاب کا غزوہ بنی عامر سے۔
- ۱۱۔ اور حضرت علیؓ بن ابی طالب کا غزوہ مین میں۔
- ۱۲۔ اور غالب بن عبداللہ کلبی کا غزوہ بنی ملوح سے۔

غالب بن عبداللہ کے لشکر کی تفصیل | جندب بن مکیث جہنی کہتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے ایک چھوٹا لشکر غالب بن عبداللہ کلبی کی سرکردگی میں بنی ملوح

کی طرف جو مقام کدید میں رہتے تھے روانہ کیا اور حکم دیا کہ ان پر جہاد کرنا۔ جندب کہتے ہیں میں اس لشکر میں تھا۔ چنانچہ ہم لوگ روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ جب ہم مقام کدید کے قریب پہنچے تو حرث بن مالک یعنی ابن ابرصہ اللیثی ہم کو ملا۔ ہم نے اُس کو گرفتار کر لیا۔ اُس نے کہا: میں تو اسلام قبول کر کے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا رہا تھا۔ تم نے ناحق مجھ کو گرفتار کیا۔ ہم نے کہا اگر تم مسلمان ہو اور رسول کریمؐ کے پاس جا رہے ہو تو ایک رات ہمارے پاس رہنے سے کچھ نقصان نہ پہنچے گا۔ اور پھر ہم نے اُس کی مشکلیں باندھ کر ایک سپاہی کے حوالے کیا اور اُس کو تاکید کر دی کہ اگر اس کی کوئی خلاف حرکت دیکھو تو فوراً اس کا سر اُتار لینا۔ پھر روانہ ہو کر ہم غروب آفتاب کے وقت مقام کدید میں پہنچے۔ اور ہم جنگل کے ایک کنارے میں اترے ہوئے تھے۔

جندب بن مکیث کا واقعہ | جندب کہتے ہیں میرے ساتھیوں نے مجھ کو لشکر کی نگہداشت اور دشمن کی خبر کے لئے بھیجا۔ میں ایک بلند ٹیلہ پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔

کیونکہ اس ٹیلہ پر سے بنی ملوح کے تمام مکانات خوب نظر آتے تھے۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص اپنے مکان سے باہر نکلا اور اپنی بیوی سے اُس نے کہا مجھ کو سامنے ٹیلہ پر کچھ سیاہی نظر آتی ہے جو پہلے کسی وقت میں نے نہیں دیکھی تھی تو اپنے برتنوں کو دیکھ کوئی چیز کم تو نہیں ہوئی ہے۔ اُس

نے سب چیزوں کو دیکھا اور کہا میں کوئی چیز گم نہیں ہوئی ہے۔ اُس نے کہا میری کمان اور دو تیر مجھ کو دے۔ عورت نے اُس کو دینے اور اُس نے ایک تیر میرے پہلو پر مارا۔ میں نے اُس کو نکال کر اپنے پاس رکھ لیا اور وہاں سے حرکت نہ کی۔ پھر دوسرا تیر اُس نے میرے شانہ پر مارا میں نے اُس کو بھی نکال کر رکھ لیا۔ اُس نے اپنی بیوی سے کہا اگر یہ کوئی آدمی ہوتا تو ضرور حرکت کرتا۔ میرے دو تیر اُس کے لگے اور اُس نے حرکت تک نہیں کی معلوم ہوتا ہے یہ کوئی چیز نہیں ہے صبح کو توجا کر میرے تیر اٹھا لینا۔ پھر یہ شخص اپنے گھر کے اندر چلا گیا۔

اللہ تعالیٰ کی مدد | جنذب کہتے ہیں رات کو ہم نے ان لوگوں سے کچھ نہیں کہا۔ یہ عین سے سوتے رہے۔ جب سحر کا وقت ہوا تو ہم نے اُن پر حملہ کیا اور خوب قتل و غارت کر کے ان کے تمام مال و اسباب لے کر ہم روانہ ہوئے۔

پھر ہمارے تعاقب میں یہ لوگ بھی جمع ہو کر آئے۔ جب یہ ہم سے قریب پہنچے تو ہمارے اُن کے درمیان ایک جنگل تھا ہم اُس کے پرلے کنارہ پر تھے ادھر پرلے کنارہ پر پہنچتے کہ خدا جانے کہاں سے اس جنگل میں اس زور کی پانی کی ایک ندی آئی کہ وہ لوگ اُسے عبور کر کے ہم تک نہ پہنچ سکے۔ ہم کھڑے ہو کر اُن کی مجبوری اور پریشانی کا تماشا دیکھنے لگے۔ پھر ہم نے اُن کے سب جانوروں کو اکٹھا کر کے آگے کو ہکایا اور بہت جلد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ لوگ بے چارے وہیں اُن کے کنارہ پر کھڑے رہ گئے اور اس غزوہ میں مسلمانوں کا شہادت کے وقت اُمت اُمت تھا۔

دیکھ سرایا | ۱۳۔ حضرت علیؓ بنی عبد اللہ بن سعد اہل فدک پر جہاد کرنے تشریف لے گئے۔ ۱۴۔ اور ابو عوجاہ سلمی نے بنی سلیم پر جہاد کیا اور یہ اور ان کے سب ساتھی شہید ہوئے۔

۱۵۔ اور حکاشہ بن محسن نے غمرہ پر جہاد کیا۔ ۱۶۔ اور ابوسلمہ بن عبدالاسد بنے نجد کی طرف بنی اسد سے ایک چشمہ پر جس کا نام قطن تھا جنگ کی ادھواں سعود بن عروہ شہید ہوئے۔

۱۷۔ اور محمد بن مسلمہ حارثی نے مقام قرطام میں ہوازن سے جنگ کی۔

۱۸۔ اور بشیر بن سعد بن مرہ نے فدک پر جہاد کیا۔

۱۹۔ اور بشیر بن سعد ہی نے خیبر کی ایک جانب جہاد کیا۔

۲۰۔ آورنید بن حارث نے مقام مجوم میں غزنی سلیم کا ملک ہے جہاد کیا۔

۲۱۔ آورنید بن حارث ہی نے جذام پر ملک خشین میں جہاد کیا۔

حضرت زید کے غزوہ جذام کی تفصیل | ابن اسحاق کہتے ہیں جذام کے چند لوگوں کا بیان ہے جو اس واقعہ کے خوب جاننے والے تھے کہ رفاع

بن زید جذامی حبیب رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت سے اپنی قوم کے پاس واپس آئے۔ تو قوم کے نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خط بھی لائے تھے جس میں رسول کریمؐ نے ان لوگوں کو اسلام کی دعوت کی تھی۔ پس ان لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ پھر تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ وحیہ بن خلیفہ کلبی ملک شام سے واپس ہوتے ہوئے اس طرف گزرے۔ اور وحیہ قیصر روم کے پاس رسول کریمؐ کا نام لے کر گئے تھے اور کچھ مال تجارت بھی ان کے پاس تھا۔ جب یہاں پہنچے تو ایک وادی میں جس کا وادی شناد نام تھا ٹھہرے۔ ہند بن عوس اور اس کے بیٹے عوس بن ہنید نے ان کا مال لوٹ لیا اور یہ لوگ بنی صلیح میں رہتے تھے جو جذام کی ایک شاخ ہے۔ یہ عمر بنی غیبی یعنی رفاع بن زید کے لوگوں کو پہنچی۔ یہ ہنید اور اس کے بیٹے پر جا پڑے اور خوب جنگ ہوئی۔ قرہ بن اشقر صفادی ثم الصلعی نے ایک تیر نعمان بن ابی جبال کے مارا اور جب یہ تیر ان کے گھٹنے میں لگا تو کہنے لگا کہ اس تیر کو ابن لبیہ کی طرف سے لے۔ یعنی نعمان کی ماں کا نام تھا اور حسان بن ملہ غیبی وحیہ کے محبت یافتہ تھے اور وحیہ نے ان کو سورت فاستحہ سکھائی تھی۔ غرضیکہ رفاع بن زید کے لوگوں نے وحیہ کلبی کا سارا مال ان سے لے کر وحیہ کے حوالہ کیا اور وحیہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ عرض کیا اور ہنید اور اس کے بیٹے کے قتل کرنے کی درخواست کی۔ رسول مقبولؐ نے زید بن حارثہ کو لشکر کا سردار کر کے بنی جذام کی طرف روانہ کیا۔

باہمی تصفیہ | جذام کی شاخ غطفان اور وائل اور سلمان اور سعد بن ہدیم کے لوگ جب رفاع بن زید جذام کے پاس حضور کا مکتوب گرامی لے کر گئے تو یہ سب مقام حرہ رجلہ میں آکر آباد ہو گئے تھے اور رفاع بن زید کراخ رتبہ میں تھے۔ زید کے لشکر کی آن کو بالکل خبر نہ تھی اور بنی غیب کے چند لوگ ان کے ساتھ تھے اور باقی وادی مدان میں تھے۔ حرہ کے مشرقی کنارہ پر جہاں چشمہ جاری ہے اور اولاج کی طرف سے زید کے لشکر نے آکر مقام ماقعن میں حرہ کی طرف سے حملہ کیا اور ہنید اور اس کے بیٹے اور بنی اصف کے دو آدمی اور دو بنی غیب

کے آدمی قتل کر کے تمام مال و اسباب ان کا جمع کیا اور قیدی بھی گرفتار کئے۔ جب یہ واقعہ بنی غلبہ نے سنا تو یہ سوار ہو کر زید بن حارثہ کے لشکر کی طرف جو خیفاء بلدان میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا روانہ ہوئے اور ان میں یہ لوگ سردار تھے۔

حسان بن ملہ سوید بن زید کے گھوڑے عجاج نام پر سوار تھا اور انیس بن ملہ اپنے باپ ملہ کے گھوڑے رُعال پر سوار تھا اور عمر زید بن عمرو شمر نامی گھوڑے پر سوار تھا۔ پس جب یہ لوگ زید بن حارثہ کے لشکر سے قریب پہنچے تو ابو زید اور حسان نے انیس بن ملہ سے کہا کہ تم اگر واپس چلے جاؤ تو بہتر ہے کیونکہ ہم کو تمہاری زبان درازی سے ڈر لگتا ہے۔ انیس بن ملہ ٹھہر گیا اور یہ دونوں آگے بڑھے۔ گھوڑے دوڑ گئے ہوں گے کہ انیس بن ملہ کے گھوڑے لے پیروں سے زمین کھودنی اور شوخی کرنی شروع کر دی اور آخر ان دونوں کے پیچھے دوڑنے لگا۔ جب انیس ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے کہا کہ خیر تم آئے ہو تو مگر اپنی زبان کو بند رکھنا اور یہ بات ان کے آپس میں قرار پائی کہ حسان بن ملہ کے ہوا کوئی گفتگو نہ کرے۔

داوی کہتا ہے ان لوگوں کے آپس میں جاہلیت کے زمانہ میں ایک کلمہ راجح تھا جس کو یہی لوگ سمجھتے تھے۔ یعنی جب کوئی کسی کو تلوار سے مارنا چاہتا تھا تو کہتا تھا بُوری۔ جب یہ لوگ زید کے لشکر کے سامنے آئے تو لشکر کے لوگ ان کے پکڑنے کو دوڑے۔ حسان نے ان لوگوں سے کہا ہم مسلمان ہیں اور لشکر سے جو پہلا شخص ان کی طرف آیا وہ سیاہ گھوڑے پر سوار تھا۔ ان لوگوں کو یہ شخص لشکر کے اندر لے چلا۔ انیس بن ملہ نے کہا بُوری۔ حسان نے کہا۔ خبردار ایسی حرکت نہ کرنا۔ پھر جب یہ لوگ زید بن حارثہ کے پاس پہنچے۔ حسان نے کہا ہم لوگ مسلمان ہیں۔ زید نے کہا اگر مسلمان ہو تو سورۃ فاتحہ پڑھو۔ حسان نے سورۃ فاتحہ پڑھ کر سنائی۔

زید بن حارثہ نے اپنے لشکر میں اعلان کر دیا کہ یہ لوگ جو آئے ہیں مسلمان ہیں۔ کوئی ان کو تکلیف نہ پہنچائے اور ان کی جو جو چیزیں مسلمانوں کے پاس ہیں وہ ان کو ہی واپس دے دو۔

دوبارہ چپقلش | ابن اسحاق کہتے ہیں قیدیوں میں حسان بن ملہ کی بہن جو ابی و ہر بن عدی کی بیوی تھی وہ بھی موجود تھی۔ زید نے حسان سے کہا کہ تم اپنی بہن کو لے جاؤ۔ یہ سن کر اُمّ فرازہ صلیحہ نے حسان سے کہا کہ تم اپنی بہنوں کو تو لے جاتے ہو اور پاؤں کو چھوڑ دیتے ہو۔ بنی غلبہ میں سے ایک شخص نے ام فرازہ کو جواب دیا کہ یہ لوگ بنی غلبہ ہیں۔ ان کی

جادو بیانی ہمیشہ سے مشہور ہے۔ اب بھی اسی جادو بیانی سے انہوں نے اپنی بہن کو چھڑا لیا۔ ایک لشکر نے یہ بات زید بن حارثہ سے بیان کی۔ زید نے اُس عورت یعنی حسان کی بہن کو قید سے چھڑا کر حکم دیا کہ میں اور عورتوں میں جو تمہارے گدبہ کی ہیں بیٹھ جاؤ۔ یہاں تک کہ خدا تمہارے حق میں فیصلہ فرمائے۔ یہ لوگ زید کے لشکر سے واپس چلے آئے اور زید نے اپنے لشکر کو اُس جنگل کی طرف جدھر سے یہ لوگ آئے تھے اُترنے کی ممانعت کر دی۔

رفاعہ بن زید کی بارگاہ رسالت میں حاضری | یہ لوگ شام کو اپنے گھر پہنچے اور سُنو
پی کر راتوں رات سوار ہو کر رفاعہ بن زید کے پاس پہنچے۔ ان لوگوں کے نام یہ ہیں :-

ابو زید بن عمرو اور ابو شماس بن عمرو اور سوید بن زید اور ثعلبہ بن عمرو اور عجبہ بن زید اور
برزخ بن عدی اور اریف بن ملہ اور حسان بن ملہ۔ جب رفاعہ کے پاس یہ لوگ پہنچے تو صبح کا
وقت تھا اور رفاعہ عترہ کی پشت پر ایک کنوئیں کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے۔ حسان نے
جلتے ہی رفاعہ سے کہا کہ تم تو یہاں بیٹھے ہوئے بکریوں کا دودھ دو رہے ہو اور بنی جذام
کی عورتیں قید بھی ہو چکی ہیں۔ تم جو خط لائے تھے اُن کو اُس نے دھوکہ میں رکھا۔ رفاعہ نے اس
بات کے سننے ہی فوراً اپنا اونٹ منگوا لیا اور اُس پر سوار ہوئے۔ اور یہ لوگ بھی امیہ بن صفارہ
کو جو اُس مقتول خصبی کا بھائی تھا جس کو زید کے لشکر نے قتل کیا تھا ساتھ لے کر رفاعہ کے
ساتھ روانہ ہوئے اور تین دن کے بعد مدینہ میں پہنچے۔

جب مدینہ کے اندر داخل ہوئے تو ایک شخص نے ان سے کہا کہ تم اپنے اونٹوں پر
نیچے اُتر آؤ ورنہ ان اونٹوں کے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں گے۔ یہ لوگ اونٹوں سے اُتر کر مسجد
میں داخل ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب ان لوگوں کو دیکھا تو ہاتھ کے اشارہ
سے فرمایا کہ آگے آ جاؤ۔ پھر جب رفاعہ نے گفتگو شروع کی تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا
یا رسول اللہ! یہ لوگ سحر بیان ہیں اور دو تین مرتبہ اس شخص نے یہی کہا۔ تب رفاعہ بن زید نے کہا کہ
خدا اُس شخص پر رحم کرے جو اس وقت بھی ہمارے حق میں نہیں کہتا ہے مگر جلائی کی بات۔
پھر رفاعہ نے وہ خط جو رسول اکرم نے ان کو دیا تھا آپ کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کیا
یا رسول اللہ! یہ آپ کا قدیم عہد نامہ ہے جس میں اب نئی شستگی واقع ہوئی۔ آنحضرت نے
ایک لڑکے سے فرمایا کہ اسے لڑکے اس کو بلند آواز سے پڑھ۔ جب اُس نے پڑھا اور آنحضرت

نے سنا تو رفاعہ سے واقعہ حال دریافت کیا۔ رفاعہ نے سارا قصہ زید بن حارثہ کا بیان کیا۔ رسول اکرمؐ نے تین بار فرمایا کہ جو لوگ قتل ہو گئے اُن کے بارے میں میں کیا کروں؟ رفاعہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ خوب واقف ہیں کہ ہم نہ آپ پر کسی حلال چیز کو حرام کرنا چاہتے ہیں نہ حرام کو حلال کرنا چاہتے ہیں۔

ابو زید بن عمرو نے عرض کیا یا رسول اللہ! جو لوگ ہمارے قتل ہوئے وہ میرے اس پیر کے نیچے ہیں۔ یعنی ہم اُن کے خون کا کچھ مطالبہ نہیں کرتے جو زندہ ہیں وہی ہمارے حوالہ کر دیئے جائیں۔

رسول اللہ کا فیصلہ | رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابو زید نے سچ کہا اے علیؓ! تم ان کے ساتھ جا کر ان کے سب قیدی چھڑا دو اور ان کا مال بھی جلد دو۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! زید بن حارثہ میرا کہا نہیں مانتے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا تم یہ میری تلوار لے جاؤ۔ پھر حضرت علیؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میرے پاس سواری بھی نہیں، تب آپؐ نے ان کو ثعلبہ بن عمرو کے اونٹ پر جس کا نام کمال تھا سوار کر کے روانہ کیا۔ جب یہ لوگ مدینہ سے باہر نکلے تو دیکھا کہ زید بن حارثہ کا ایلچی انہیں لوگوں کے اونٹوں میں سے ایک اونٹ پر جس کا نام شمر تھا سوار ہو کر آ رہا ہے۔ ان لوگوں نے اُس ایلچی کو اونٹ پر سے اتار کر اونٹ اُس سے لے لیا۔ اُس نے کہا اے علیؓ یہ کیا بات ہے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا ان کا مال ہے۔ انہوں نے پہچان کر لے لیا۔ پھر یہ لوگ زید بن حارثہ کے لشکر سے مقام فقیما الفلثین میں جا کر ملے اور سارا مال و اسباب حضرت علیؓ نے مع قیدیوں کے ان کو دلوادیا۔ چنانچہ اگر کسی نے کسی عورت کا کپڑا اپنے کجاوہ کے نیچے بھی باندھ لیا تھا تو اُس کپڑے تک کو بھی کھلوا کر دے دیا۔



غزوات و سرایا (۲)

ابن اسحاق کہتے ہیں اب میں پھر غزوات کی تفصیل کی طرف لوٹتا ہوں۔

حضرت زید کے جہاد عراق کی تفصیل | یہ جہاد زید بن حارثہ نے عراق کے راستے میں مقام طلی

القرنی پر بنی فزادہ سے کیا۔ پہلے اس غزوہ میں زید بن حارثہ کو شکست ہوئی۔ یہ خود بھی زخمی ہوئے اور ان کے بہت سے ساتھی مارے گئے جن میں ایک درود بن عمرو بن مدلس ہذلی بھی تھے۔ بنی بدر کے ایک شخص نے ان کو شہید کیا تھا اور جب زید بن حارثہ اس جنگ سے واپس ہوئے ہیں تو انہوں نے قسم کھائی تھی کہ جب تک بنی فزادہ سے بدلہ نہ لے لوں گا غسل نہ کروں گا۔

چنانچہ جب ان کے زخم اچھے ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر ان کو لشکر کے بنی فزادہ کی طرف روانہ کیا اور وادی قریٰ میں زید نے بنی فزادہ کو خوب قتل و غارت کیا۔ قیس بن مسعر عجمی نے مسعد بن حکم بن مالک بن حذیفہ بن بدر کو قتل کیا اور ام قرقہ فاطمہ بنت ربیعہ بن بدر قید ہوئی۔ یہ ایک بڑی عمر رسیدہ عورت مالک بن حذیفہ بن بدر کے پاس تھی اور اس کی ایک بیٹی تھی۔ زید بن حارثہ نے قیس بن مسعر کو ام قرقہ کے قتل کرنے کا حکم دیا اور قیس نے اس کو قتل کر دیا۔

پھر زید بن حارثہ ام قرقہ کی بیٹی کو لے کر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ لڑکی سلمہ بن عمرو بن اکوع کی حفاظت میں تھی کیونکہ سلمہ ہی نے اس کو گرفتار کیا۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو سلمہ نے اس لڑکی یعنی ام قرقہ کی بیٹی کے لئے آپ سے درخواست کی جو آپ نے منظور فرمائی سلمہ نے اس کو اپنے ماموں حزن بن ابی وہب کی نذر کر دیا۔ چنانچہ حزن سے اس کے ہاں عبدالرحمن بن حزن پیدا ہوا۔

راوی کہتا ہے کہ ام قرقہ اپنی قوم میں ایسی بلند مرتبہ سمجھی جاتی تھی کہ لوگ تمنا کرتے تھے کہ ہم کو ام قرقہ کی سی عزت نصیب ہو۔

عبداللہ بن رواحہ کا غزوہ ۲۳ | عبداللہ بن رواحہ نے خیبر پر دو مرتبہ حملہ کیا جس میں سے ایک حملہ وہ ہے جس میں یسیر بن زرام کو قتل کیا۔ اس کی تفصیل اس

طرح ہے کہ یسیر بن زرام نے خیبر میں آنحضرت کی جنگ کے لئے لشکر جمع کرنا شروع کیا۔ آپ نے عبداللہ بن رواحہ کو چند لوگوں کے ساتھ اس کے پاس بھیجا۔ جن میں ایک عبداللہ بن انیس بھی تھے۔ جب یہ صحابہ یسیر بن زرام کے پاس آئے تو اُس سے کہا کہ تو آپ کی مخالفت نہ کر۔ ہمارے ساتھ چل کر مسلمان ہو جا۔ ہم آنحضرت سے تجھ کو کہیں کی حکومت دلا دیں گے اور تیری بڑی عزت ہوگی۔ اس نے منظور کر لیا۔ عبداللہ بن انیس نے اُس کو اپنے اونٹ پر سوار کیا اور یہ چند یہودیوں کو اپنے ساتھ لے کر روانہ ہوا۔ راستہ میں اس کے دل میں بدی کا ارادہ پیدا ہوا اور صحابہ کے ساتھ آنے سے بچھٹا یا۔ عبداللہ بن انیس اس کے ارادہ کو سمجھ گئے مگر اس نے ایک تلوار عبداللہ بن انیس کے سر پر مار دی جس سے اُن کے سر میں خفیف زخم آیا۔

پھر عبداللہ نے اسی تلوار اس کے ماری کہ اس کا پیرکٹ کر الگ جا پڑا اور صحابہ نے اُس کے ساتھی یہودیوں کو قتل کیا صرف ایک یہودی بھاگ کر بچ گیا۔ جب عبداللہ بن انیس آنحضرت کی خدمت میں آئے تو آپ نے ان کے زخم پر لعاب مبارک لگا دیا جس کی برکت سے ان کا زخم بغیر پکنے اور تکلیف دینے کے اچھا ہو گیا۔

غزوہ ابن عتیک ۲۵ | اور ایک غزوہ عبداللہ بن عتیک نے ابو ذافع بن ابی الحقیق کے قتل کے لئے خیبر پر کیا۔

غزوہ عبداللہ بن انیس ۲۶ | خالد بن سفیان مقام نخلا یا عرنہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ کے لئے لشکر جمع کر رہا تھا۔ آنحضرت نے عبداللہ بن انیس کو اس کی طرف روانہ فرمایا اور عبداللہ نے جاتے ہی اس کو قتل کیا۔

عبداللہ بن انیس کہتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بلا کر فرمایا کہ میں نے سنا ہے ابن سفیان بن بلیح ہذلی میرے مقابلہ کے لئے لوگوں کو جمع کر رہا ہے اور وہ نخلا میں یا عرنہ میں ہے تم جا کر اُس کو قتل کرو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اُس کی کچھ علامات بیان فرمائیے تاکہ میں اُس کو پہچان لوں۔ آپ نے فرمایا جب تم اُس کو دیکھو گے تو اُس کے بدن میں قشعر بریزہ پاؤ گے۔

عبداللہ بن اُمیس کہتے ہیں میں اپنی تلوار لے کر چلا یہاں تک کہ جب خالد کے پاس پہنچا تو عصر کا وقت تھا اور وہ اپنی عورتوں کے لئے خیمہ درست کر رہا تھا اور جو علامت قسطنطینہ کی آپ نے فرمائی تھی وہ میں نے اُس میں دیکھی۔ چنانچہ میں اُس کی طرف متوجہ ہوا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں ایسا نہ ہو کہ اس کے پاس مجھے دیر لگے اور میری عصر کی نماز فوت ہو جائے اس لئے میں اُس کی طرف چلتا جاتا تھا اور سر کے اشارہ سے نماز پڑھتا جاتا تھا۔

جب میں اُس کے قریب پہنچا تو اُس نے کہا کون ہے؟ میں نے کہا میں ایک عرب ہوں۔ تمہارے پاس اس خبر کو سن کر آیا ہوں کہ تم ان شخص کے لئے لشکر جمع کر رہے ہو۔ خالد نے کہا ہاں میں اسی کو شش میں ہوں۔

عبداللہ کہتے ہیں میں تنوخی دور اُس کے ساتھ چلا اور جب موقع ملا تو اُسے حملہ کر کے قتل کر ڈالا۔ اور وہاں سے روانہ ہوا۔ اُس کی عورتیں اُس کے گرد بیٹھ کر رونے لگیں۔ میں جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضرت نے فرمایا کامیاب آئے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں اُس کو قتل کر آیا تو آنحضرت نے فرمایا سچ کہتے ہو اور پھر آپ مجھ کو اپنے ساتھ اپنے گھر میں لائے اور ایک عصا مجھ کو عنایت کیا اور فرمایا اس کو اپنے پاس رکھنا میں اُس کو لے کر باہر آیا۔ لوگوں نے مجھ سے پوچھا یہ عصا کیسا ہے؟ میں نے کہا رسول کریم نے عنایت کیا ہے اور فرمایا ہے اس کو اپنے پاس رکھنا۔ لوگوں نے کہا تم جا کر آپ سے پوچھو کہ حضور! یہ عصا کس کام کے لئے ہے۔ میں گیا اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ عصا کس کام کا ہے؟ فرمایا یہ قیامت کے روز میرے اور تمہارے درمیان نشانی ہوگی۔

راوی کہتا ہے عبداللہ بن اُمیس ہمیشہ اس عصا کو اپنی تلوار کے ساتھ رکھتے تھے اور جب انتقال کیا تو وہ عصا اُن کے ساتھ دفن کیا گیا۔

عزید ہمسرایا کا ذکر | ابن اسحاق کہتے ہیں زید بن حارثہ اور جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک شام کے شہر موتہ کی طرف روانہ فرمایا اور یہ تینوں وہاں شہید ہوئے۔

آور کعب بن عمیر غفاری کو ذات اطلاق کی طرف جو شام کا ایک شہر ہے روانہ کیا اور وہاں کعب اور ان کے سب ساتھی شہید ہوئے۔
اور عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر کو بنی غنبر کی طرف جو بنی تمیم کی شاخ تھی روانہ فرمایا۔

عیسہ بن حصن کے جہاد کی تفصیل | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسہ بن حصن کو لشکر دے کر بنی عنبر کی مہم پر روانہ فرمایا۔ عیسہ نے جاتے ہی اس قوم کو خوب قتل کیا اور سارا مال و اسباب لوٹ لیا اور بہت سے آدمی گرفتار کر کے آپ کی خدمت میں لائے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھ کو اولاد اسماعیل میں سے ایک غلام آزاد کرنا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا آج ہی عیسہ بنی عنبر کے قیدی لے کر آئے گا۔ ان میں سے ایک قیدی ہم تم کو دے دیں گے تم اس کو آزاد کر دینا۔ جب عیسہ ان قیدیوں کو لے کر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے تو بنی تمیم کے سردار لوگ بھی ان کے پیچھے ہی ان قیدیوں کو چھڑانے کے لئے آئے۔ بنی تمیم کے سرداروں کے نام یہ ہیں:

ربیعہ بن ذبیحہ اور سیرہ بن عمرو اور قحطاع بن معبد اور دردان بن محرزہ اور قیس بن حاکم اور مالک بن عمرو اور اقرع بن حابس ان سب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی۔ آپ نے بعض قیدیوں کو آزاد کیا اور بعض کا فدیہ لیا۔

بنی عنبر میں سے اس جنگ میں یہ لوگ قتل ہوئے تھے: عبداللہ بن وہب اور اس کے دونوں بھائی اور شداد بن فراس اور حنظلہ بن وادم۔

اور قیدیوں میں عورتوں میں سے بعض کے نام یہ ہیں :-

اسماء بنت مالک اور کاس بنت ادی اور بنحوہ بنت نہد اور جمیعہ بنت قیس اور عمر بنت مضر۔

عدی بن جنبد بنی عنبر سے تھا اور عنبر بن عمرو بن تمیم ہے۔

غالب بن عبد اللہ کے غزوہ کی تفصیل | ابن اسحاق کہتے ہیں غالب بن عبد اللہ کلبی لشکر

انصار میں مل کر مرواس بن نہیک کے جو بنی حرقہ میں سے بنی مرہ کا حلیف تھا قتل کیا۔ بنی حرقہ قبیلہ جہنیہ کی ایک شاخ ہے۔

اسامہؓ کہتے ہیں جب میں نے اور ایک انصاری نے مرواس کو دیکھا تو ہم نے اپنی تلواریں اس پر بلند کیں۔ اس نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللہ۔ لیکن اس وقت ہم اپنا ہاتھ نہ روک سکے اور اس کو ہم نے قتل کر دیا۔ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور یہ واقعہ آپ سے

بیان کیا تو آپؐ نے فرمایا اے اُسامہؓ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہنے والے کو تمہ نے کیوں قتل کیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اُس نے جان بچانے کی خاطر کہا تھا۔ آپؐ نے فرمایا یہ تمہیں کیونکر معلوم ہوا۔ اُسامہؓ کہتے ہیں قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا کہ آپؐ نے اس قدر اس بات کو مکر فرمایا کہ میں نے چاہا کاش میں پہلے مسلمان نہ ہوا ہوتا آج ہی ہوتا اور اُس شخص کو قتل نہ کرتا۔ پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اللہ تعالیٰ سے عہد کرتا ہوں کہ اب کبھی کسی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے کہنے والے کو قتل نہ کروں گا۔ آپؐ نے فرمایا میرے بعد بھی قتل نہ کرنا۔ میں نے عرض کیا آپؐ کے بعد بھی قتل نہ کروں گا۔

عمر بن عاص کا غزوہ ذات السلاسل پر جانا | طرف روانہ کیا تاکہ لوگوں کو ملک شام پر جہاد کرنے کے لئے جمع کریں اور اس کا سبب یہ تھا کہ عاص بن وائل کی ماں قبیلہ بلی سے تھی۔ اس سبب سے آنحضرتؐ نے عمرو بن عاص کو ان لوگوں کے مائوت اور مطیع کرنے کے لئے روانہ کیا۔ جب عمرو بن عاص حزام کے ایک چشمہ پر پہنچے جس کا نام سلسل تھا اور اسی سبب سے اس غزوہ کا نام ذات السلاسل ہوا ہے تو عمرو بن عاص کو دشمنوں سے خوف معلوم ہوا اور آپؐ سے امداد طلب کی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عبیدہ بن جراح اور ابو بکرؓ اور عمرؓ اور مہاجرین اور اولین کو ان کی امداد کے لئے روانہ کیا۔ اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اختلاف نہ کرنا۔

جب ابو عبیدہؓ عمرو بن عاص کے پاس پہنچے تو عمرو بن عاص نے کہا میں تم سب کا سردار ہوں کیونکہ تم میری امداد کو آئے ہو۔ ابو عبیدہؓ نے کہا تم اپنی جگہ ہو اور میں اپنی جگہ ہوں۔ اور ابو عبیدہؓ ایک نرم دل اور پاک طینت شخص تھے۔ دنیاوی باتوں کا کچھ خیال نہ کرتے تھے۔ عمرو بن عاص سے کہنے لگے کہ اگر تم میرا کہنا نہ مانو گے تو میں تمہارا کہنا مانوں گا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ تم دونوں اختلاف نہ کرنا۔ چنانچہ عمرو بن عاص ہی نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔

رافع طائی کی روایت | رافع بن ابی رافع طائی جن کو رافع بن عمرہ کہتے ہیں بیان کرتے ہیں کہ میں ایک نصرانی تھا اور میرا نام پہلے سرجن تھا۔ میں اس وقت رگیستان کے حال سے سب سے زیادہ واقف تھا۔ جاہلیت کے زمانہ میں شتر مرغ کے انڈوں میں

پانی بھر کر میں نہایت میں دبا دیتا تھا اور لوگوں کے اُونٹوں کو لوٹ کر میں اس ریگستان میں چلا آتا تھا۔ پھر کوئی مجھ کو یہاں تلاش نہ کر سکتا تھا اور اُن اُنڈوں کو نکال کر اُن میں سے پانی پیتا تھا۔ پھر جب میں مسلمان ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن عاص کے ساتھ اس غزوہ میں مجھ کو بھی بھیجا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ کسی شخص کو دوست بنا کر اُس کی صحبت میں رہنا چاہیے۔ چنانچہ میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اُن کی صحبت میں رہنے لگا۔ ابو بکر کے پاس فدی کا ایک کبیل تھا جب ہم منزل پر اترتے تھے تو ابو بکر اس کو بچھا لیتے تھے اور جب سوار ہو کر چلتے تھے تو اُس کو اُڑھ لیتے تھے۔

کہتے ہیں اسی سبب سے نجد کے لوگ جب ابو بکرؓ کی خلافت میں مُرتد ہوئے تو انہوں نے کہا تھا کہ ہم کبیل والے کی بیعت نہیں کرتے۔

حضرت ابو بکرؓ کی نصیحت | رافع بن عمر کہتے ہیں جب واپسی میں مدینہ کے نزدیک پہنچے تو میں نے ابو بکرؓ سے کہا کہ میں نے آپ کی صحبت میں اپنا اُس لئے اختیار کیا تھا کہ خدا مجھ کو آپ سے کچھ نفع پہنچائے۔ لہذا آپ مجھ کو کچھ نصیحت فرمائیے ابو بکرؓ نے کہا اگر تم مجھ سے اس بات کا سوال نہ بھی کرتے تب بھی میں تم کو نصیحت کرتا۔ میں تم کو یہ حکم کرتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا نہ کسی کو اُس کا شریک کرنا اور نماز پڑھنا اور زکوٰۃ دینا اور رمضان کے روزے رکھنا اور کعبہ کا حج کرنا اور جنابت سے غسل کرنا اور کبھی دو مسلمانوں کا بھی سردار نہ بننا۔ میں نے کہا اے ابو بکرؓ! میں اُمید کرتا ہوں کہ کبھی میں خدا کے ساتھ شریک نہ کروں گا اور نماز کو بھی انشاء اللہ ترک نہ کروں گا اور اگر میرے پاس مال ہوگا تو زکوٰۃ بھی دوں گا اور رمضان کے روزے بھی انشاء اللہ کبھی قضاء نہ کروں گا اور حج کرنے کی اگر طاقت مجھ میں ہوئی تو ضرور حج کروں گا۔ اور جنابت سے غسل بھی کروں گا۔ مگر یہ تو بتاؤ کہ سردار بننے سے تم نے مجھ کو کیوں منع کیا۔ میں تو دیکھتا ہوں کہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھی اور لوگوں کے نزدیک بھی امارت اور سرداری ہی سے عزت پاتے ہیں۔ ابو بکرؓ نے کہا اس کا سبب میں تم کو بتاتا ہوں۔ سنو! اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دین کے ساتھ مبعوث کیا۔ چنانچہ رسول اکرمؐ نے جہاد کیا اور لوگ طوعاً و کرہاً اس میں داخل ہوئے۔ پس وہ خدا کی پناہ اور اُس کے عہد میں داخل ہو گئے۔ لہذا تجھ کو لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عہد کو شکستہ نہ کرے اور جب سردار ہوگا تو ضرور کسی پر ظلم و زیادتی کرے گا اور یہ خدا کے

عقہ اور ناراضگی کا باعث ہو گا۔

دافع بن عسیرہ کہتے ہیں پھر میں ابو بکرؓ سے جدا ہو گیا اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ابو بکرؓ خلیفہ ہوئے تو میں اُن کے پاس آیا اور میں نے کہا اے ابو بکرؓ! تم نے تو مجھ کو دو مسلمانوں کا بھی مردار بننے سے منع کیا تھا۔ اب تم خود کیوں مردار بنے۔ ابو بکرؓ نے کہا ہاں! میں نے تم کو منع کیا تھا اور اب بھی منع کرتا ہوں اور میں نے مجبوراً اس خدمت کو اختیار کیا ہے جبکہ مجھ کو رسول کریم کی اُمت کے تفرق ہونے کا اندیشہ ہوا۔

عوف بن مالک کی روایت | عوف بن مالک اشجعی کہتے ہیں مجھ کو اس غزوہ میں نبی اکرمؐ نے عمرو بن عاص کے ساتھ بھیجا تھا اور میں ابو بکرؓ اور عمرؓ کے ساتھ تھا۔ میرا ایک قوم کے پاس سے گندہ ہوا جنہوں نے اونٹوں کو ذبح کر دیا تھا اور گوشت بنانا نہ جانتے تھے میں اس کام کو خوب جانتا تھا میں نے ان لوگوں سے کہا کہ اگر تم لوگ مجھ کو اس گوشت میں سے حقہ دو تو میں بنا دوں۔

انہوں نے قبول کیا اور میں نے جھٹ پٹ گوشت بنا کر اُن کے حوالہ کیا۔ انہوں نے میرا حقہ مجھ کو دیا۔ اُس کو لے کر میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور پکا کر خود بھی کھایا اور اُن کو بھی کھلایا۔ جب کھانے کے بعد ابو بکرؓ اور عمرؓ نے مجھ سے پوچھا کہ اے عوف! یہ گوشت تم کہاں سے لائے تھے؟ میں نے اُن سے سارا واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا تم نے یہ اچھا نہ کیا جو یہ گوشت ہم کو کھلایا اور پھر وہ اُٹھ کر تھے کہہ لگے۔

جب ہم اس سفر سے واپس ہوئے تو سب پہلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا۔ آپ اُس وقت نماز پڑھ رہے تھے۔ جب فارغ ہوئے تو مجھ سے فرمایا کہ کیا عوف بن مالک ہیں؟ میں نے عرض کیا السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ہاں میں ہوں۔ فرمایا کیا اونٹوں والے؟ اور اس سے زیادہ کچھ نہ فرمایا۔



غزوات سرایا (۳)

غزوہ ابی حدرد ^{رح} ابن اسحاق کہتے ہیں یہ غزوہ فتح مکہ سے پہلے ہوا ہے۔
عبداللہ بن ابی حدرد کہتے ہیں مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند مسلمانوں کے ساتھ جن میں ابو قتادہ حارث بن ربیع اور معلم بن بشیر بن قیس بھی تھے بطن انم کی طرف روانہ کیا۔ جب ہم لوگ بطن انم میں پہنچے تو عامر بن ضبط اشجعی اپنے چند اونٹ اور دو دوسرے بھری ہوئی مشک ساتھ لئے ہوئے ہم کو ملا۔ اُس نے ہم کو سلام کیا۔ ہم سب لوگ تودک گئے مگر معلم بن جثامہ نے بسبب کسی عداوت کے جو ان کے آپس میں تھی اُس کو قتل کر دیا اور سارا سامان بھی اُس کا لے لیا۔ پھر جب ہم لوگ مدینہ میں آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہم نے یہ واقعہ عرض کیا تو یہ آیت ہمارے بارے میں نازل ہوئی :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا طَرَفْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَمَتَّيْتُ أَوَّلَ تَقْوَىٰ لَوْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلَٰمَ لَسْتُمْ مُؤْمِنًا تَبْتَغُونَ عَرْنَ الدُّنْيَا ۖ أَخْرَأْتُكُمْ

اقرع ابن حابس اور عینہ بن حصن راوی کہتے ہیں جنین کی جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز پڑھ چکے تو ایک درخت کے سایہ میں دونوں اقرع ہوئے اور اقرع بن حابس اور عینہ بن حصن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جھگڑتے ہوئے آئے۔ عینہ بن حصن عامر بن ضبط کا قصاص چاہتے تھے اور یہ قبیلہ غطفان کے سردار تھے اور اقرع بن حابس معلم بن جثامہ کی طرف سے مدافعت کرتے تھے۔ کیونکہ یہ ان کا قریبی تھا۔

راوی کہتے ہیں ہم سن رہے تھے کہ عینہ بن حصن نے عرض کیا یا رسول اللہ! جیسا اُس نے میری عورتوں کو بے وارث کیا ہے میں بھی خدا کی قسم جب تک اُس کی عورتوں کو ایسا ہی نہ کر لوں گا اُس کو نہ چھوڑوں گا۔ رسول اقدس یہ فرما رہے تھے کہ تم بچاس اونٹ غنہما کے اب لے لو اور پچاس ہم

مدینہ میں چل کر دیں گے۔ عینہ بن حصن اس سے انکار کرتے تھے۔

پھر ایک شخص بنی لیث میں سے جس کا نام مکیش تھا کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ! اسلام کے اندر میں اس مقتول کی مثال ایسی پاتا ہوں جیسے بکریوں کے ریوڑ میں سے جو بکری آگے ہو اُس کو کوئی پتھر مارے تو پھلی بکریوں کو بھی بھگا دے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ بلند کر کے فرمایا بس تم کو خونبہا ہی ملے گا بچاؤ اس اونٹ اب لے لو اور بچاؤ مدینہ میں چل کر دیں گے۔ آخر عینہ وغیرہ نے خونبہا قبول کر لیا۔

رسول اللہ کی بددعا راوی کہتا ہے اس کے بعد لوگوں نے کہا کہ تمہارا مدعا علیہ کہاں ہے اُس کو لاؤ۔ رسول اکرم سے اُس کے لئے دعائے مغفرت کرائیں۔ چنانچہ ایک دراز قد گندم گون شخص ایک عتہ پہنے ہوئے کھڑا ہوا۔ یہ عتہ اس نے اپنے قتل کی تیاری کے لئے پہنا تھا۔ پھر یہ شخص رسول کریم کے سامنے جا کر بیٹھ گیا۔ آنحضرت نے پوچھا تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا محکم بن جابر۔

راوی کہتا ہے ہم سب لوگ اس اُمید میں تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے لئے دعائے مغفرت کریں گے۔ مگر آنحضرت نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کر کے دعا کی کہ اے خدا اس کی بخشش نہ فرما۔ تین بار یہی فرمایا۔ راوی کہتا ہے معلم رسول اکرم کی اس بددعا کو سن کر اپنی چادر سے آنسو پونچھتا ہوا اٹھا۔

بددعا کا اثر حسن بھری کہتے ہیں جب معلم صفور کے سامنے جا کر بیٹھا تو آپ نے فرمایا میں نے پھر آپ نے اُس کے لئے بددعا فرمائی۔ چنانچہ سات روز کے بعد یہ مر گیا اور جب لوگوں نے اس کو دفن کیا تو زمین نے اس کو باہر نکال کر ڈال دیا۔

حسن کہتے ہیں قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں حسن کی جان ہے جتنی مرتبہ لوگوں نے اس کو دفن کیا اتنی ہی مرتبہ زمین نے باہر پھینک دیا۔ آخر مجبور ہو کر لوگوں نے اس کو ایک گڑھے میں ڈال کر اوپر سے اس قدر پتھر اس پر ڈالے کہ اُس کو ڈھک دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا زمین اس سے زیادہ گنہگار کو اپنے اندر لے لیتی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے ساتھ تم کو آپس میں خون کرنے کی عبرت دکھلائی ہے جس کو اُس نے تم پر حرام کیا ہے۔

عامر بن الاصبط کی دیت | ابن اسحاق کہتے ہیں جب اقرع بن حابس اور عینہ بن حصن میں گفتگو ہوئی تو اقرع بن حابس نے کہا اے عینہ کے گروہ جب ایک مقتول کے بارے میں آنحضرت فیصلہ فرماتے ہیں تم اس کو منظور کیوں نہیں کرتے ہو۔ کیا تم اس بات سے بے خون و خطر ہو کہ آپ تارا من ہو کر تم پر لعنت کریں اور آپ کے لعنت کر لے سے خدا بھی تم پر لعنت کرے اور رسول اللہ کا تم پر غضب ہو اور پھر اللہ تعالیٰ کا بھی غضب ہو۔ تم اس مقدمہ کو رسول اکرم کی رائے پر چھوڑ دو جس طرح آپ چاہیں فیصلہ فرمائیں ورنہ میں پچاس آدمی بنی تم کے ملاتا ہوں جو قسم کھا کر اس بات کی گواہی دیں گے کہ تمہارا آدمی یعنی عامر بن صبط ثمر کی حالت میں محکم کے ہاتھ سے مارا گیا ہے۔ کسی اُس نے نماز نہیں پڑھی۔ پھر یہ تمہارا دعویٰ بالکل باطل ہو گا تب عینہ بن حصن نے خونہا لینا قبول کیا۔

غزوہ ابی حدرد اور رفاعہ بن قیس کا قتل | عبداللہ بن ابی حدرد کہتے ہیں میں نے اپنی قوم میں سے ایک عورت سے شادی کی اور دو توہمیں اُس کے مہر کے مقرر مجھ کو دینے لازم ہوئے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تاکہ آپ سے ادبہر میں کچھ امداد طلب کروں۔ آنحضرت نے فرمایا کہ کس قدر مہر ہے؟ میں نے عرض کیا دو سو درہم ہیں۔ رسول کریم نے فرمایا واللہ میرے پاس نہیں ہیں ورنہ میں دیدیتا۔ کہتے ہیں پھر چند ہی روز گزرے تھے کہ ایک شخص رفاعہ بن قیس بنی جشم میں سے اپنی قوم کو لے کر مقام غابہ میں آکر اُترا۔ یہ شخص اپنی قوم میں بڑا عزت دار تھا اور بنی قیس کو رسول مقبول کی جنگ پر آمادہ کرنے آیا تھا۔ آنحضرت نے مجھ کو اور دو مسلمانوں کو میرے ساتھ بلا کر فرمایا کہ جاؤ اُس شخص کی خبر لاؤ جو غابہ میں آکر ٹھہرا ہے اور ایک اونٹ سواری کے لئے آنحضرت نے ہم کو دیا اور فرمایا اس پر باری باری سے سوار ہونا۔ یہ اونٹ ایسا کمزور تھا کہ جب ہم میں سے ایک آدمی اُس پر سوار ہوا تو اُس سے اٹھانہ گی۔ بمشکل لوگوں نے پیچھے سے سہارا دے کر اس کو اٹھایا۔

ہم تینوں آدمی اپنے تیر و کمان اور ہتھیاروں سے مسلح ہو کر روانہ ہوئے۔ جب ہم مقام غابہ میں پہنچے تو شام ہو گئی تھی اور سورج غروب ہو رہا تھا۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم دونوں اس طرف چھپ جاؤ اور میں ادھر چھپ جاتا ہوں۔ اور جب تم میری تکبیر کی آواز سکو تو فوراً تکبیر کہتے ہوئے حملہ کرنا پھر ہم وہیں چھپے ہوئے موقع دیکھ رہے تھے اور رات کی

میاہی نے عالم پر پردہ ڈال دیا تھا کہ رفاعہ بن قیس نے اپنے لوگوں سے کہا کیا وجہ ہے کہ آج میل چرواہا اب تک اونٹوں کو لے کر نہیں آیا۔ معلوم ہوتا ہے کسی مصیبت میں گرفتار ہو گیا۔ میں اُس کی خبر لینے جاتا ہوں۔ لوگوں نے کہا آپ کیوں تکلیف کرتے ہیں ہم جاتے ہیں۔ اُس نے کہا میں نہیں خود ہی جاؤں گا۔ لوگوں نے کہا ہم بھی ساتھ چلتے ہیں۔ اُس نے کہا تمہاری کچھ ضرورت نہیں ہے۔ تم یہیں رہو میں تنہا ہی جاؤں گا اور پھر یہ اکیلا چرواہے کو تلاش کرنے روانہ ہوا۔

عبداللہ بن ابی سدرہ کہتے ہیں جب رفاعہ بن قیس میرے تیر کی زد میں آیا تو میں نے ایک ایسا تیر اُس کے مارا کہ اُس کے دل کے پار ہو گیا اور وہ گرائیں۔ اُس کو آواز کے لے تک کی فرصت نہ دی۔ فوراً اُس کا سر کاٹ لیا اور پھر اُس کے لشکر کی طرف متوجہ ہو کر حملہ کیا اور تکبیر کے ساتھ آواز بلند کی۔ میرے ساتھیوں نے بھی تکبیر کہتے ہوئے حملہ کیا۔ چنانچہ خدا کی قسم وہ لشکر اپنی عورتوں اور بن چیزوں کو کھلے جاسکا لے کر بھاگ گیا اور ہم تینوں آدمی بہت سے اونٹ اور بکریاں مال غنیمت کو لے کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رفاعہ کا سر بھی میں نے آپ کے سامنے پیش کیا۔ آنحضرتؐ نے اُس مال میں سے تیرہ اونٹ مجھ کو مہر ادا کرنے کے لئے دینے میں اُن کو لے کر اپنی بیوی کے پاس گیا۔

رسول اللہ کے ارشادات | اعطاء بن ابی رباح کہتے ہیں۔ میں نے بعبرہ کے ایک شخص کو سنا کہ وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے عمامہ کا شملہ کپشت پر لٹکانے کے بارے میں دریافت کر رہا تھا۔ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا میں تم سے اس کے متعلق بیان کرتا ہوں۔ ہم دس آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ اور عبدالرحمنؓ بن عوف اور ابن مسعود اور معاذ بن جبل اور حذیفہ بن یمان اور ابوسغیدہ خدری اور دشواں میں تھا کہ انصار میں سے ایک جوان رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ! میں انہوں میں افضل کون شخص ہے؟ فرمایا اچھے اخلاق والا۔ اُس نے عرض کیا ہوشیار اور عقلمند کون ہے؟ فرمایا موت کو یاد رکھنے والا اور اُس کے لئے تیاری کرنے والا۔ اُس کے آنے سے پہلے وہی ہوشیار ہے۔ وہ جوان خاموش ہو گیا۔ پھر رسول کریمؐ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے گروہ مہاجرین! پانچ باتیں ایسی ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں کہ وہ تم پر نازل ہوں۔

و جس قوم نے اعلانیہ فحش فعل کرنے شروع کئے اُن میں طاعون اور ایسے درد

اور بیماریاں پیدا ہوتی ہیں کہ جو ان کے باپ دادا میں کبھی نہ ہوئی ہوں گی۔ اور جو لوگ کم تولنا اور کم دینا اختیار کرتے ہیں وہ قحط سالی اور سختیوں اور بادشاہ کے ظلم میں گرفتار ہوتے ہیں۔ اور جو لوگ نہ کوۃ نہیں دیتے ان پر باران رحمت نازل نہیں ہوتا۔ اگر جانور نہ ہوں تو ایک قطرہ آسمان سے ان پر نہ برسے۔“

اور جو لوگ خدا و رسول کے عہد کو توڑتے ہیں خدا ان پر ان کے دشمنوں کو مسلط کرتا ہے جو ان کی سب چیزوں پر قبضہ کر لیتا ہے۔ اور جو لوگ حکیم خدا کے مطابق عمل نہیں کرتے اللہ تعالیٰ ان کے آپس میں ایک کو دوسرے کا دشمن بنا کر ایک کو دوسرے سے خوف اندہ رکھتا ہے۔“

غزوہ عبدالرحمن بن عوف | عبداللہ بن عمر کہتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمن بن عوف کو لشکر کی تیاری کا حکم دے دیا۔ چنانچہ صبح کو عبدالرحمن بن عوف ایک سیاہ عمامہ باندھ کر رسول کریم کی خدمت میں آئے۔ آپ نے ان کے عمامہ کو کھول کر پھر عمامہ باندھا اور اس کا شملہ چار آنکھ یا اسی کے قریب قریب پشت پر چھوڑا اور فرمایا اے عبدالرحمن اس طرح عمامہ باندھا کرو۔ یہ بہت اچھا ہے۔ پھر بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ نشان لے آؤ۔ حضرت بلال نے نشان لے آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی۔ پھر اپنے اوپر درود بھیجا اور عبدالرحمن سے فرمایا۔ اس نشان کو لو اور اکٹھے ہو کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرو اور کفار کو قتل کرو اور نینانت اور غدر نہ کرو نہ کسی کو مشکہ کرو اور نہ بچوں اور عورتوں کو قتل کرو۔ یہ اللہ تعالیٰ کا عہد اور اُس کے نبی کا طریقہ ہے۔ عبدالرحمن نے نشان کو لیا اور پھر دومۃ الجندل کی طرف روانہ ہوئے۔

غزوہ ابو عبیدہ بن جراح | آنحضرتؐ نے ایک چھوٹے لشکر پر ابو عبیدہؓ بن جراح کو سردار مقرر کر کے سیف البحر کی طرف روانہ فرمایا اور کچھ کھجوریں بھی گزاردہ کے لئے عنایت کیں۔ چنانچہ جب وہ تھوڑی دیر گئیں تو ابو عبیدہؓ ان کو گرن گرن کر بانٹا کرتے تھے یہاں تک کہ آخر میں ایک ایک کھجور ہر شخص کو تقسیم ہوئی اور وہ بھی ایک آدمی کو نہ پہنچی۔ پھر جب ہم لوگ جھوک سے بہت بے تاب ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے سمندر میں سے ایک مچھلی ہم کو عنایت کی اور ہم لوگوں نے بیس روز تک اُس کا گوشت خوب کھایا اور خوب

اُس کی چربی اپنے برتنوں میں بھر کر رکھ لی۔ پھر ہمارے امیر لشکر نے حکم دیا کہ اس مچھلی کی ایک پسلی راستہ پر رکھو۔ پھر ایک قوی ہیکل اونٹ پر ایک زبردست آدمی کو سوار کر کے اُس کے نیچے سے گزرنے کا حکم دیا۔ پس وہ پسلی اُس کے سر کو نہ لگی۔ پھر جب ہم آپ کی خدمت میں آئے تو اس مچھلی کے کھانے کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا وہ رزق اللہ تعالیٰ نے تم کو عنایت کیا تھا۔

جلسہ عرب بن اُمیہ | ابن اسحاق کہتے ہیں۔ مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں سے خلیفہ بن عدی اور ان کے ساتھیوں کے

شہید ہونے کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن امیہ ضمیری اور جبار بن صخر انصاری کو مکہ کی طرف ابوسفیان بن حرب کے قتل کے لئے روانہ فرمایا۔ جب یہ دونوں مکہ میں پہنچے تو اپنے اونٹ کو انہوں نے ایک پہاڑ کی گھاٹی میں باندھ دیا اور خود رات کے وقت مکہ میں داخل ہوئے۔ جبار نے عمرو سے کہا کہ چلو کعبہ کا طواف کر کے دو رکعتیں تو پڑھیں۔ عمرو نے کہا لوگ شام کا کھانا کھا کر کعبہ میں آ بیٹھتے ہیں۔ اگر ہم گئے تو ہم کو پہچان لیں گے جبار نے کہا نہیں ایسا انشاء اللہ نہ ہوگا۔

پس ہم دونوں نے کعبہ کا طواف کیا اور نماز پڑھی۔ پھر ہم ابوسفیان کی تلاش میں پھر رہے تھے کہ مکہ کے ایک شخص نے ہم کو دیکھ کر پہچان لیا اور کہنے لگا عمرو بن اُمیہ ہے معلوم ہوتا ہے تم ضرور شہادت کے لئے آئے ہو۔

عمرو کہتے ہیں۔ میں نے اپنے ساتھ سے کہا اب چلو یہاں ٹھہرنا اچھا نہیں۔ پس ہم سجاگ کہ ایک پہاڑ پر چڑھے اور لوگ ہم کو ڈھونڈنے آئے۔ چنانچہ جب ہم پہاڑ کے اوپر پہنچ گئے قریش ہماری تلاش میں ناامید ہو گئے اور ہم نے پہاڑ کے ایک غار میں رات گزاری اور بہت سے پتھر اپنے پاس جمع کر لئے تھے۔

قریشی کا قتل | جب صبح ہوئی تو میں نے دیکھا کہ میرے قریب ہی ایک شخص اپنے گھوڑے کو لئے ہوئے چلا جا رہا ہے۔ میں نے سوچا کہ اگر یہ ہم کو دیکھ لے گا تو ضرور غل مچائے گا اور پھر ہم کو قریش پکڑ کے قتل کر دیں گے۔ اس سے یہی بہتر ہے کہ تم پہلے اس شخص کو قتل کرو۔

پس میں نے وہ خنجر جو ابوسفیان کے لئے تیار کیا تھا لے کر اس شخص کے سینہ میں مارا۔ اُس نے ایک چیخ ماری جو تمام اہل مکہ نے سنی اور وہ دوڑ کر اُس کے پاس آئے۔ اس میں کچھ

رق باقی تھی۔ پوچھنے لگے تم کو کس نے قتل کیا؟ اس نے کہا عمرو بن امیہ نے۔ پھر اسی وقت یہ نر گیا اور ہمارا نشان اس کو نہ بتلا سکا۔ قریش اس کو اٹھا کر لے گئے۔ جب شام ہوئی تو میں نے اپنے ساتھی سے کہا اب چلو اور ہم مدینہ کی طرف واپس روانہ ہوئے۔ پس ہم اُن لوگوں کے پاس سے گزرے جو خلیب بن عدی کی لاش کی حفاظت کر رہے تھے اور اُن میں سے ایک شخص نے ہم کو جاتے دیکھ کر کہا کہ اس شخص کی چال عمرو بن امیہ کی چال سے کسی قدر مشابہ ہے۔ اگر عمرو بن امیہ مدینہ میں نہ ہوتا تو میں کہتا کہ یہی ہے۔ کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے ایک لکڑی کھڑی کر رکھی تھی۔ میرا ساتھی جب اُس کے قریب پہنچا تو اُس کو اکھاڑ کر لے بھاگا اور میں بھی بھاگا۔ یہ لوگ بھی ہمارے پیچھے بھاگے۔ میرے ساتھی نے اس کو ایک پہاڑی نالہ میں ڈال دیا۔ اور یہ لوگ اُس کے نکالنے سے عاجز ہوئے۔ پھر میں اپنے ساتھی سے کہا تم اونٹ پر سوار ہو کر چلے جاؤ۔ میں ان لوگوں کو تم تک پہنچنے نہ دوں گا۔

بنو بکر کے آدمی کا قتل چنانچہ وہ تو مدینہ کو روانہ ہوئے اور میں مقام منجمان میں آکر رات کو پہاڑ کے ایک غار میں پناہ گزین ہوا۔ میرے بعد بنی دیل میں سے ایک ایک چشم شخص اُس غار میں آیا اور مجھ سے پوچھا کہ تم کس قبیلہ سے ہو؟ میں نے کہا بنی بکر سے۔ پھر میں نے اُس سے پوچھا کہ تم کس قبیلہ سے ہو؟ اُس نے کہا میں بھی بنی بکر سے ہوں۔ میں نے کہا مرجا۔ خوب ہوا جو آپ تشریف لائے۔ وہ شخص اُس غار میں لیٹ رہا اور پھر اپنی آنکھ اٹھا کر کہنے لگا۔

وَلَسْتُ بِمُسْلِمٍ مَا دُمْتُ حَيًّا وَلَا آدِينَ بِدِينِ الْمُسْلِمِينَ

۲ جب تک میں زندہ ہوں کبھی مسلمان نہ ہوں گا اور نہ مسلمانوں کا دین اختیار کروں گا۔

عمرو بن امیہ کہتے ہیں میں نے اُس کا یہ شعر سن کر کہا کہ دیکھ ابھی میں تجھ کو اچھی طرح بتاتا ہوں۔ اور جب وہ ہو گیا میں نے اپنی کمان کا سر اُس کی سترست آنکھ میں گھسا کر ایسا زور کیا کہ ہڈی ٹک جا پہنچا اور میں وہاں سے بھاگ کر جب یثرب کے میدان میں پہنچا تو وہ شخص مجھ کو آتے ہوئے ملے۔ یہ دونوں قریش میں سے تھے اور قریش نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبروں کے لئے مدینہ بھیجا تھا وہاں سے یہ خبریں لیکر آ رہے تھے۔ میں نے اُن سے کہا کہ تم دونوں میرے ہاتھ میں گرفتار ہو جاؤ۔ انہوں نے انکار کیا۔ میں نے اُن میں سے ایک شخص کو تیرے قتل کر کے دوسرے کو گرفتار کیا اور مدینہ میں لا کر آنحضرت کی خدمت میں پیش کیا۔

غزوات و مسرایا (۴)

غزوہ زید بن حارثہ | حضرت فاطمہ بنت حسین بن علی رضوان اللہ علیہم اجمعین سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو لشکر دے کر مدین کی طرف روانہ کیا اور اس لشکر میں حضرت علیؑ کے آزاد غلام ضمیرہ اور ان کے بھائی بھی تھے۔ اس لشکر نے جاکر اہل امنیہ کے بہت سے لوگوں کو گرفتار کیا اور بہت سا مال غنیمت ان کے ہاتھ آیا اور یہ مقام سمندر کے کنارہ پر ہے۔ پس لشکر کے لوگوں نے قیدیوں کو جدا جدا فروخت کرنا شروع کیا۔ یہ قیدی دوتے ہوئے آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے حکم دیا کہ جدا جدا فروخت نہ کرو۔ یعنی ماں کو ایک کے ہاتھ اور بچہ کو دوسرے کے ہاتھ فروخت نہ کرو بلکہ ماں اور بچے کو ایک ہی شخص کے ہاتھ فروخت کرو۔

غزوہ سالم بن عمیر | ابو علفک بن عمرو بن عوف کی شاخ بنی عبید میں سے تھا اور اس کا اتفاق اُس وقت ظاہر ہوا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرث بن سعید بن صامت کو قتل کرایا اور اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں اشعار کہے۔ رسول مقبولؐ نے فرمایا ایسا کون شخص ہے جو اسکی گوثمالی کہے۔ بنی عمرو بن عوف میں سے سالم بن عمیر اس مہم پر روانہ ہوئے اور ابو علفک کو قتل کر دیا۔

غزوہ عمیر بن عدی | حصامہ بنت مروان بنی خطمہ میں سے ایک شخص کی بیوی تھی جب اُس نے ابو علفک کے قتل ہونے کا حال سنا تو یہ منافق ہو گئی۔ اور اسلام اور مسلمانوں کی ہجو میں اشعار کہنے لگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ خبر ہوئی تو آپؐ نے فرمایا کون شخص ہے جو مروان کی بیٹی کو تنبیہ کرے۔ عمیر بن عدی نے آنحضرتؐ کا یہ فرمان سن کر رات کو اس عورت کے گھر جا کر اس کو قتل کیا اور صبح کو آنحضرتؐ کے پاس آکر عرض کیا یا رسول اللہ! اس کا کچھ گناہ تو مجھ پر نہیں ہوا۔ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ پھر عمیر اپنی قوم

بنی خطمہ کے پاس آئے اور بنی خطمہ کی تعداد اُن دنوں بہت تھی۔ خاص اُس عورت کے پانچ بیٹے جو ان سے تھے۔ عمیر نے کہا اے قوم! میں نے مروان کی بیٹی کو قتل کیا ہے تم سب اکٹھے ہو کر جو کچھ کر سکو وہ کر لو۔

داوی کہتا ہے بنی خطمہ میں اُسی دن سے اسلام ظاہر ہوا اور نہ بہت سے لوگ قوم کے خلاف سے پوشیدہ مسلمان تھے۔ جب انہوں نے اسلام کا یہ غلبہ دیکھا اعلانِ مسلمان ہوئے اور بہت سے اور لوگ بھی مسلمان ہوئے۔

بنی خطمہ میں سے پہلے جو شخص مسلمان ہوئے وہ عمیر بن عدی ہیں اور انہی کا لقب قادی بھی ہے۔ اور خزیمہ بن ثابت اور عبداللہ بن اوس اور بہت سے لوگ بھی اس دن مسلمان ہوئے۔

ثمامہ بن اثال کا اسلام | ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر بارہا تھا۔ راستہ میں ان کو بنی حنیفہ میں سے ایک شخص ملا۔ اس لشکر نے اس کو گرفتار کر لیا اور یہ نہ جانتے تھے کہ یہ کون شخص ہے۔ یہاں تک کہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے۔ رسول مقبولؐ نے فرمایا تم جانتے ہو یہ تم نے کس کو گرفتار کیا ہے؟ یہ ثمامہ بن اثال حنفی ہے اس کو اچھی طرح سے دیکھو اور جو کچھ کھانا تمہارے پاس ہوا کرے وہ اس کے پاس لایا کرو اور رسول اقدسؐ نے اپنی اونٹنی کے لئے حکم دیا کہ اُس کا دودھ صبح اور شام دونوں وقت ثمامہ کو پلایا جائے۔

داوی کہتا ہے پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ثمامہ سے ملے فرماتے اسے ثمامہ اسلام قبول کرے۔ ثمامہ کہتا اے محمدؐ! اگر تم مجھ کو قتل کرو گے تو قتل کر ڈالو اور اگر فدیہ چاہتے ہو تو جو کہو میں منگوادوں۔ اسی طرح چند روز گزر گئے۔ آخر ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ثمامہ کو چھوڑ دو۔ چھوڑ دیا تو ثمامہ بقیع میں گئے اور وہاں خوب اچھی طرح سے غسل اور دھو کر کے آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور رسول پاکؐ کی بیعت کر کے مسلمان ہوئے۔ شام کو جب حسبِ دستور ان کا کھانا آیا تو انہوں نے اُس میں سے بہت تھوڑا سا کھایا اور ایسا ہی قلیل دودھ بھی پیا۔ مسلمانوں کو اس بات سے تعجب ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ آپؐ نے فرمایا تم کس بات سے تعجب کرتے ہو کہ ایک شخص نے صبح کو تو کافر کی انتڑی میں کھانا کھایا اور شام کو مسلمان کی انتڑی میں۔ کافرسات آنتوں میں کھانا کھاتا ہے اور مسلمان ایک آنت

میں کھانا کھاتا ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں پھر ثمامہ عمرہ کے ارادے سے مکہ میں گئے اور وہاں جا کر انہوں نے بقیع
کہی۔ اور یہی مسلمانوں میں سے پہلے شخص ہیں جس نے مکہ میں داخل ہو کر بقیع کہی ہے۔ قریش نے
ان کو پکڑ لیا اور قتل کرنے لے چلے۔ ایک شخص نے کہا اس کو قتل نہ کرو کیونکہ تم لوگ پیامہ سے غلہ لانے
کے محتاج ہو۔ تب قریش نے ان کو چھوڑ دیا۔

ثمامہ کا عمرہ | راوی کہتا ہے جب ثمامہ مسلمان ہوئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے
انہوں نے عرض کیا کہ پہلے آپ کا چہرہ سب سے زیادہ مجھ کو مبغوض تھا اور اب
سب سے زیادہ محبوب ہے اور ایسے ہی آپ کا دین اور آپ کا شہر میرے نزدیک سب سے
بڑے تھے اور اب سب سے اچھے ہیں۔ پھر اس کے بعد ثمامہ مکہ میں عمرہ کے لئے گئے۔ اہل مکہ نے
کہا اے ثمامہ توبہ دین ہو گیا ہے۔ انہوں نے کہا نہیں بلکہ میں سب دینوں سے بہتر محمد کے
دین میں داخل ہوا ہوں۔ اور واللہ! اے قریش اب پیامہ سے تم کو ایک دانہ نہ پہنچے گا جب
تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم نہ دیں گے۔

چنانچہ جب ثمامہ پیامہ میں پہنچے تو اپنی قوم کو منع کر دیا کہ خبردار مکہ والوں کے ہاتھ ایک دانہ
فروخت نہ کرنا۔ اہل مکہ جب بہت تنگ ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا
کہ آپ تو صلہ رحم کا حکم فرماتے ہیں۔ پھر یہ کیا بات ہے کہ باپوں کو تو آپ نے تلوار سے قتل کیا
اور اب اولاد کو آپ بھوک کی شدت سے ہلاک کریں گے۔ آنحضرت نے ثمامہ کو لکھا کہ اہل مکہ کے
ساتھ حسب دستور خرید و فروخت جاری رکھو۔

جلیش علقمہ بن مجززہ | جب وقاص بن مجززہ مدیجی ذی قرد کی جنگ میں شہید ہوئے تو علقمہ بن
مجززہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ مجھ کو لشکر دے
کہ مشرکین کے تعاقب میں روانہ کیا جائے تاکہ میں ان سے بدلہ لوں۔

ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جس لشکر کے ساتھ علقمہ کو روانہ کیا تھا
میں بھی اس میں تھا۔ جب ہم اپنے انتہائی مقام پر پہنچے یا اس کے راستے ہی میں کسی جگہ ٹھہرے
علقمہ نے ایک جگہ آگ جلانے کا حکم دیا۔ اور علقمہ کی طبیعت میں ہنسی اور مزاح کا مادہ بہت تھا۔
جب آگ تیار ہو گئی تب قوم یعنی ساتھیوں سے کہا کہ کیا میں تمہارا مردانہ نہیں ہوں اور کیا میری
اطاعت تم پر فرض نہیں ہے۔ سب نے کہا ہاں بے شک ہے۔ علقمہ نے کہا میں تو میں تم سے

اپنی اطاعت اور اپنے حق کی قسم دلا کر کہتا ہوں کہ اس آگ میں گر پڑو۔ لوگ گرنے کو تیار ہوئے۔ تب علقمہ نے کہا میں تم سے مذاق کر رہا تھا۔ جب یہ لوگ آپ کی خدمت میں گئے اور آنحضرت کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو فرمایا جو شخص تم کو گناہ کا حکم کرے اُس کا حکم نہ مانا کرو۔ راوی کہتا ہے اس لشکر کشی میں جنگ نہیں ہوئی۔

سہریا کر زبن جابر | بنی ثعلبہ کے غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ ایک غلام بیار نامی آیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے اُونٹوں کے چرانے کے لئے چراگاہ میں بھیج دیا اور وہیں اُونٹوں کے گلے میں یہ غلام رہا کرتا تھا۔ اس کے بعد قبیلہ بنی ثعلبہ کے چند لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مدینہ کی آب و ہوا کے ناموافق آنے سے ان لوگوں کو استسقاء کا مرض ہو گیا۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ اگر تم ہمارے اُونٹوں کے گلہ میں چلے جاؤ اور اُونٹوں کا دودھ اور پیشاب پشو تو اچھے ہو جاؤ گے۔ یہ لوگ گلہ میں آگئے اور دودھ وغیرہ پی کر تندرست ہو گئے۔ کچھ مرض باقی نہ رہا۔ تب ایک روز انہوں نے آنحضرت کے چرواہے کو شہید کیا اور اُس کی آنکھوں کو پھوٹ دیا اور سب اُونٹوں کو لے کر بھاگ گئے۔ اور اسلام سے مرتد ہوئے۔ آپ کو جس وقت یہ خبر ہوئی تو آپ نے کر زبن جابر کو ان کے گرفتار کرنے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ کر زبن جابر اس وقت ان کو گرفتار کر لائے جب آپ ذی قروہ کے غزوہ سے واپس تشریف لارہے تھے۔ آپ نے ان لوگوں کے ہاتھ پاؤں کٹوا کر حروہ کے میدان میں ڈلوادیا اور ان کی آنکھیں پھوٹوا دیں۔

غزوہ علی بن ابی طالب | حضرت علی بن ابی طالب کی مہم پر دو مرتبہ تشریف لے گئے ہیں۔ ابن ہشام کہتے ہیں حضرت علیؓ کے روانہ کرنے کے بعد رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو لشکر دے کر روانہ کیا اور فرمایا اگر تمہاری علیؓ سے ملاقات ہو تو علیؓ تمہارے سردار ہیں۔ ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسامہ بن زید بن حارثہ کو لشکر اُسامہؓ | لشکر دے کر روانہ کیا اور حکم دیا کہ بلقاء اور فرار روم فلسطین کے شہروں کو پامال کریں اور اس لشکر میں اُسامہؓ کے ساتھ زیادہ تر لوگ مہاجرین اولین تھے اور یہ آنحضرت کا آخری لشکر تھا جو آپ نے روانہ فرمایا۔

رسول اللہ ﷺ کا وصال

مرض کی ابتداء | آخر صفر یا شروع ربیع الاول میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ علالت شروع ہوئی جس میں آپ نے جو ایہ رحمت پروردگار کی طرف رحلت فرمائی۔ اس علالت کا بیان مجھ کو اس طرح پہنچا ہے کہ ایک رات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بقیع غرقہ کے قبرستان میں تشریف لے گئے اور وہاں کے اہل قبور کے لئے دعائے مغفرت کر کے پھر اپنے دولت خانہ پر واپس تشریف لائے اور اسی رات کی صبح کو آپ کے درد شروع ہوا۔

بقیع میں دعائے مغفرت | ابو موسیٰؓ کہتے ہیں ایک شب کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے ابو موسیٰؓ مجھ کو حکم ہوا ہے کہ میں اہل بقیع کے لئے دعائے مغفرت کروں۔ پس تم بھی میرے ساتھ چلو میں آپ کے ساتھ ہوں۔ جب حضورؐ قبرستان میں تشریف لائے تو فرمایا۔ السلام علیکم یا اہل المقابر! جس حالت میں تم ہو یہ تم کو مبارک رہے۔ یہ حالت اس حالت سے بہت بہتر ہے جس میں لوگ گرفتار ہیں۔ اندھیری رات کی طرح سے فتنے اُن پر آنے والے ہیں۔ اُن کا آخر اقل کے پیچھے ہوگا اور آخر کا فتنہ اقل کے فتنہ سے بدرجہا بڑھ کر ہوگا۔

پھر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے ابو موسیٰؓ مجھ کو دنیا کے خزانوں کی اور جنت کی گنجیاں دی گئی ہیں۔ پس میں نے جنت اور پروردگار کی ملاقات کو اختیار کیا ہے۔ میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ پہلے دنیا کے خزانوں اور دنیا میں رہنے کو اختیار کریں پھر اس کے بعد خدا سے ملنا اور جنت میں رہنا چاہیں۔ رسول اقدس نے فرمایا نہیں اے ابو موسیٰؓ میں نے تو اللہ تعالیٰ کی ملاقات ہی کو اختیار کیا ہے۔ پھر آنحضرتؐ اہل بقیع کے لئے دعائے مغفرت کر کے اپنے مکان میں تشریف لائے اور صبح کو آپ کا وہ درد شروع ہوا جس میں آپ لے وصال فرمایا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جس وقت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم یقیع سے واپس تشریف

لائے ہیں تو میرے سر میں درد تھا اور میں کہہ رہی تھی وَاَرَا سَاہَ یعنی ہائے سر کے درد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! قسم ہے خدا کی بلکہ میں وَاَرَا سَاہَ ہوں۔ پھر فرمایا اے عائشہ! اگر تم مجھ سے پہلے مر جاؤ تو تمہارا کچھ حرج نہیں ہے۔ میں کھڑے ہو کر تم کو گفن دوں اور تم پر نماز پڑھوں اور تم کو دفن کر دوں۔ میں نے کہا قسم ہے خدا کی اگر ایسا ہو تو پھر آپ اپنی بیویوں میں سے کسی بیوی کو لا کر میرے گھر میں رکھیں گے۔ آنحضرت میری اس بات سے ہلے اور پھر آپ کے درد شروع ہوا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باری باری سے اپنی بیویوں کے پاس ایک ایک رات رہتے تھے۔ جس روز آپ حضرت میمونہ کے مکان میں تھے درد کی بہت شدت ہوئی اور آپ نے اپنی سب ازواج کو جمع کر کے اُن سے بحالت بیماری میرے گھر میں رہنے کی اجازت لی۔ سب ازواج نے آپ کو اجازت دے دی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر میں تشریف لائے۔

ابن ہشام کہتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ازواج مطہرات کے اسماء مبارکہ کی نو ازواج مطہرات تھیں :-

عائشہ بنت ابی بکرؓ۔ اور حفصہ بنت عمرؓ بن خطاب اور اُمّ حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرب۔ اور اُمّ سلمہ بنت ابی اُمیہ بن مغیرہ۔ اور سودہ بنت لامعہ بن قیس۔ اور زینب بنت جحش بن زباب۔ اور میمونہ بنت حارث بن حزن۔ اور جویریہ بنت حارث بن ابی ضرارہ۔ اور صفیہ بنت حی بن اخطب۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جن عواتین سے رشتہ ازواج حضرت خدیجہ الکبریٰ قائم ہوا اُن کی تعداد تیرہ تھی۔ پہلی شادی آپ کی اُمّ المؤمنین

حضرت خدیجہ بنت خویلد سے ہوئی اور کل اولاد آپ کی انہی سے ہے سوا ایک آپ کے صاحبزادے ابراہیم کے۔ حضرت خدیجہ کی شادی آنحضرت سے ان کے والد خویلد بن اسد نے کی تھی اور بیٹا اؤٹ کا مرنہدھا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح ہونے سے پہلے حضرت خدیجہ ابی ہالہ بن مالک کے پاس تھیں اور ابی ہالہ سے ان کے ہاں ہند بن ابی ہالہ اور زینب بنت ابی ہالہ

اور ابی ہالہ سے نکاح ہونے سے پہلے حضرت خدیجہ عقیق بن عابد بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم کے پاس تھیں اور عقیق سے اُن کے ہاں عبد اللہ اور جاریہ پیدا ہوئے اور جاریہ سے صفیہ بن ابی رفاعہ نے نکاح کیا تھا۔

حضرت عائشہ | پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں حضرت عائشہ بنت ابی بکر سے جبکہ وہ سات برس کی تھیں نکاح کیا اور مدینہ میں جبکہ اُن کی عمر نو سال کی تھی رخصت فرمائی۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا کسی کنواری عورت سے شادی نہیں کی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خود ان کی شادی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کی تھی اور چارہ سو درہم کا مہر مقرر ہوا تھا۔

حضرت سوودہ | اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوودہ بنت زمعہ بن قیس بن خبیش بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوثی سے نکاح کیا۔ یہ نکاح سلیط بن عمرو نے آپ سے کیا تھا۔ اور بعض کہتے ہیں ابو حاطب بن عمرو بن شمس بن عبدود بن نصر بن مالک نے سوودہ کا نکاح رسول اللہ سے کرایا تھا اور چارہ سو درہم کا مہر باندھا تھا۔ ابن ہشام کہتے ہیں ابن اسحاق نے پہلے اس کے خلاف بیان کیا ہے یعنی کہا ہے کہ سلیط اور ابو حاطب حبشہ کے ملک میں تھے۔ حضرت سوودہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے سکران بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود کے پاس تھیں۔

حضرت زینب بنت جحش | اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زینب بنت جحش بن رباب اسدیہ سے نکاح کیا اور آنحضرت سے ان کا نکاح ان کے بھائی ابو احمد بن جحش نے کیا تھا۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چارہ سو درہم ان کا مہر باندھا تھا۔ آنحضرت سے پہلے زینبؓ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے متبنی کے پاس تھیں اور انہی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے :

فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا

حضرت ام سلمہ | اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام سلمہ بنت ابی امیہ بن غیرہ مخزومیہ سے نکاح فرمایا۔ یہ نکاح ان کے بیٹے سلمہ بن ابی سلمہ نے آنحضرت سے کیا تھا۔ اور ام سلمہ کا نام ہندہ تھا اور ان کا مہر یہ باندھا تھا کہ ایک تو شک جس میں

کھجور کا ریشہ بھرا ہوا اور ایک پیالہ اور ایک مجبشہ۔ اُمّ سلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ابوسلمہ بن عبدالاسد کے پاس تھیں اور ابوسلمہ کا نام عبد اللہ تھا۔ ابوسلمہ سے ان کے ہاں یہ اولاد پیدا ہوئی:

سلمہ اور عمرو اور زینب اور رقیہ

حضرت حفصہؓ | اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حفصہ بنت عمر سے نکاح فرمایا۔ یہ نکاح آنحضرتؐ سے ان کے والد حضرت عمرؓ نے کیا تھا اور حضرت حفصہؓ آنحضرتؐ سے پہلے خنیس بن ابی حذافہ سہمی کے پاس تھیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار سو درہم ان کا مہر باندھا تھا۔

حضرت اُمّ حبیبہؓ | اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمّ حبیبہؓ سے جن کا نام رملہ تھا نکاح فرمایا۔ یہ شادی رسول اکرمؐ سے ملک حبش میں خالد بن سعید بن عباس نے کرایا تھا اور بنی شامی شاہ حبش نے آنحضرتؐ کی طرف سے چار سو دینارہ ان کے مہر کے ان کو دیئے۔ ام حبیبہؓ آپؐ سے پہلے عبید اللہ بن حبش اسدی کے پاس تھیں۔

حضرت جویریہؓ | اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جویریہ بنت حارث بن ابی غرار خزاعیہ سے شادی فرمائی۔ یہ بنی مصطلق کے قیدیوں میں گرفتار ہو کر آئی تھیں ان کا مفصل قصہ اوپر گزر چکا ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بنی مصطلق سے واپس ہوئے تو جویریہ بنت حارث کو آپؐ نے ایک انصاری کے سپرد کر دیا تھا بطور امانت کے تاکہ وہ ان کو بحفاظت مدینہ میں پہنچا دیں۔ پھر جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو جویریہ کے والد حارث بن ابی صرار اپنی بیٹی کے چھڑانے کے لئے اونٹ فدیہ لے کر مدینہ کو روانہ ہوئے۔ راستہ میں ان اونٹوں میں سے دو اونٹ ان کو بہت اچھے معلوم ہوئے۔ اور ان کو انہوں نے پہاڑ کی ایک گھاٹی میں عقیق کے پاس چھپا دیا باقی اونٹ لے کر آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ اونٹ میں اپنی بیٹی کے فدیہ کے لئے لایا ہوں ان کو آپؐ قبول کیجئے اور جویریہ مجھے دے دیجئے۔ رسول اقدسؐ نے فرمایا اور وہ دو اونٹ

کہاں ہیں جو تم نے عقیق کے پاس پہاڑ کی گھاٹی میں غائب کر دیئے ہیں۔ حرث بن ابی ضرار نے کہا واللہ! اس حال کی ہمارے سوا کسی کو خبر نہیں ہے۔ بیشک آپ خدا کے رسول ہیں اشدھان لا الہ الا اللہ و اشدھانک رسول اللہ صلی اللہ علیک۔

اور حرث کے دونوں بیٹوں اور ان کی قوم کے بہت سے آدمیوں نے اسلام قبول کیا۔ اور حرث نے وہ دونوں اونٹ منگا کر بھی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نذر کئے۔ رسول اللہ نے جویریہ کو چھوڑ دیا۔ جویریہ بھی مسلمان ہو گئیں۔ پھر آنحضرت نے ان کے باپ حرث کو ان سے نکاح کا پیغام دیا۔ انہوں نے آپ سے نکاح کر دیا۔ آپ نے چار سو درہم ان کے مہر کے مقرر فرمائے۔ آنحضرت سے پہلے یہ اپنے چچا زاد عبداللہ کے پاس تھیں۔

ابن ہشام کہتے ہیں اور بعض لوگوں کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ثابت بن قیس سے خرید کر آزاد کر دیا تھا۔ پھر بالعموم چار سو درہم مہر ان سے شادی کی۔

حضرت صفیہؓ | اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ بنت حنی بن اخطب سے نکاح فرمایا۔ یہ خیبر کے قیدیوں میں آئی تھیں اور رسول اکرمؐ نے ان کو اپنے لئے مخصوص کر لیا تھا اور ان کے نکاح میں ولیمہ کی دعوت بھی کی تھی جس میں صرف ستوا اور کھجوریں کھلائی گئی تھیں گوشت روٹی نہ تھی۔ اور آنحضرت سے پہلے صفیہ کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق کے پاس تھیں۔

حضرت میمونہؓ | اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میمونہ بنت حرث بن حزن بن بھیر بن ہرم بن رویہ بن عبداللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ سے شادی فرمائی۔ میمونہ کی شادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عباسؓ نے کی تھی اور آپ کی طرف سے چار سو درہم کا مہر باندھا تھا۔

اور آنحضرت سے پہلے میمونہ ابی ہرم بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدوؤ بن نصر بن مالک کے پاس تھیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ میمونہ ہی نے اپنے آپ کو آنحضرت کی نذر کر دیا تھا۔ یعنی جب حضورؐ کے پیغام کی خبر ان کو پہنچی تو یہ اُس وقت اونٹ پر سوار تھیں۔ پس انہوں نے پیغام سن کر کہا کہ یہ اونٹ اور اس پر جو کچھ ہے سب خدا و رسول کے لئے ہے۔ اور میمونہ کی شان ہی میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے :-

وَالْيَا امْرَاةٌ وَهَبْتُ لِنَفْسِي الْيَتِيمَ اِنْ اَرَادَ الْيَتِيمُ اَنْ يَسْتَكْرِحَهَا
تَحَالِفَةً لَكَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۝
اور اگر کوئی عورت اپنی ذات نبی کو ہتھ کر دے اگر نبی اُس سے نکاح کرنا چاہیں تو بندے نبی خاتم
تہارے لئے جائز ہے نہ کہ مؤمنوں کے لئے ۝

اور بعض کہتے ہیں یہ آیت زینب بنت جحش کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اور بعض کہتے ہیں
غزوہ بنت جابر بن وہب جو بنی متقذ بن عمرو بن معیض بن عامر بن لوئی سے تھیں۔ انہوں نے
اپنے آپ کو رسول اکرمؐ کی نذر کیا تھا۔
اور بعض کہتے ہیں یہ عورت بنی سامہ بن لوئی سے تھیں۔ اور آنحضرتؐ نے ان کا معاملہ
ملتوی کر دیا تھا۔

حضرت زینب بنت خزيمة | اور رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زینب بنت
خزيمة بن حرث بن عبد اللہ بن عمرو بن عبد مناف بن ہلال
بن عامر بن صعصعہ سے شادی کی۔ یہ عورت مسکینوں اور غریبوں پر بہت مہربانی کرتی تھیں۔ اس
سبب سے ان کا نام ام المساکین تھا۔ ان کا نکاح آنحضرتؐ سے قبیلہ بن عمرو ہلالی نے کیا اور
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار ثودہ ہم مہر کے مقرر فرمائے اور آنحضرتؐ سے پہلے یہ عبیدہ بن
حرث بن مطلب بن عبد مناف کے پاس تھیں اور عبیدہ سے پہلے جہم بن عمرو بن حرث کے پاس
تھیں جو ان کا چچا زاد تھا۔

چنانچہ یہ آنحضرتؐ کی نکل گیارہ ازواج مطہرات میں جن سے آپؐ نے نکاح فرمایا۔ اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال سے پہلے ان میں سے دو نے انتقال فرمایا۔ ایک خدیجہ
بنت خویلد نے اور دوسرے زینب بنت خزيمة نے اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
وصال ہوا ہے تو ان میں سے نو زندہ تھیں جن کا پہلے ہم ذکر کر چکے ہیں اور دو عورتیں ایسی
تھیں جن کے ساتھ رسول پاکؐ نے نکاح فرمایا۔ مگر غلوت سے پہلے ان کو جدا کر دیا۔

ایک اسماء بنت نعمان کندیہ۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے شادی کی تو ان کے
بدن پر سفید داغ دیکھے۔ اس سبب سے ان کو زخمت کر دیا اور ان لوگوں کے پاس بھیج دیا۔
اور دوسری عورت عمرہ بنت یزید کلابیہ تھیں۔ جب یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو
آپؐ سے پناہ مانگی۔ پس رسول اکرمؐ نے ان کو ان کے لوگوں کے پاس بھیج دیا۔ اور بعض کہتے ہیں

کندنیہ نے پناہ مانگی تھی اور یہ اسماء بنت نعمان کی چچا زاد بہن تھی۔

اور بعض کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو بلایا تو اس نے کہا تھا کہ میں اس باعزت قوم سے ہوں جن کے پاس لوگ آتے ہیں اور ہم کسی کے پاس نہیں جاتے۔ آنحضرتؐ نے یہ جواب سن کر اس حدیث کو اس کی قوم کے پاس بھیج دیا۔

قریشی ازواج مطہرات | قریش میں آنحضرتؐ کی چھ ازواج مطہرات تھیں۔ خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قحط بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی۔

آدعائہ بنت ابی بکر بن ابی قحافہ بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی۔
اور حفصہ بنت عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن عبد اللہ بن قریظ بن ابی ہاشم بن عبد مناف بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی۔

اور ام حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی۔

اور ام سلمہ بنت ابی أمیہ بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم بن یثربہ بن مرہ بن کعب بن لوی۔

اور سوڈہ بنت زعمہ بن قیس بن عبد شمس بن عبد ود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی۔

دیگر ازواج مطہرات | اور باقی دیگر قبائل عرب میں سے یہ سات ازواج تھیں :-
زینب بنت جحش بن رباب بن حمیر بن صبرہ بن مرہ بن کعب بن لوی بن عبد مناف بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی۔

اور میمونہ بنت حارث بن حرث بن بکیر بن ہرم بن دؤنبہ بن عبد اللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن حکمہ بن حصہ بن قیس بن عیلان۔

اور زینب بنت خزیمہ بن حارث بن عبد اللہ بن عمرو بن عبد مناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ۔

اور جویریہ بنت حارث بن ابی ہزار خزاعیہ ثم المصطلقیہ

اور اسماء بنت نعمان کندنیہ

اور عمرہ بنت زیدہ کلابیہ

اور غیر عرب سے یہ زوجہ تھیں :-

صفیہ بنت حبشی بن اخطب بن نصیر سے۔

علاات اور حضرت عائشہؓ کے گھر قیام | حضرت عائشہؓ ام المومنین فرماتی ہیں کہ علالت کی حالت

میں دو آدمیوں کا کندھا پکڑے ہوئے جن میں ایک فضل بن عباس تھے اور سر پر پٹی باندھے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تشریف لائے۔ عبداللہ بن عباس کہتے ہیں تم جانتے ہو دوسرے کون شخص تھے وہ علی بن ابی طالب تھے۔

مرض کی شدت پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درد میں بہت شدت ہوئی اور آپ نے فرمایا سات کنوؤں سے مشکیں بھر کر لاؤ۔ اور میرے اوپر ڈالو تاکہ میں غسل کر کے لوگوں میں نیکل کر ان سے عہد لوں۔ چنانچہ ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بڑے ٹشت میں جو قصہ کا تھا بٹھایا اور اوپر سے پانی ڈالنا شروع کیا جب آپ غسل کر چکے تو فرمایا بس اب بٹھ جاؤ۔

آنحضرت کے ارشادات ابوبکر بن بشیر کی روایت میں اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سر پر پٹی باندھے ہوئے منبر پر تشریف لائے اور پہلی گھنٹہ آپ نے یہ کی کہ اصحاب! آؤ درود پڑھا اور ان کے لئے دعائے مغفرت کی اور بہت دیر تک درود پڑھتے رہے۔ پھر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک بندہ کو دنیا کے اور اس نعمت کے اختیار کرنے میں مختار کیا ہے جو اس کے پاس ہے پس اس بندہ نے اس نعمت کو اختیار کیا ہے جو خدا کے پاس ہے۔ ابوبکر اس بات کو سمجھ گئے کہ آنحضرت اپنے بارے میں فرما رہے ہیں۔ چنانچہ ابوبکر بہت شدت سے رونے لگے اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہم آپ پر اپنی جانیں اور اپنی اولاد قربان کرنے کو موجود ہیں۔ رسول پاکؐ نے فرمایا اے ابوبکر! تم اپنی جگہ بیٹھ جاؤ۔ پھر فرمایا۔ مسجد میں جس قدر لوگوں کے گھروں کے دروازے ہیں ان سب کو بند کر دو سو ابوبکرؓ کے دروازہ کے کیونکہ میں ان سے بہتر اپنے صحابیوں میں سے کسی کو نہیں جانتا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی روز یہ بھی فرمایا کہ اگر میں بندوں میں سے کسی کو غلیل بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا۔ مگر ابوبکرؓ سے میری محبت اور دین کی اخوت سیسے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو اور ہم کو اپنے پاس اکٹھا کرے۔



رسول اللہ ﷺ کا وصال (۲)

لشکرِ اُسامہ کے لئے حکم | ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسامہ کو لشکر کا سردار بنا کر شام کی طرف بھیجا تھا تو لوگ کہتے تھے کہ آپ نے ایک نوعمر لڑکے کو بڑے بڑے مہاجرین کا سردار بنایا ہے۔ اس روز نبی کریم منبر پر تشریف فرما ہوئے تو خدا کی حمد و ثناء بیان کر کے جس کے وہ لائق ہے فرمایا اے لوگو! اُسامہ کے لشکر کو بڑھاؤ اور اُس میں جا کر ملو اور اگر تم اُس کے امیر ہونے پر اعتراض کرتے ہو تو اس سے پہلے تم نے اس کے باپ کے امیر ہونے پر بھی اعتراض کیا اور بے شک اُسامہ سرداری کے لائق ہے اور اس کا باپ بھی سرداری کے لائق تھا۔ پھر آپ منبر پر سے اتر آئے۔

اور لوگ اُسامہ کے ساتھ جانے کی تیاری میں مشغول ہوئے اور آنحضرت کا مرتع بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ جب اُسامہ مدینہ سے نکل کر مقام جوف میں ٹھہرے جو مدینہ سے ایک فرسخ ہے تو اپنے لشکر کا انہوں نے قیام کیا اور آنحضرت کی صحت کی خبر کے منتظر رہے۔

انصار سے حسن سلوک کی وصیت | روایت ہے کہ جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحابِ اُحد پر درود پڑھا تھا۔ اُسی روز مہاجرین

سے فرمایا کہ انصار کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور انصار وہی لوگ ہیں جن میں آکر میں پناہ گزین ہوا ان کی تعداد زیادہ نہ ہوگی۔ ان میں سے جو نیک ہیں ان کے ساتھ نیکی کرو اور جو بد ہیں ان سے درگزر کرو۔ پھر آپ منبر سے اتر کر اپنے مکان میں داخل ہوئے اور آپ پر درود کی اس قدر شدت ہوئی کہ آپ پر عیسیٰ طاری ہو گئی اور آپ کی سب ازواج اور بھائیوں کی عورتیں جن میں اسماء بنت عمیس بھی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئیں اور حضرت عباسؓ بھی موجود تھے۔

چنانچہ حضرت عباسؓ اور سب حاضرین کی یہ رائے طے پائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

کان میں دوا ڈالیں چنانچہ ڈال دی گئی۔ جب آنحضرتؐ کو ہوش آیا تو دریافت فرمایا کہ یہ میرے ساتھ کس نے کیا ہے؟ سب نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ دوا آپؐ کے چچا عباس نے ڈالی ہے۔ اور یہ دوا مہاجر و انصار کے عورتیں ملک حبش سے لائی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ یہ حرکت تمہارے کیوں کی؟ عباس نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم کو خیال ہوا کہ آپؐ کو شاید ذات الجنب ہو۔ آنحضرتؐ نے فرمایا یہ ایسا مرض ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اس مرض سے تندرست نہ کرے گا۔ پھر آپؐ نے حکم دیا کہ اس وقت گھر میں جس قدر لوگ موجود ہیں سوا میرے چچا کے سب کے کانوں میں دوا ڈال جائے۔ چنانچہ میمونہ جو اس روز روزہ دار تھیں ان کے کان میں بھی دوا ڈالی گئی بسبب آپؐ کے حکم کے جو تنبیہاً آپؐ نے ان کے حق میں فرمایا تھا۔

اسامہ کے لئے دعا | اسامہ بن زید کہتے ہیں جب رسول کریمؐ کو علالت کی شدت ہوئی تو میں لوگوں کے ساتھ مدینہ میں آیا اور آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ اس وقت خاموش تھے اور اپنا ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتے اور مجھ پر رکھ دیتے۔ میں سمجھ گیا کہ آپؐ میرے لئے دعا فرما رہے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کرتی تھی کہ آپؐ فرمایا کرتے تھے اللہ تعالیٰ ہر نبی کو ان کے انتقال سے پہلے دنیا میں رہنے یا جنت میں تشریف لے جانے کے بارے میں اختیار دیتا ہے۔ چنانچہ آخری کلمہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میں نے سنا وہ یہ تھا کہ آپؐ فرما رہے تھے: بَلِّ التَّرْفِيقَ اِنَّ عَلَيَّ مِنَ الْجَنَّةِ طَائِفٌ نے اس بات کو سن کر کہا کہ بس اب آپؐ ہم کو اختیار نہ فرمائیں گے۔ اور میں سمجھ گئی کہ یہ آنحضرتؐ کو وہی اختیار دیا گیا ہے جس کے بارے میں آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ ہر نبی کو ان کے انتقال سے پہلے اختیار دیا جاتا ہے۔

حضرت ابو بکرؓ کی امامت | حضرت عائشہ فرماتی ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ضعف غالب ہوا آپؐ نے حکم فرمایا کہ ابو بکرؓ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ عائشہ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا نبی اللہ! ابو بکرؓ رقیق القلب اور کمزور آواز کے آدمی ہیں۔ جب قرآن شریف پڑھتے ہیں تو بہت دھستے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابو بکرؓ ہی کو نماز پڑھانے کا حکم کرو۔ میں نے پھر وہی عرض کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا تم عورتیں بوسعت کی عورتوں کی مثل ہو۔ ابو بکرؓ ہی کو نماز پڑھانے کا حکم دو۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: میں نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس غرض سے عرض کی تھی کہ میں جانتی تھی کہ لوگ آپؐ کی جگہ دوسرے شخص کو دیکھ کر پسند نہ کریں گے اور اس کو بڑبگونی سمجھیں گے اور میں اچھا نہ سمجھتی تھی کہ یہ بڑبگونی ابو بکرؓ کے ساتھ ہو۔

عبداللہ بن زمرہ کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ علیل ہوئے تو میں اُس وقت چند مسلمانوں کے ساتھ آپؐ کی خدمت میں حاضر تھا۔ بلالؓ نے آپؐ کو نماز کی اطلاع کی کہ آپؐ نے فرمایا کسی شخص کو حکم کر دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ عبداللہ بن زمرہ کہتے ہیں میں رسول پاکؐ کے پاس سے باہر نکلا اور میں نے عمرؓ کو لوگوں میں موجود پایا۔ ابو بکرؓ اُس وقت موجود نہ تھے۔ میں نے عمرؓ سے کہا اے عمرؓ تم لوگوں کو نماز پڑھا دو۔ عمرؓ کھڑے ہوئے جس وقت عمرؓ نے تکبیر کہی تو عمرؓ کی بلند آواز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سُن کر فرمایا ابو بکرؓ کہاں ہیں؟ اللہ تعالیٰ اور مسلمان اس بات کا انکار کرتے ہیں۔ پھر ابو بکرؓ کو بلا یا گیا اور یہ نماز تو عمرؓ نے پڑھا دی۔ اس کے بعد حضرت ابو بکرؓ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔

عبداللہ بن زمرہ کہتے ہیں مجھ سے عمرؓ نے کہا تمہارا براہو تم نے جو مجھ سے نماز پڑھانے کو کہا۔ میں تو سمجھا کہ رسول اللہؐ نے میرے نماز پڑھانے کے بارے میں حکم دیا ہے مگر میں ایسا نہ سمجھتا تو ہرگز نماز نہ پڑھاتا۔ میں نے کہا خدا کی قسم! مجھ کو آنحضرتؐ نے یہ حکم نہیں دیا تھا بلکہ جب میں نے ابو بکرؓ کو نہ دیکھا تو تم کو زیادہ حق دادہ پایا اس لئے تم کو کہا۔

وصال کا دن انسؓ بن مالک کہتے ہیں جب دو شنبہ کا روزہ ہوا جس میں آنحضرتؐ کی وفات ہوئی تو جس وقت صبح کی نماز ہو رہی تھی آپؐ پردہ اٹھوا کر حجرہ کے دروازہ پر کھڑے ہوئے اور مسلمان نماز میں آپؐ کی تشریف آوری کو دیکھ کر خوشی کے مارے بے چین ہو گئے۔ آپؐ نے مسلمانوں کو نماز میں دیکھ کر تبسم فرمایا۔

انسؓ کہتے ہیں اس وقت سے زیادہ میں نے کبھی رسول کریمؐ کی صورت باوجود اور اچھی نہیں دیکھی تھی۔ پھر اس کے بعد آنحضرتؐ واپس حجرہ میں تشریف لے گئے اور لوگ سمجھ گئے کہ اب آپؐ کو مرض سے افادہ ہو گیا۔ چنانچہ ابو بکرؓ بھی خوشی خوشی اپنے گھر گئے۔

قاسم بن محمد کہتے ہیں عمرؓ کے تکبیر کہنے کے وقت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکرؓ کہاں ہیں اللہ اور مسلمان اس بات کا انکار کرتے ہیں (یعنی ابو بکرؓ کی موجودگی میں جو شخص کے نماز پڑھانے کا) تو اگر عمرؓ اپنے انتقال کے وقت یہ نہ کہتے کہ اگر میں کسی کو اپنا جانشین

بناؤں تو جو مجھ سے بہتر تھے انہوں نے مجھ کو خلیفہ بنایا تھا اور اگر میں کسی کو خلیفہ نہ بناؤں تو جو مجھ سے بہتر تھے انہوں نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، تو لوگوں کو اس میں شک نہیں تھا کہ رسول اللہ نے ابوبکرؓ کو خلیفہ بنادیا اور عمرؓ حضرت ابوبکرؓ پر تہمت لگانے والے نہیں تھے۔ عمرؓ کے اس آخری کلام سے لوگوں نے جان لیا کہ رسول اللہ نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا۔

مسجد میں تشریف آوری | ابن اسحاق کہتے ہیں پیر کے روز صبح کے وقت رسول اللہؐ مروانہ سے ہوئے تشریف لائے۔ لوگوں نے آنحضرتؐ کی آہٹ سن کر صف میں جگہ چھوڑ دی۔ ابوبکرؓ لوگوں کی آہٹ سے سمجھ گئے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی تشریف آوری سے صف میں یہ حرکت ہوئی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ پیچھے کو ہٹے آنحضرتؐ نے اپنا ہاتھ ابوبکرؓ کی پشت پر رکھ کر اشارہ کیا کہ اپنی جگہ کھڑے رہو اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کے پیلوں میں بیٹھ کر نماز پڑھی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر ایسی بلند آواز سے فرمایا جو مسجد سے باہر تک جا رہی تھی کہ اے لوگو! آگ روشن ہو گئی ہے اور نیند اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح آگئے ہیں اور خدا کی قسم! میں نے تمہارے لئے وہی چیز حلال کی ہے جو قرآن نے حلال کی ہے اور وہی چیز میں نے تم پر حرام کی ہے جو قرآن نے حرام کی ہے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اس گفتگو سے فارغ ہوئے تو ابوبکرؓ نے عرض کیا یا نبی اللہ! میں دیکھتا ہوں کہ آپؐ نے اللہ کے فضل اور نعمت کے ساتھ صبح کی ہے جیسا کہ ہم چاہتے ہیں اور آج کا دن بہت خارجہ کا دن ہے کیا میں اس کے پاس ہواؤں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہاں۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دولت خانہ میں داخل ہو گئے اور حضرت ابوبکرؓ اپنے گھر چلے گئے۔

حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ | عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں اسی روز حضرت علی بن ابی طالبؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے باہر آئے۔ لوگوں نے پوچھا اے ابوالحسن! رسول اللہ کا مزاج کیسا ہے؟ حضرت علیؓ نے کہا بحمد اللہ اچھا ہے۔ حضرت عباسؓ نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر کہا اے علیؓ تو اللہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ میں موت کی علامت دیکھی ہے جیسی کہ میں بنی عبدالمطلب کے چہروں پر دیکھتا تھا۔ لہذا ہم تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر دیکھیں کہ اگر یہ امر (یعنی امارت و خلافت کا معاملہ) ہمارے

اندر ہو گا تب تو ہم اس کو پہچان لیں گے۔ اور اگر ہم مارے سوا اور کسی میں ہو گا تب ہم رسول اللہ سے اپنے لئے وصیت کرالیں گے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا خدا کی قسم میں ہرگز ایسا نہ کروں گا۔ اگر آپؐ نے ہم کو اس امر سے باز رکھا تو پھر کبھی آپؐ کے بعد لوگ ہم کو نہ دیں گے۔ پھر اسی روز دو پہر کے وقت آپؐ کا وصال ہوا۔

رسول اللہ کا وصال | حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اسی روز جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں سے ایک شخص سبز سواک لئے ہوئے میرے پاس آیا۔ رسول اکرمؐ نے اس سواک کی طرف دیکھا میں سمجھ گئی کہ آپؐ اس کو لینا چاہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپؐ چاہتے ہیں کہ میں یہ سواک آپؐ کو دیدوں۔ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ پس میں نے وہ سواک لے کر چبائی اور نرم کر کے آنحضرتؐ کو دی۔ آپؐ نے خوب سواک کی۔ پھر میں نے دیکھا کہ نبی کریمؐ کا بدن بھاری ہو گیا اور یکایک آپؐ نے اُدھر نگاہ کر کے فرمایا۔ بَلِ الْآزِفَتِ اِنَّ عَلٰی مِنَ الْجَنَّةِ۔ میں نے کہا قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا کہ آپؐ کو اختیار دیا گیا اور آپؐ نے اختیار کر لیا۔ فرماتی ہیں پھر رسول اقدسؐ کا وصال ہو گیا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا میری گود میں وصال ہوا۔ اور میری کم عمری اور ناواقفیت کی یہ بات تھی کہ میں آپؐ کا سر مبارک تکبہ پر رکھ کر عورتوں کے ساتھ اپنا منہ پھینے لگی۔

حضرت عمرؓ کی کیفیت | حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا حضرت عمرؓ بن خطابؓ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے منافقوں میں سے چند لوگ یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ کا انتقال ہو گیا حالانکہ خدا کی قسم آپؐ کا وصال نہیں ہوا ہے۔ بلکہ آپؐ خدا کے پاس تشریف لے گئے ہیں جیسے کہ حضرت موسیٰؑ اللہ کے پاس گئے تھے اور چالیس روز کے بعد تشریف لے آئے اور اُن کے جانے کے بعد لوگوں نے یہ مشہور کر دیا تھا کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئیں گے۔ جو یہ کہے گا کہ آپؐ کا انتقال ہو گیا ہے میں اُس کے ہاتھ پر کاٹ ڈالوں گا۔

حضرت ابو بکرؓ کا صبر و استقامت | حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں اسی وقت ابو بکرؓ آئے اور حضرت ابو بکرؓ کی طرف کچھ متوجہ نہ ہوئے اور سیدھے مجھ کے پاس آئے۔

داخل ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر ایک مصری چادر اوڑھا رکھی تھی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رسول پاکؐ کا چہرہ مبارک کھول کر بوسہ دیا اور فرمایا میرے ماں باپ آپ پر خدا ہوں جو موت اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے لکھی تھی اُس کو آپ نے چکھ لیا۔ اب کبھی اس کے بعد آپ کو موت نہ پہنچے گی۔ پھر ابو بکرؓ نے آنحضرتؐ کا چہرہ ڈھک دیا اور باہر آئے۔ عمرؓ لوگوں سے وہی گفتگو کر رہے تھے۔ ابو بکرؓ نے کہا اے عمرؓ پیچھے ہٹو اور خاموش رہو۔ مگر عمرؓ خاموش نہ رہے۔ جب ابو بکرؓ نے دیکھا کہ عمرؓ خاموش نہیں ہوتے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ لوگوں نے جب حضرت ابو بکرؓ کی گفتگو سنی تو سب ان کے پاس آ گئے اور حضرت عمرؓ کو چھوڑ دیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر کہا۔

”لوگو! جو لوگ محمدؐ کی عبادت اور پرستش کرتے تھے تو سن لیں کہ محمدؐ تو انتقال فرما چکے ہیں اور جو لوگ اللہ کی عبادت کرتے ہیں تو اللہ بیشک زندہ ہے اور کبھی مرنے والا نہیں ہے۔“

پھر حضرت ابو بکرؓ نے یہ آیت پڑھی :-

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَآيُنُ مِمَّا تَدْفَعُونَ
أَنْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقْبَيْهِ فَلَنْ يَفْرَحَ اللَّهُ بِهِ شَيْئًا
وَمَنْ يَشَاقِبْهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَاقِبُهُ

”وہ محمدؐ فقط رسول ہیں کیا یہ اگر مر جائیں گے یا نقل ہو جائیں گے تو تم لوگ واپس ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے اور جو اپنی ایڑیوں کے بل پھر جائے گا تو ہرگز وہ اللہ کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اور عنقریب اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو اچھا بدلہ دے گا۔“

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ نے جب یہ آیت پڑھی تو لوگ ایسے ہو گئے کہ گویا انہوں نے کبھی یہ آیت سنی ہی نہ تھی۔ اور اُس وقت لوگوں نے حضرت ابو بکرؓ سے اس آیت کو یاد کیا۔ عمرؓ کہتے ہیں جس وقت میں نے ابو بکرؓ سے یہ آیت سنی مجھ کو ایسا معلوم ہوا کہ گویا میرے پیر کٹ گئے اور میں کھڑا نہ رہ سکا اُسی وقت زمین پر گر پڑا اور میں نے سمجھ لیا کہ آنحضرتؐ کا وصال ہو گیا۔



سقیفہ بنی ساعدہ

باہمی مشورے اور اختلاف | ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا احوال ہوتے ہی

اللہ کے سب لوگ سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے اور حضرت علیؓ بن ابی طالب اور زبیر بن عوام اور طلحہ بن عبید اللہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں جمع ہوئے اور باقی تمام مہاجرین اور انسید بن حنفیہ بنی عبدال شہل میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے پاس جمع ہوئے۔ اسی وقت ایک شخص نے اکر بیان کیا کہ سب انصار سعد بن عبادہ کے پاس سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہو گئے ہیں۔ اگر تم لوگوں کو اس بات کی کچھ ضرورت ہے کہ تم انصار کے پاس جاؤ ایسا نہ ہو کہ معاملہ بڑھ جائے۔ اور رسول اللہ کا جنازہ مبارک حجرہ ہی میں تھا اور یمنیوں و مکہ کے لوگوں نے اندر سے دروازہ بند کر لیا تھا۔

حضرت ابن عباسؓ کی روایت | حضرت عمرؓ کہتے ہیں۔ میں نے ابوبکرؓ سے کہا کہ چلو ہم دیکھیں تو

سہی کہ ہمارے بھائی انصار کیا کر رہے ہیں۔ عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں جب حضرت عمرؓ نے آخری حج کیا ہے تو میں بھی اُس میں شریک تھا اور عبدالرحمن بن عوف بھی منیٰ میں میرے پاس ٹھہرے ہوئے تھے میں اُن کو قرآن شریف پڑھاتا تھا۔ ایک روز عبدالرحمن بن عوف نے حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ کے پاس سے اکر مجھ سے کہا کہ تم نے ایک شخص کو دیکھا کہ اُس نے امیر المؤمنین کو اکر خبر دی ہے کہ فلاں شخص کہتا ہے کہ اگر عمرؓ خطاب کا انتقال ہو گیا تو میں فلاں شخص کی بیعت کر لوں گا۔ کیونکہ ابوبکرؓ کی بیعت یکا یک ہو گئی تھی سو وہ پوری ہو گئی۔ عمرؓ اس کو سن کر بہت غضبناک ہوئے اور فرمایا میں انشاء اللہ شام کے وقت لوگوں میں کھڑا ہو کر اُن لوگوں کو ڈراؤں گا جو لوگوں کی حکومت کو اُن سے غصب کرنا چاہتے ہیں۔

عبدالرحمن کہتے ہیں۔ میں نے کہا اے امیر المؤمنین ایسا نہ کیجئے کیونکہ یہ حج کا موسم ہے اور اس میں ہر قسم کے لوگ جمع ہیں۔ جو عقل و ہوش سے بے بہرہ ہیں اور وہی ہجوم کر کے آپ کے گرد جمع

ہو جائیں گے اور جوابی عقل میں وہ آپ کے قریب تک پہنچ بھی دے سکیں گے پھر جواب فرمائیں گے۔ وہ لوگ کچھ سے کچھ سمجھیں گے اور لوگوں سے کچھ بیان کریں گے۔ اس لئے مناسب ہے کہ آپ مدینہ میں پہنچ کر جو کچھ بیان کرنا ہے بیان کریں۔ کیونکہ مدینہ میں تمام مقلدین کا ہجوم نہ ہو گا۔ اہل عقل ہوں گے۔ کچھ بات بیان کریں گے اس کو وہ خوب سمجھیں گے اور دوسروں سے بھی صحیح بیان کریں گے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا تم نے درست کہا۔ مدینہ میں جاتے ہی میں پہلے ہی بات کو بیان کروں گا۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں چنانچہ غزوہ الجحہ میں ہم لوگ مدینہ میں واپس آئے اور عبد کے دربار میں دوپہر ڈھلتے ہی مسجد نبویؐ میں آیا اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کو میں نے منبر کے پاس بیٹھا ہوا دیکھا۔ میں بھی انہی کے سامنے بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ میں نے حضرت عمرؓ کو آتے ہوئے دیکھا۔ میں نے سعید بن زید سے کہا آج عمرؓ ایسی بات کہیں گے جو خلیفہ ہونے سے آج تک نہیں کہی ہے۔ سعید کو میری بات کا یقین نہیں آیا اور کہا کہ ایسی کیا بات ہے جو پہلے کبھی نہیں کہی اور آج کہیں گے۔ حضرت عمرؓ کا خطبہ | اتنے میں حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ منبر پر آکر بیٹھے اور مؤذن کے اعلان سے

نیں آج ایسی بات کہوں گا جو میری تقدیر میں کبھی لکھی تھی اور میں نہیں جانتا کہ شاید یہ بات میری آخری ہو۔ لہذا اجلاس کو سمجھے اور یاد رکھے وہ اس کو جہاں تک اس سے پہنچایا جائے پہنچائے اور جو اس کو یاد نہ رکھے تو اس کو یہ چاہیے کہ مجھ پر جھوٹ بولے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نبی بنا کر بھیجا۔ اور ان پر اپنی کتاب نازل فرمائی اور اسی کتاب میں آیت الرحمن بھی نازل کی جس کو ہم نے پڑھا اور جانا اور سمجھا اور رسول اللہؐ نے رجم کیا اور ہم نے بھی آپؐ کے بعد رجم کیا میں ڈرتا ہوں کہ جب لوگوں پر زمانہ داد گزندے گا تو کوئی کہنے والا یہ دیکھے کہ ہم کتاب اللہ میں آیت الرحمن نہیں پاتے۔ پھر وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے فریضہ کو ترک کر کے گمراہ ہو جائیں گے حالانکہ رجم کتاب اللہ میں حق ہے۔ محسن زانی مرد ہو یا عورت ہو گواہوں کے ساتھ یا حمل ہو یا اقرار ہو اور ہم کتاب الہی میں یہ آیت بھی پڑھتے تھے :-

لَا تَوْتَلُوا عَنْ اَبَائِكُمْ قَالَهُ كُفَرًا يَكْفُرُ يَكْفُرُ اَنْ تَوْتَلُوا عَنْ اَبَائِكُمْ ۝

”اپنے باپ دادا سے روگردانی نہ کرو (یعنی غیروں کو اپنا باپ دادا نہ بناؤ) کیونکہ یہ تمہارا کفر ہے“

نعمت کرنا ہے ۱۱۱ منہ

اے لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم میری اس طرح مبالغہ آمیز تعریف نہ کرنا جس طرح عیسیٰ بن مریم کی لوگوں نے کی تھی۔ تم مجھ کو خدا کا بندہ اور اُس کا رسول ہی کہنا۔
 پھر میں تم سے یہ بات کہتا ہوں کہ مجھ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ فلاں شخص نے کہا۔ خدا کی قسم! اگر عمرؓ مر گئے تو میں فلاں شخص کی بیعت کر لوں گا۔ تو کوئی شخص اس دھوکہ میں نہ رہے کہ ابوبکرؓ کی بیعت یکایک ہوئی تھی اور وہ پوری ہو گئی۔ یہ بیعت اگرچہ اسی طرح ہوئی مگر اللہ تعالیٰ نے اُس کے شرک سے بچایا اور محفوظ رکھا اور تم میں ایسا شخص کون سا تھا جس کی طرف ابوبکرؓ سے زیادہ لوگوں کی گردنیں متوجہ ہوتی تھیں۔

چنانچہ جو شخص بغیر مسلمانوں کے مشورہ سے کسی کی بیعت کرے گا دونوں واجب القتل ہوں گے اور ابوبکرؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد ہم سب میں افضل و بہتر تھے۔ اور انصار نے ہماری مخالفت کی اور سب مردار اور اُن کے اشراف سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے اور علیؓ اور زبیرؓ اور جو اُن کے ساتھی تھے ہم سے پیچھے رہ گئے اور تمام مہاجرین ابوبکرؓ کے پاس جمع ہوئے۔ میں نے ابوبکرؓ سے کہا۔ چلو ہم دیکھیں کہ ہمارے بھائی انصار کیا کر رہے ہیں؟ چنانچہ ہم اسی امداد سے جا رہے تھے کہ دونیک شخص ملے اور انہوں نے ہم سے انصار کے امداد کا حال بیان کیا اور ہم سے پوچھا کہ تم کہاں جا رہے ہو؟ ہم نے کہا ہم بھی انصار ہی کے پاس جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا اگر تم انصار کے پاس نہ جاؤ اور اپنے کام کو پورا کرو تو تم پر کچھ حرج نہیں ہے۔

انصار سے گفتگو | حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں نے کہا واللہ! ہم اُن کے پاس ضرور جائیں گے۔ اور ہم روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ ہم سقیفہ بنی ساعدہ میں آئے اور بیچ میں ہم نے ایک شخص کو چادر اوڑھے ہوئے بیٹھے دیکھا۔ میں نے پوچھا۔ یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے کہا یہ سعد بن عبادہ ہیں۔ میں نے کہا ان کو کیا ہوا؟ لوگوں نے کہا دروہ ہے۔

عمرؓ کہتے ہیں جب ہم لوگ بیٹھے تو انصار کا خطیب کھڑا ہوا اور اُس نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی۔ پھر کہا ہم لوگ انصار اور اسلام کے لشکر ہیں اور اے مہاجرین تم بھی ہم ہی میں سے ایک گروہ ہو اور تمہاری قوم نے تم کو اپنی اصل سے کاٹنا چاہا۔
 عمرؓ کہتے ہیں۔ اس خطیب کا خلاصہ یہ ہوا کہ مہاجرین ہم کو بالکل جڑ سے اکھڑ کر پہلی خلافت

کو ہم سے غصہ کرنا چاہتے ہیں۔

پھر جب یہ شخص خاموش ہو گیا تو میں نے گفتگو کرنی چاہی اور مضمون میں نے اپنے نزدیک بہت عمدہ تیار کر رکھا تھا۔ اور میں چاہتا تھا کہ میں اُس کو ابوبکرؓ کے سامنے بیان کروں اور اسی لئے اُس کو دل ہی دل میں خوب دہرا رہا تھا۔ جب میں نے بولنے کا ارادہ کیا تو ابوبکرؓ نے مجھ سے کہا کہ اے عمرؓ! تم بیٹھے رہو۔ میں نے مناسب نہ جانا کہ ابوبکرؓ کو ناراض کروں۔ اور ابوبکرؓ جو مجھ سے زیادہ جانتے والے تھے۔ انہوں نے بیان کرنا شروع کیا۔ پس واللہ جو جو باتیں میں نے سوچی تھیں وہ سب انہوں نے بیان کر دیں۔ بلکہ اُن سے بھی زیادہ اور افضل اور کہا اے انصار! یہ جو تم نے کہا کہ تم میں خیر و خوبیاں ہیں، بے شک یہ تم نے سچ کہا تم ایسے ہی ہو۔ مگر اس خلافت کے امر کو تمام عرب قریش ہی کے لئے موزوں جانیں گے۔ کیونکہ یہ نسب اور وطن میں سب سے افضل ہیں۔

بیعت اور خلافت | عمرؓ کہتے ہیں۔ پھر ابوبکرؓ نے میرا اور ابو عبیدہ بن جراح کا ہاتھ پکڑ کر آگے کیا اور انصار سے کہا ان دونوں میں سے جس کو تم چاہو خلیفہ بناؤ میں راضی ہوں۔ عمرؓ کہتے ہیں ابوبکرؓ کی یہ بات مجھ کو ناگوار گزری۔ کیونکہ مجھ کو اپنی گردن کا کاٹنا جانا آسان معلوم ہوتا تھا اس بات سے کہ میں اُن لوگوں کا سردار بنوں۔ جن میں ابوبکرؓ موجود ہوں۔ پھر انصار میں سے ایک شخص نے کہا میں اس بات کا فیصلہ کرتا ہوں۔ اے قریش ایک امیر تم میں سے ہو اور ایک امیر ہم میں سے ہو۔

عمرؓ کہتے ہیں اس کے بعد گفتگو بڑھ گئی اور مجھ کو اختلاف بڑھ جانے کا اندیشہ ہوا۔ چنانچہ میں نے ابوبکرؓ سے کہا اے ابوبکرؓ! اپنا ہاتھ پھیلاؤ۔ انہوں نے اپنا ہاتھ پھیلا دیا۔ میں نے اُن کی بیعت کی اور پھر مہاجرین اور انصار سب نے اُن کی بیعت کی۔ پھر ہم سعد بن عبادہ پر چڑھ گئے۔ ایک شخص نے کہا تم نے سعد بن عبادہ کو قتل کر دیا۔ ہم نے کہا کہ سعد بن عبادہ کو اللہ نے قتل کیا۔

دو انصاری | عروہ بن زبیر کہتے ہیں وہ دونوں شخص جو حضرت عمرؓ اور ابوبکرؓ رضی اللہ عنہم کو سقیفہ بنی ساعدہ کے راستہ میں ملے تھے عویم بن ساعدہ اور بن عدی تھے۔ عویم بن ساعدہ کے بارے میں ہم کو یہ روایت پہنچی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی :-

فِيهِ رَجَالٌ يُتَّبَعُونَ أَن يَسْطَرَّوْنَ ذَنِّ وَأَمَلُهُ يُجِيبُ الْمُطْهَرِينَ ۝

”اُس میں ایسے لوگ ہیں جو پاکیزگی کو پسند کرتے ہیں اور خدا پاکیزہ دہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔“
لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ رسول اللہ نے فرمایا عوام ہی ساعدہ ان میں سے اچھے آدمی ہیں۔

آنحضرتؐ بن عدی کے بارے میں ہم کو یہ دعائیت پہنچی ہے کہ جب لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبوت کو ماننے لگے کہ کاش ہم آپؐ سے چلنے پھرنے کیونکہ رسول پاکؐ کے بعد ہم کو فتنوں میں پڑ جانے کا خوف ہے تو میں بن عدی نے کہا واللہ! میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چلنے پھرنے کی بات اس لئے کہ میں چاہتا ہوں کہ بعد میں بھی آپؐ کی اسی طرح تصدیق کے بعد جیسا کہ آپؐ کی حیات میں کرتا تھا۔ میں بن عدی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بمقام پیامبر مسلمانوں کی جنگ میں شہید ہوئے۔

حضرت ابوبکرؓ کا پہلا خطبہ | افسر بن مالک کہتے ہیں میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سفیر بنی ساعدہ میں بیعت کی گئی اُس کے دوسرے روز ابوبکرؓ منبر پر اُکڑ بیٹھے اور حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے پہلے گفتگو شروع کی اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد بیان کیا کہ :-

”اے لوگو! میں نے کل تم سے ایک ایسی بات کہی تھی کہ میں کوئی شخص نہیں سنے کہ کتاب اللہ میں پایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق تم سے کوئی حد لیا تھا مگر میں نے اُس کو اس سبب سے گماڑا کہ میں جانتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غریب ہمارے ہمارے رخصت کی تہ بیکر دیں گے اور بے شک خدا تعالیٰ نے تم سے حد بیان کی کتاب باقی رکھی ہے جس کے ساتھ اُس نے اپنے رسول کو پارس فرمایا۔ اس لئے اگر تم لوگ اُس کو مضبوط پکڑو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو اُس سے ہدایت کرے گا اور اللہ تعالیٰ نے تم سے امر (خوف) کو تم میں بہتر شخص رسول اللہ کے صحابی ثانی اثنین اور ہانی اللہ! یہ تم کیلئے ہے پس تم کھڑے ہو کر ان کی بیعت کرو۔“

چنانچہ سب لوگوں نے عام طور پر حضرت صدیق کی بیعت کی۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے گفتگو فرمائی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا :-

”اے لوگو! میں تم پر دلی بنایا گیا ہوں حالانکہ میں تم میں بہتر نہیں ہوں۔ لہذا اگر میں

نیکی کروں تو تم میری مدد کرو اور اگر میں بُرائی کروں تو تم مجھ کو سیدھا اور قائم کرو۔
 وہ راست گوئی امانت ہے اور محبوبت خیانت ہے اور جو شخص تم میں کمزور ہے وہ
 میرے نزدیک قوی ہے یہی انشاء اللہ تعالیٰ اُس کا حق اُس کو دلو اوں گا اور جو شخص
 تم میں قوی اور زبردست ہے وہ میرے نزدیک ضعیف اور کمزور ہے یہی انشاء اللہ
 اُس سے لوگوں کا حق دلو اوں گا جو اُس نے جبرائے لیا ہے۔

اسے لوگو! میں قوم سے خدا کی راہ میں جہاد کرتا ترک کیا اللہ تعالیٰ اُس قوم کو
 ذلیل و خوار کرتا ہے اور جس قوم میں فحش افعال عام طور سے رواج پاتے ہیں اللہ
 اُن پر طرَح طرَح کی بلائیں نازل فرماتا ہے۔ اے لوگو! جب تک میں خدا و رسول کی اطاعت
 کروں تم میری اطاعت کرو اور جب میں خدا اور رسول کی نافرمانی کروں تو میری تم پر کچھ
 اطاعت نہیں ہے۔ اب اپنی نماز کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحمت کرے۔

حضرت عمرؓ کی روایت | ابن عباسؓ کہتے ہیں، حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں ایک دفعہ
 میں اُن کے ساتھ جا رہا تھا اور وہ اپنے کسی کام کے لئے جا رہے
 تھے اور اپنے دل ہی دل میں کچھ باتیں کر رہے تھے۔ میرے سوا اور کوئی اُن کے ساتھ نہ تھا۔
 ایک دُورہ ہاتھ میں تھا اور اپنے پیروں کی پھلی طرف دُورہ کو مارتے تھے۔ پھر یکایک میری
 طرف مڑ کر کہنے لگے اے ابن عباسؓ تم جانتے ہو کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات
 ہوئی میں نے وہ بات کیوں کہی تھی (یعنی آپؐ کا وصال نہیں ہوا ہے وغیرہ) میں نے کہا میں نہیں
 جانتا اے ابن عباسؓ! آپ ہی واقعت ہوں گے۔ حضرت عمرؓ فرمانے لگے اس کا باعث یہ تھا
 کہ میں اس آیت کو پڑھا کرتا تھا :-

۱۔ جیسے اس زمانہ کے مسلمان حیران و پریشان ہیں اور روزِ اسی تفتیش اور تحقیق کے لئے بلے کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے
 تھکر اور لڑاکاں اور فتنے کے سبب کیا ہیں؟ اب یقین ہے کہ ان کو اپنے اس حال کا جواب شافی مل گیا ہوگا۔
 جو حضرت خلیفہِ اول خلافت کے پہلے ہی روز بیان فرما چکے ہیں۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ مسلمان اپنے اس
 مرض کو تحقیق کر کے اور پھر اُس کی وجہ سے بھی واقعت ہو کر علاج کی طرف بھی مائل ہوتے
 ہیں یا نہیں؟ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی محنت کے قائم کرنے کی توفیق دے اور اپنے امداد ان کے
 شاہنِ حال فرمائے۔ (مترجم)

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَتَكُونُوا
الْمُرْسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ۝

”اور اسی طرح کیا ہے ہم نے تم کو امت درمیان تاکہ تم تمام لوگوں پر گواہ ہو اور رسول
تم پر گواہ ہوں۔“

اور میں یہ سمجھتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت میں قیامت تک زندہ رہ کر ان کے
اعمال کے گواہ ہوں گے۔ چنانچہ اس سبب میں نے اُس روز وہ گفتگو کی تھی۔

رسول اللہ کی تجنیز و تکفین ابن اسحاق کہتے ہیں جب حضرت ابو بکرؓ کی لوگوں نے بیعت کر لی
تو اب لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجنیز و تکفین کی طرف
متوجہ ہوئے۔ چنانچہ حضرت علیؓ اور عباسؓ اور قثم بن عباسؓ اور فضل بن عباسؓ اور اسامہؓ
بن زید اور آنحضرتؐ کے آداب غلام شقرانؓ۔ یہ سب لوگ آپؐ کے غسل دینے میں شریک تھے
اور اوس بن خولیؓ نے جو رسول کریمؐ کے صحابی انصاری اور بدری تھے اگر حضرت علیؓ سے کہا
کہ اے علیؓ! میں تم کو اللہ اور اُس حق کا واسطہ دیتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے ہم کو ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا تم بھی آ جاؤ۔ چنانچہ وہ بھی غسل دینے میں شریک ہوئے۔
حضرت علیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سینے سے لگائے ہوئے تھے اور عباسؓ اور فضلؓ اور
قثمؓ حضرت علیؓ کے ساتھ کروٹ بدلوانے میں شریک تھے اور اسامہ بن زید اور شقران پانی
ڈالتے تھے اور حضرت علیؓ رسول کریمؐ کو سینے سے لگائے ہوئے غسل دیتے تھے اور آنحضرتؐ
جو کمرہ پہنے ہوئے تھے اُس کے اوپر سے ہاتھ سے ملتے تھے اپنا ہاتھ آپؐ کے جسم کو دے لگاتے
تھے اور فرماتے تھے میرے ماں باپ آپؐ پر خدا ہوں آپؐ زندگی اور موت دونوں حالتوں میں کیسے
پاک پاکیزہ اور طیب و طاہر ہیں اور آپؐ کے جسم مطہر سے کوئی چیز ایسی ظاہر نہیں ہوئی جو اکثر مردوں
سے ہوا کرتی ہے۔

غسل حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو یہ
تشریف لے گئے کہ آپؐ کے کپڑے بدن پر سے اتار دیں یا اتنی میں غسل دیں۔ آخر جب
بہت اختلاف ہوا تو سب کے سب لوگوں کو آؤنگھ آگئی اور ایک دم سب کی گردنیں جھک کر
ٹھوڑیاں سینے سے لگ گئیں اور سب پر اللہ تعالیٰ نے عین کو غالب کر دیا اور اُس نذیل میں مکان
کے ایک گوشہ سے آواز آئی کہ رسول اللہ کو کپڑوں سمیت غسل دو۔ اور کوئی کہنے والا دکھائی نہ دیا اور

فودا اُس آواز کو سنتے ہی سب ہوشیار ہو گئے اور کپڑوں سمیت آنحضرتؐ کو غسل دیا۔ پانی ڈال کر گرتے کے اوپر ہی سے آپؐ کے جسم کو کھینچتے تھے۔ پھر غسل کے بعد میں کپڑے کفن کے طور پر آنحضرتؐ کو پہنائے گئے جن میں سے دو کپڑے صحابی (یعنی مقام صحابہ کے بنے ہوئے) تھے۔ اور ایک چادر جہری تھی۔

حد ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قبر کھودانے کی تجویز ہوئی تو ابو عبیدہ بن جراح اہل مکہ کے طریقہ پر قبر کھودتے تھے اور ابو طلحہ زید بن سہل اہل مدینہ کے مطابق کھدواتے تھے۔ چنانچہ حضرت عباسؓ نے دو آدمیوں کو بلا کر ایک کو ابو عبیدہ بن جراح کے پاس اور دوسرے کو ابی طلحہ کے پاس اُن کے بلانے کے لئے بھیجا اور دعا کی کہ اے اللہ! اپنے رسولؐ کے لئے جیسی قبر چاہے اختیار کر۔ چنانچہ جو شخص ابو طلحہ کے پاس گیا تھا وہ ابو طلحہ کو لے آیا اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھد تیار کی اور جب سہ شنبہ کے روز رسول اکرمؐ کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے تو مکان ہی میں آپؐ کا جنازہ ایک تخت پر رکھا گیا۔ اب لوگوں میں دفن کرنے کے بارے میں اختلاف ہوا۔ بعض نے کہا رسول اللہ کو مسجد میں دفن کرنا چاہیے۔ اور بعض نے کہا صحابہ کے پاس دفن کرو۔

نماز جنازہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے نماز جنازہ فرماتے تھے جس میں بھی انتقال ہوا وہ اُسی جگہ دفن کئے گئے جہاں اُن کا انتقال ہوا تھا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بچھونا اٹھا کر اُس کے پیچھے قبر کھودی گئی اور لوگ نماز پڑھنے کے لئے آئے شروع ہوئے۔ تھوڑے تھوڑے آتے تھے اور نماز پڑھنے کے بعد چلے جاتے تھے۔ مردوں کے بعد عورتوں نے نماز پڑھی اور عورتوں کے بعد بچوں نے نماز پڑھی۔ اور کسی نے رسول اللہ کی نماز جنازہ کی امامت نہیں کی۔

پھر بدھ کے نصف شب کے وقت آنحضرتؐ کو دفن کیا گیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم کو چہار شنبہ کی شب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفن ہونے کی اُس وقت خبر ہوئی جب ہم نے بدھ کی آدھی رات کے وقت لوگوں کی آمد و رفت کی آواز سنی۔

حضرت علیؓ اور فضل بن عباسؓ اور قثم بن عباسؓ اور آنحضرتؐ کے آغا دغلام شقران آپؐ کی تدفین کرانے کے لئے قبر میں اترے۔ اس بن ثولی نے حضرت علیؓ کو وہی قسم دی کہ حضرت علیؓ نے

فرمایا۔ تم بھی اتر آؤ۔ چنانچہ وہ بھی اتر کر شریک ہوئے اور شقران نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک چادر جس کو آپ اوڑھا اور بچھایا کرتے تھے۔ اُس کو بھی آپ کے ساتھ دفن کر دیا اور کہا یہ چادر آپ کے بعد کوئی نہ اوڑھے گا۔

سب آخری شخص | مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کرنے کے وقت میں نے اپنی انگوٹھی قبر میں گرا دی اور لوگوں سے کہا کہ میری انگوٹھی گر پڑی ہے۔ حالانکہ میں نے اُس کو قطعاً اس لئے گرایا تھا کہ سب کے بعد میں آپ کے جسم مبارک کو ہاتھ لگاؤں اور میرے بعد کوئی نہ لگائے۔

عبداللہ بن حرث کہتے ہیں میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ یا حضرت عمرؓ یا حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں عمرہ کیا۔ اور حضرت علیؓ اپنی بہن اُمّ ہانی بنت ابی طالب کے پاس مکہ میں جا کر ٹھہرے اور جب عمرو سے خائف ہوئے تو حُوشی لیا۔ پھر ان کے پاس عراق کے چند لوگ آئے اور انہوں نے عرض کیا۔ اے ابوالحسن! ہم آپ سے ایک بات دریافت کرنے آئے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ اُس سے ہم کو باخبر کریں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ مغیرہ بن شعبہ نے تم سے بیان کیا ہے کہ وہ سب سے زیادہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری حالات جاننے والے ہیں اور سب سے آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہاتھ لگایا ہے۔ اہل عراق نے کہا ہاں بے شک ہم یہی بات دریافت کرنے آئے تھے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا وہ صحیح نہیں کہ سب سے آخر میں تم بن عباس نے آنحضرت کو ہاتھ لگایا ہے۔

رسول اللہ کے آخری ارشادات مبارک | حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیماری کی حالت میں ایک سیاہ چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ کبھی آپ اپنا چہرہ اُس چادر سے دھک لیتے تھے اور کبھی کھول دیتے تھے اور فرماتے تھے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو قتل کرے جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنایا یعنی قبروں کو سجدہ کیا۔ آپ اس بات سے خائف تھے کہ آپ کی امت بھی کہیں ایسا ہی نہ کرنے لگے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں سب سے آخر جو عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لیا وہ یہ تھا کہ ملک عرب میں دو دین چھوڑے جائیں۔

استداد کا فتنہ اور سید باب

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مسلمان بہت بڑے مدد میں مبتلا ہوئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فوجی جنگوں میں شرکت کی اور یوں نہایت لگے اور بیرونیت اور نصرا دیت کا زور ہونے لگا۔ فتنے و فتنوں سے ظاہر ہوا اور مسلمان ایسے ہو گئے جیسے بکریاں جاتے کی اندھیری رات میں پریشان پھرتی ہیں۔ اور ان سب باتوں کا باعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال پر طال تھا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے سب لوگوں کو حضرت ابو بکرؓ پر جمع کیا۔

ابن ہشام کہتے ہیں رسول کریمؐ کی وفات کے بعد اکثر اہل مکہ نے مرتد ہونے اور اسلام سے پھر جانے کا قصد کیا۔ یہاں تک کہ عتبہ بن اسید جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مکہ کے حاکم تھے ان لوگوں سے مخالف ہو کر پوشیدہ ہو گئے۔ تب سہیل بن عمروؓ نے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی۔ پھر آنحضرتؐ کی وفات کا ذکر کیا اور فرمایا: آپ کی وفات سے اسلام کو کچھ کمزوری نہیں پہنچی ہے بلکہ اسلام اور یادہ قوی ہو گیا ہے۔ پس جو شخص اسلام میں شک کرے گا ہم اس کی گردن مار دیں گے۔ اس بات کو سن کر لوگ اپنے استداد کے ارادہ سے باز رہے اور عتبہ بن اسید بھی ظاہر ہو گئے۔

سہیل بن عمروؓ کا یہی وہ مقام ہے جس کے واسطے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن خطابؓ سے ارشاد فرمایا تھا کہ حضورؐ یہ ایسے مقام میں کھڑا ہو گا کہ تم اس کو برا نہ کہو گے (پس وہ مقام یہ تھا کہ سہیل نے کھڑے ہو کر اہل مکہ کو ارشاد سے روک دیا)

— سیرت نبویہ ختم ہوئی —

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا وَقَلِيلًا وَعَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الطَّيِّبِينَ
الطَّاهِرِينَ وَصَحْبِهِ الْأَخْيَارِ الرَّاشِدِينَ



عصر حاضر کی جامع ترین عربی اردو لغت۔ کم و بیش ایک لاکھ قدیم اور جدید عربی الفاظ کا عظیم ترین ذخیرہ جو اپنی گونا گوں خصوصیات کی بنا پر اب تک کی تمام عربی اردو لغات پر فائق ہے۔ جدید الفاظ، اصطلاحات، محاورات، ضرب الامثال، مترادفات اور زندہ اسالیب کا ایک خزانہ جس سے کوئی درس گاہ، کتب خانہ، استاد یا طالب علم مستغنی نہیں ہو سکتا۔ پاکستان اور ہندوستان میں پہلی بار شائع ہونے والی حجم جو برس با برس کی محنت شاقہ کے بعد علمی استفادے کے لیے دستیاب ہے۔ ایک با کمال صاحب فن کی عرق ریزی کا ثمر۔

القاموس الوحد

جامع ترین عربی اردو لغت

تالیف

مولانا وحید الزمان قاسمی کیرانوی

استاذ حدیث و ادب عربی و معاون رتھم دار العلوم دیوبند

مراجعة و تقدیم

مولانا عمید الزمان قاسمی کیرانوی

الإدارة الإسلامية

لاہور — کراچی

المكتبة الإسلامية

۹۹۔۔۔ جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور

شمار 15014.....

www.KitaboSunnat.com

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تحفہ خواتین

خواتین اسلام سے سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تہیں

تالیف

مولانا محمد عاشق الہی بلنہ شہری علیہ السلام

جس میں اسلامی عقائد و غار و روزہ، زکوٰۃ، حج کے معتقل احکام، مذکور ہیں ذکر و تلاوت اور دعا کے فضائل دعا کے آداب اور مختلف مواقع کی دعائیں، زوجین نکاح، طلاق، خلع، عدت وغیرہ کے مسائل تفصیل سے لکھے ہیں اولاد کی دینی تعلیم و تربیت کی اہمیت اسلامی مشورہ کی تفصیل اور اس کی ضرورت بتائی گئی سہتہ اسلامی آداب اسلامی اخلاق کی تشریح کرتے ہوئے غیر اسلامی مشورہ پر بھروسہ پر تبصرہ کیا گیا ہے۔ آخر میں توبہ کا طریقہ اور زندگی گزارنے کا دستور اہل مکہ دیا گیا ہے خواتین کی دینی زندگی بنانے کے لیے بہت جامع کتاب ہے جو سینکڑوں عادیث شریفہ کی روشنی میں لکھی گئی ہے

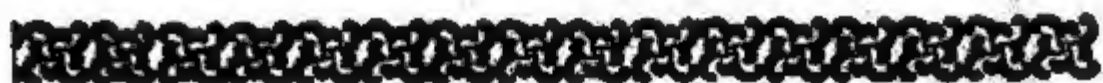
اخلاص اسلامیت

۱۹۰۱ء
لاہور

انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد دنیا کے مقدس ترین انسانوں کی سیرت و شجرت

سیر الصحابہ

تاریخ اسلام، اُسماؤ الرجال اور ذخیرۂ احادیث کی گرانقدر کتابوں سے اخذ
مستند حوالہ جات پر مبنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت و شجرت پر مشتمل جامع کتاب
انہ کرام و صحابہ کے مختلف حالات زندگی پر اردو میں سب سے جامع کتاب



جلد اول ۱	
خلفائے راشدین	
جلد دوم ۲	جلد سوم ۳
سیر مہاجرین کا دل دہن	سیر انصار کا دل دہن
جلد چہارم ۴	جلد پنجم ۵
چار کبار صحابہؓ / ۱۵۰ اصغار صحابہؓ	اسوۂ مصفاۃ کا دل دہن
جلد ششم ۶	جلد ہفتم ۷
سیر الصغیرۃ / اسوۂ مصفاۃ / اہل کتاب	تابعین کرام
جلد ہشتم ۸	جلد نہم ۹
تابعین (اول)	تابعین (دوم)

مکمل پندرہ حصے نو جلدوں میں متحدہ ساڑھے پانچ ہزار صفحات، عمدتاً کتب محبت
میں سیرت کاغذ، مضبوط ڈائی ودر جلد، قیمت کاغذی ۹ جلد - ۱۶۰

عبد ربیع، ادارۂ اسلامیات ۱۶۰، افکار کلی، لاہور

